

کلیج بخاری

ترجمہ از مولانا ابوالحسن علی Nadwi
مفتی الاسلامیہ اہل سنت والجماعہ مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ و تفسیر
حضرت مولانا محمد داؤد آزاد

سرکاری پبلشر (پبلشرز) اسلام آباد

کتاب

کتاب

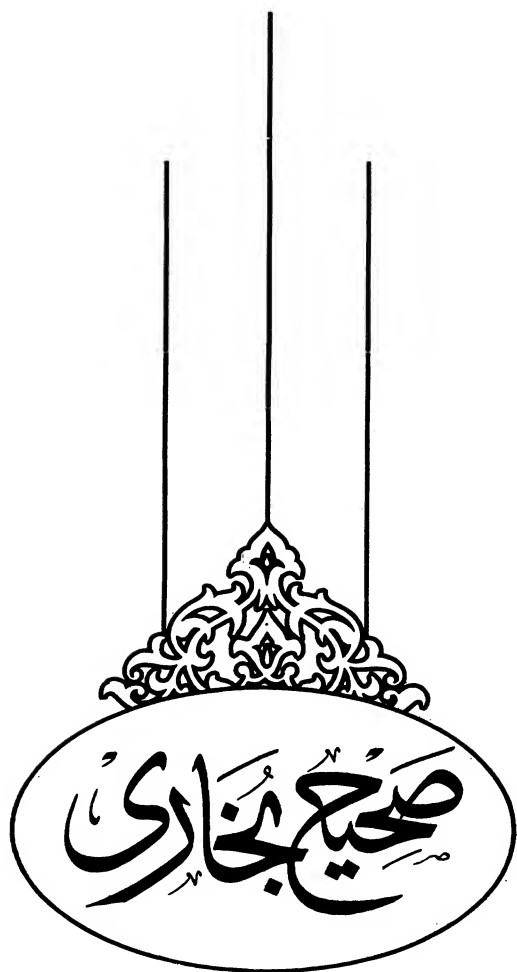
کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح بخاری

جلد ہشتم

رَوَى عَنْهُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْأَدَبِ السَّيِّئِ وَالْفَقْهَاءِ

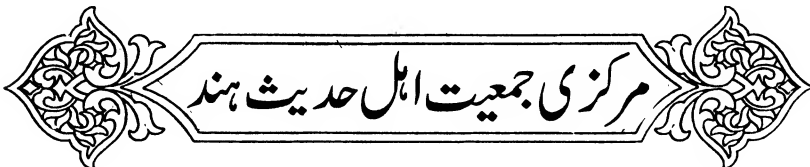
رَوَى عَنْهُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْأَدَبِ السَّيِّئِ وَالْفَقْهَاءِ

ترجمہ و تفسیر

حضرت مولانا محمد داؤد راز

نظر ثانی

حضرت مولانا محمد داؤد راز نے اس کتاب کو تصحیح کیا ہے اور اس میں کئی اصلاحیں کی ہیں





جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محفوظ @



نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۲ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۳۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۳ اے، چاہرہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، برہشاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارمینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منو ناتھ بھجن، یوپی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۸	آدمؑ اور موسیٰؑ نے جو مباحثہ	۱۷	صور پھونکنے کا بیان
۶۹	جسے اللہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں	۱۹	اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا
۷۰	بد قسمتی اور بد نصیبی سے اللہ کی پناہ مانگنا	۲۰	حشر کی کیفیت کا بیان
۷۰	ایک آیت کی تفسیر	۲۴	اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں ارشاد کہ قیامت کی بل چل.....
۷۱	ایک اور آیت کی تشریح	۲۵	سورہ مطففین میں ارشاد باری تعالیٰ
۷۲	آیت وما کنا لنهتدی ارجح کی تفسیر	۲۶	قیامت کے دن بدلہ لیا جائے گا
		۲۸	جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی.....
		۳۰	جنت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب داخل ہوں گے
		۳۳	جنت اور جہنم کا بیان
۷۳	سورہ مائدہ میں ایک ارشاد باری	۴۵	صراط ایک پل ہے جو دو رخ پر بتایا گیا ہے
۷۵	رسول اللہ ﷺ کا یوں قسم کھانا ایم اللہ	۴۹	حوض کوثر کے بیان میں
۸۴	اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ		
۸۷	لات و عزرائیل اور بتوں کی قسم نہ کھائے		
۸۸	بن قسم دیے قسم کھانا کیسا ہے		
۸۸	اس شخص کے بارے میں جس نے اسلام کے سوا اور کسی.....	۵۹	اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہو گیا
۸۹	یوں کہنا منع ہے کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں	۶۰	اس بیان میں کہ مشرکوں کی اولاد.....
۹۰	سورہ نور کی ایک آیت شریفہ	۶۱	اللہ نے جو حکم دیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا
۹۱	اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں	۶۳	عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے
۹۲	جو شخص علی عہد اللہ کہے تو کیا حکم ہے	۶۴	نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی
۹۳	اللہ تعالیٰ کی عزت اس کی صفات.....	۶۵	لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت کا بیان
۹۴	کوئی شخص کہے کہ لعن اللہ.....	۶۶	معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہ ہوں سے بچائے رکھے
۹۴	لغو قسموں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ	۶۷	اور اس بستی پر ہم نے حرام کر دیا ہے.....
۹۵	اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے.....	۶۸	سورہ نبی اسرائیل کی ایک آیت کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کتاب الفرائض		قسموں کا بیان
۱۳۲	فرائض کا علم سیکھنا	۱۰۱	سورہ آل عمران کی آیت کی تشریح
۱۳۳	نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا	۱۰۱	ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات.....
۱۳۶	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ جس نے ہال چھوڑا ہو.....	۱۰۲	جب کسی نے کہا کہ واللہ میں آج بات.....
۱۳۷	لڑکے کے میراث اس کے باپ.....	۱۰۶	جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ تک.....
۱۳۷	لڑکیوں کی میراث کا بیان	۱۰۸	جب کسی نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا
۱۳۸	اگر کسی کے لڑکانہ ہو تو پوتے کی میراث کا بیان	۱۱۰	قسموں میں نیت کا اعتبار ہوگا
۱۳۹	اگر بیٹی کی موجودگی میں پوتی بھی ہو؟	۱۱۰	جب کوئی شخص اپنا مال نذر یا توبہ کے طور پر خیرات کر دے
۱۴۰	باپ یا بھائیوں کی موجودگی میں دادا کی میراث کا بیان	۱۱۱	اگر کوئی شخص اپنا کھانا اپنے اوپر حرام کر لے
۱۴۱	اولاد کے ساتھ خاوند کو کیا ملے گا؟	۱۱۲	منت نذر پوری کرنا واجب ہے
۱۴۲	بیوی اور خاوند کو اولاد وغیرہ کے ساتھ کیا ملے گا؟	۱۱۳	اس شخص کا گناہ جو نذر پوری نہ کرے
۱۴۲	بیتوں کی موجودگی میں بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں	۱۱۴	اسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے جو عبادت اور اطاعت.....
۱۴۳	بہنوں اور بھائیوں کو کیا ملے گا	۱۱۴	کسی نے جاہلیت اسلام لانے سے پہلے.....
۱۴۳	سورہ نساء میں وراثت کے بارے میں؟	۱۱۴	جو مر گیا اور اس پر کوئی نذر باقی رہ گئی
۱۴۴	اگر کوئی عورت مر جائے.....	۱۱۵	ایسی چیز کو نذر جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے.....
۱۴۴	ذی الارحام (کامیان)	۱۱۷	جس نے کچھ خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو.....
۱۴۵	لعان کرنے والی عورت اپنے بچے کی وارث ہوگی	۱۱۸	کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں.....
۱۴۵	بچہ اسی کا کہلائے گا جس کی بیوی یا لونڈی سے وہ پیدا ہو		کتاب کفارات الایمان
۱۴۶	غلام لونڈی کا ترکہ وہی لے گا جو آزاد کرے	۱۲۰	سورہ مائدہ می اللہ تعالیٰ کا فرمان
۱۴۷	سائبہ وہ غلام یا لونڈی جس کو مالک آزاد کر دے	۱۲۰	سورہ تحریم میں اللہ کا فرمان ادا کرنے کے لیے
۱۴۸	جو غلام اپنے اصلی مالکوں کو چھوڑ کر.....	۱۲۱	جس نے کفارہ ادا کرنے کے لیے کسی تک دست کی مدد کی
۱۴۸	جب کوئی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے.....	۱۲۲	کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جائے
۱۴۹	ولاء کا تعلق عورت کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے	۱۲۳	مدینہ منورہ کا صاع.....
۱۵۰	جو شخص کسی قوم کا غلام ہو آزاد کیا ہو اگیا.....	۱۲۴	سورہ مائدہ میں ایک ارشاد باری
۱۵۰	اگر کوئی وارث کافروں کے ہاتھ قید ہو گیا؟	۱۲۵	کفارہ میں مدبر اور ام الولد اور مکاتب اور ولد الزنا آزاد کرنا
۱۵۱	مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا نہ کافر مسلمان کا.....	۱۲۶	جب کفارہ میں غلام آزاد کر لے گا تو.....
۱۵۱	جو کسی شخص کو اپنا بھائی یا بھتیجا ہونے کا دعویٰ کرے	۱۲۶	اگر کوئی شخص قسم میں ان شاء اللہ کہہ دے
۱۵۲	جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ.....	۱۲۷	قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۷	عید گاہ میں زخم کرنا	۱۵۳	کسی عورت کا دعویٰ کرنا کہ یہ میرا بچہ ہے
۱۷۷	جس نے کوئی ایسا گناہ کی جس پر کوئی حد نہیں	۱۵۳	قیانہ شناس کا بیان
۱۷۹	جب کوئی شخص حدی گناہ کا اقرار.....		
۱۷۹	کیا امام زنا کا اقرار کرنے والے سے یہ کہے کہ.....		
۱۸۱	زنا کا اقرار کرنا	۱۵۵	زنا اور شراب نوشی کے بیان میں
۱۸۲	اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے.....	۱۵۵	شراب پینے والوں کو مارنے کے بیان میں
۱۸۹	اس بیان میں کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے.....	۱۵۶	جس نے گھر میں حد مارنے کا حکم دیا
۱۹۰	بدکاروں اور مخمٹوں کو شہر بدر کرنا	۱۵۶	شراب میں چھڑی اور جوتے سے مارنا
۱۹۰	جو شخص حاکم اسلام کے پاس نہ ہو.....	۱۵۸	شراب پینے والا اسلام سے نکل نہیں جاتا.....
۱۹۱	ایک ارشاد باری تعالیٰ	۱۵۹	چور جب چوری کرتا ہے
۱۹۲	جب کوئی کثیر زنا کرائے	۱۵۹	چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت بھیجنارست ہے
۱۹۲	لوٹڈی کو شرعی سزا دینے کے بعد.....	۱۵۹	حد قائم ہونے سے گناہ کا لغوارہو جاتا ہے
۱۹۳	ذبیوں کے احکام.....	۱۶۰	مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے ہاں جب کوئی.....
۱۹۴	اگر حاکم کے سامنے کوئی شخص اپنی عورت کو.....	۱۶۱	حدود قائم کرنا اور اللہ کی حرماتوں.....
۱۹۵	حاکم کی اجازت کے بغیر اگر کوئی شخص.....	۱۶۱	جب کوئی بلند مرتبہ شخص ہو.....
۱۹۶	اس مرد کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ.....	۱۶۲	جب حدی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچ جائے پھر.....
۱۹۷	اشارے کنائیے کے طور پر کوئی بات کہنا	۱۶۲	سورہ مائدہ میں ارشاد باری
۱۹۸	تنبیہ اور تعزیر یعنی حد سے کم سزا کتنی ہونی چاہیے	۱۶۳	چور کی توبہ کا بیان
۲۰۰	اگر کسی شخص کی بے حیائی اور بے شرمی.....		
۲۰۲	پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا گناہ ہے		
۲۰۳	غلاموں پر تاق تہمت لگانا.....		
۲۰۴	اگر امام کسی شخص کو حکم کرے.....		
	کتاب الدیات		
۲۰۵	سورہ نساء کی ایک آیت کی تشریح		
۲۰۷	سورہ مائدہ کی ایک آیت کی تشریح		
۲۱۲	سورہ بقرہ میں آیت قصاص		
۲۱۲	حاکم کا قاتل سے پوچھ گچھ کرنا		
۲۱۲	جب کسی نے پتھر یا ٹڈے سے کسی کو قتل کیا		
۲۱۳	اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا کہ جان کے بدلے.....		
			کتاب المحاربین
			سورہ مائدہ کی آیت کی تفسیر
			نبی کریم ﷺ نے ان مرتدوں ڈاکوؤں کے.....
			مرتد لڑنے والوں کو پانی بھی نہ دینا
			نبی کریم ﷺ مرتدین لڑنے والوں کی آنکھوں میں.....
			جس نے فواحش کو چھوڑ دیا.....
			زنا کے گناہ کا بیان
			محض شادی شدہ کو زنا کی علت میں سگسار کرنا
			پاکل مرد یا عورت کو زخم نہیں کیا جائے گا
			زنا کرنے والے کے لیے پتھروں کی سزا ہے
			بلا میں زخم کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۱	جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے	۲۱۴	چتر سے قصاص لینے کا بیان
۲۴۲	اگر ذمی کا فر اشارے کنائے میں آنحضرت ﷺ کو برا کہے	۲۱۴	جس کا کوئی قتل کر دیا گیا ہو.....
۲۴۳	خارجیوں اور بے دینوں سے ان پر دلیل.....	۲۱۶	جو کوئی ناحق کسی کا خون کرنے کی فکر میں ہو
۲۴۶	دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے.....	۲۱۶	قتل خطا میں معقول کی موت کے بعد اس کے وارث کا.....
۲۴۸	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ قیامت اس وقت تک قائم.....	۲۱۷	سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ
۲۴۸	تاویل کرنے والوں کے بارے میں بیان	۲۱۷	قاتل ایک مرتبہ قتل کا اقرار کرے.....
	کتاب الاکراہ	۲۱۸	عورت کے بدلہ میں مرد کا قتل کرنا.....
۲۵۵	جس نے کفر پر مار کھانے، قتل کئے جانے.....	۲۱۸	مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں بھی.....
۲۵۶	جس کے ساتھ زبردستی کی جائے.....	۲۱۸	جس نے اپنا حق یا قصاص سلطان کی اجازت.....
۲۵۷	جس کے ساتھ زبردستی کی جائے اس کا نکاح	۲۱۹	جب کوئی ہجوم میں مر جائے.....
۲۵۸	اگر کسی کو مجبور کیا گیا اور آخر اس نے غلام بہہ کیا	۲۲۰	اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا
۲۵۹	اکراہ کی برائی کا بیان	۲۲۰	جب کسی نے کسی کو دانت سے کاٹا.....
۲۶۰	جب عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہو	۲۲۱	دانت کے بدلے دانت
۲۶۱	اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی کہے	۲۲۱	انگیوں کی دیت کا بیان
	کتاب الحیل	۲۲۱	اگر کئی آدمی ایک شخص کو قتل کر دیں
۲۶۴	حیلے چھوڑنے کا بیان	۲۲۳	قسامت کا بیان
۲۶۵	نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان	۲۲۷	جس نے کسی کے گھر میں جھانکا.....
۲۶۵	زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان	۲۲۸	عائقہ کا بیان
۲۶۹	خرید و فروخت میں حیلہ.....	۲۲۸	عورت کی پیٹ کا بچہ جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو
۲۶۹	نجش کی کراہیت	۲۳۰	جس نے کسی غلام یا بچہ کو کام کے لئے عاریتاً لیا
۲۷۰	خرید و فروخت میں دھوکہ دینے کی ممانعت	۲۳۱	کان میں دب کر اور کنوئیں میں گر کر مرے.....
۲۷۰	یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو.....	۲۳۱	چوپایوں کا نقصان کرنا
۲۷۱	جب کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی.....	۲۳۲	اگر کوئی ذمی کا فر کو بے گناہ مار ڈالے.....
۲۷۲	نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے.....	۲۳۳	مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کریں گے
۲۷۴	عورت کا اپنے شوہر یا سوتلوں کے ساتھ سے حیلہ.....	۲۳۳	اگر مسلمان نے غصے میں یہودی تو طمانچہ لگایا.....
۲۷۵	طاعون سے بھاگنے کے لئے حیلہ کرنا منع ہے		کتاب استتابة المورتدين
۲۷۷	بہہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لئے حیلہ	۲۳۵	سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ
		۲۳۷	مرد مرد اور مرد عورت کا حکم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۷	خواب میں آرام کرنا	۲۸۰	عامل کا تختہ لینے کے لئے حیلہ کرنا
۳۰۸	خواب میں محل دیکھنا		
۳۰۹	خواب میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا		
۳۰۹	خواب میں کسی کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھنا	۲۸۲	اور رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خواب کے ذریعہ ہوئی
۳۱۰	جب کسی نے اپنا بچا ہوا دودھ خواب میں کسی اور کو دیا	۲۸۵	صالحین کے خوابوں کا بیان
۳۱۰	خواب میں آدمی اپنے تئیں بے ذرہ دیکھے	۲۸۶	اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے
۳۱۲	خواب میں دائیں طرف لے جاتے دیکھنا	۲۸۶	اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے
۳۱۲	خواب میں پیالہ دیکھنا	۲۸۸	منشورات کا بیان
۳۱۳	جب خواب میں کوئی چیز اڑتی نظر آئے	۲۸۸	حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان
۳۱۳	جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے دیکھے	۲۸۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان
۳۱۳	خواب میں پھونک مارتے دیکھنا	۲۹۰	خواب کا توار و یحییٰ
۳۱۵	جب کسی نے دیکھا کہ اس نے کوئی چیز.....	۲۹۰	قیدیوں اور اہل شرک و فساد کے خواب کا بیان
۳۱۵	سیاہ عورت کو خواب میں دیکھنا	۲۹۲	نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا
۳۱۵	پر آگندہ بال عورت خواب میں دیکھنا	۲۹۳	رات کے خواب کا بیان
۳۱۶	جب خواب میں تلوار ہلائے	۲۹۶	دن کے خواب کا بیان
۳۱۶	جموٹا خواب بیان کرنے کی سزا	۲۹۷	عورتوں کے خواب کا بیان
۳۱۸	جب کوئی برا خواب دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے	۲۹۸	برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے
۳۱۹	اگر پہلی تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے.....	۲۹۹	دودھ کو خواب میں دیکھنا
۳۲۰	صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر بیان کرنا	۲۹۹	جب دودھ کسی کے اعضاء و مانتوں سے پھوٹ نکلے
		۳۰۰	خواب میں قیص کرتے دیکھنا
		۳۰۰	خواب میں کرتے کا گھسیٹنا
۳۲۶	سورۃ انفال کی ایک آیت مبارکہ	۳۰۱	خواب میں سبزی یا ہرا بھر اباغ دیکھنا
۳۲۸	نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی	۳۰۲	خواب میں عورت کا منہ کھولنا
۳۳۱	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میری امت کی تباہی.....	۳۰۲	خواب میں ریشم کے کپڑے کا دیکھنا
۳۳۲	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک بلا سے جو.....	۳۰۲	ہاتھ میں کتبیاں خواب میں دیکھنا
۳۳۳	فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان	۳۰۳	کنڈے یا حلقے کو پکڑ کر اس سے لٹک جانا
۳۳۵	ہر زمانہ کے بعد دوسرے آنے والے زمانہ.....	۳۰۳	خواب میں ریشمین کپڑا دیکھنا
۳۳۶	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جو ہم مسلمان پر ہتھیار.....	۳۰۴	خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا
۳۳۸	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرے بعد ایک دوسرے کی.....	۳۰۵	خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا
۳۴۰	آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک ایسا فتنہ اٹھے گا.....	۳۰۶	خواب میں کنویں سے پانی کھینچنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۲	تحت حاکم تھامی کا حکم دے سکتا ہے	۳۴۲	جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے.....
۳۸۳	قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصہ کی حالت میں دینا؟	۳۴۳	جب کسی شخص کی امامت پر اعتقاد نہ ہو.....
۳۸۵	قاضی کو اپنے ذاتی علم کی رو سے.....	۳۴۴	مفسدوں اور ظالموں کی جماعت کو بڑھانا منع ہے
۳۸۶	مہری خط پر گواہی دینے کا بیان	۳۴۵	جب کوئی برے لوگوں میں رہ جائے.....
۳۸۷	قاضی بننے کے لئے کیا کیا شرطیں ہونی ضروری ہیں؟	۳۴۶	فتنہ فساد کے وقت جنگل میں جاز ہنا
۳۸۹	حاکم اور حکومت کے عاملوں کا تنخواہ لینا	۳۴۷	فتنوں سے پناہ مانگنا
۳۹۰	جو مسجد میں فیصلہ کرے یا لعان کرے	۳۴۸	نبی کریم ﷺ کا فرمانا کہ فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا
۳۹۱	حد کا مقدمہ مسجد میں سننا.....	۳۵۰	اس فتنہ کا بیان جو فتنہ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار کر اٹھے.....
۳۹۲	فریقین کو امام کا نصیحت کرنا	۳۵۱	جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے.....
۳۹۲	اگر قاضی خود عہدہ قضا حاصل کرنے کے بعد یا.....	۳۵۱	نبی کریم ﷺ کا حضرت حسنؓ کے متعلق فرمانا
۳۹۵	جب حاکم اعلیٰ دو شخصوں کو کسی ایک جگہ.....	۳۵۹	کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے.....
۳۹۶	حاکم دعوت قبول کر سکتا ہے	۳۶۱	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ.....
۳۹۶	حاکموں کو جو ہدیے تحفے دیئے جائیں ان کا بیان	۳۶۱	قیامت کے قریب زمانہ کارنگ بدلنا.....
۳۹۷	آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا	۳۶۳	ملک حجاز سے ایک آگ کا نکلنا
۳۹۸	لوگوں کے چودھری یا قیام بنانا	۳۶۵	دجال کا بیان
۳۹۸	بادشاہ کے سامنے منہ در منہ خوشامد کرنا	۳۶۹	دجال مدینہ کے اندر نہیں داخل ہو سکے گا
۳۹۹	ایک طرفہ فیصلہ کرنے کا بیان	۳۷۰	یا چون و دما چون کا بیان
۳۹۹	اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے مسلمان بھائی.....		
۴۰۱	کنوئیں اور اس جیسی چیزوں کے مقدمات فیصل کرنا		
۴۰۱	ناحق مال اڑانے میں جو وعید ہے.....	۳۷۲	سورۂ نساء میں ایک ارشاد باری تعالیٰ
۴۰۲	حاکم لوگوں کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ.....	۳۷۴	امیر اور سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش.....
۴۰۲	کسی شخص کی سرداری میں نافرمانی سے لوگ	۳۷۵	جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اس کا ثواب
۴۰۳	الدا انضمام کا بیان	۳۷۶	امام اور بادشاہ اسلام کی بات سننا.....
۴۰۴	جب حاکم کا فیصلہ ظالمانہ ہو.....	۳۷۷	جسے بن مانگے سرداری ملے.....
۴۰۴	کسی جماعت کے پاس آئے	۳۷۸	جو شخص مانگ کر حکومت یا سرداری لے.....
۴۰۶	فیصلہ لکھنے والا امانت دار اور عقلمند ہونا چاہئے	۳۷۸	حکومت اور سرداری کی حرص کرنا منع ہے
۴۰۷	امام کا اپنے نائبوں کو اور قاضی کا اپنے عملہ کو لکھنا	۳۸۰	جو شخص رعیت کا حاکم بنے.....
۴۰۸	کیا حاکم کے لیے جائز کہ وہ کسی ایک شخص	۳۸۰	جو شخص بندگان خدا کو ستائے.....
۴۰۹	حاکم کے سامنے مترجم کار ہنا	۳۸۱	چلتے چلتے راستے میں کوئی فیصلہ کرنا.....
۴۱۰	امام کا اپنے عاملوں سے حساب طلب کرنا	۳۸۲	یہ بیان کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی دربان نہیں تھا

کتاب الاحکام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۱	ایک عورت کی خبر کا بیان	۴۱۱	امام کا خاص مشیر جسے بطانہ بھی کہتے ہیں
	کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة	۴۱۲	امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے؟
۴۵۵	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ.....	۴۱۶	جس نے دوسرے بیعت کی
۴۵۶	نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا	۴۱۷	دیہاتیوں کا اسلام اور جہاد پر بیعت کرنا
۴۶۳	بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے	۴۱۸	تا بالغ لڑکے کا بیعت کرنا
۴۶۹	نبی کریم ﷺ کے کاموں کی پیروی کرنا	۴۱۹	بیعت کرانے کے بعد اس کا فسخ کرنا
۴۶۹	کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا	۴۱۹	جس نے کسی سے بیعت کی اور مقصد خالص.....
۴۷۷	جو شخص بدعتی کو ٹھکانا دے	۴۱۹	عورتوں سے بیعت لینا
۴۷۷	رائے قیاس کی مذمت	۴۲۲	اس کا گناہ جس نے بیعت توڑ دی
۴۷۹	آنحضرت ﷺ نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا	۴۲۲	ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے.....
۴۸۰	رسول کریم ﷺ اپنی امت کے مردوں اور.....	۴۲۶	جھگڑا اور فتنہ و فحش کرنے والوں کو.....
۴۸۱	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میری امت کی ایک جماعت حق.....	۴۲۷	کیا امام کے لیے جائز ہے کہ وہ مجرموں اور گناہگاروں کو.....
۴۸۲	سورۃ النعام کی ایک عبرت انگیز آیت کریمہ		کتاب التمنیٰ
۴۸۲	ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے.....	۴۲۸	آرزو کرنے کے بارے میں اور جس نے.....
۴۸۳	قاضیوں کو کوشش کر کے اللہ کی کتاب.....	۴۲۹	نیک کام جیسے خیرات کی آرزو کرنا
۴۸۵	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اے مسلمانو! تم اگلے لوگوں.....	۴۳۰	نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی
۴۸۶	اس کا گناہ جو کسی گمراہی کی طرف بلائے.....	۴۳۱	ایک اور پاکیزہ ارشاد
۴۸۸	آنحضرت ﷺ نے عالموں کے اتفاق کرنے.....	۴۳۲	قرآن مجید اور علم کی آرزو کرنا
۴۹۷	سورۃ آل عمران کی ایک آیت شریفہ	۴۳۲	جس کی تمنا کرنا منع ہے
۴۹۸	سورۃ کہف کی ایک آیت شریف	۴۳۳	کسی شخص کا کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا.....
۴۹۹	سورۃ بقرہ کی ایک آیت شریفہ کی تشریح	۴۳۴	دشمن سے ڈبھیر ہونے کی آرزو کرنا منع ہے
۵۰۰	جب کہ کوئی عامل یا حاکم اجتہاد کرے.....	۴۳۴	لفظ اگر مگر کے استعمال کا جواز.....
۵۰۱	حاکم کا ثواب جب کہ وہ اجتہاد کرے.....		کتاب اخبار الاحاد
۵۰۲	اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے.....	۴۳۹	ایک سچے شخص کی خبر پر.....
۵۰۳	آنحضرت ﷺ سے ایک بات کہی جائے اور.....	۴۴۷	نبی کریم ﷺ کا بے رحمی اللہ عنہ کو اکیلے.....
۵۰۵	دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا.....	۴۴۸	سورۃ احزاب میں ایک ارشاد باری
۵۰۹	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ اہل کتاب سے دین کی کوئی بات.....	۴۴۹	نبی کریم ﷺ کا عالموں اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے.....
۵۱۱	احکام شرع میں جھگڑا کرنے کی کراہت	۴۵۰	و خود عرب کو نبی کریم ﷺ کی یہ وصیت کہ.....
۵۱۲	نبی کریم ﷺ کسی چیز سے لوگوں کو منع کر دیں.....		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۷۷	اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ فحل میں انما فولنا لشیء.....	۵۱۳	سورہ شوریٰ کی ایک آیت کی تشریح
۵۷۹	سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہیے کہ اگر سمندر.....		کتاب التوحید الجہمیۃ
۵۸۰	مشیت اور ارادہ خداوندی کا بیان		آنحضرت ﷺ کا اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی.....
۵۸۹	اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اس کے ہاں کسی کی شفاعت.....	۵۱۹	سورہ بنی اسرائیل کی ایک آیت کی تشریح
۵۹۲	جبریل کے ساتھ اللہ کا کلام کرنا	۵۲۲	اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ الذاریات میں
۵۹۳	سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ تعالیٰ نے اس.....	۵۲۳	اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ جن میں
۵۹۵	سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ گنوار چاہتے ہیں کہ اللہ.....	۵۲۵	سورہ حشر میں اسماء باری تعالیٰ
۶۰۳	اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن انبیاء اور دوسرے لوگوں سے.....	۵۲۶	اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور وہی غالب ہے
۶۱۰	سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اللہ نے حضرت موسیٰ.....	۵۲۸	سورہ انعام میں اللہ کا تعارف
۶۱۵	اللہ تعالیٰ کا جنت والوں سے باتیں کرنا	۵۲۹	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اللہ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے.....
۶۱۶	اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے.....	۵۳۱	سورہ انعام میں ایک فرمان باری تعالیٰ
۶۱۷	سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”پس اللہ کے شریک نہ بناؤ“	۵۳۲	اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے.....
۶۱۸	سورہ حم سجدہ میں اللہ کا ایک فرمان	۵۳۲	اس بیان میں کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں
۶۱۹	سورہ رحمن میں ایک ارشاد باری	۵۳۳	اللہ کے ناموں کے وسیلہ سے ماگنا
۶۲۱	سورہ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”قرآن نازل ہوتے.....“	۵۳۶	اللہ تعالیٰ کو ذات کہہ سکتے ہیں
۶۲۲	سورہ ملک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اپنی بات آہستہ سے.....“	۵۳۷	اللہ اپنی ذات سے تم کو ڈراتا ہے سورہ آل عمران
۶۲۳	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ایک شخص جسے اللہ نے قرآن.....	۵۳۹	سورہ قصص میں ارشاد باری تعالیٰ
۶۲۴	اللہ تعالیٰ کا سورہ مائدہ میں فرمان کہ اے رسول تیرے.....	۵۳۹	سورہ ط میں ارشاد باری تعالیٰ
۶۲۷	اللہ تعالیٰ کا سورہ آل عمران میں یوں فرمانا اے رسول کہہ.....	۵۴۰	سورہ حشر میں ارشاد باری تعالیٰ
۶۲۸	نبی کریم ﷺ نے نماز کو عمل کہا.....	۵۴۰	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اللہ سے زیادہ غیر تمند اور کوئی نہیں
۶۲۹	سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ آدم زاد دل کا کچا.....	۵۴۱	اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے اس کو کیوں سجدہ نہیں کیا.....
۶۲۹	نبی کریم ﷺ کا اپنے رب سے روایت کرنا	۵۴۶	سورہ انعام اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبران سے پوچھ کسی.....
۶۳۱	توریت اور اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی تفسیر	۵۴۷	سورہ ہود میں اللہ کا فرمان اور اس کا عرش پانی پر تھا.....
۶۳۳	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ قرآن کا جید حافظ قیامت کے.....	۵۵۲	سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان فرشتے اور روح القدس.....
۶۳۵	سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”پس قرآن میں سے.....	۵۵۵	سورہ قیامہ میں اللہ کا ارشاد
۶۳۶	سورہ قمر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور ہم نے قرآن مجید کو.....	۵۷۰	اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں روایات بلاشبہ اللہ.....
۶۳۷	اللہ تعالیٰ کا سورہ بروج میں فرمانا بلکہ وہ عظیم قرآن ہے.....	۵۷۲	سورہ فاطر میں ایک فرمان باری تعالیٰ.....
۶۳۹	سورہ صافات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اللہ نے پیدا کیا.....	۵۷۳	آسمانوں اور زمین اور دوسری مخلوق کے پیدا کرنے کا بیان
۶۴۲	فاسق اور منافق کی تلاوت کا بیان	۵۷۴	سورہ صافات میں ایک ارشاد باری
۶۴۷	سورہ انبیاء میں اللہ کا فرمان ”اور قیامت کے دن ہم.....		

فہرست تشریحی مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	حوض کوثر پر ایک تبصرہ	۱۷	صور پر قابل دید تبصرہ
۵۳	مرتدین منافقین اور اہل بدعت حوض کوثر پر	۱۸	صور پھونکنے پر بے ہوش نہ ہونے والے
۵۷	نقدیر پر ایک علمی تبصرہ	۲۰	اہل جنت کی پہلی مہمانی
۵۸	رحم ہمار میں بچے کے کچھ کوائف زندگی	۲۲	بدعات کا طوفان برپا کرنے والے
۵۸	صحیح مرفوع حدیث غلط نہیں ہو سکتی	۲۴	اللہ کے شکر گزار بندے دنیا میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں
۶۳	اصل دار و مدار خاتمہ پر موقوف ہے	۲۶	مقلدین کے لیے ایک نصیحت
۶۴	نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدل سکتی حالانکہ.....	۲۸	جنت ایک عظیم ملک ہے
۶۵	حضرت شیخ مجددؒ کے عملیات مجربہ	۲۸	امام مالکؒ کے تلامذہ پر ایک نشان دہی
۶۵	کلمہ لا حول ولا قوۃ اے جنت کا ایک خزانہ ہے	۳۰	یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ کی آواز میں نہ آواز ہے نہ حروف
۶۷	معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے	۳۱	حضرت عکاشہ بن محسن اسدیؒ کے ہاتھ سے ایک کرامت
۶۹	آدم علیہ السلام تقدیر ہی کی دلیل سے غالب ہوئے	۳۲	فقراء کی فضیلت
۷۱	اصلی دجال قیامت کے قریب ظاہر ہوگا	۳۸	معز لہ اور خوارج وغیرہ کی ایک تردید
۷۲	معز لہ اور قدریہ کا رد	۳۸	جامع الفضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۳	لفو قسمیں منعقد نہیں ہوتی ہیں نہ ان پر کفارہ ہے	۳۹	ابو طالب کے کچھ حالات
۷۷	کسریٰ قیصر کی حکومتیں ختم ہو گئیں صدق رسول اللہ ﷺ	۳۹	ابو طالب دوزخ کے عذاب میں
۷۸	محبت رسول اللہ ﷺ پر ایک تشریح	۴۰	ایک اشکال کی توضیح
۷۸	امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول	۴۲	شفاعت کبریٰ کی تفصیلات قابل مطالعہ
۸۵	حالات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۴۲	شفاعت چار قسم کی ہوگی
۹۲	سلف صالحین کی اپنے تلامذہ کو ایک خاص نصیحت	۴۳	آخرت کے حالات کو دنیا پر قیاس کرنا صریح نادی ہے
۹۶	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سہمی قریشی کے کچھ.....	۴۹	پل صراط کو پار کرنے کے کچھ کوائف
۹۶	قابل توجہ علمائے کرام	۴۹	اللہ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفت سے تشبیہ نہیں دے سکتے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۲	آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہو گئی حکم باقی ہے	۹۷	نماز کے چوروں کا بیان
۱۸۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم خطبہ	۹۸	جنگ احد میں انیس کا دھوکہ مسلمانوں پر چل گیا
۱۸۵	ثقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت صدیقی کا بیان	۹۹	خضر اور موسیٰ
۱۸۸	اس حدیث کی تفصیلات	۱۰۰	خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۹۲	لوٹنی کی سزا	۱۰۳	کچھ حالات ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۱۹۳	عالم کی شان یہ ہونی چاہیے.....	۱۰۴	حضرت ابو بکرؓ اور حضرت مصطفیٰؐ کا سبق آموز واقعہ
۱۹۹	تقریر میں زیادہ سے زیادہ دس کوڑے	۱۰۷	نبیز جیسے دیگر مشروبات کی تفصیل
۲۰۰	خليفة اسلام کو تقریریں سزاؤں میں اختیار ہے	۱۱۱	غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین بزرگ
۲۰۱	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۱۱۹	لفظ ایمان اور کفارہ کی تشریح
۲۰۳	کبیرہ گناہوں کا بیان	۱۲۳	مدنی صاع اور مد کا وزن
۲۰۶	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۱۲۳	صاع کے متعلق امام یوسفؒ نے حنفی مسلک چھوڑ دیا
۲۰۶	دو احادیث میں تطبیق	۱۲۵	مد بر اور ام الولد مکاتب وغیرہ الفاظ کی تشریح
۲۰۸	مسلمانوں کا خون بلاوجہ حلال جان کر بہانا کا فرہوتا ہے	۱۳۱	قرآنی ہدایات بابت تقسیم ترکہ
۲۱۲	قاضی عیاض کا ایک فتویٰ	۱۳۲	فرائض کا علم حاصل کرنے کی تاکید
۲۳۶	شرک کے بارے میں حضرت قاضی عیاض کی تشریح	۱۳۴	باب فندک کے بارے میں تفصیلات
۲۳۹	زندقیوں کی ایک تاریخ	۱۳۵	اپنی وارثت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ
۲۴۱	صحابہ کرام ایک دوسرے کے مقلد نہ تھے	۱۳۶	ترکہ نبوی کا مقدمہ عہد فاروقی میں
۲۴۳	جنگ احد میں قریش کے حق میں دعائے نبوی	۱۳۶	حضرت صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا تھا
۲۴۴	فرقہ خوارج کا بیان		حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ایک فتویٰ اور حضرت ابو موسیٰ
۲۴۸	حضرت علیؓ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی اخوت کا بیان	۱۴۰	اشعری کا رجوع کرنا
۲۵۲	کچھ حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۴۰	مقلدین جابدین کو سبق لینا چاہئے
۲۵۵	بیحالت اکراہ مجبوری عند اللہ قبول ہے	۱۴۰	دادا کی میراث کی تفصیلات
۲۶۲	فقہاء کا ایک بے اصل استحسان	۱۴۲	خاوند اپنی بیوی کے ترکہ میں اولاد کے ساتھ وارث ہوتا ہے
۲۶۳	شرعی حیلوں کا بیان	۱۵۴	بعض دفعہ قیافہ شماس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے
۲۶۴	بعض فقہائے اسلام کے لیے قابل غور	۱۵۴	حدود وغیرہ کی تشریح فتح الباری سے
۲۶۹	متعہ اور شغار وغیرہ کی تشریح	۱۶۶	ذکر خیر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
۲۸۲	خوابوں کی قسموں کا بیان	۱۶۷	قبیلہ عکمل اور عرینہ کے چند ڈاکو
۲۸۵	ذاتی مبشرات پر ایک اشارہ	۱۷۶	حضرت امام بخاری مجتہد اعظم
۲۸۷	اچھا خواب نبوت کا چھٹا لیسواں حصہ ہے	۱۷۶	عرش الہی کے سایہ میں جگہ پانے والے سات خوش نصیب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۷	عہد نبوی کے قاریوں کی تفصیل	۳۱۵	اسود غنی اور مسیلمہ کذاب پر اشارہ
۴۰۰	حضرت امام بخاری کی باریک فہم میں آفرین	۳۲۰	ایک عبرت انگیز خواب نبوی کا بیان بمع تفصیلات
۴۰۳	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	۳۲۶	فتنوں کی تشریح
۴۰۹	مقدمہ قتل سے متعلق سوالنامہ نبوی	۳۲۷	بدعت کے برے نتائج
۴۱۰	ہر قتل کی ایک پیش گوئی	۳۲۹	ایک دعائے نیک کی تعلیم
۴۱۴	ذکر خیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۳۳۰	اطاعت امیر اسلام سے متعلق
۴۱۶	بیعت کرنے کا مطلب کیا ہے؟	۳۳۱	حضرت ابو ہریرہ کی ایک دعا
۴۱۹	عورتوں سے بیعت لینے کا بیان	۳۳۳	حضرت اسامہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر
۴۲۳	خلافت صدیقی کے بارے میں	۳۳۷	علم دین سے متعلق ایک ضروری تشریح
۴۲۹	اصل درویشی ارشاد نبوی کی روشنی میں	۳۳۸	کاش کسی دل والے بھائی کے دل میں
۴۳۵	اگر مگر کہنا شیطان کا کام ہے	۳۳۹	عبداللہ بن عمر و حضرت عائشہ
۴۳۸	کعبۃ اللہ کے متعلق ایک ارشاد	۳۴۳	لا قانونی دور کے لئے خاص ہدایت نبوی
۴۳۸	کسی حقیقی مصلحت کا پیش نظر رکھنا	۳۴۴	آج کل امانت و دیانتہ کا جائزہ نکل چکا ہے
۴۳۹	خبر واحد کی تشریح	۳۴۸	کچھ مولانا لوگوں کی بے عقلی پر اشارہ
۴۴۹	ذکر کسریٰ پرویز شاہ ایران	۳۴۹	نجد سے عراق کا ملک مراد ہے
۴۵۲	واعتصموا بحبل اللہ کی تفسیر	۳۴۹	حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدی مرحوم کا ذکر خیر
۴۵۴	اصل ولایت اتباع سنت میں ہے	۳۵۲	فضیلت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۵۵	ایک معجزہ قرآنی کا بیان	۳۵۴	عالم بے عمل کا عبرت ناک انجام
۴۵۷	قرآن کی تفسیر حدیث نبوی ہے	۳۵۴	جنگ جمل پر ایک اشارہ
۴۵۷	قرآن مجید ترجمہ ثنائی میں ایک اشارہ	۳۵۸	حضرت حسنؓ کے لئے دعائے نبوی
۴۵۷	بدعت پر ایک تفصیلی مضمون	۳۶۱	قرب قیامت کے لئے ایک پیش گوئی
۴۶۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۳۶۵	رجال کی تشریح
۴۶۶	حضرت عمر پیوند لگا ہوا کرتے پہنتے تھے	۳۷۰	یاجوج ماجوج یافت بن نوح کی اولاد سے ہیں
۴۶۸	روح کے متعلق ایک تشریح	۳۷۱	یاجوج ماجوج کی مزید تشریح
۴۸۰	قرآن وحدیث کی فقہانیت بڑی چیز ہے	۳۷۲	کتاب احکام کا بیان
۴۸۸	وقت سحر کی دعا از ناشر	۳۷۳	لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق
۴۸۸	معاندین کے منہ پر طمانچہ	۳۷۵	دو شخص جو رشک کے قابل ہیں
۴۸۸	خلاف شرع امور میں حرمین شریفین کا اجماع کوئی حجت نہیں	۳۷۶	جاہلیت کی موت مرنے کی وضاحت
۴۸۸	ائمہ اربعہ کی تقلید پر.....	۳۹۲	آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۷۴	ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان	۴۸۹	علمائے مدینہ کی ایک فضیلت حیات نبوی میں
۵۷۸	مسئلہ کذاب کا ایک بیان	۴۹۰	حضرت عمر فاروقؓ کا ایک عظیم خطبہ مدینہ میں
۵۸۲	مومن کی مثال نرم کھیتی سے ہے	۴۹۱	حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک عبرتناک بیان
۵۹۰	مشکلمین کی واضح تردید	۴۹۶	ذکر خیر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ
۵۹۶	فضیلت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۴۹۷	فہائل مدینہ المورۃ
۶۰۳	حدیث بھی کلام الہی ہے	۵۰۰	امت مسلمہ حضرت نوح علیہ السلام کی گواہ ہوگی
۶۰۴	ایک گنہگار جس نے خوف خدا سے اپنی لاش کے جلانے کی وصیت کی	۵۰۲	مجتہد کے ثواب اور عذاب کے بارے میں
۶۰۷	مغفرت بندگان کے لئے اللہ پاک کا قسمیہ بیان	۵۰۲	قرآن مجید اندھی تقلید کے خلاف ہے
۶۰۹	ذکر خیر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۵۰۳	بعض مسائل میں حضرت عمرؓ سے غلطی ہوئی ہے
۶۱۰	بعض نیچریوں کی تردید	۵۰۴	تقریری حدیث کی تفصیل
۶۲۳	امام بخاری پر ایک اتہام کی خود امام صاحب کی طرف.....	۵۰۴	ابن صیاد اور دجال
۶۳۳	قرآن مجید کے ماہر کے بیان	۵۰۵	اصول شرعی بنیادی طور پر صرف قرآن اور حدیث ہیں
۶۳۵	قرأت قرآن سے متعلق پانچ حدیثوں پر اشارہ	۵۰۹	دلالت شریعہ کی یک مثال
۶۳۸	امام بخاری کی کتاب غلق افعال العباد پر ایک اشارہ	۵۰۹	خلافت صدیقی پر ایک دلیل
۶۴۰	بندوں کے افعال سب مخلوق ہیں	۵۱۰	حدیث قرآن کی شرح ہے
۶۴۴	حدیث قرن الشیطان والی اصلی معنوں میں	۵۱۲	بعض دفعہ امر و وجوب کے لئے نہیں ہوتا
۶۴۷	اعمال کے تولے جانے پر تبصرہ	۵۱۷	اللہ کی توحید اور جہمیہ وغیرہ کی تردید
۶۴۹	کلمات مبارکہ خاتمہ بخاری شریف کی تشریح	۵۲۰	توحید کی دو قسموں کا بیان
۶۵۰	دعائے ختم بخاری شریف از ناشر	۵۲۱	تفسیر سورہ اخلاص از شاہ عبدالعزیز مرحوم
		۵۲۲	ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا
		۵۲۵	غیب کی کنجیاں
		۵۲۵	آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے
		۵۲۸	دوزخ کا اہل من مزید کہنا
		۵۳۰	لا حول ولا قوۃ الا باللہ عجب پراثر کلمہ ہے
		۵۳۹	رحمت الہی سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہئے
		۵۵۰	سورج متحرک ہے
		۵۵۲	اللہ کے لئے علو اور فوقیت ماننا فطرت انسانی ہے
		۵۵۵	قیامت میں دیدار الہی برحق ہے
		۵۶۵	مقام محمود ایک رفیع الشان درجہ ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ستائیسواں پارہ

باب صور پھونکنے کا بیان

۴۳- باب نفخ الصور

قَالَ مُجَاهِدٌ: الصُّورُ كَهَيْئَةِ الْبُوقِ. زَجْرَةٌ صَيْحَةٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النَّاقُورُ: الصُّورُ، الرَّاجِفَةُ، النَّفْحَةُ الْأُولَى، وَالرَّادِفَةُ النَّفْحَةُ الثَّانِيَّةُ.

مجاہد نے کہا کہ صور ایک سینک کی طرح ہے۔ اور (سورۃ یسین میں جو ہے فانما ہی زجرة واحدة تو) زجرة کے معنی چیخ کے ہیں (دوسری بار) پھونکنا اور صیحة پہلی بار پھونکنا۔ اور ابن عباس نے کہا ناقور (جو سورۃ مائدہ میں ہے) صور کو کہتے ہیں (وصلہ الطبری و ابن ابی حاتم) الراجفة (جو سورۃ والنازعات میں ہے) پہلی بار صور کا پھونکنا، الرادفة (جو اسی سورت میں ہے) دوسری بار کا پھونکنا۔

تشریح صور ایک جسم ہے جس کو اللہ نے پیدا کر کے حضرت اسرافیل نامی فرشتے کے حوالہ کیا ہوا ہے۔ اس میں اتنے سوراخ ہیں جتنی دنیا میں روہیں ہیں۔ اس صور کو پھونکتے ہی وہ روہیں نکل نکل کر اپنے اپنے بدنوں میں داخل ہو جائیں گی۔ یہ دوسرا پھونکنا ہے۔ پہلی بار پھونکنے پر وہ بدنوں سے نکل نکل کر صور میں آجائیں گی۔ کرمانی شارح بخاری فرماتے ہیں اختلاف فی عددھا فاصح انها نفختان قال الله و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض الامن شاء الله ثم نفخ فیہ اخری فاذا هم قیام ینظرون۔ والقول الثانی انها ثلث نفحات نفخة الفزع فیفزع اهل السموات والارض بحیث یدھل کل مرضعة عما ارضعت ثم نفخة الصعق ثم نفخة البعث فاجیب بان الاولین عائد تان الی واحدة فزعوا الی ان صعقوا واللہ اعلم (کرمانی) یعنی نفخ صور کے عدد میں اختلاف کیا گیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ دو نفثے ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری ہے ”اور صور پھونکا جائے گا جس کے بعد زمین و آسمان والے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ بچانا چاہے گا وہ بے ہوش نہ ہو گا۔“ پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا، جس کے بعد اچانک تمام ذی روح کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نفثے تین ہوں گے۔ پہلا نفثہ فزع کا ہو گا جس کے بعد تمام زمین و آسمان والے گھبرا جائیں گے اس طور کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے غافل ہو جائیں گی پھر دوسرا نفثہ بے ہوشی کا ہو گا۔ پھر تیسرا نفثہ ہو گا جس کے بعد تمام زمین و آسمان والے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ نفثہ فزع اور نفثہ صعق یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ یعنی وہ پہلے نفثہ پر ایسے گھبرائیں گے کہ گھبراتے گھبراتے بے ہوش ہو جائیں گے۔

یا اللہ! آج عشرہ محرم ۱۳۹۶ھ کا مبارک ترین وقت سحر ہے، میں اس پارے کی تسوید کا آغاز کر رہا ہوں۔ پروردگار! میں نہایت ہی عاجزی سے اس مقدس ساعت میں تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوں کہ مثل سابق اس پارے کو بھی اشاعت میں لانے کے لئے غیب سے

اسباب میا فرمادے اور تکمیل بخاری شریف کے شرف عظیم سے مشرف فرما اور میرے سارے مخلصین کو اس خدمت کے ثواب عظیم میں حصہ وافر عطا فرما اور مجھ کو امراض قلبی و قلبی اور افکار ظاہری و باطنی سے خلاصی بخش دیجو اور میرے تمام ساتھیوں کے ساتھ میری اولاد ذکور و اناث کو بھی برکات دارین عطا فرمائو اور باقی پاروں کی تسوید اور اشاعت کے لئے بھی نصرت فرمائو تاکہ یہ خدمت تکمیل کو پہنچ کر جملہ اہل اسلام کے لئے باعث رشد و ہدایت بن سکے۔

یا اللہ! اس خدمت کے سلسلہ میں مجھ سے جو لغزش اور کوتاہی ہو جائے اس کو بھی معاف فرما دیجیو۔ آج رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کا پہلا جمعہ اور ساتواں روزہ ہے کہ نظر ثالث کے بعد اسے بعون اللہ تبارک و تعالیٰ کاتب صاحبان کی خدمت میں برائے کتبیت حوالہ کر رہا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وصل علی حبیبک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ راقم خادم محمد داؤد راز۔ ۷ رمضان ۱۳۹۶ھ وارو حال کتب خانہ محمدیہ جامع الہدیث نمبر ۷ ایو مارکیٹ روڈ بنگلور۔ دارالسرور۔ (حسنا اللہ من شرو الدھور آمین)

(۶۵۱۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور عبد الرحمن الاعرج نے بیان کیا، ان دونوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی۔ جن میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی تھا مسلمان نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا۔ یہودی نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا۔ راوی نے بیان کیا کہ مسلمان یہودی کی بات سن کر خفا ہو گیا اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آنحضرت ﷺ سے اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام پر مجھ کو فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن ایسا ہو گا کہ صور پھونکتے ہی تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جسے ہوش آئے گا۔ میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کا کونہ تھامے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں ہوں گے جو بے ہوش ہوئے تھے اور پھر مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آگئے تھے یا ان میں سے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کر دیا۔

۶۵۱۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ: رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اضْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اضْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، قَالَ: فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمَرَ الْمُسْلِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْغَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَذْرِي أَكَانَ مُوسَى لِيَمَن صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَسْنَى اللَّهُ)). [راجع: ۲۴۱۱]

فرمایا لا من شاء اللہ۔ کہتے ہیں کہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور حاملان عرش اور ملائکہ علیہم السلام اور بہشت

کے حور و غلمان وغیرہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ آپ نے یہ ازراہ تواضع فرمایا ورنہ آپ سارے انبیاء سے افضل ہیں ﷺ۔

۶۵۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَصْنَعُ النَّاسُ حِينَ يَصْنَعُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ، فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعُرْشِ، فَمَا أَذْرِي أَكُنْ فِيمَنْ صَعِقَ)) رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۲۴۱۱]

۶۵۱۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے ہوشی کے وقت تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے اٹھنے والا میں ہوں گا۔ اس وقت موسیٰ عرش الہی کا کونہ تھامے ہوں گے۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش بھی ہوں گے یا نہیں۔ اس حدیث کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔

جو اوپر کتاب الاشخاص میں موصولاً گزر چکی ہے۔

۴۴- باب يَفْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا۔ اس امر کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

جو کتاب التوحید میں موصولاً آئے گا۔

۶۵۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ ((يَفْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)). [راجع: ۴۸۱۲]

۶۵۱۹) ہم سے مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا کہ اب میں ہوں بادشاہ۔ آج زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟“

جو اپنی بادشاہت پر نازاں تھے۔

۶۵۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُزْنَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّوْهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا

۶۵۲۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی میزبانی کے لئے اپنے ہاتھ سے لٹے پلٹے گا جس

طرح تم دسترخواں پر روٹی ہراتے پھراتے ہو۔ پھر ایک یہودی آیا اور بولا، ابوالقاسم! تم پر رحمن برکت نازل کرے کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی سب سے پہلی ضیافت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں۔ تو اس نے (بھی یہی) کہا کہ ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے جس سے آپ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ پھر اس نے) پوچھا کیا میں تمہیں اس کے سالن کے متعلق خبر نہ دوں؟ (پھر خود ہی) بولا کہ ان کا سالن بالام دونوں ہو گا۔ صحابہؓ نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ نیل اور مچھلی جس کی کلیجی کے ساتھ زائد چربی کے حصے کو ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

اللہ اکبر کتنی عظیم الشان نعمت سے مہمانی کی جائے گی۔ بالام عبرانی لفظ ہے، اس کے معنی نیل ہی کے صحیح ہیں اور نون مچھلی کو کہتے ہیں، یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں بھی مچھلی کے لئے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ مذکورہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اللہم اجعلنا منہم آمین۔

۶۵۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يُخْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ غَفْرَاءَ كَقَرَصَةِ نَقِيٍّ)) قَالَ سَهْلٌ: أَوْ غَيْرُهُ ((لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ)).

یعنی اس میں کوئی مکان، راستہ، باغ، ٹیلہ یا پہاڑ نہ ہو گا۔ آیات قرآنیہ بتاتی ہیں کہ حشر کی زمین اور ہوگی جیسا کہ آیت یوم تبدل الارض غیر الارض۔ (ابراہیم: ۴۸) سے ظاہر ہے۔

۴۵- باب كَيْفَ الْحَشْرِ

۶۵۲۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۶۵۲۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

باب حشر کی کیفیت کے بیان میں

۶۵۲۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

فرمایا ”لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہو گا (ایک فرقہ والے) لوگ رغبت کرنے نیز ڈرنے والے ہوں گے (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہو گا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین ہوں گے، کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے۔ اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (اہل شرک کا یہ تیسرا فرقہ ہو گا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہوگی جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہوگی جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہوگی اور جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہوگی۔“

علماء اسلام نے اس آگ سے مراد کئی ناری واقعات کو لیا ہے۔ باقی اصل حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ صدق

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلَاثَةِ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَعَشْرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَيُحْشَرُ بَقِيَّتُهُمُ النَّارَ، تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا)).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۶۵۲۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نحوی نے بیان کیا، کہا ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے کہا، اے اللہ کے نبی! قیامت میں کافروں کو ان کے چہرے کے بل کس طرح حشر کیا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا وہ ذات جس نے انہیں دنیا میں دوپاؤں پر چلایا اسے اس پر قدرت نہیں ہے کہ قیامت کے دن انہیں چہرے کے بل چلا دے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور ہے ہمارے رب کی عزت کی قسم۔ بے شک وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

(۶۵۲۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم اللہ سے قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور پیدل چل کر بن ختنہ ملو گے۔ سفیان نے کہا کہ یہ حدیث ان (نو یا دس حدیثوں) میں سے ہے جن کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود ان کو نبی کریم ﷺ سے سنا۔

۶۵۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ؟ قَالَ ((الْأَيْسَ الَّذِي أَمْسَاهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمَشِّيهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى، وَعِزَّةُ رَبِّنَا. [راجع: ۴۷۶۰]

۶۵۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَفْيَانَ قَالَ عَمْرُو، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ مَلَأَوُا اللَّهَ حُفَاةَ عُرَاةٍ، مُشَاةَ عُرُلًا)). قَالَ سَفْيَانُ: هَذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۳۴۹]

۶۵۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللَّهِ حُفَاةٌ غُرَاةٌ غُرْلًا)). [راجع: ۳۳۴۹]

(۶۵۲۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ منبر پر خطبہ میں فرما رہے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ ہو گے۔

۶۵۲۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةٌ غُرَاةٌ، كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ)) [الأنبياء: ۱۰۴] الْآيَةِ. ((وَأَنَّ أَوَّلَ الْخَلْقِ يَكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ، وَإِنَّهُ سَيَجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ، فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي؟ فَيَقُولُ اللَّهُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ «وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا ذُمْتُ فِيهِمْ» [المائدة: ۱۱۷] إِلَى قَوْلِهِ «الْحَكِيمُ» فَيَقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَغْفَابِهِمْ)).

(۶۵۲۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا، تم لوگ قیامت کے دن اس حال میں جمع کئے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”جس طرح ہم نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹا دیں گے“ اور تمام مخلوقات میں سب سے پہلے جسے کپڑا پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے اور میری امت کے بہت سے لوگ لائے جائیں گے جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ میں اس پر کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی نئی بدعات نکالی تھیں۔ اس وقت میں بھی وہی کموں گا جو نیک بندے (عیسیٰ) نے کہا کہ یا اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔ (المائدہ: ۱۱۷-۱۱۸) رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ فرشتے (مجھ سے) کہیں گے کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے ہی رہے۔ (مرتد ہوتے رہے)

[راجع: ۳۳۴۹]

تشریح اس حدیث میں مرتدین لوگ مراد ہیں جن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لئے کرباندگی تھی اور وہ لوگ بھی مراد ہیں جنہوں نے اسلام میں بدعات کا طومار پھا کر کے دین حق کا حلیہ بگاڑ دیا۔ آج کل قبروں اور بزرگوں کے مزارات پر ایسے لوگ بکثرت دیکھے جاسکتے ہیں جن کے لئے کہا گیا ہے۔

شکوہ جھائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے اگر بت کدے میں بیاباں کروں تو کسے صنم بھی ہری ہری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔ پھر جب کہ تو نے

خود مجھے لے لیا پھر تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو تو ہر چیز سے پورا باخبر ہے اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے غلام ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو زبردست غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

(۶۵۲۷) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن ابی صغیرہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، بلا ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! تو کیا مرد عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہو گا۔ اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔

سب پر قیامت کی ایسی دہشت غالب ہو گی کہ ہوش و حواس جواب دے جائیں گے الا ماشاء اللہ۔

(۶۵۲۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم ایک تہائی رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم نصف رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے اور ایسا اس لئے ہو گا کہ جنت میں فرمانبردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو گا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہو گے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔

۶۵۲۷- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تُخْشَرُونَ خُفَاةَ غُرَاةٍ غُرُلًا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: ((الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهْمَهُمْ ذَلِكَ)).

۶۵۲۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشُّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ - أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ - فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ)). [طرفه في: ۶۶۴۲].

تشیخ دوسری روایت میں یوں ہے جیسے سفید بیل میں ایک بال کالا ہو۔ مقصود یہ ہے کہ دنیا میں مشرکوں اور فاسقوں کی تعداد بہت زیادہ ہی رہی ہے اور اللہ کے موحد و مومن بندے ان مشرکوں اور کافروں سے ہمیشہ کم ہی رہے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے وقلیل من عبادى الشکور۔ (سبا: ۱۳) میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہی حال ہے اور مسلمانوں میں توحید و سنت والوں کی تعداد بھی ہمیشہ تھوڑی ہی چلی آ رہی ہے جو لوگ آج کل اہل سنت والجماعت کہلانے والے ہیں ان کی تعداد عرسوں میں اور تعزیوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مشرکین و متبدعین بکثرت ملیں گے۔ اہل توحید، پابند شریعت، فدائے سنت بالکل اقل قلیل ہیں۔ اللہ پاک ہم کو توحید و سنت کا عامل اور اسلام کا سچا تابع فرمان بنائے آمین۔

(۶۵۲۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ثور نے، ان سے ابوالغیث نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پکارا جائے گا۔ پھر ان کی نسل ان کو دیکھے گی تو کہا جائے گا کہ یہ تمہارے بزرگ دادا آدم ہیں۔ (پکارنے پر) وہ کہیں گے کہ لبیک و سعدیک۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنی نسل میں سے دوزخ کا حصہ نکال لو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! کتنوں کو نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی صد (نناوے فیصد دوزخی ایک جنتی) صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم میں سو میں ننانوے نکال دیئے جائیں تو پھر باقی کیا رہ جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام امتوں میں میری امت اتنی ہی تعداد میں ہوگی جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔

۶۵۲۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ فَرَأَى ذُرِّيَّتَهُ، فَقَالَ: هَذَا أَبُوكُمْ آدَمُ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعَثْ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ كَمْ أَخْرِجُ؟ فَيَقُولُ: أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ))، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا أَخَذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعُونَ فَمَاذَا يَنْقُي مَنَا؟ قَالَ: ((إِنَّ أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ كَالشُّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ)).

اس لئے اگر نناوے فی صدی بھی دوزخ میں جائیں تو تم کو فکر نہ کرنا چاہئے ایک فی صدی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سارے بچے مسلمان آ جائیں گے۔ بلکہ دوسری امتوں کے موحد اشخاص بھی ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوزخ کی مردم شماری جنت کی مردم شماری سے کہیں زیادہ ہوگی۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں ارشاد کہ قیامت کی ہل چل ایک بڑی مصیبت ہوگی اور سورہ نجم اور سورہ انبیاء میں فرمایا ”قیامت قریب آگئی“

۶۶- باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :

﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ [الحج : ۱]
[أَزْفَتِ الْأَزْفَةُ : اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ.]

قیامت کا ایک نام آزدہ بھی ہے۔

(۶۵۳۰) مجھ سے یوسف بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر

۶۵۳۰- حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، أَنَّنَا

بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! آدم ﷺ کہیں گے حاضر ہوں فرماں بردار ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے انہیں نکال لو۔ آدم ﷺ پوچھیں گے جہنم میں ڈالے جانے والے لوگ کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہی وہ وقت ہو گا جب بچے غم سے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے، حالانکہ وہ واقعی نشہ کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔ صحابہ کو یہ بات بہت سخت معلوم ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم میں سے وہ (خوش نصیب) شخص کون ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو، ایک ہزار یا جوج و ماجوج کی قوم سے ہوں گے اور تم میں سے وہ ایک جنتی ہو گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تکبیر کی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ آدھا حصہ اہل جنت کا تم لوگ ہو گے۔ تمہاری مثال دوسری امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بالوں کی (معمولی تعداد) ہوتی ہے یا وہ سفید داغ جو گدھے کے آگے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ مطففین میں یوں فرمانا کہ

”کیا یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ لوگ پھر ایک عظیم دن کے لئے اٹھائے جائیں گے۔ اس دن جب تمام لوگ رب العالمین کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا و تقطعت بهم الاسباب

جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللَّهُ يَا آدَمُ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، قَالَ: يَقُولُ أَخْرِجْ بَعَثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعَثَ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ، فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا، وَتَوَرَّى النَّاسُ سُكْرَى وَمَاهُمْ بِسُكْرَى، وَلَكِنْ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَئِنَّا ذَلِكَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفَ، وَمِنْكُمْ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ إِنِّي لَأُطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، قَالَ: فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ إِنِّي لَأُطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْصَعَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ - أَوْ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْجِمَارِ)).

[راجع: ۳۳۴۸]

۴۷- باب قول الله تعالى :

﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ۴] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ [البقرة : ۱۶۹] قَالَ : الْوَصْلَاتُ فِي الدُّنْيَا . تھے وہ ختم ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہ جو دنیا میں جھوٹے پیرو مرشد پکڑ رکھے تھے وہ سب بھی بیزار ہو جائیں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہونے کے بجائے الٹے دشمن بن جائیں گے۔ قرآن شریف کی آیت، و یوم یعض الظالم علی یدہ یہ یقول بلیتینی اتخذت مع الرسول سبیلاً۔ (الفرقان: ۲۷) وغیرہ میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ اللہ پاک مقلدین جلدین کو بھی نیک سمجھ دے جو خود اپنے اماموں کے خلاف چل کر ان کی ناراضی مول لیں گے الا ماشاء اللہ۔

(۶۵۳۱) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ”یوم یقوم الناس لرب العالمین“ کی تفسیر میں فرمایا کہ تم میں سے ہر کوئی سارے جہانوں کے پروردگار کے آگے کھڑا ہو گا اس حال میں کہ اس کا پسینہ کانوں کی لو تک پہنچا ہوا ہو گا۔

۶۵۳۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) قَالَ: يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)).

[راجع: ۴۹۳۸]

(۶۵۳۲) مجھ سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے بیان کیا، ان سے ابوالغیث نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ تم میں سے ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔

۶۵۳۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَغْرِقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيَلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ)).

باب قیامت کے دن بدلہ لیا جانا

قیامت کو حاقہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس دن بدلہ ملے گا اور وہ کام ہوں گے جو ثابت اور حق ہیں۔ حقہ اور حاقہ کے ایک ہی معنی ہیں اور قارعہ اور غاشیہ اور صاخہ بھی قیامت ہی کو کہتے ہیں اسی طرح یوم التغابن بھی کیونکہ اس دن جنتی کافروں کی جائیداد واپس لے لی جائے گی۔

(۶۵۳۳) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے

۴۸- بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ الْحَاقَّةُ لِأَنَّ فِيهَا الْقَوَابِ، وَخَوَاقُ الْأُمُورِ. الْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدَةٌ، وَالْفَارَعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّاحَةُ. وَالتَّغَابُنُ: عَيْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلُ النَّارِ.

۶۵۳۳- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ

شقیق نے بیان کیا، کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان ہو گا وہ ناحق خون کے بدلہ کا ہو گا۔

(۶۵۳۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو اسے چاہئے کہ اس سے (اس دنیا میں) معاف کرا لے۔ اس لئے کہ آخرت میں روپے پیسے نہیں ہوں گے۔ اس سے پہلے (معاف کرا لے) کہ اس کے بھائی کے لئے اس کی نیکیوں میں سے حق دلایا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس (مظلوم) بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

حقوق العباد ہرگز معاف نہ ہوں گے جب تک بندے وہ حقوق نہ چکا دیں۔

(۶۵۳۵) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا اس آیت کے بارے میں ونزعنا ما فی صد ودرهم من غل (سورۃ اعراف) کہا کہ ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابوالمتوکل ناجی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومنین جنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ و جنت کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک کے دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔

حَدَّثَنِي شَقِيقٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالْأَمْوَالِ)). [طرفه في: ۶۸۶۴].

۶۵۳۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَخَلَّ مِنْهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ)). [راجع: ۲۴۴۹]

۶۵۳۵- حَدَّثَنِي الصُّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُخَسِّسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيَقْصُرُ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضِ مَظَالِمِ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا هَلَدُوا وَتَفَقَّأُوا أَذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ، فَوَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لِأَحَدِهِمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا)). [راجع: ۲۴۴۰]

تشریح اس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ میں ہر ایک آدمی کو صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ جیسے قرآن و حدیث میں ہے۔ اب یہ جو عبد اللہ بن مبارک نے زہد میں نکالا کہ فرشتے دائیں بائیں سے ان کو جنت کے راستے بتائیں گے یہ اس کے خلاف نہیں

ہے۔ اس لئے کہ اپنا مکان پہچان لینے سے یہ ضروری نہیں کہ شہر کے سب راستے بھی معلوم ہوں اور بہشت تو بہت بڑا شہر ہی نہیں بلکہ ایک ملک عظیم ہو گا۔ اس کے سامنے ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں فرمایا عرضا السموات والارض یعنی جنت وہ ہے جس کے عرض میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ۔

اسی باب میں دوسری حدیث کی سند میں امام مالک رحمہ اللہ بھی ہیں۔ یہ بڑے ہی حلیل القدر اور عظیم المرتبت امام ہیں۔ فقہ اور حدیث میں امام حجاز کہلاتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ان کے شاگرد ہیں اور امام بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی وغیرہ سبھی کے یہ امام ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان کے درس میں بیٹھ کر ایک مہینے تک حدیث کا سماع کیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ فن حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد کے شاگرد ہیں اور بھی بہت سے زبردست ائمہ و محدثین علم حدیث میں ان ہی کے شاگرد ہیں، استاذ الائمہ اور معلم الائمہ، ہونے کا اتنا زبردست شرف ائمہ اربعہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ مؤطا امام مالک حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ ۹۵ سال ہجری میں پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر پائی ۹۷ھ میں انتقال فرمایا۔ علم حدیث کی بہت ہی زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

باب جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی اس کو عذاب کیا جائے گا

۴۹- باب مَنْ نُوقِشُ الْحِسَابَ عَذَابٌ

(۶۵۳۶) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی اس کو ضرور عذاب ہو گا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ ”پھر عنقریب ان سے ہلکا حساب لیا جائے گا“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد صرف پیشی ہے۔

مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے، انہوں نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا۔ اور اس روایت کی متابعت ابن جریج، محمد بن سلیم، ایوب اور صالح بن رستم نے ابن ابی ملیکہ سے کی ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

۶۵۳۶- حَدَّثَنَا غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نُوقِشُ الْحِسَابَ عَذَابٌ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: ۸] قَالَ: ((ذَلِكَ الْغَرَضُ)).

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَثَلَهُ. وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمٍ وَأَيُّوبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عثمان بن اسود کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج اور محمد بن سلیم اور ایوب سختیانی اور صالح بن رستم نے بھی ابن ابی ملیکہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابن جریج اور محمد بن سلیم کی روایتوں کو

ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور ایوب سختیانی کی روایت کو امام بخاری نے تفسیر میں اور صالح کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

(۶۵۳۷) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن ابو صفیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص سے بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا پس وہ ہلاک ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا ہے کہ ”پس جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو عنقریب اس سے ایک آسان حساب لیا جائے گا۔“ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو صرف پیشی ہوگی۔ (اللہ رب العزت کے کئے کا مطلب یہ ہے کہ) قیامت کے دن جس کے بھی حساب میں کھود کرید کی گئی اس کو عذاب یقینی ہوگا۔

۶۵۳۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق : ۸] فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا ذَلِكَ الْغَرَضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنَا يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذْبًا)).

[راجع: ۱۰۳]

(۶۵۳۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر زمین بھر کر تمہارے پاس سونا ہو تو کیا سب کو (اپنی نجات کے لئے) فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا کہ ہاں، تو اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ تم سے اس سے بہت آسان چیز کا (دنیا میں) مطالبہ کیا گیا تھا۔

۶۵۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِائَةُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقَالُ لَهُ: قَدْ كُنْتَ سَأَلْتَ

مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذَلِكَ)). [راجع: ۳۳۳۴]

اور تم نے اسے بھی پورا نہیں کیا یعنی شرک سے باز نہیں آئے اور توحید سے دور رہے۔

(۶۵۳۹) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خیشہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص بھی چاہے کہ وہ آگ سے بچے تو وہ راہ خدا میں خیرات کرتا رہے۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔

(۶۵۴۰) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنم سے بچو۔ پھر آپ نے چہرہ پھیر لیا، پھر فرمایا کہ جنم سے بچو اور پھر اس کے بعد چہرہ مبارک پھیر لیا، پھر فرمایا جنم سے بچو۔ تین مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ ہم نے اس سے یہ خیال کیا کہ آپ جنم کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے اور جسے یہ بھی نہ ملے تو اسے (لوگوں میں) کسی اچھی بات کہنے کے ذریعہ سے ہی (جنم سے) بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بے حجاب اور بے ترجمان کے یعنی کھل کھلا اللہ پاک کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے بات کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کی طرف سے کوئی مترجم بات کرے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں مدہا زبانیں ہیں تو اللہ پاک ہر زبان میں بات کرے گا اور یہ کلام حروف اور آواز کے ساتھ ہو گا ورنہ آدمی اس کی بات کیسے سمجھیں گے اور کیونکر سنیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور جہمیہ تو یہ کہتے ہیں وہ کلام ہی نہیں کرتا کسی دوسری چیز میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دیتا ہے۔ الفاظ فستقبلہ النار کی مزید تشریح مسلم میں یوں آئی ہے کہ دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ بائیں طرف دیکھے تو بھی اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ سامنے نظر کرے گا تو منہ کے سامنے دوزخ نظر آئے گی۔ اچھی بات وہ ہے جس سے کسی کو ہدایت ہو، خدا اور رسول کی باتیں یا جس سے کوئی جھگڑا رفع ہو، لوگوں میں ملاپ ہو جائے یا جس سے کسی کا غصہ دور ہو جائے، ایسی عمدہ بات کہنے میں بھی ثواب ملے گا۔ حدیث کے آخری الفاظ کا یہی مطلب ہے۔ ہمدردی و غمخواری، محبت و شفقت، اتفاق و حسن اخلاق کی باتیں کرنا یہ بھی سب کلمات طہیات میں داخل ہیں اور ان سے بھی صدقہ خیرات کا ثواب ملتا ہے مگر کتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو یہ بھی نصیب نہیں، اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

باب جنت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب

۵۰ - باب يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا

۶۵۳۹ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيَكَلِمُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). [راجع: ۱۴۱۳]

۶۵۴۰ - قَالَ الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنِي عُمَرُو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ۱۴۱۳]

تَشْرِيحُ

بغیر حساب

داخل ہوں گے

۶۵۴۱- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، ح وَحَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمْرُ مَعَهُ الْأُمَّةُ، وَالنَّبِيُّ يَمْرُ مَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُ مَعَهُ الْعَشْرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمْرُ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمْرُ وَحْدَهُ، فَتَطَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قُلْتُ: يَا جَبْرِيلُ هَؤُلَاءِ أُمَّتِي؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ انْظُرِي إِلَى الْأُفْقِ فَتَطَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ، قَالَ: هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ، وَهَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ، قُلْتُ: وَلَمْ؟ قَالَ: كَانُوا لَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))، فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِخْصَنٍ فَقَالَ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

[راجع: ۳۴۱۰]

تَشْرِیح

(۶۵۴۱) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے اسید بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ میں سعید بن جبیر کی خدمت میں موجود تھا اس وقت انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں کسی نبی کے ساتھ پوری امت گزری، کسی نبی کے ساتھ چند آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے اور کوئی نبی تنہا گزرا۔ پھر میں نے دیکھا تو انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت دور سے نظر آئی۔ میں نے جبریل سے پوچھا کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ افق کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک بہت زبردست جماعت دکھائی دی۔ فرمایا کہ یہ ہے آپ کی امت اور یہ جو آگے آگے ستر ہزار کی تعداد ہے ان لوگوں سے نہ حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر عذاب ہو گا۔ میں نے پوچھا ایسا کیوں ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے، دم جھاڑ نہیں کرواتے تھے، ٹنگوں نہیں لیتے تھے، اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ کی طرف عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ اٹھ کر بڑھے اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ اس میں تم سے آگے بڑھ گئے۔

یہ عکاشہ بن محسن اسدی بنی امیہ کے حلیف ہیں۔ جنگ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک چھری دے دی جو ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی۔ بعد کی لڑائیوں میں بھی شریک رہے۔ فضلاء صحابہ میں سے تھے جو خلافت صدیق میں بعمر ۴۵ سال فوت ہوئے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور ان کی بن ام قیس رضی اللہ عنہم ان سے روایت کرتے ہیں۔ سند میں حضرت سعید بن جبیر کا نام آیا ہے جنہیں حجاج بن یوسف نے شعبان ۹۵ھ میں ظلم و جور سے قتل کیا تھا۔ سعید بن جبیر کی

بددعا سے کچھ دنوں بعد ہی حجاج کا اس بری طرح خاتمہ ہوا کہ وہ لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں مفصل حالات مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔ ہم نے بھی کچھ تفصیل کسی جگہ پیش کی ہے۔ من شاء فلینظر الیہ۔

(۶۵۴۲) ہم سے معاذ بن اسد مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اپنی دھاری دار کملی جو ان کے جسم پر تھی، اٹھاتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(۶۵۴۳) ہم سے سعید بن ابومریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ (راوی کو ان میں سے کسی ایک تعداد میں شک تھا) آدمی اس طرح داخل ہوں گے کہ بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور اس طرح ان میں کے اگلے پچھلے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

(۶۵۴۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے

۶۵۴۲ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)). وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ عَكَاشَةُ)).

[راجع: ۵۸۱۱]

اب ہر روز عید نیست کہ حلہ خورد کے۔

۶۵۴۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَدْخُلُنَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا - أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ - شَكٌّ فِي أَحَدِهِمَا مُتَمَسِكِينَ آخِذًا بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)).

[راجع: ۳۲۴۷]

۶۵۴۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ

یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کے درمیان میں کھڑا ہو کر پکارے گا کہ اے جہنم والو! اب تمہیں موت نہیں آئے گی اور اے جنت والو! تمہیں بھی موت نہیں آئے گی بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہو گا۔

(۶۵۴۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اہل جنت سے کہا جائے گا کہ اے اہل جنت! ہمیشہ (تمہیں یہیں) رہنا ہے، تمہیں موت نہیں آئے گی اور اہل دوزخ سے کہا جائے گا کہ اے دوزخ والو! ہمیشہ (تم کو) یہیں رہنا ہے، تم کو موت نہیں آئے گی۔

باب جنت و جہنم کا بیان

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے کھانا جسے اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کی بڑھی ہوئی چربی ہو گی۔ عدن کے معنی ہمیشہ رہنا۔ عرب لوگ کہتے ہیں ”عدنت بارض“ یعنی میں نے اس جگہ قیام کیا اور اسی سے معدن آتا ہے ”فی معدن صدق“ (یا مقعد صدق جو سورہ قمر میں ہے) یعنی سچائی پیدا ہونے کی جگہ۔

چونکہ یہ باب جنت کے بیان میں ہے اور قرآن شریف میں جنت کا نام عدن آیا ہے اس لیے امام بخاریؒ نے عدن کی تفسیر کر دی۔ (۶۵۴۶) ہم سے عثمان بن شہم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف بن ابی جلیلہ نے بیان کیا، ان سے ابو رجاء عمران عطاردی نے، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو وہاں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا (شب معراج میں) تو وہاں عورتیں بہت تھیں۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُودٌ)).

[طرفہ بی: ۶۵۴۸]

۶۵۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ، وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ)).

۵۱ - باب صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ)). عَدْنُ: خُلْدٌ عَدَنْتُ بَارِضٍ أَقَمْتُ، وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ فِي مَعْدِنٍ صِدْقٍ فِي مَنَبَتٍ صِدْقٍ.

۶۵۴۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَهْتَمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). [راجع: ۳۲۴۱]

(۶۵۴۷) ہم سے مسد بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بنی نے بیان کیا، انہیں ابو عثمان ہندی نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں اکثر داخل ہونے والے محتاج لوگ تھے اور محنت مزدوری کرنے والے تھے اور مالدار لوگ ایک طرف روکے گئے ہیں، ان کا حساب لینے کے لئے باقی ہے اور جو لوگ دوزخی تھے وہ تو دوزخ کے لئے بھیج دیئے گئے اور میں نے جہنم کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

[راجع: ۵۱۹۶]

مطلب یہ ہے کہ یہ مالدار جو بہشت کے دروازے پر روکے گئے وہ لوگ تھے جو دین دار اور بہشت میں جانے کے قابل تھے لیکن دنیا کی دولت ہندی کی وجہ سے وہ روکے گئے اور فقراء لوگ جھٹ جنت میں پہنچ گئے۔ باقی جو لوگ کافر تھے وہ تو دوزخ میں بھجوا دیئے گئے۔ یہ حدیث بظاہر مشکل ہے کیونکہ ابھی جنت اور دوزخ میں جانے کا وقت کہاں سے آیا۔ مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی اور مستقبل اور حال کے سب واقعات یکساں موجود ہیں تو اللہ پاک نے اپنے پیغمبر ﷺ کو یہ واقعہ نیند میں خواب کے ذریعہ یا شب معراج میں اس طرح دکھلایا جیسے اب ہو رہا ہے۔

(۶۵۴۸) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عمر بن محمد بن زید نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی۔ اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔

[راجع: ۵۶۴۴]

یہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں مجسم کر کے لائی جائے گی۔ اس لئے اس کا ذبح کیا جانا عقل کے خلاف قطعی نہیں ہے۔

(۶۵۴۹) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن

۶۵۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدُّ بْنُ مَسَدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ النَّمِي، عَنْ أَبِي غُثَمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ النَّبِيِّ، قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ غَامَةً مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنْ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا غَامَةً مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)).

۶۵۴۸- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِئَ بِالْمَوْتِ، حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، فَيَزِدُّ أَهْلَ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزِدُّ أَهْلَ النَّارِ حُزْنَ إِلَى حُزْنِهِمْ)).

۶۵۴۹- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ

مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لئے اپنی رضا مندی کو ہمیشہ کے لئے دائمی کر دوں گا یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ : يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ يَقُولُونَ : لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ : هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى، وَقَدْ أُعْطِينَا مَا لَمْ نَعْطَ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيتُكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَبُّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)).

[طرفہ بی: ۷۵۱۸]

اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم، لطف و عنایت سے یہ شرف و فضیلت ہم کو عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

(۶۵۵۰) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ وہ اس وقت نو عمر تھے تو ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارث سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں گی اور صبر پر ثواب کی امید وار رہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کے لئے کیا کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس کیا تم پاگل ہو گئی ہو۔ جنت ایک ہی نہیں ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (حارث رضی اللہ عنہ) جنت الفردوس میں ہے۔

۶۵۵۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ حَمِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ : أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَرَفْتُ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنَّ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرُ وَأُحْسِبُ وَإِنْ تَكُنِ الْآخِرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: ((أَوْ هَبِلَتْ؟ أَوْ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جَنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ)).

[راجع: ۲۸۰۹]

تشریح یہ حارث بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی ماں کا نام ریح بنت نصر ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھوپھی ہیں۔ یہی حارث جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ یہ پہلے انصاری نوجوان ہیں جو جنگ بدر میں انصار میں سے شہید ہوئے۔ (بخاری)

۶۵۵۱- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا (۶۵۵۱) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ

نے خبر دی، کہا ہم کو فضیل نے خبر دی، انہیں حازم نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”کافر کے دونوں شانوں کے درمیان تیز چلنے والے کے لئے تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔“

(۶۵۵۲) اور اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مغیرہ بن سلمہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلنے کے بعد بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔“

(۶۵۵۳) ابو حازم نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جنت میں ایک درخت ہو گا جس کے سایہ میں عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال تک چلتا رہے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔“

یا اللہ! یہ جنت ہر بخاری شریف پڑھنے والے بھائی بن کو عطا فرمائیو آمین۔

(۶۵۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی جنت میں جائیں گے۔ راوی کو شک ہوا کہ سہل سے کوئی تعداد بیان ہوئی تھی، (وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ) وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ ان میں کا اگلا ابھی اندر داخل نہ ہونے پائے گا کہ جب تک آخری بھی داخل نہ ہو جائے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضِيلُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْ الْكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ)).

۶۵۵۲- وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا)).

۶۵۵۳- قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ النِّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ الْخَوَادُّ الْمُضْمَرُ السَّرِيعُ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا)).

۶۵۵۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَوْ سَبْعُمِائَةَ أَلْفٍ)) لَا يَذَرِي أَبُو حَازِمٍ أَتَيْهَمَا قَالَ: ((مُتَمَسِّكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أُولَهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وَجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)).

[راجع: ۳۲۴۷]

راوی حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی انصاری ہیں۔ وفات نبوی کے وقت یہ ۱۵ سال کے تھے یہ مدینہ میں آخری صحابی ہیں جو

۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

(۶۵۵۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت والے (اپنے اوپر کے درجوں کے) بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔

(۶۵۵۶) راوی (عبد العزیز) نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا اور اس میں وہ اس لفظ کا اضافہ کرتے تھے کہ ”جیسے تم مشرقی اور مغربی کناروں میں ڈوبتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔“

بعض نے غارب کے بدل اس کو غابر پڑھا ہے یعنی اس ستارے کو جو باقی رہ گیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے یہ ستارہ بہت دور اور چمکتا نظر آتا ہے ویسے ہی بہشت میں بلند درجے والے جنتیوں کے مکانات دور سے نظر آئیں گے۔ اے اللہ! تو اپنے

۶۵۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْكَوَاكِبَ فِي السَّمَاءِ)).

۶۵۵۶- قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيدُ فِيهِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوَاكِبَ الْغَارِبَ فِي الْأَفْقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ. [راجع: ۳۲۵۶]

فضل و کرم سے ہم کو بھی ان میں شامل فرما دے۔ آمین۔

(۶۵۵۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے بیان کیا، کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کے سب سے کم عذاب پانے والے سے پوچھے گا (یعنی ابوطالب سے) اگر تمہیں روئے زمین کی ساری چیزیں میسر ہوں تو کیا تم ان کو فدیہ میں (اس عذاب سے نجات پانے کے لئے) دے دو گے۔ وہ کہے گا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تم سے اس سے بھی سہل چیز کا اس وقت مطالبہ کیا تھا جب تم آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تم نے (توحید کا) انکار کیا اور نہ مانا آخر شرک ہی کیا۔

(۶۵۵۸) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ دوزخ سے شفاعت کے ذریعہ اس طرح نکلیں گے گویا کہ ”تغاریر“

۶۵۵۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي غَمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِأَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ؟ نَعَمْ. فَيَقُولُ: أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي)). [راجع: ۳۳۳۴]

۶۵۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ، كَأَنَّهُمْ

النَّعَارِيُ) قُلْتُ: مَا النَّعَارِيُ؟ قَالَ: ((الضَّغَابِيْسُ)) وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرُو بْنِ دِينَارٍ، أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ)). قَالَ: نَعَمْ.

ہوں۔ حماد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ ثعالبی کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد چھوٹی نکلیاں ہیں اور ہوا یہ تھا کہ آخر عمر میں عمرو بن دینار کے دانت گر گئے تھے۔ حماد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا اے ابو محمد! (یہ عمرو بن دینار کی کنیت ہے) کیا آپ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جہنم سے شفاعت کے ذریعہ لوگ نکلیں گے؟ انہوں نے کہا ہاں بے شک سنا ہے۔

تشیخ بعض نے کہا کہ ثعالبی ایک قسم کی دوسری ترکاری ہے جو سفید ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے دوزخ میں جل جل کر کوئلہ کی طرح کالے پڑ جائیں گے۔ پھر جب شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلیں گے اور ماء الحیۃ میں نہلائے جائیں گے تو ثعالبی کی طرح سفید ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کی بھی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں کہ شفاعت سے کوئی فائدہ نہ ہو گا جیسے معتزلہ اور خوارج کا قول ہے۔ بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے خطبہ سنایا، فرمایا اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رجم کا انکار کریں گے، دجال کا انکار کریں گے، قبر کے عذاب کا انکار کریں گے، شفاعت کا انکار کریں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہو گی جو میری امت میں کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ اللھم اوزقنا شفاعۃ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین امین۔

(۶۵۵۹) ہم سے ہدیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جماعت جہنم سے نکلے گی اس کے بعد کہ جہنم کی آگ نے ان کو جلا ڈالا ہو گا اور پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اہل جنت ان کو جہنمین کے نام سے یاد کریں گے۔

۶۵۵۹- حَدَّثَنَا هُدَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَقْعٌ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَسْمِيَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنْمِيِّينَ)). [طرفہ فی : ۷۴۵۰]

تشیخ پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو ان کا یہ لقب مٹا دیا جائے گا۔ اس حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ماں ام سلیم بنت طحان ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت ان کی عمر دس سال کی تھی۔ شروع ہی سے خدمت نبوی میں حاضر رہے اور پورے دس سال ان کو خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت فاروقی میں معلم بن کر بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ جملہ اصحاب کرام کے بعد جو بصرہ میں مقیم تھے ۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے انتقال کے وقت ایک سو کی تعداد میں اولاد چھوڑ گئے۔ بڑے ہی مشہور جامع الفضائل صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ مسلم شریف کی روایت کے مطابق بعد میں دوزخیوں کا یہ لقب ختم کر دیا جائے گا۔

۶۵۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ

(۶۵۶۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے

اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو اسے دوزخ سے نکال لو۔ اس وقت ایسے لوگ نکالے جائیں گے اور وہ اس وقت جل کر کوئلے کی طرح ہو گئے ہوں گے۔ اس کے بعد انہیں ”نصر حیا“ (زندگی بخش دریا) میں ڈالا جائے گا۔ اس وقت وہ اس طرح تروتازہ اور شگفتہ ہو جائیں گے جس طرح سیلاب کی جگہ پر کوڑے کرکٹ کا دانہ (اسی رات یا دن میں) اگ آتا ہے۔ یا راوی نے (حمیل السیل کے بجائے) حمیۃ السیل کہا ہے یعنی جہاں سیلاب کا زور ہو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اس دانہ سے زرد رنگ کا لپٹا ہوا بارونق پودا اگتا ہے۔

(۶۵۶۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسحاق سیعی سے سنا، کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن عذاب کے اعتبار سے سب سے کم وہ شخص ہو گا جس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا۔

[راجع: ۲۲]

أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُولُ اللَّهُ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجُوهُ، فَيَخْرُجُونَ قَدْ امْتَحَشُوا وَعَادُوا حُمَمًا، فَيُلْقُونَ فِي نَهْرٍ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ)) - أَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً)).

۶۵۶۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تَوَضَّعَ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاعُهُ)).

[طرفہ فی: ۶۵۶۲]

صحیح مسلم میں آگ کی دو جوتیاں پہنانے کا ذکر ہے۔ اس سے ابو طالب مراد ہیں۔

تَشْرِیح ابو طالب آنحضرت ﷺ کے نہایت ہی معزز چچا ہیں۔ ان کا نام عبد مناف بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے فرزند ہیں۔ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی حمایت کرتے رہے مگر قوم کے تعصب کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات کے پانچ دن بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان دونوں کی جدائی سے رسول اللہ ﷺ کو بے حد رنج ہوا مگر صبر و استقامت کا دامن آپ نے نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب فرمایا۔

(۶۵۶۲) ہم سے عبد اللہ بن رجا نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا

۶۵۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا

عذاب پانے والا وہ شخص ہو گا جس کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا جس طرح ہانڈی اور کیتلی جوش کھاتی ہے۔

کیتلی سے چائے والی کی طرح کا برتن مراد ہے جس میں پانی کو جوش دیتے ہیں بعض نسخوں میں والقمم کی جگہ بالقمم ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح لفظ والقمم ہی ہے۔ یہ واؤ عاطفہ ہے لیکن اسماعیلی رحمہ اللہ کی روایت میں اوالقمم ہے۔

(۶۵۶۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، ان سے خیمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عدی بن حاتم رحمہ اللہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جنم کا ذکر کیا اور روئے مبارک پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی۔ پھر جنم کا ذکر کیا اور روئے مبارک پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی۔ اس کے بعد فرمایا کہ دوزخ سے بچو صدقہ دے کر خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے، جسے یہ بھی نہ ملے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہہ کر۔

(۶۵۶۴) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا ممکن ہے قیامت کے دن میری شفاعت ان کے کام آجائے اور انہیں جنم میں ٹخنوں تک رکھا جائے گا جس سے ان کا بھیجا کھولتا رہے گا۔

قرآن شریف میں فما تنفعهم شفاعۃ الشافعين۔ (مدثر: ۴۸) (ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کام نہ دے گی) لیکن آیت میں نفع سے یہ مراد ہے کہ وہ دوزخ سے نکال لئے جائیں، یہ فائدہ کافروں اور مشرکوں کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں حدیث اور آیت میں اختلاف نہیں رہے گا مگر دوسری آیت میں جو یہ فرمایا فلا یخفف عنهم العذاب (البقرہ: ۸۶) (یعنی ان سے عذاب کم نہیں کیا جائے گا) اس کا جواب یوں بھی دے سکتے ہیں کہ جو عذاب ان پر شروع ہو گا وہ ہلکا نہیں ہو گا یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ بعض کافروں پر شروع ہی سے ہلکا عذاب مقرر کیا جائے، بعض کے لئے سخت ہو۔

(۶۵۶۵) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رحمہ اللہ نے کہ رسول اکرم ﷺ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلَىٰ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقَمْقَمُ)). [راجع: ۶۵۶۱]

۶۵۶۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ خَيْمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بَوَجْهِهِ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا، ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بَوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ۱۴۱۳]

۶۵۶۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْدَّرَاوَزْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَذَكَرَ عِنْدَهُ عُمَةُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلُ فِي ضَخْصَاحٍ مِنَ النَّارِ يَنْلُغُ كَعَتَبِيهِ تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاعِهِ. [راجع: ۳۸۸۵]

تَشْنِجٌ

۶۵۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ

نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔ چنانچہ لوگ آدم ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ہی وہ بزرگ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں، پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ لوگ نوح کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ لوگ موسیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ عیسیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اس وقت میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے کہ اپنا سراٹھاؤ، مانگو، دیا جائے گا، کہو، سنا جائے گا، شفاعت کرو، شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ، لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، فَاسْتَفْعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ وَيَقُولُ: ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ، فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ، ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللَّهُ خَلِيلًا، فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ، ائْتُوا مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ، ائْتُوا عِيسَى فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَاسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُقَالُ: ارْزُقْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَ قُلْ يُسْمَعُ وَاسْتَفْعَ تَشْفَعُ فَارْزُقْ رَأْسِي فَأُحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يَعْلَمُنِي، ثُمَّ اسْتَفْعَ فَيَحْدُ لِي حَدًّا ثُمَّ أَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ، وَأَدْخِلْهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوذُ، فَاقْعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ، إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْفُرَّاقُ)). وَكَانَ قَتَادَةَ يَقُولُ: عِنْدَ هَذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

[راجعہ: ۴۴]

جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ ہے) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر کہا کرتے تھے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا ہے۔

شیخ محمد صالح یہاں شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ والوں کی خبر سن کر امتی امتی فرمائیں گے۔ پھر ان سب لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے جن میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا۔ لیکن وہ شفاعت جو میدانِ حشر سے بہشت میں لے جانے کے لئے ہو گی وہ پہلے ان لوگوں کو نصیب ہو گی جو بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان لوگوں کو جو حساب کے بعد بہشت میں جائیں گے۔ قاضی عیاض نے کہا شفاعتیں پانچ ہوں گی۔ ایک تو شکر کی تکالیف سے نجات دینے کے لئے، یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اس کو شفاعتِ عظمیٰ کہتے ہیں اور مقامِ محمود بھی اسی مرتبہ کا نام ہے۔ دوسری شفاعت بعض لوگوں کو بے حساب جنت میں لے جانے کے لئے۔ تیسری حساب کے بعد ان لوگوں کو جو عذاب کے لائق ٹھہریں گے ان کو بے عذاب جنت میں لے جانے کے لئے۔ چوتھی شفاعت ان گنہگاروں کے لئے جو دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، ان کے نکالنے کے لئے۔ پانچویں شفاعت جنتیوں کی ترقی درجات کے لئے ہو گی۔

انبیاء کرام نے اپنی اپنی جن لغزشوں کا ذکر کیا وہ لغزشیں ایسی ہیں جو اللہ کی طرف سے معاف ہو چکی ہیں لیکن پھر بھی بدوں کا مقام بڑا ہوتا ہے، اللہ پاک کو حق ہے وہ چاہے تو ان لغزشوں پر ان کو گرفت میں لے لے۔ اس خطرے کی بنا پر انبیاء کرام نے وہ جوابات دیئے جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔ آخری معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھہرایا۔ وہ مقامِ محمود ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ عسی ان یہمک ربک مقاما محمودا (بنی اسرائیل: ۷۶) قرآن نے جن کو جہنم کے لئے ہمیشہ کے واسطے روکا ان سے مراد مشرکین ہیں۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (النساء: ۴۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو شفاعت کا اہل سمجھا۔ حافظ ابن حجر اس موقع پر فرماتے ہیں۔ ثم احتج عیسیٰ بانہ صاحب الشفاعۃ لانہ قد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر بمعنی ان اللہ اخبارانہ لا یواخذہ بذنبہ لوقوع منہ و ہذا من النفائس التي فتح اللہ بہا فی فتح الباری للہ الحمد۔ یعنی یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اس معنی سے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے چکا ہے کہ اگر آپ سے کوئی گناہ واقع ہو بھی جائے تو اللہ آپ سے اس کے بارے میں مواخذہ نہیں کرے گا۔ اس لئے شفاعت کا منصب در حقیقت آپ ہی کے لئے ہے۔ یہ ایک نہایت نفیس وضاحت ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے فتح الباری میں کھولی ہے (فتح الباری)

(۶۵۶۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حسن بن ذکوان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جماعت جہنم سے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے نکلے گی اور جنت میں داخل ہو گی جن کو جہنمین کے نام سے پکارا جائے گا۔

۶۵۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُسَمُّونَ

الْجَهَنَّمِيِّينَ))۔

۶۵۶۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ
أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَدْ
هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَذَرَ أَصَابَهُ سَهْمٌ عَرَبٌ
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ مَوْقِعَ
حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ
أَبْلُكْ عَلَيْهِ، وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ،
فَقَالَ لَهَا: ((هَبْلَيْتِ أَجَنَّةً وَاحِدَةً هِيَ؟ إِنَّهَا
جَنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ
الْأَعْلَى))۔ [راجع: ۲۸۰۹]

۶۵۶۸- وَقَالَ: ((غَذْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ
قَوْسٍ أَحَدِكُمْ، أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِنَ الْجَنَّةِ
خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ
نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ
لَأَضَاعَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا
رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْجِمَارَ خَيْرٌ مِنَ
الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))۔ [راجع: ۲۷۹۲]

تشریح

دوسری روایت میں یوں ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی اوڑھنی کے سائے سورج کی روشنی ایسی ماند پڑ جائے جیسے عقی کی روشنی سورج کے سائے ماند پڑ جاتی ہے۔ اگر اپنی پتیلی دکھائے تو ساری خلقت اس کے حسن کی شیدا ہو جائے۔ بعض لمحوں نے اس قسم کی احادیث پر یہ شبہ کیا ہے کہ جب حور کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہے یا وہ اتنی معطر ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اس کی خوشبو پہنچتی ہے تو بہشتی لوگ اس کے پاس کیونکر جا سکیں گے اور اتنی خوشبو اور روشنی کی تاب کیونکر لا سکیں گے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت میں ہم لوگوں کی زندگی اور طاقت اور قسم کی ہوگی جو ان سب باتوں کا تحمل کر سکیں گے۔ جیسے دوسری آیتوں اور احادیث میں دوزخیوں کے ایسے ایسے عذاب بیان ہوئے ہیں کہ اگر دنیا میں اس کا دسواں حصہ بھی عذاب دیا جائے تو فوراً مرجائے لیکن دوزخی ان عذابوں کا تحمل کر سکیں گے اور زندہ رہیں گے۔ بہر حال آخرت کے حالات کو دنیا کے حالات پر قیاس کرنا اور ہر ایک بات میں استبعاد کرنا صریح نادانی ہے۔ روایت میں مذکور حارثہ بن سراقہ بن حارثہ بن عدی مراد ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ریج بنت نضر ہے۔

(۶۵۶۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن سراقہ بن حارثہ بن سراقہ کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حارثہ بن سراقہ بدر کی لڑائی میں ایک نامعلوم تیر لگ جانے کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے اور انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے تو اس پر میں نہیں روؤں گی، ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، یو قوف ہوئی، کیا کوئی جنت ایک ہی ہے، جنتیں تو بہت سی ہیں اور حارثہ ”فردوس اعلیٰ“ (جنت کے اونچے درجے) میں ہے۔

(۶۵۶۸) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے ایک صبح یا ایک شام سفر کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بڑھ کر ہے اور جنت میں تمہاری ایک کمان کے برابر جگہ یا ایک قدم کے فاصلے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت روئے زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو آسمان سے لے کر زمین تک منور کر دے اور ان تمام کو خوشبو سے بھر دے اور اس کا دوشہ دنیا و ما فیہا سے بڑھ کر ہے۔

(۶۵۶۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں جو بھی داخل ہو گا اسے اس کا جہنم کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا کہ اگر نافرمانی کی ہوتی (تو وہاں اسے جگہ ملتی) تاکہ وہ اور زیادہ شکر کرے اور جو بھی جہنم میں داخل ہو گا اسے اس کا جنت کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا کہ اگر اچھے عمل کئے ہوتے (تو وہاں جگہ ملتی) تاکہ اس کیلئے حسرت و افسوس کا باعث ہو۔

(۶۵۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لئے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہا۔

خلوص دل سے کہا اور عملی جامہ پہنایا کہ ساری عمر توحید پر قائم رہا اور شرک کی ہوا بھی نہ لگی۔ یقیناً اسے شفاعت حاصل ہوگی اور توحید کی برکت سے اور عملی تک و دو سے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے آمین۔

(۶۵۷۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہو گا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت

۶۵۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ أَحَدُ الْجَنَّةِ إِلَّا أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً)).

۶۵۷۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَسْعَدَ النَّاسَ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوْلُ مِنْكَ، لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدَ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ)). [راجع: ۹۹]

۶۵۷۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لِأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبُورًا، فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا

میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔

[طرفہ فی : ۷۵۱۱]

بہند درجے والوں کا کیا کہنا، ان کو کیسے کیسے وسیع مکانات ملیں گے۔ حافظ نے کہا کہ یہ کلام بھی دوسری روایت سے نکلتا ہے

سُئِلَ عَنْ

جسے امام مسلم نے ابوسعید سے نکالا (وحیدی)

(۶۵۷۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن حارث بن نوفل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے ابو طالب کو کوئی نفع پہنچایا؟

۶۵۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ نَفَعَتْ أَبَا طَالِبٍ بَشْيٌ؟ [راجع: ۳۸۸۳]

یہ روایت مختصر ہے۔ دوسری جگہ ہے کہ آپ نے فرمایا، ہاں پہنچایا۔ وہ گھٹنوں تک عذاب میں ہیں اور اگر میری یہ شفاعت نہ ہوتی تو وہ دوزخ کے نیچے والے درجے میں داخل ہوتا۔

باب صراط ایک پل ہے جو دوزخ پر بنایا گیا ہے

۵۲- باب الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

اسی کو پل صراط کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر یوں ہے۔ وان منکم الا وادھا کان علی ربک حتما مقضیا لم نجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیہا جنیا۔ (سورہ مریم: ۷۱)

سُئِلَ عَنْ

(۶۵۷۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو سعید اور عطاء بن یزید نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور

۶۵۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے، کہا ہم کو معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عطاء بن یزید لیشی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے جب کہ اس پر کوئی بادل، ابر وغیرہ نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیا جب کوئی بادل نہ ہو تو تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح قیامت کے دن دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ تم میں سے جو شخص جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اسی کے پیچھے لگ جائے۔ چنانچہ جو لوگ سورج کی پرستش کیا کرتے تھے وہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور جو لوگ چاند کی پوجا کرتے تھے وہ اس کے پیچھے ہو لیں گے۔ جو لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ ان کے پیچھے لگ جائیں گے اور آخر میں یہ امت باقی رہ جائے گی اور اس میں منافقین کی جماعت بھی ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے نہ ہوں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے تجھ سے اللہ کی پناہ۔ ہم اپنی جگہ پر اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے سامنے نہ آئے۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے (کیونکہ وہ حشر میں ایک بار اس کو پہلے دیکھ چکے ہوں گے) پھر حق تعالیٰ اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا (اؤ میرے ساتھ ہو لو) میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے، پھر اسی کے پیچھے ہو جائیں گے اور جہنم پر پل بنادیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اس پل کو پار کروں گا اور اس دن رسولوں کی دعایہ ہوگی کہ اے اللہ! مجھ کو سلامت رکھو۔ اے اللہ!

أَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ أَنَسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((هَلْ تُضَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ ذُوْنَهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوا : لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((هَلْ تُضَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ الْبَدْرُ لَيْسَ ذُوْنهُ سَحَابٌ؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ، يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ، وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ، وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوْغَيْتَ، وَيَتَّبِعْ هَذِهِ الْأُمَّةَ فِيهَا مُنَافِقُوهَا، فَيَأْتِيهِمْ اللَّهُ فِي غَيْرِ الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا أَنَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمْ اللَّهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيَضْرِبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَبِهِ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟)) قَالُوا: بَلَى، يَا

مجھ کو سلامت رکھو اور وہاں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔ تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں دیکھے ہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا وہ پھر سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے البتہ اس کی لمبائی چوڑائی اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اچک لیں گے اور اس طرح ان میں سے بعض تو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہو گا، پھر وہ نجات پا جائے گا۔ آخر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائے گا اور جنم سے انہیں نکالنا چاہے گا جنہیں نکالنے کی اس کی مشیت ہو گی۔ یعنی وہ جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دی ہو گی اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ ایسے لوگوں کو جنم سے نکالیں۔ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ابن آدم کے جسم میں سجدوں کے نشان کو کھائے۔ چنانچہ فرشتے ان لوگوں کو نکالیں گے۔ یہ جل کر کوئلے ہو چکے ہوں گے پھر ان پر پانی چھڑکا جائے گا جسے ماء الحیاء (زندگی بخشنے والا پانی) کہتے ہیں اس وقت وہ اس طرح تروتازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے بعد زرخیز زمین میں دانہ اگ آتا ہے۔ ایک ایسا شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ جنم کی طرف ہو گا اور وہ کہے گا اے میرے رب! اس کی بدبو نے مجھے پریشان کر دیا ہے اور اس کی لپیٹ نے مجھے جھلسا دیا ہے اور اس کی تیزی نے مجھے جلا ڈالا ہے، ذرا میرا منہ آگ کی طرف سے دوسری طرف پھیر دے۔ وہ اسی طرح اللہ سے دعا کرتا رہے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں تو کہیں تو کوئی دوسری چیز مانگنی شروع نہ کر دے۔ وہ شخص عرض کرے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ جنم کی طرف سے دوسری طرف پھیر دیا جائے گا۔ اب اس کے بعد وہ کہے گا۔ اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے

رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عَظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَتَخْطِفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمْ الْمُؤَبَّقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمْ الْمُخْرَدَلُ ثُمَّ يَنْجُو حَتَّى إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُودِ، وَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنْ ابْنِ آدَمَ أَثَرِ السُّجُودِ، فَيُخْرِجُونَهُمْ قَدْ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْجَنَّةِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ قَدْ قَشَبْتَنِي رِبْحَهَا وَأُخْرِقْتَنِي ذِكَاؤَهَا فَاصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ فَيَقُولُ: لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتَكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ، فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَيَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، ثُمَّ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ: يَا رَبِّ قَرِّبْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَلَيْسَ قَدْ رَعِمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ وَتِلْكَ ابْنُ آدَمَ مَا أَعْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو فَيَقُولُ: لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتَكَ ذَلِكَ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللَّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَاقِيقَ أَنْ لَا يَسْأَلُهُ غَيْرَهُ، فَيَقْرَبُهُ إِلَى

ابھی یقین نہیں دلایا تھا کہ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگے گا۔ افسوس! اے ابن آدم! تو بہت زیادہ وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ برابر اسی طرح دعا کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیری یہ دعا قبول کر لوں تو تو پھر اس کے علاوہ کچھ اور چیز مانگنے لگے گا۔ وہ شخص کے گاہے نہیں تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا اور کوئی چیز تجھ سے نہیں مانگوں گا اور وہ اللہ سے عہد و پیمان کرے گا کہ اس کے سوا اب کوئی اور چیز نہیں مانگے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب وہ جنت کے اندر کی نعمتوں کو دیکھے گا تو جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا، پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ اب تو اس کے سوا کوئی چیز نہیں مانگے گا۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ شخص عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق کا سب سے بد بخت بندہ بنا دے۔ وہ برابر دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنس دے گا۔ جب اللہ ہنس دے گا تو اس شخص کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ جب وہ اندر چلا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز کی خواہش کر چنانچہ وہ اس کی خواہش کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز کی خواہش کرو، چنانچہ وہ پھر خواہش کرے گا یہاں تک کہ اس کی خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ کی طرف سے کہا جائے گا کہ تیری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں اور اتنی ہی زیادہ نعمتیں اور دی جاتی ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی سند سے کہا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا ہو گا۔

(۶۵۷۴) عطاء نے بیان کیا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے ان کی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا لیکن جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے اس ٹکڑے تک پہنچے کہ تمہاری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں اور اتنی ہی اور زیادہ نعمتیں دی جاتی ہیں تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے

بَابُ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَى مَا فِيهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ: رَبِّ أَذْخِلْنِي الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ يَقُولُ: أَوْلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ، وَتِلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرْتُكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشَقَى خَلْقِكَ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَصْنَحَكَ فَإِذَا صَحَّكَ مِنْهُ، أَدِنَ لَهُ بِالْدُخُولِ فِيهَا، فَإِذَا دَخَلَ فِيهَا قِيلَ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى حَتَّى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا.

[راجع: ۸۰۶]

۶۵۷۴- قَالَ عَطَاءٌ: وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: ((هَذَا لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالَهُ))، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: حَفِظْتُ مِثْلَهُ مَعَهُ. [راجع: ۲۲]

رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”تمہاری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں اور اس سے دس گنا اور زیادہ نعمتیں دی جاتی ہیں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یوں ہی سنا ہے۔ یہ سب چیزیں اور اتنی ہی اور۔

اس حدیث میں پروردگار کی دو صفات کا اثبات ہے۔ ایک آنے کا، دوسری صورت کا۔ مشکئین الہی صفات کی دور ازکار تاویلات کرتے ہیں مگر اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسکتا ہے، جاسکتا ہے، اتر سکتا ہے، چڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔ اس کو سب طرح کی قدرت ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفت سے مشابہت نہیں دے سکتے۔

اس حدیث میں بہت سی باتیں بیان میں آئی ہیں۔ پل صراط کا بھی ذکر ہے جس کے بارے میں دوسری روایت میں ہے کہ اس پل پر سے پار ہونے والے سب سے پہلے میں ہوں گا اور میری امت ہوگی۔ پل صراط پر سعدان نامی درخت کے جیسے آنکڑوں کا ذکر ہے جو سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہوں گے، مقدار میں نہیں کیونکہ مقدار میں تو وہ بہت بڑے ہوں گے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سعدان عرب کی ایک گھاس کا نام ہے جس میں ٹیڑھے منہ کے کانٹے ہوتے ہیں۔ آگے روایت میں دوزخ پر نشان سجدہ اور مقام سجدہ کے حرام ہونے کا ذکر ہے۔ سجدے کے مقام پیشانی دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم یا صرف پیشانی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سارا بدن جل کر کوئلہ ہو گیا ہو گا مگر یہ مقامات سجدہ سالم ہوں گے جن کو دیکھ کر فرشتے پہچان لیں گے کہ یہ موحد مسلمان نمازی تھے۔ آہ بے نمازی مسلمانوں کے پاس کیا علامت ہوگی جس کی وجہ سے انہیں پہچان کر دوزخ سے نکالا جائے؟ آگے روایت میں سب کے بعد جنت میں جانے والے ایک شخص کا ذکر ہے یہ وہ ہو گا جو دوزخ میں سات ہزار برس گزار چکا ہو گا۔ اس کے بعد نکل کر بائیں صورت جنت میں جائے گا۔ اسی شخص سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا ذکر ہے۔ یہ بھی اللہ کی ایک صفت ہے جس کا انکار یا تاویل اہل حدیث نہیں کرتے، نہ اسے مخلوق کی نہی سے مشابہت دیتے ہیں۔

باب حوض کوثر کے بیان میں

۵۳- باب فِي الْحَوْضِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَغْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ [الکوثر: ۱] وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر میں فرمایا ”بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر دیا۔“ اور عبد اللہ بن زید مازنی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ تم اس وقت تک صبر کئے رہنا کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو۔

حوض کوثر جنت کی ایک نہر کوثر کا یہی معنی صحیح اور مشہور اور حدیث سے ثابت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ خیر کثیر مراد ہے۔ کوثر وہ حوض ہے جو قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کو ملے گا۔ آپ کی امت کے لوگ اس میں سے پانی پئیں گے۔ اس بارے میں صحیح یہی ہے کہ پل صراط کے اوپر گزرنے سے پہلے ہی جنتی پانی پئیں گے کیونکہ پہلے قبروں سے پیاسے اٹھیں گے۔ لیکن حضرت امام بخاری رحمہ اللہ جو اس باب کو پل صراط کے بعد لائے ہیں، اس سے یہ نکلتا ہے کہ پل صراط سے گزرنے کے بعد اس میں سے پئیں گے اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے آپ سے شفاعت چاہی۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ اس نے کہا اس دن آپ کہاں ملیں گے۔ فرمایا پہلے مجھ کو پل صراط کے پاس دیکھنا، ورنہ پھر ترازو کے پاس، اگر وہاں بھی نہ پاسکو تو حوض کوثر کے پاس دیکھنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر پیغمبر کو ایک حوض ملے گا جس میں سے وہ اپنی

امت والوں کو پانی پلائے گا اور لکڑی لئے وہیں کھڑا رہے گا۔ سند میں مذکور حضرت عبداللہ بن زید مازنی انصاری صحابی ہیں جو جنگ احد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں سیلہ کذاب کو وحشی بن حرب کے ساتھ مل کر قتل کرنے میں یہ عبداللہ شریک تھے۔ ۷۳ھ میں حرہ کی لڑائی میں یہ ۷۲ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۶۵۷۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْخَوْضِ)).

(۶۵۷۵) مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ میں تم سے پہلے ہی خوض پر موجود رہوں گا۔

[طرفاء فی : ۶۵۷۶، ۷۰۴۹]۔

۶۵۷۶- وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْمُضَرِّقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْخَوْضِ، وَلَيَرَفَعَنَّ رِجَالُ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيَخْتَلِجَنَّ دُونِي، فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي؟ فَيَقَالَ إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بِغَدَاةٍ)). تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ: عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۶۵۷۵]

(۶۵۷۶) (دوسری سند) اور مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ نے، کہا کہ میں نے ابوداؤد کل سے سنا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے خوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس روایت کی متابعت عاصم نے ابوداؤد کل سے کی، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا۔

۶۵۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَامَكُمْ خَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرَبَاءَ وَأَذْرَحَ)).

(۶۵۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تمہارے سامنے ہی میرا خوض ہو گا وہ جتنا بڑا ہے جتنا جرباء اور اذرحاء کے درمیان فاصلہ ہے۔“

جرباء اور اذرحاء شام کے ملک میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی راہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرا خوض ایک مہینے کی راہ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور صنعاء میں ہے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاء میں ہے۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ سے عدن تک ہے۔ پانچویں حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ سے حنیفہ تک ہے۔ یہ سب آپ نے تقریباً لوگوں کو سمجھانے کے لئے فرمایا جو جو مقام وہ پہچانتے تھے وہ بیان فرمائے۔ ممکن ہے کسی روایت میں طول کا بیان ہو اور کسی میں عرض کا۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہیں یعنی آدھے مہینے کی مسافت یا اس

سے کچھ زائد۔

۶۵۷۸- حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا هُثَيْمٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أَنَسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ: النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. [راجع: ۴۹۶۶]

۶۵۷۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَآوَةٌ أَتَيْتُ مِنْ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكَبِيرَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا)).

۶۵۸۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ قَدَرُ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةٍ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَإِنْ فِيهِ مِنَ الْآبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ)).

۶۵۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدَّثَنَا هُدَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ،

(۶۵۷۸) مجھ سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو بشر اور عطاء بن سائب نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کوثر سے مراد بہت زیادہ بھلائی (خیر کثیر) ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ ابو بشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے تو انہوں نے کہا کہ جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر (بھلائی) کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔

(۶۵۷۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو نافع بن عمر نے خبر دی، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میرا حوض ایک مینے کی مسافت کے برابر ہو گا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہو گی اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی (میدان محشر میں) پیاسا نہ ہو گا۔“

(۶۵۸۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے حوض کی لمبائی اتنی ہو گی جتنی ایلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان کی لمبائی ہے اور وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔“

(۶۵۸۱) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور ہم سے ہدیبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے

بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں ایک نہر پر پہنچا، اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی خوشبو یا مٹی تیرے مشک جیسی تھی۔ راوی ہذبہ کو شک تھا۔

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قُبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَغْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِينُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ)). شَكَّ هَذِهِ [راجع: ۳۵۷۰]

کہ آپ نے مٹی فرمایا یا خوشبو۔

(۶۵۸۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میرے کچھ ساتھی حوض پر میرے سامنے لائے جائیں گے اور میں انہیں پہچان بھی لوں گا لیکن پھر وہ میرے سامنے سے ہٹا دیے جائیں گے۔ میں اس پر کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔“

۶۵۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضِ حَتَّى عَرَفْتَهُمْ اخْتَلَجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَصْحَابِي؟ فَيَقُولُ: لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بِعَدْلِكَ)).

مرتدین، منافقین اور اہل بدعت مراد ہیں۔

(۶۵۸۳) ہم سے سعید بن ابومریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے، ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں اپنے حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود رہوں گا۔ جو شخص بھی میری طرف سے گزرے گا وہ اس کا پانی پئے گا اور جو اس کا پانی پئے گا وہ پھر کبھی پیسا نہیں ہو گا اور وہاں کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا۔“

۶۵۸۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَطْرَفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مِنْ مَرَّةٍ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَغْرَفْتَهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)). [طرفہ بی: ۷۰۵۰]

(۶۵۸۴) ابو حازم نے بیان کیا کہ یہ حدیث مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنی اور کہا کہ کیا یونہی آپ نے سل رضی اللہ عنہ سے سنی تھی یہ حدیث؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح سنی تھی اور وہ اس حدیث میں کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ (یعنی یہ کہ

۶۵۸۴- قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتُ مِنْ سَهْلِ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَيَّ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ، وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي يَقُولُ: ((إِنَّكَ لَا تَذَرِي

آنحضرت ﷺ فرمائیں گے کہ میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ میں سے ہیں۔
آنحضرت ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے
آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس پر میں
کہوں گا کہ دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی
تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سحفاً بمعنی بعداً ہے۔

سحیق یعنی بعید اسحقه یعنی ابعدہ۔

(۶۵۸۵) احمد بن شعیب بن سعید جبلی نے بیان کیا، ان سے ان کے
والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے
سعید بن مسیب نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ بیان کرتے تھے
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے
ایک جماعت مجھ پر پیش کی جائے گی۔ پھر وہ حوض سے دور کر دیئے
جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! یہ تو میرے صحابہ
ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے
تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں گھڑ لی تھیں۔ یہ لوگ (دین سے) الٹے
قدموں واپس لوٹ گئے تھے۔ (دوسری سند) شعیب بن ابی حمزہ نے
بیان کیا، ان سے زہری نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے
سے فیحلتون (بجائے فیحلتون) کے بیان کرتے تھے۔ اور عقیل
فیحلتون بیان کرتے تھے اور زبیدی نے بیان کیا، ان سے زہری نے،
ان سے محمد بن علی نے، ان سے عبید اللہ بن ابی رافع نے، ان سے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔

یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جنہوں نے دین میں نئی نئی بدعات نکال کر دین کا حلیہ بگاڑ دیا تھا مجالس مولود مروجہ، تہجہ،
فاتحہ، قبر پرستی اور عرس کرنے والے، تعزیم پرستی کرنے والے، اولیاء اللہ کے مزارات کو مثل مساجد بنانے والے، مکار قسم
کے پیر، فقیر، مرشد و امام یہ سارے لوگ اس حدیث کے مصداق ہیں ظاہر میں مسلمان نظر آتے ہیں لیکن اندر سے شرک و بدعات میں
غرق ہو چکے ہیں۔ اللہ پاک ایسے اہل بدعت کو آپ کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب نہیں کرے گا۔ پس بدعات سے بچتا ہر مخلص
مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ صحابہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے جن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے جہاد کیا تھا۔

مَا أَخَذْتُوا بِعَذِّكَ، فَأَقُولُ سَحْفًا سَحْفًا
لِمَنْ غَيْرَ بَعْدِي)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
سَحْفًا: بُعْدًا. يُقَالُ سَحِيقٌ: بَعِيدٌ. سَحْفُهُ
وَأَسْحَفُهُ: أَبْعَدُهُ.
[طرفہ فی : ۷۰۵۱].

۶۵۸۵- وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبِ بْنِ
سَعِيدٍ الْجَبَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ،
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُرَدُّ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ
مِنْ أَصْحَابِي فَيَجْلُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُولُ
يَا رَبُّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ
بِمَا أَخَذْتُوا بِعَذِّكَ؟ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَيَّ
أَذْبَارِهِمُ الْفَهْقَرِيُّ)). وَقَالَ شُعَيْبُ: عَنْ
الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ فَيَجْلُونَ، وَقَالَ عَقِيلٌ: فَيَحْلَتُونَ، وَقَالَ
الزُّبَيْدِيُّ: عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ،
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفہ فی : ۶۵۸۶].

(۶۵۸۶) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۶۵۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا

ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابن مسیب نے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، حوض پر میرے صحابہ کی ایک جماعت آئے گی۔ پھر انہیں اس سے دور کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا میرے رب! یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں، یہ اٹلے پاؤں (اسلام سے) واپس لوٹ گئے تھے۔

(۶۵۸۷) ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا، کہا، ہم سے محمد بن قلیح نے، کہا، ہم سے ہمارے والد نے، کہا کہ مجھ سے ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم نے فرمایا میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ۔ میں کہوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا کہ واللہ جہنم کی طرف۔ میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد اٹلے پاؤں (دین سے) واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا اور جب میں انہیں بھی پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان میں سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ۔ میں پوچھوں گا کہ کہاں؟ تو وہ کہے گا، اللہ کی قسم جہنم کی طرف۔ میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ فرشتہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد اٹلے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گروہوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا۔ ان سب کو دوزخ میں لے جائیں گے۔

(۶۵۸۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے بیان کیا

ابن وہب، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَرُدُّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيَحْلَوْنَ عَنْهُ، فَأَقُولُ، يَا رَبُّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَخَذُوا بَعْدَكَ؟ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَى أَذْبَارِهِمُ الْفَهْقَرِيِّ)). [راجع: ۶۵۸۵]

۶۵۸۷- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَلِيحٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنِي هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ، فَإِذَا ذِمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتَهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِهِمْ وَيَقُولُ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهِ، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَذْبَارِهِمُ الْفَهْقَرِيِّ، ثُمَّ إِذَا ذِمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتَهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِهِمْ وَيَقُولُ فَقَالَ هَلُمَّ، قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ وَاللَّهِ، قُلْتُ: مَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَذْبَارِهِمُ الْفَهْقَرِيِّ، فَلَا أَرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلٍ نَعَم)).

۶۵۸۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ خَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ

اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کاجنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

(۶۵۸۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے عبد الملک نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جناب ﷺ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے سے موجود ہوں گا۔

(۶۵۹۰) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید نے، ان سے ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور شہداء احد کے لئے اس طرح دعا کی جس طرح میت کے لئے جنازہ میں دعا کی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا لوگو! میں تم سے آگے جاؤں گا اور تم پر گواہ رہوں گا اور میں واللہ اپنے حوض کی طرف اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا فرمایا کہ زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کے لالچ میں پڑ کر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے۔

(۶۵۹۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے حری بن عمارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معبد بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے حارث بن وہب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ نے حوض کا ذکر کیا اور فرمایا کہ (وہ اتنا بڑا ہے) جتنی مدینہ اور صنعاء کے درمیان دوری ہے۔

(۶۵۹۲) اور ابن ابی عدی محمد بن ابراہیم نے بھی شعبہ سے روایت کیا، ان سے معبد بن خالد نے اور ان سے حارث رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے

عاصم، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)). [راجع: ۱۱۹۶]

۶۵۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا لَرَبِّكَ عَلَى الْحَوْضِ)). [راجع: ۳۸۴۱]

۶۵۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ ((إِنِّي لَرَوْطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)). [راجع: ۱۳۴۴۰]

۶۵۹۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ: ((كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ)).

۶۵۹۲- وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَارِثَةَ

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سنا، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ کا حوض اتنا لمبا ہو گا جتنی صنعاء اور مدینہ کے درمیان دوری ہے۔ اس پر حضرت مستور نے کہا کیا آپ نے برتنوں والی روایت نہیں سنی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مستور نے کہا کہ اس میں برتن (پینے کے) اس طرح نظر آئیں گے جس طرح آسمان میں ستارے نظر آتے ہیں۔

(۶۵۹۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے نافع بن عمر نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں حوض پر موجود رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو مجھ سے الگ کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ہی آدمی ہیں اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہیں معلوم بھی ہے انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے تھے؟ واللہ یہ مسلسل لٹے پاؤں لوٹتے رہے۔ (دین اسلام سے پھر گئے) ابن ابی ملیکہ (جو کہ یہ حدیث حضرت اسماء سے روایت فرماتے ہیں) کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم لٹے پاؤں (دین سے) لوٹ جائیں یا اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال دیئے جائیں۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ سورہ مومنوں میں جو فرمان خداوندی ہے اعقابکم تنکصون اس کا معنی بھی یہی ہے کہ تم دین سے اپنی ایڑیوں کے بل لٹے پھر گئے تھے یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔

سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضَهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ؟ قَالَ: الْأَوَائِي قَالَ: لَا، قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: تَرَى فِيهِ الْآيَةَ مِنْ الْكَوَاكِبِ
یعنی بے شمار اور چمک دار ہوں گے۔

۶۵۹۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ نَبِيِّ عُمَرُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرُدُّ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ ذَوْنِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيَقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللَّهِ مَا بَرَحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَغْقَابِهِمْ؟)). فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَغْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ: تَرْجِعُونَ عَلَى الْعَقَبِ.

۸۲- کتاب القدر

کتاب تقدیر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر تقدیر پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ اکثر نسخوں میں یہاں صرف باب فی القدر ہے۔ فتح الباری میں اس طرح ہے جیسا کہ یہاں نقل کیا گیا۔ اللہ پاک نے فرمایا۔ انا کل شئی خلقناه بقدر (القدر: ۴۹) ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے تحت پیدا کیا ہے۔ قال ابوالمظفر بن السمعانی فی سبیل معرفۃ هذا الباب التوقیف من الكتاب والسنة دون محض القياس والعقل فمن عدل عن التوقیف فیہ ضل و تاه فی بحار الحیرة و لم یبلغ شفاء العین ولا ما یطمئن بہ القلب لان القدر سر من اسرار اللہ تعالیٰ اختص العلیم الخبیر بہ و ضرب دونہ الاستار و حجبہ عن عقول الخلق و معارفہم لما علمہ من الحکمۃ فلم یعلمہ نبی مرسل ولا ملک مقرب الخ (فتح الباری) خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ ”تقدیر کا باب صرف کتاب و سنت کی روشنی میں سمجھنے پر موقوف ہے۔ اس میں قیاس اور عقل کا مطلق دخل نہیں ہے جو شخص کتاب و سنت کی روشنی سے ہٹ کر اسے سمجھنے کی کوشش میں لگا وہ گمراہ ہو گیا اور حیرت و استعجاب کے دریا میں ڈوب گیا اور اس نے چشمہ شفا کو نہیں پایا اور نہ اس چیز تک پہنچ سکا جس سے اس کا دل مطمئن ہو سکتا۔ اس لئے کہ تقدیر اللہ کے عہدوں میں سے ایک خاص عہد ہے۔ اللہ نے اپنی ذات علیم و خبیر کے ساتھ اس سر کو خاص کیا ہے اور مخلوق کی عقلوں اور ان کے علوم کے اور تقدیر کے بیچ میں پردے ڈال دیئے ہیں۔ یہ ایسی حکمت ہے جس کا علم کسی مرسل نبی اور مقرب فرشتے کو بھی نہیں دیا گیا۔“

پس تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے اور جزو ایمان ہے یعنی جو کچھ برا بھلا چھوٹا بڑا دنیا میں قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ٹھہر چکا ہے۔ اسی کے مطابق ظاہر ہو گا اور بندے کو ایک ظاہری اختیار دیا گیا ہے جسے کسب کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ بندہ نہ بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار ہے۔ اہل سنت والجماعت اور صحابہ کرام اور جماعت سلف صالحین کا یہی اعتقاد تھا۔ پھر قدریہ اور جبریہ پیدا ہوئے۔ قدریہ کہنے لگے کہ بندے کے افعال میں اللہ تعالیٰ کو کچھ دخل نہیں ہے، وہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور جو کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ جبریہ کہنے لگے کہ بندہ جمادات کی طرح بالکل مجبور ہے، اس کو اپنے کسی فعل کا کوئی اختیار نہیں۔ ایک نے افراط کی راہ دوسرے نے تفریط کی راہ اختیار کی۔ اہل سنت بیچ بیچ میں ہیں۔ جعفر صادق رضی اللہ عنہ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے) نے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولكن امرین امرین۔ امام ابن سماعی نے کہا کہ تقدیر اللہ پاک کا ایک راز ہے جو دنیا میں کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ پیغمبروں پر بھی نہیں، بایں ہمہ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ تقدیر میں لکھے ہوئے امور بلا کسی ظاہری سبب کے ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک یہ بخاری شریف مترجم اردو کی اشاعت بھی ہے ورنہ میں کسی بھی صورت سے اس عظیم خدمت کا اہل نہ تھا و لکن کان امر اللہ مفعولا۔ و کان امر اللہ قد را مقدورا۔ فلله الحمد حمد اکثیرا۔ تقبلہ اللہ آمین۔

(۶۵۹۳) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو سلیمان اعش نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہ پیر سنایا اور آپ سچوں کے سچے تھے اور آپ کی سچائی کی زبردست گواہی دی گئی۔ فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں ”علقہ“ یعنی خون کی پھسکی (بستہ خون) بنتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں ”مضغہ“ (یعنی گوشت کا لوتھڑا) پھر چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کے بارے میں (ماں کے پیٹ ہی میں) چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کی روزی کا، اس کی موت کا، اس کا کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ پس واللہ، تم میں سے ایک شخص دوزخ والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاشت کا فاصلہ یا ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ جنت والوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنت والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آدم بن ابی ایاس نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ جب ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔

[راجع: ۳۲۰۸]

یعنی اس سے جنت یا دوزخ کا فاصلہ اتنا ہی رہ جاتا ہے قسمت غالب آتی ہے اور وہ تقدیر کے مطابق جنت یا دوزخ میں داخل کیا جاتا ہے۔ اللهم ان كنت كتبتي من اهل النار فامحه فانك تمحو ما نشاء وثبت عندك ام الكتاب آمين۔

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس میں روح پھونکتا ہے، تو روح چار مہینے کے بعد پھونکی جاتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یوں ہے کہ چار مہینے دس دن کے بعد۔ قاضی عیاض نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ روح ایک سو بیس دن کے بعد پھونکی جاتی ہے اور مشاہدہ اور جنین کی حرکت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ اس زمانے کے حکیموں اور ڈاکٹروں نے مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی جنین میں جان پڑ جاتی ہے۔ اب جن روایتوں میں روح پھونکنے کا ذکر نہیں ہے جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس روایت میں ہے ان میں تو کوئی اشکال ہی نہ ہو گا لیکن جن روایتوں میں اس کا ذکر ہے تو حدیث غلط نہیں ہو سکتی بلکہ حکیموں اور ڈاکٹروں کا دعویٰ غلط ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح حیوانی چار مہینے سے پہلے ہی جنین میں پڑ

۶۵۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ: ((إِنْ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَنْعُثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤَمِّرُ بِأَرْبَعِ بَرَزَاقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَشَقِيٍّ، أَوْ سَعِيدٍ، فَوَلَّى اللَّهُ إِنْ أَحَدَكُمْ أَوْ الرَّجُلُ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّجَى فَيَدْخُلُهَا، وَإِنْ الرَّجُلُ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّجَى، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ، أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ آدَمُ: إِلَّا ذِرَاعٌ.

بَابُ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا

جاتی ہے لیکن حدیث میں روح سے مراد روح انسانی یعنی نفس نامقہ ہے۔ وہ چار مہینے دس دن کے بعد ہی بدن سے متعلق ہوتا ہے۔

(۶۵۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابوبکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک بن نضہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے۔ اے رب! اب علقہ یعنی جما ہوا خون بن گیا ہے۔ اے رب! اب مضغہ (گوشت کالو تھرا) بن گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو وہ پوچھتا ہے اے رب! لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا برا؟ اس کی روزی کیا ہوگی؟ اس کی موت کب ہوگی؟ اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔ دنیا میں اسی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔

باب اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہو گیا

اور اللہ نے فرمایا جیسا اللہ کے علم میں تھا اسکے مطابق ان کو گمراہ کر دیا۔ (یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں مذکور ہے جسے امام احمد اور ابن حبان نے نکالا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے، اس پر قلم خشک ہو چکا ہے (وہ لکھا جا چکا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”لہا سابقون“ کی تفسیر میں فرمایا کہ نیک بنتی پہلے ہی ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔

(۶۵۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید رشک نے بیان کیا، انہوں نے مطرف بن عبد اللہ بن فہر سے سنا، وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک صاحب نے (یعنی خود انہوں نے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ جہنمیوں میں سے پہچانے جا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ انہوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لئے اسے

۶۵۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَكَلَّ اللَّهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ نُطْفَةٍ؟ أَيُّ رَبِّ عَلَقَةٍ؟ أَيُّ رَبِّ مُضْغَةٍ؟ فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَفْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ: يَا رَبِّ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ؟ فَيَكْتُبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)).

[راجع: ۳۱۸]

۲- باب جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ ﴿وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ﴾ [الجلالین: ۲۳]. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

۶۵۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرَّشَكِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرَفَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّحِيرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُعْرِفُ أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلِمَ يَفْعَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: ((كُلُّ يَفْعَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسَرُّ لَهُ)).

سہولت دی گئی ہے۔

[طرفہ فی : ۷۵۵۱]

رئیک بکسر یزید کا لقب ہے، ان کی ڈاڑھی بہت ہی لمبی تھی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ نیک کاموں کی کوشش کرے اور اللہ سے جنتی ہونے کی دعا بھی کرے کیونکہ دعا سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا کرنا بھی تقدیر سے ہے۔

۳- باب اللہ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

عَامِلِينَ

باب اس بیان میں کہ مشرکوں کی اولاد کا حال اللہ ہی کو معلوم کہ اگر وہ بڑے ہوتے، زندہ رہتے تو کیسے عمل کرتے

(۶۵۹۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشار نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرتے۔

۶۵۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ : قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۳]

(۶۵۹۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن یزید نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے۔

۶۵۹۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذُرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۴]

(۶۵۹۹) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جیسا کہ تمہارے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی کن کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم ہی اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔

۶۵۹۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُونَ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءَ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تُجَدِّعُونَهَا؟)). [راجع: ۱۳۵۸]

[راجع: ۱۳۵۸]

(۶۶۰۰) صحابہ نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ! اس بچے کے متعلق کیا خیال ہے جو بچپن ہی میں مر گیا ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا

۶۶۰۰- قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ

بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۴]

ہے کہ وہ (بڑا ہو کر) کیا عمل کرتا۔

اولاد مشرکین کے بارے میں بہت سے قول ہیں بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو ہونے والا
تَشْخِیْجُ ہے۔ مالک اپنے ملک کا مختار ہے۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

۴- باب قَوْلُهُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا

۶۶۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِيَسْتَفْرِغَ صَخْفَتُهَا، وَلِتَشْخِجَ لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا)). [راجع: ۲۱۴۰]

(۶۶۰۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنی کسی (دینی) بہن کی طلاق کا مطالبہ (شوہر سے) نہ کرے کہ اسکے گھر کو اپنے ہی لئے خاص کرنا چاہے۔ بلکہ اسے نکاح (دوسری عورت کی موجودگی میں بھی) کر لینا چاہئے کیونکہ اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں ہو گا۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عدل و انصاف کے ساتھ ہر دو کے حق ادا کر سکے وان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة (النساء: ۳) اگر ہر دو بیویوں کے حقوق ادا نہ کر سکے کا خوف ہو تو ایک ہی بہتر ہے۔

۶۶۰۲- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي غَثَمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنْ أَنْهَاهَا يَجُودُ بِنَفْسِهِ قَبْعَتْ إِلَيْهَا: اللَّهُ مَا أَخَذَ، وَاللَّهِ مَا أَغْطَى، كُلُّ بَاجِلٍ فَلْتَصْبِرِ وَلْتَحْتَسِبِ.

(۶۶۰۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک کا بلاوا آیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سعد، ابی بن کعب اور معاذ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بلائے والے نے آکر کہا کہ ان کا بچہ (آنحضرت ﷺ کا نواسہ) نزع کی حالت میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا ہے جو وہ لیتا ہے، اس لئے وہ صبر کریں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔

[راجع: ۱۲۸۴]

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس سے ہر چیز کی مدت مقرر ہوتا اور ہر کام کا اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہوتا نکلتا ہے۔

۶۶۰۳- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ الْجَمْعِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ

(۶۶۰۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن محیریز جمعی نے خبر دی، انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ انصار کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا رسول اللہ! ہم لونڈیوں سے ہم بستری کرتے ہیں اور مال سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کا عزل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم ایسا کرتے ہو، تمہارے لئے کچھ قباحت نہیں اگر تم ایسا نہ کرو، کیونکہ جس جان کی بھی پیدائش اللہ نے لکھ دی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

اس کا ترجمہ آج کے دور میں بھی برابر ہو رہا ہے۔ صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انزال کے وقت ذکر باہر نکل لینا عزل کہلاتا ہے۔ آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔

(۶۶۰۴) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی (دینی) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو، جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا، جب میں ان میں کی کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

(۶۶۰۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کو کھد رہے تھے اور آپ نے (اسی اثنا میں) فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا جنم کا یا جنت کا ٹھکانا لکھا جا چکا ہے، ایک مسلمان نے اس پر عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کر لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں عمل کروں کیونکہ ہر شخص (اپنی تقدیر کے مطابق) عمل کی آسانی پاتا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ”فاما من اعطی واتقى“ (الآیہ۔ پس جس نے راہ اللہ

اخبرہ انہ ینبما هو جالس عند النبی ﷺ جاء رجل من الانصار فقال: يا رسول الله انا نصيب سبياً ونحب المال كيف ترى في العزل؟ فقال رسول الله ﷺ: ((أؤنكم تفعلون ذلك لا عليكم أن لا تفعلوا، فإنه ليست نسمه كتب الله أن تخرج إلا هي كائنة)). [راجع: ۲۲۲۹]

۶۶۰۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَا أَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ لَرَأَاهُ فَعَرَفَهُ.

۶۶۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ عُوذُ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ أَلَا تَنْكُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا أَعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَمَا مَنَ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ [الليل: ۵] الْآيَةَ.

[راجع: ۱۳۶۲]

دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

باب عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے

(۶۶۰۶) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں موجود تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں جو آپ کے ساتھ شریک جہاد تھا اور اسلام کا دعویدار تھا فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ ہونے لگی تو اس شخص نے بہت جم کے لڑائی میں حصہ لیا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہے جس کے بارے میں ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو اللہ کے راستے میں بہت جم کر لڑا ہے اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اب بھی یہی فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ ممکن تھا کہ بعض مسلمان شبہ میں پڑ جاتے لیکن اس عرصہ میں اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر اپنا ترکش کھولا اور اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے آپ کو زنم کر لیا۔ پھر بہت سے مسلمان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دکھائی۔ اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاک کر کے اپنی جان خود ہی ختم کر ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کرو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت و مدد دے دین آدمی سے بھی کراتا ہے۔

۵- باب الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ

۶۶۰۶- حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَهُ فَبَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدَّثْتُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا، فَاشْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ، قَدْ انْتَحَرَ فَلَانْ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

[راجع: ۳۰۶۲]

نظاہر وہ شخص جہاد کر رہا تھا، مگر بعد میں اس نے خود کشی کر کے اپنے سارے اعمال کو ضائع کر دیا۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ فی الواقع عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو قہید و سنت اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی

محبت پر خاتمہ نصیب کرے اور دمِ آخر میں کلمہ طیبہ پر جان نکلے آمین۔

(۶۶۰۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد بنیہ نے کہ ایک شخص جو مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جو کسی جنمی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے چنانچہ وہ شخص جب اسی طرح لڑنے میں مصروف تھا اور مشرکین کو اپنی بہادری کی وجہ سے سخت تر تکالیف میں مبتلا کر رہا تھا تو ایک مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چلا، آخر وہ شخص زخمی ہو گیا اور جلدی سے مرجنا چاہا، اس لئے اس نے اپنی تلوار کی دھارا اپنے سینے پر لگائی اور تلوار اس کے شانوں کو پار کرتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بعد پیچھا کرنے والا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بات کیا ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ آپ نے فلاں شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کسی جنمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے حالانکہ وہ شخص مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا۔ میں سمجھا کہ وہ اس حالت میں نہیں مرے گا۔ لیکن جب وہ زخمی ہو گیا تو جلدی سے مرجانے کی خواہش میں اس نے خود کشی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے (اسی طرح دوسرا بندہ) جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے، بلاشبہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

۶۶۰۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَكْثَرِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيَظُنُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا)) فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلَى بَلَدٍ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، حَتَّى جَرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةً سَيْفِهِ بَيْنَ تَدْيِينِهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْرِعًا فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ لِغُلَّانٍ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ)) فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ غَنَاءِ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا جَرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلُ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنَّوَائِمِ))

[راجع: ۲۸۹۸]

باب نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی

۶- بَابُ إِقْلَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدُ إِلَى الْقَدَرِ

ہو گا وہی جو تقدیر میں ہے۔

اکثر لوگوں کا قاعدہ ہے کہ یوں تو اللہ کی راہ میں اپنا پیسہ خرچ نہیں کرتے جو کوئی مصیبت آن پڑے اس وقت طرح طرح کی منتیں اور نذریں مانتے ہیں۔ باب کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نذر اور منت ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی

تفسیر

ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے۔ مسلم کی حدیث میں صاف یوں ہے کہ نذر نہ مانا کر داس لئے کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ حالانکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ مگر آپ نے جو نذر سے منع فرمایا وہ اس نذر سے جس میں یہ اعتقاد ہو کہ نذر ماننے سے بلائیں جائے گی جیسے اکثر جاہلوں کا عقیدہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ جان کر نذر کرے کہ نافع اور ضار اللہ ہی ہے اور جو اس نے قسمت میں لکھا ہے وہی ہو گا تو ایسی نذر منع نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ایک عبادت اور واجب ہے۔ اب ان لوگوں کے حال پر بہت ہی افسوس ہے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے بزرگوں یا درویشوں کی نذر مانیں وہ علاوہ گنہگار ہونے کے اپنا ایمان بھی کھوتے ہیں کیونکہ نذر ایک مالی عبادت ہے اس لئے غیر اللہ کی نذر ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے۔

۶۶۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُةٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ قَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

(۶۶۰۸) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے عبد اللہ بن مرہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی، نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔

[طرفہ بی: ۶۶۹۲، ۶۶۹۳۔]

شرح یوں تو اس کے دل سے پیسہ نکالتا نہیں جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو نذر مانتا ہے اور اتفاق سے اس کا مطلب پورا ہو گیا تو اب پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے جبکہ مار کر اس وقت خرچ کرنا پڑتا ہے الغرض سارے معاملات تقدیر ہی کے تحت انجام پاتے ہیں۔ یہی ثابت کرنا حضرت امام قدس سرہ کا مقصد ہے۔

۶۶۰۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مَنبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَرْتَهُ، وَلَكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَرْتَهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [طرفہ بی: ۶۶۹۴۔]

(۶۶۰۹) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نذر (منت) انسان کو کوئی چیز نہیں دیتی جو میں (رب) نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو بلکہ وہ تقدیر دیتی ہے جو میں (رب) نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے، البتہ اس کے ذریعہ میں بخیل کا مال نکلا لیتا ہوں۔

باب لا حول ولا قوة الا باللہ کی فضیلت کا بیان

۷- باب لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

شرح یہ بڑی برکت کا کلمہ ہے اور شیطان اور تمام بلاؤں سے بچنے کی عمدہ سپر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو گناہ یا بلا سے بچانے والا اور عبادت کی توفیق اور طاقت دینے والا اللہ ہی ہے۔ ہمارے مرشد حضرت شیخ احمد مجدد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو وہ ہر روز پانچ سو بار لا حول ولا قوة الا باللہ پڑھے، اس طرح کہ اول اور آخر سو سو بار درود پڑھے، تو اللہ اس کی مصیبت دور کر دے گا۔ ہمارے شیخ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہر وقت جب فرصت ہو کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے اس ذکر پر مواظبت کی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ لا الہ الا اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر۔

اس ذکر میں عجیب برکت ہے، جو کوئی آدمی ہمیشہ اس ذکر پر مواظبت کرے اس کو وسعت رزق، غنا اور توکمری حاصل ہوتی ہے،

ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہوتی کہ اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں، رات اور دن میں ہر وقت یہ ذکر کرتا رہے اور صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھ لیا کرے۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ لا یضرہ مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم اللھم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعود بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت بسم اللہ ماشاء اللہ لا یأتی بالخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ تو کلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان و ما لم یشالہم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیئی قدير وان اللہ قد احاط بكل شیئی علما۔

اور شام کو سورہ ملک یعنی تبارک الذی اور سورہ واقعہ اور تہجد کی آٹھ رکعات میں سورہ یٰسین پڑھا کرے (وحیدی)

(۶۶۱۰)۔ حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَاءُ، عَنْ أَبِي غَثَمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ، فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرْفًا وَلَا نَغْلُو شَرْفًا، وَلَا نَهْطُ فِي وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْتَبِعُوا عَلَي أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدُ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ۲۹۹۲]

(۶۶۱۰)۔ مجھ سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو خالد حذاء نے خبر دی، انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے اور جب بھی ہم کسی بلندی پر چڑھتے یا کسی نیچی علاقہ میں اترتے تو تکبیر بلند آواز سے کہتے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے قریب آئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکارتے بلکہ تم اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا اے عبداللہ بن قیس! (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ سکھا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے (وہ کلمہ ہے) لا حول ولا قوۃ الا باللہ (طاقت و قوت اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں)

باب معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے رکھے

سورہ ہود میں اللہ نے فرمایا لا عاصم الیوم من امر اللہ عاصم کے معنی روکنے والا۔ مجاہد نے کہا یہ جو سورہ یٰسین میں فرمایا وجعلنا من بین یدہیم سدا یعنی ہم نے حق بات کے ماننے سے ان پر آڑ کر دی وہ گڑھا میں ڈگمگا رہے ہیں۔ سورہ والشمس میں جو لفظ دساھا ہے اس کا معنی گمراہ کیا۔

۸- باب الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ

عَاصِمٌ: مَانِعٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: سَدًا عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُونَ فِي الضَّلَالَةِ. دَسَّاهَا: أَغْوَاهَا.

بعض نسخوں میں سدا کی جگہ سدی اور کرمائی نے اپنی شرح میں اس کا اظہار کیا ہے اور حدیث ایحسب الانسان ان یتربک سدی کو مراد لیا ہے مگر حافظ نے کہا کہ سدی کی شرح میں مجاہد سے میں نے یہ روایت نہیں پائی۔ حضرت امام بخاری نے

تشیخ

عاصم کی مناسبت سے سدّ کی بھی تفسیر بیان کر دی، کیونکہ لفظ عاصم کے معنی مانع کے ہونے اور سد بھی مانع ہوتی ہے۔ اب سد کی مناسبت سے وساحا کی بھی تفسیر کی کیونکہ سد اور دس کے حروف ایک ہی ہیں تقدیم اور تاخیر کا فرق ہے۔ المعصوم من عصمة الله بان حماه من الوقوع في الهلاك او ما يجزاليه و عصمة الانبياء على نبينا و عليهم السلام حفظهم من النقائص و تخصيصهم بالكمالات النفسية و النصر و الثبات في الامور انزال السكينة و الفرق بينهم و بين غيرهم ان العصمة في حقهم بطريق الوجوب و في حق غيرهم بطريق الجواز (فتح الباری)

معصوم وہ ہے جس کو اللہ پاک ہلاک کرنے والے گناہوں میں واقع ہونے سے بچالے اور نقائص سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا بطریق وجوب ہے اور ان کی خصوصیات میں سے ہے کہ نفیس کلمات ان کی زبانوں سے ادا ہوتے ہیں، ان کو آسانی مدد ملتی ہے اور کاموں میں ان کو ثبات حاصل ہوتا ہے اور ان پر من جانب اللہ تسکین نازل ہوتی اور ان میں اور ان کے غیر میں فرق یہ ہے کہ ان کو یہ خصوصیات بطریق وجوب ودیعت ہوتی ہیں اور ان کے غیر کو بطریق جواز۔

۶۶۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا اسْتَخْلَفَ خَلِيفَةً إِلَّا لَهُ بَطَانَتَانِ، بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحْضُهُ عَلَيْهِ، وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحْضُهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ)).
[طرفہ فی : ۷۱۹۸]

۶۶۱۱- ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص حاکم ہوتا ہے تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر ابھارتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور اس پر اسے ابھارتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

۹- باب ﴿وَحَرَامٌ عَلَى قَرْبَةٍ أَهْلُكُنَّهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ [الانبیاء: ۹۵]۔ ﴿إِنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ [هود: ۳۶] ﴿وَلَا يَلْدُوا إِلَّا فَا جِرًا كَفَّارًا﴾ [نوح: ۲۷]۔ وَقَالَ مَنْصُورُ بْنُ النُّعْمَانِ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِزْمٍ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ.

باب اور اس بستی پر ہم نے حرام کر دیا ہے جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ اب دنیا میں لوٹ نہیں سکیں گے (سورہ انبیاء) اور یہ کہ جو لوگ، تمہاری قوم کے ایمان لاپکے ہیں ان کے سوا اور کوئی اب ایمان نہیں لائے گا (سورہ ہود) اور یہ کہ ”وہ بد کرداروں کے سوا اور کسی کو نہیں جنیں گے (سورہ نوح) اور منصور بن نعمان نے عکرمہ سے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرم حبشی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ضرور اور واجب کے ہیں۔

حضرت امام بخاری کا مقصد ان آیات سے تقدیر کا ثابت کرنا ہے جو ظاہر ہے فتدبرو ایہ اولی الالباب

۶۶۱۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا

۶۶۱۲- مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ابن طاووس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ جو لہم کا

لفظ قرآن میں آیا ہے تو میں لم کے مشابہ اس بات سے زیادہ کوئی بات نہیں جانتا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔ اور شبلیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر اس حدیث کو نقل کیا۔

[راجع: ۶۲۴۳]

اس حدیث کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ طاؤس نے یہ حدیث خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے جیسے اگلی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے کہا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ زنا کرنے والا بھی تقدیر کے تحت زنا کرتا ہے۔

باب آیت اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے“ کی تفسیر

(۶۱۱۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”آیت“ اور وہ رویا جو ہم نے تمہیں دکھایا ہے اسے ہم نے صرف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے“ کے متعلق کہا کہ اس سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات دکھایا گیا تھا۔ جب آپ کو بیت المقدس تک رات کو لے جایا گیا تھا۔ کہا کہ قرآن مجید میں ”الشجرۃ الملعونۃ“ سے مراد ”زقوم“ کا درخت ہے۔

بعض شارحین نے حدیث اور باب کی مطابقت اس توجیہ کے ساتھ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی تقدیر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ وہ معراج کا قصہ جھٹلائیں گے اور اسی طرح سے ہوا۔

تفسیر

باب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم و موسیٰ علیہما السلام نے جو مباحثہ کیا اس کا بیان

(۶۱۱۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے

رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَقَّهُ مِنَ الزُّنَا أَذْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَرَبَا الْعَيْنَ النَّظْرَ، وَزَنَا اللِّسَانَ الْمُنْطِقَ، وَالنَّفْسُ تَمْنَى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ)). وَقَالَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۰- باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الْأَسْرَاءُ: ۶۰] ۶۶۱۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُومِ. [راجع: ۳۸۸۸]

۱۱- باب تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

۶۶۱۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو سے اس حدیث کو یاد کیا، ان سے طاؤس نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”آدم اور موسیٰ نے مباحثہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا آدم! آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ ہی نے ہمیں محروم کیا اور جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا موسیٰ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لئے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات کو لکھا۔ کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آخر آدم علیہ السلام بحث میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ تین مرتبہ آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ فرمایا۔ سفیان نے اسی اسناد سے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

[راجع: ۳۴۰۹]

ظاہری ہے کہ یہ بحث اسی وقت ہوئی ہوگی جب حضرت موسیٰ دنیا میں تھے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے دن یہ بحث ہو گی۔ امام بخاری نے عند اللہ کہہ کر یہی اشارہ کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی اے رب! ہم کو آدم دکھا جس نے ہم کو جنت سے نکالا اس پر یہ ملاقات ہوئی۔ آدم تقدیر کا حوالہ دے کر غالب ہوئے یہی کتاب التدر سے مناسبت ہے۔

تَشْرِیْحُ

باب جسے اللہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے

(۶۶۱۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ کے غلام وراذ نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا لکھ کر بھیجو جو تم نے آنحضرت ﷺ کو نماز کے بعد کرتے سنی ہے۔ چنانچہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لکھوایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! جو تو دینا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے سامنے دولت والے کی دولت کچھ کام نہیں دے سکتی۔ اور

۱۲- باب لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللَّهُ

۶۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فَلَحٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ وَرَازٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ، فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُغْطِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي

ابن جریج نے کہا کہ مجھ کو عبدہ نے خبر دی اور انیس وراۓ نے خبر دی، پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کو اس دعا کے پڑھنے کا حکم دے رہے تھے۔

الفاظ دعا سے ہی کتاب القدر سے مناسبت نکلی۔ عبدہ بن ابی لبابہ کی سند ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عبدہ کا سماع وراۓ ثابت ہوا کیونکہ اگلی روایت میں اس سماع کی صراحت نہیں ہے۔

باب بد قسمتی اور بد نصیبی سے اللہ کی پناہ مانگنا اور برے خاتمہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”کہہ دیجئے کہ میں صبح کی روشنی کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس کی مخلوقات کی بدی سے

(۶۶۱۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بد بختی کی پستی، برے خاتمے اور دشمن کے ہنسنے سے۔

باب اس آیت کا بیان کہ اللہ پاک بندے اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہے

(۶۶۱۷) ہم سے ابو الحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھایا کرتے تھے کہ ”نہیں“ دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔

(۶۶۱۸) ہم سے علی بن حفص اور بشر بن محمد نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ عبد اللہ نے ہمیں خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات دل میں چھپا رکھی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) اس نے کہا کہ ”دھواں“

عَبْدَةُ أَنْ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهَذَا، ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ. [راجع: ۸۴۴]

۱۳- باب مَنْ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ ذَرْكَ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ مَا خَلَقَ

۶۶۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ سَمِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَذَرْكَ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)). [راجع: ۶۳۴۷]

۱۴- باب يَحُولُ بَيْنَ

الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

۶۶۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَثِيرًا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْلِفُ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)).

[طرفاه فی: ۶۶۲۸، ۷۳۹۱].

۶۶۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، وَبَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ:

اللَّهُ قَالَ: ((اٰخِسْا فَلَٰنَ تَعْدُوْا قَدْرَكَ))
 قَالَ عُمَرُ: اَنْذَن لِيْ فَاَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ:
 ((دَعُهُ اِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَآ تُطِيْقُهُ، وَاِنْ لَّمْ
 يَكُنْ هُوَ فَلَآ خَيْرَ لَّكَ فِي قَتْلِهِ)).
 [راجع: ۱۳۵۴]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بد بخت! اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔ عمر
 رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار
 دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اگر یہ وہی (دجال)
 ہوا تو تم اس پر قابو نہیں پاسکتے اور اگر یہ وہ نہ ہوا تو اسے قتل کرنے
 میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں۔

تشریح | قدر سے یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو تم اسے مار ہی نہ سکو گے کیونکہ اللہ نے تقدیر یوں
 لکھی ہے کہ وہ قیامت کے قریب نکلے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ تقدیر کے خلاف نہیں
 ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دجال کے لفظی معنی کے لحاظ سے ابن صیاد بھی دجالوں کی فہرست ہی کا ایک فرد تھا اس کے سارے کاموں
 میں دجل اور فریب کا پورا پورا دخل تھا، ایسے لوگ امت میں بہت ہوئے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے
 ان کو دجالوں کذابوں کہا گیا ہے۔

باب سورۃ توبہ کی اس آیت کا بیان

۱۵- باب

کہ ”اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں صرف وہی درپیش آئے گا جو
 اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔“ اور مجاہد نے بفاتین کی تفسیر میں
 کہا تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کی قسمت میں اللہ نے
 دوزخ لکھ دی ہے اور مجاہد نے آیت والذی قدر فہدی کی تفسیر میں
 کہا کہ جس نے نیک بختی اور بد بختی سب تقدیر میں لکھ دی اور جس
 نے جانوروں کو ان کی چراگاہ بتائی۔

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾
 [التوبہ: ۵۱] قَضَى. قَالَ مُجَاهِدٌ: بِفَاتَيْنِ
 بِمُضَلِّينَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اَنْهُ يَصْنَعِيَ
 الْجَحِيْمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدَى﴾ [الاعلى: ۳]
 قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْاَنْعَامَ
 لِمَرََاتِعِهَا.

(۶۶۱۹) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ
 کو نصر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان
 کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے
 بیان کیا اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب تھا اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے
 اسے بھیجتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا،
 کوئی بھی بندہ اگر کسی ایسے شہر میں ہے جس میں طاعون کی وبا پھوٹی
 ہوئی ہے اور وہ اس میں ٹھہرا ہے اور اس شہر سے بھاگا نہیں مگر کئے

۶۶۱۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
 الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ
 أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ
 يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ
 الطَّاعُونِ فَقَالَ: ((كَانَ عَذَابًا يَنْعَثُهُ اللَّهُ
 عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً
 لِلْمُؤْمِنِينَ، مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلَدٍ
 يَكُونُ فِيهِ وَيَمْكُثُ فِيهِ لَا يَخْرُجُ مِنْ

ہوئے ہے اور اس پر اجر کا امیدوار ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس تک صرف وہی چیز پہنچ سکتی ہے جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

طاعون ایک درم سے شروع ہوتا ہے جو بغل یا گردن میں ظاہر ہوتا ہے اس سے بخار ہو کر آدمی جلد ہی مر جاتا ہے۔ اللہم اشہدنی [راجع: ۳۴۷۴]

تشیخ

احفظنا آمین۔

۱۶- باب

باب آیت وما کننا لنهتدی الخ کی تفسیر۔

”اور ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ کی ہوتی۔“ ”اگر اللہ نے مجھے ہدایت کی ہوتی تو میں متقیوں میں سے ہوتا۔“ (الزمر: ۵۷)

﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ﴾
[الأعراف: ۴۳] ﴿لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ [الزمر: ۵۷]

تشیخ ان آیتوں کو لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے معتزلہ اور قدریہ کے مذہب کا رد کیا ہے کیونکہ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ امام ابو منصور نے کہا معتزلہ سے تو کافر ہی بہتر ہو گا جو آخرت میں یوں کہے گا۔ لو ان الله هداني لكنت من المتقين۔

(۶۶۲۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو جریر نے خبر دی جو ابن حازم ہیں، انہیں ابو اسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے غزوہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

۶۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُولُ:

”واللہ! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے۔

نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔

پس اے اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما۔

اور جب آمناسامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

اور مشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

جب وہ کسی فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔“

وَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلْ لَنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَكَيْتِ الْأَقْدَامُ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا

[راجع: ۲۸۳۶]

۸۳۔ کتاب الایمان والعدو

کتاب قسموں اور نذروں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا

۱۔ باب

اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تم کو نہیں پکڑے گا، البتہ ان قسموں پر پکڑے گا جنہیں تم بکے طور سے کھاؤ۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو معمولی کھانا کھانا ہے، اس اوسط کھانے کے مطابق جو تم اپنے گھروالوں کو کھاتے ہو یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام کا آزاد کرنا۔ پس جو شخص یہ چیزیں نہ پائے تو اس کے لئے تین دن کے روزے رکھنا ہے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جس وقت تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے حکموں کو کھول کر بیان کرتا ہے شاید کہ تم شکر کرو۔

قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ، وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [المائدة: ۸۹]

[۸۹]

آیت سے یہ اصول قائم ہوا کہ لغو قسمیں منعقد نہیں ہوتی ہیں نہ ان پر کفارہ ہے ہاں جو دل سے کھائی جائیں ان پر شرعی احکام لازم آتے ہیں۔ مزید تفصیلات آگے آ رہی ہیں جو بغور مطالعہ فرمانے والے معلوم فرما سکیں گے واللہ موافق۔

(۶۶۲۱) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی اپنی قسم نہیں توڑتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا

۶۶۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ يَخْنُثُ فِي يَمِينٍ قَطُّ حَتَّى أَنْزَلَ

کفارہ اتارا۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ اب اگر میں کوئی قسم کھاؤں گا اور اس کے سوا کوئی چیز بھلائی کی ہوگی تو میں وہی کام کروں گا جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

اللہ کَفَّارَةُ الْيَمِينِ وَقَالَ: لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، لَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي.

[راجع: ۴۶۱۴]

(۶۶۲۲) ہم سے ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمان بن سمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمان بن سمہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا۔ تو جان تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھاؤ اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔

۶۶۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكُنْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيَتْهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أَعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا خَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ لَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفَّرْ عَنْ يَمِينِكَ، وَأَنْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[اطرافہ فی: ۶۷۷۷، ۷۱۴۶، ۷۱۴۷].

(۶۶۲۳) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے غیلان بن جریر نے، ان سے ابو ہریرہ رحمہ اللہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں اشعری قبیلہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سواری مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں تمہارے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا اور نہ میرے پاس کوئی سواری کا جانور ہے۔ بیان کیا پھر جتنے دنوں اللہ نے چاہا ہم یونہی ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد تین اچھی قسم کی اونٹنیاں لائی گئیں اور آنحضرت ﷺ نے انہیں ہمیں سواری کے لئے عنایت فرمایا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہم نے کہا یا ہم میں سے بعض نے کہا واللہ! ہمیں اس میں برکت نہیں حاصل ہوگی۔ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سواری مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمارے لئے سواری کا انتظام نہیں کر سکتے اور اب آپ نے ہمیں سواری عنایت فرمائی ہے ہمیں آنحضرت

۶۶۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ اسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) قَالَ: ثُمَّ لَبَّيْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ نَلْبَثَ ثُمَّ أَتَى ثَلَاثَ ذَوْدٍ غُرِّ الدَّرَى فَحَمَلْنَا عَلَيْهَا، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: أَوْ قَالَ بَعْضُنَا، وَاللَّهِ لَا يَبَارِكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَخَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا، فَارْجِعُوا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ: ((مَا أَنَا

ﷺ کے پاس جانا چاہئے اور آپ کو قسم یاد دلانی چاہئے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے اور میں، واللہ! کوئی بھی اگر قسم کھالوں گا اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھوں گا تو اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ جس میں بھلائی ہوگی یا آنحضرت ﷺ نے یوں فرمایا کہ (وہی کروں گا جس میں بھلائی ہوگی اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

(۶۶۲۴) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے ہمام بن منبہ نے بیان کیا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”ہم آخری امت ہیں اور قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

(۶۶۲۵) پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ (بسا اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔“

(۶۶۲۶) مجھ سے اسحاق یعنی ابن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص جو اپنے گھر والوں کے معاملہ میں قسم پر اڑا رہتا ہے وہ اس سے بڑا گناہ کرتا ہے کہ اس قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ غلط قسم پر اڑے رہنا کوئی عمدہ کام نہیں ہے بلکہ اسے توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دینا یہ ہی بہتر ہے ذیل کی احادیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ قسم کھانے میں غور و احتیاط کی بہت ضرورت ہے اور قسم صرف اللہ کے نام کی کھانی چاہئے۔

باب رسول اللہ ﷺ کا یوں قسم کھانا ”وایم اللہ“ (اللہ کی قسم)

حَمَلْتَكُمْ، بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِن شَاءَ اللّٰهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَىٰ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي)).

[راجع: ۳۱۳۳]

۶۶۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ۲۳۸]

۶۶۲۵- فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهُ لَأَنْ يَلِجَ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ أَثَمٌ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ النَّبِيِّ الْقَرْضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)).

۶۶۲۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اسْتَلَجَ فِي أَهْلِهِ يَمِينٍ، فَهُوَ أَكْثَرُ إِثْمًا لِيَّيْنِ)) يَعْنِي الْكُفَّارَةَ. [راجع: ۶۶۲۵]

۲- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَإِيمَ اللّٰهِ))

(۶۶۲۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ بعض لوگوں نے ان کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کیا تو آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر تم لوگ اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد زید کے امیر بنائے جانے پر بھی اعتراض کر چکے ہو اور خدا کی قسم (وایم اللہ) زید (رضی اللہ عنہ) امیر بنائے جانے کے قاتل تھے اور مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔

باب نبی کریم ﷺ قسم کس طرح کھاتے تھے

اور سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے“ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کہا نہیں، واللہ۔ اس لئے واللہ باللہ اور تاللہ کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔

(۶۶۲۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے اور ان سے سالم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی قسم بس اتنی تھی کہ نہیں، دلوں کے پھیرنے والے اللہ کی قسم۔

اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللہ کی کسی صفت کے ساتھ قسم کھانا صحیح ہو گا اور وہ شرعی قسم ہو گی، بوقت ضرورت اس کا کفارہ بھی لازم ہو گا۔

(۶۶۲۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں پیدا ہو گا اور جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں پیدا ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

۶۶۲۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَغَا، وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمْرَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنْ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ۳۷۳۰]

۳- باب كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَقَالَ سَعْدٌ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)). وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا يُقَالُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَتَاللَّهِ.

۶۶۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ)). [راجع: ۶۶۱۷]

۶۶۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَتَتَفَقَّنَ كَوْنُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). میری جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

[راجع: ۳۱۲۱]

فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ الْخِ فِي الشَّامِ وَ هَذَا قَالَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْيِيبًا لِقُلُوبِ أَصْحَابِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ تَبَشِيرًا لَهُمْ بِأَنْ يَمْلِكَهُمَا
سَيَزُولُ عَنِ الْأَقْلَامِينَ الْمَذْكُورِينَ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَأْتُونَهُمَا لِلتَّجَارَةِ فَلَمَّا اسْلَمُوا خَافُوا انْقِطَاعَ مَفْرِهِمَ إِلَيْهِمَا فَاِمَّا كَسْرِي فَقَدْ فَرَّقَ
اللَّهُ مَلِكُهُ بَدْعَاءَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فَرَّقَ كِتَابَهُ وَ لَمْ يَبْقَ لَهُ بَقِيَّةٌ وَ زَالَ مَلِكُهُ مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ وَ اِمَّا قَيْصَرَ فَانَّهُ لَمَّا وَرَدَ إِلَيْهِ كِتَابُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمَهُ وَ وَضَعَهُ فِي الْمَسْكِ فِدْعَا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَثْبِتَ اللَّهُ مَلِكُهُ فَثَبَتَ مَلِكُهُ فِي الرُّومِ وَ انْقَطَعَ مِنْ
الشَّامِ (قِسْطَلَانِي)

تَشْرِيحُ

یعنی اس کے ہلاک ہونے کے بعد شام میں اب اور کوئی قیصر نہیں ہو سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ اپنے اصحاب کرام کو بطور
بشارت فرمایا تھا کہ عنقریب اب کسریٰ و قیصر کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ قریشی صحابہ کرام قبل اسلام ان ملکوں میں تجارتی سفر کیا
کرتے تھے اسلام لانے کے بعد ان کو اس سفر میں غدشہ نظر آیا اس لئے آپ نے ان کو یہ بشارت سنائی۔ کسریٰ نے تو آنحضرت ﷺ کے
نامہ مبارک کو چاک چاک کیا تھا آنحضرت ﷺ کی بددعا سے اس کا ملک چاک چاک ہو گیا اور ساری روئے زمین سے اس کا نام و نشان
مٹ گیا۔ قیصر نے آپ کے نامہ مبارک کو باعزت و اکرام رکھا تھا اس کے ملک کے باقی رہنے کی آپ نے دعا فرمائی۔ پس اس کا ملک شام
سے منقطع ہو کر روم میں باقی رہ گیا ملک شام سے منقطع آپ کی ہر دو حکومتوں کے متعلق پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی (ﷺ)
۶۶۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كَيْسَرِي فَلَا كَيْسَرِي
بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْسَرُ فَلَا قَيْسَرَ بَعْدَهُ،
وَالَّذِي نَفْسِي مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَتَفَقَّنَ
كَوْنُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ۳۲۲۷]

آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ ایران اور روم دونوں مسلمانوں نے فتح کر لئے اور ان کے خزانے سب مسلمانوں
کے ہاتھ آئے۔ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ اس دن سے آج تک ایران مسلمانوں ہی کے زیر نگیں ہے۔ صدق رسول اللہ
ﷺ۔

(۲۶۳۱) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبدہ
نے خبر دی، انیس ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر
نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، اے امت محمد! واللہ! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا
ہوں تو زیادہ روتے اور کم ہستے۔

۶۶۳۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ،
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:
((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ
لَكُنْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا)).

[راجع: ۱۰۴۴]

(۶۶۳۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سو میری اپنی جان کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

۶۶۳۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي حَيَوْهٌ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ((لَا وَاللَّهِ نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الآنَ يَا عُمَرُ)). [راجع: ۳۶۹۴]

نتیجہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی محبت آپ کی اقتدا و فرمانبرداری سب سے بلند و بالا ہے۔ استاد ہو یا پیر مرشد یا امام مجتہد سب سے مقدم جناب رسول کریم ﷺ کی شخصیت ہے۔ محبت کے یہی معنی ہیں یہ نہیں کہ زبان سے یا رسول اللہ پکار لیا یا آپ کا نام مبارک سن کر انگلیوں کو چوم لیا یا نہایت عقائد تصنیف کر لئے یہ سب رسمی اور بدعی طریقے اللہ کے ہاں کام آنے والے نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے۔ ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میرے قدم بہ قدم چلو، اس صورت میں اللہ بھی تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ اس لئے کہا گیا ہے دعا اکل قول عند قول محمد یعنی جہاں رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے کسی بھی امام یا مجتہد یا پیر مرشد کے باشد بھی کا قول آپ کے قول سے ٹکرائے وہاں آپ ﷺ کے قول مبارک کو مقدم رکھو اور مخالف طور پر سارے اقوال کو چھوڑ دو۔ بس صرف اتنی ہی بات ہے جو بھی مقلدین جلدین کو پسند نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مانا جو بہت بڑے امام بزرگ ہیں اور آپ نے خود صاف فرما دیا ہے کہ اذا صح الحديث فهو مذهبی جب صحیح حدیث مل جائے اور میرا قول اس کے خلاف ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو اور صحیح حدیث پر عمل کرو کیونکہ میرا مذہب بھی وہی ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے مگر اس بات کو سن کر مقلدین جلدین اہل حدیث کو گستاخ اور لاذہب غیر مقلد ناموں سے مشہور کر کے اپنی غلط روی کا ثبوت دیتے ہیں ایسے لوگ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جب اللہ پاک پوچھے گا کہ میرے اور میرے رسول کے مرتع حکم کے خلاف تم نے اپنے امام مجتہد کی بات کو کیوں مذہب بنایا تھا اس لئے اللہ والوں نے صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ اللہ نے ہر شخص پر مسلمان ہونا فرض قرار دیا ہے یہ فرض نہیں کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی نہیں بلکہ صرف مسلمان مومن فرض قرار دیا ہے۔

مگر مقلدین کا حال دیکھ کر کتنا پڑتا ہے کہ مال ہولاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا۔

(۶۶۳۳-۳۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ

۶۶۳۳، ۶۶۳۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں اپنا جھگڑا پیش کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ دوسرے نے جو زیادہ سمجھ دار تھا کہا کہ ٹھیک ہے، یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ اس معاملہ میں کچھ عرض کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کو۔ ان صاحب نے کہا کہ میرا لڑکا اس شخص کے یہاں ”عسیف“ تھا۔ عسیف اجیر کو کہتے ہیں۔ (اجیر کے معنی مزدور کے ہیں) اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اب میرے لڑکے کو سنگسار کیا جائے گا۔ اس لئے (اس سے نجات دلانے کے لئے) میں نے سو بکریوں اور ایک لونڈی کا انہیں فدیہ دے دیا پھر میں نے دوسرے علم والوں سے اس مسئلہ کو پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کی سزا یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے شریدر کر دیا جائے، سنگساری کی سزا صرف اس عورت کو ہوگی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس ہوگی اور پھر آپ نے اس کے لڑکے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا۔ پھر آپ نے انہیں اسلمی سے فرمایا کہ مدعی کی بیوی کو لائے اور اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دے اس عورت نے زنا کا اقرار کر لیا اور سنگسار کر دی گئی۔

(۶۳۵) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بھلا تلاوا وسلم، غفار، مزینہ اور جبینہ کے قبائل اگر تمیم، عامر بن صعصعہ، غطفان اور اسد والوں سے بہتر ہوں تو یہ تمیم اور عامر اور غطفان اور اسد والے گھائے میں پڑے اور نقصان

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ: وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَالَّذِينَ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ: ((تَكَلَّمْ)) قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، قَالَ مَالِكٌ، وَالْعَسِيفُ: الْأَجِيرُ زَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمُ فَأَقْدَبْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدٌ مِائَةً وَتَغْرِيبٌ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرُدَّ عَلَيْكَ)) وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسَ الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَأَعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

[راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

۶۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ تَمِيمٍ وَعَامِرٍ بْنِ صَعْصَعَةَ

میں رہے یا نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا، جی ہاں بے شک۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر پھر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ (پہلے جن قبائل کا ذکر ہوا) ان (حمیم وغیرہ) سے بہتر ہیں۔

(۶۶۳۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ ثقفی نے خبر دی، انہیں ابو حمید سعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عامل مقرر کیا۔ عامل اپنے کام پورے کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے مال باپ کے گھر ہی میں کیوں نہیں بیٹھے رہے اور پھر دیکھتے کہ تمہیں کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے، رات کی نماز کے بعد اور کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق شاکے بعد فرمایا اباجد! ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں۔

(جزیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے لئے) اور وہ پھر ہمارے پاس آکر کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنے مال باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اور دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہوگی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ آواز نکل رہی ہو گی۔ اگر گائے کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آ رہی ہوگی۔ اگر بکری کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آ رہی ہوگی۔ بس میں نے تم تک پہنچا دیا۔

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اٹھایا کہ ہم آپ کی بظلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ سے سنی تھی، تم لوگ ان سے بھی پوچھ لو۔

وَعَطْفَانٍ وَأَسَدٍ خَابُوا وَخَسِرُوا)) قَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ)). [راجع: ۳۵۱۵]

۶۶۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِينَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أَهْدَيْ لِي فَقَالَ لَهُ: ((أَفَلَا قَعَدْتَ لِي بَيْتَ أَبِيكَ وَأُمَّكَ فَظَنَرْتُ أَنِّي هَدَيْتُكَ لَكَ أَمْ لَا؟)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشِيَّةَ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِينَا لِيَقُولَ: هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهَذَا أَهْدَيْ لِي، أَفَلَا قَعَدَ لِي بَيْتَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَظَنَرْتُ هَلْ يُهْدِي لَكَ، أَمْ لَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُعَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خَوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تِغَرٌ، فَقَدْ بَلَّغْتُ)) فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ حَتَّى إِنْ لَنَنْظُرَ إِلَى غُفْرَةِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: وَقَدْ سَمِعَ ذَلِكَ مَعِيَ زَيْدُ بْنُ قَابَسٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَسَّوْهُ.

(۶۶۳۷) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم بھی آخرت کی وہ مشکلات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔

(۶۶۳۸) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کھا ہم سے ہمارے والد نے، کھا ہم سے اعمش نے، ان سے معمر نے، ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور، میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آنحضرت ﷺ فرماتے جارہے تھے میں آپ کو خاموش نہیں کرا سکتا تھا اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہو گئی۔ میں نے پھر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر نذاہوں، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے۔ لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرح (یعنی دائیں اور بائیں بے دریغ مستحقین پر) راہ خدا میں خرچ کیا ہوگا۔

(۶۶۳۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کھا ہم کو شعیب نے خبر دی، کھا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہا کہ آج میں رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک کے یہاں ایک گھوڑا سوار بچہ پیدا ہو گا جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرے گا۔ اس پر ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ۔ لیکن سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں

۶۶۳۷- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَغْلَمَ، لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَصَحَّحْتُمْ قَلِيلًا)). [راجع: ۶۴۸۵]

۶۶۳۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ الْمَعْرُورِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ: هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ، قُلْتُ: مَا شَأْنِي أُبْرَى فِي شَيْءٍ مَا شَأْنِي؟ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: لَمَّا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّيَنِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ: هَكَذَا وَهَكَذَا)). [راجع: ۱۴۶۰]

۶۶۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ لِأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى بَسْعَيْنِ امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارَسٍ يُجَاهِدُ لِي سَبِيلَ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ: إِنْ شَاءَ

کے پاس گئے لیکن ایک عورت کے سوا کسی کو حمل نہیں ہوا اور اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو (تمام بیویوں کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوتے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اگرچہ معصوم ہوتے ہیں مگر سہو و لسان انسانی فطرت ہے اس سے انبیاء کی شان میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ (۶۶۴۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہدیہ کے طور پر آیا تو لوگ اسے دست بدست اپنے ہاتھوں میں لینے لگے اور اس کی خوبصورتی اور نرمی پر حیرت کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہیں اس پر حیرت ہے؟ صحابہ نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، سعد رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس سے بھی اچھے ہیں۔ شعبہ اور اسرائیل نے ابواسحاق سے الفاظ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے“ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت سعد بن معاذ انصاری اشجلی رضی اللہ عنہ اوس میں سے ہیں مدینہ میں عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان۔

(۶۶۴۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساری زمین پر جتنے ڈیرے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے تھے) ان میں کسی کا ذلیل و خوار ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپ کا۔ یحییٰ بن کبیر راوی کو شک ہے (کہ ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) اب کوئی ڈیرہ والا یا ڈیرے والے ان کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو آپ کے ڈیرے والوں سے زیادہ پسند نہیں

اللہ، فَطَافَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَإِنَّمَا الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ: لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ)).

۶۶۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَهْدَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوُلُونَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِينِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْهَا؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا)). لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ. [راجع: ۳۲۴۹]

۶۶۴۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بِنِ رُبَيْعَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ - أَوْ خِبَاءٍ - أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ - أَوْ خِبَائِكَ - شَكَّ يَحْيَى، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ - أَوْ خِبَاءٍ -

ہے (یعنی اب میں آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابھی کیا ہے تو اور بھی زیادہ خیر خواہ بنے گی۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ پھر ہند کئے لگی یا رسول اللہ! ابوسفیان تو ایک بخیل آدمی ہے مجھ پر گناہ تو نہیں ہو گا اگر میں اس کے مال میں سے (اپنے بال بچوں کو کھلاؤں) آپ نے فرمایا نہیں اگر تو دستور کے موافق خرچ کرے۔

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَبْرُوا مِنْ أَهْلِ أَهْبَانِكَ
- أَوْ حَبَانِكَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
(وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ) قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِيكٌ
فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ،
قَالَ: ((لَا إِلَّا بِالْمَغْرُوفِ)).

[راجع: ۲۲۱۱]

حضرت ہند کا باپ عتبہ بن جہل بدر میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ لہذا ہند کو آنحضرت ﷺ سے سخت عداوت تھی۔ یہاں تک کہ جب حضرت امیر حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو ہند نے ان کا جگر نکال کر چلیا بعد اس کے جب مکہ فتح ہوا تو اسلام لائی۔

شیر

(۶۶۴۲) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے عمرو بن میمون سے سنا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یمنی چڑے کے خیمہ سے پشت لگائے ہوئے بیٹھے تھے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم اس پر خوش ہو کہ تم اہل جنت کے ایک چوتھائی رہو؟ انہوں نے عرض کیا، کیوں نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم اہل جنت کے ایک تہائی حصہ ہو جاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھے تم ہی ہو گے۔

۶۶۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ، حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((لَوْ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ۶۵۲۸]

(۶۶۴۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے سنا کہ ایک دوسرے صحابی سورہ قل ہو اللہ بار بار پڑھتے ہیں جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

۶۶۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ

آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا وہ صحابی اس سورت کو کم سمجھتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ قرآن مجید کے ایک تمائی حصہ کے برابر ہیں۔

(۶۶۴۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو جہان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ رکوع اور سجدہ پورے طور پر ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنی کمر کے پیچھے سے تم کو دیکھ لیتا ہوں جب رکوع اور سجدہ کرتے ہو۔

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ۵۰۱۳]

۶۶۴۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَبِئْمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ)). [راجع: ۴۱۹]

حدیث میں آپ کی قسم مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۶۶۴۵) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی ہشام بن زید سے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ انصاری خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ بھی مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز ہو۔ یہ الفاظ آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔

۶۶۴۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جُرَيْرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ مَعَهَا أَوْلَادُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لِأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ۳۷۸۶]

تشیع انصاری لوگوں نے کام ہی ایسے کئے کہ رسول کریم ﷺ انصار سے بہت زیادہ خلوص برتتے تھے۔ انصاری نے آپ کو مدینہ میں مدعو کیا اور پوری وفاداری کے ساتھ قول و قرار پورا کیا۔ آپ کے ساتھ ہو کر اسلام کے دشمنوں سے لڑے۔ اشاعت و سطوت اسلام میں انصار کا بڑا مقام ہے۔ (رضی اللہ عنہم)۔

باب اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ

(۶۶۴۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اور اپنے باپ کی قسم نہ کھا رہے تھے۔

۴- باب لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

۶۶۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيرُ

فِي رَحْبٍ يَخْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ : ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاهُمْ أَنْ تَخْلِفُوا بِأَبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ خَالِفًا فَلْيَخْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْنُمُ)).

آنحضرت ﷺ نے فرمایا خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، جسے قسم کھانی ہے اسے (بشرط صدق) چاہئے کہ اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

[راجع: ۲۶۷۹]

شیخ حضرت عمر بن خطاب امیر المؤمنین کا لقب فاروق اور کنیت ابو حفصہ ہے۔ نبیؐ وہ عدوی اور قریشی ہیں۔ انہوں نے ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ نبوت کے پانچویں سال اسلام قبول کیا جب کہ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں اور کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ مردوں کی چالیس تعداد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری ہوئی۔ ان کے اسلام لانے سے اسلام کو بڑا غلبہ نصیب ہوا۔ اسی واسطے ان کو فاروق کہا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا نام فاروق کب سے ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لائے۔ اس کے بعد اللہ نے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے اپنی زبان سے کہا ”اللہ ہی ہے“ اس کے علاوہ کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں، اس کے نیک نام ہیں اور زمین میں کوئی ذات میرے نزدیک حضرت محمد ﷺ کی ذات سے زیادہ محبوب نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں، تو میری ہنسنے نے جواب دیا کہ وہ ارقم کے مکان میں ہیں، تو میں ارقم کے مکان کے پاس گیا۔ جہاں حمزہ اور آپ کے اصحاب حویلی میں بیٹھے تھے اور حضور ﷺ گھر میں تھے تو جب میں نے دستک دی تو لوگ نکلے، تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے تو میں نے جواب دیا کہ عمر بن خطاب آیا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور میرا دامن کھینچا اور پوچھا کہ تو باز آنے والا نہیں ہے۔ تو میں نے کلمہ پڑھا۔ ”اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ“ تو سب حویلی والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس کو مسجد والوں نے سن لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں، زندہ رہیں یا مرجائیں۔ تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بیشک تم دین حق پر ہو۔ زندہ رہو یا مرجاؤ۔ تو میں نے کہا کہ ہم چھپ کر کیوں رہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، ہم ضرور باہر نکلیں۔ چنانچہ ہم نے حضور ﷺ کو باہر نکلنے کے لئے کہا اور آپ کو دو صفوں میں لے لیا ایک صف میں میں اور دوسری صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی طرح ہم مسجد میں پہنچے تو ہم لوگوں کو دیکھ کر قریش نے کہا کہ ابھی ایک غم ختم نہیں ہوا کہ دوسرا غم سامنے آگیا۔ اسی دن سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور لوگ مجھ کو فاروق کہنے لگے۔ اس لئے کہ میرے سبب سے اللہ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔

داؤد بن حصین اور زہری فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام اترے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا کہ حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں کو خوشی ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم سے خوب واقف ہوں، اگر ان کا علم ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور تمام مخلوق کا دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری ہو جائے اور انہوں نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو گویا وہ علم کا ایک بڑا حصہ لے کے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہے اور وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کو امیر المؤمنین کہا گیا۔ ان کی خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہی قائم ہوئی۔ اس لئے کہ صدیق اکبر نے انہیں کے نام کی وصیت کی تھی اور ان کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نے بدھ کے روز شہید کیا۔ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو اور وہ اتوار کے روز محرم کے عشرہ اولیٰ ۲۴ھ میں دار آخرت کو تشریف لے گئے۔ (بخاری)

(۶۶۴۷) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا واللہ! پھر میں نے ان کی آنحضرت ﷺ سے ممانعت سننے کے بعد کبھی قسم نہیں کھائی نہ اپنی طرف سے غیر اللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبان سے نقل کی۔ مجاہد نے کہا سورۃ احقاف میں جو اثارۃ من علم ہے اس کا معنی یہ ہے کہ علم کی کوئی بات نقل کرتا ہو۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل اور محمد بن ولید زبیدی اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا اور سفیان بن عیینہ اور معمر نے اس کو زہری سے روایت کیا، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غیر اللہ کی قسم کھاتے سنا۔ روایت میں لفظ اثارۃ کی تفسیر اثر آ کی مناسبت سے بیان کر دی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔

(۶۶۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔

(۶۶۴۹) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ اور قاسم تبی نے اور ان سے زہد بن نے بیان کیا کہ ان قبائل جرم اور اشعر کے درمیان بھائی چارہ تھا۔ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے تو ان کے لئے کھانا لایا گیا۔ اس میں مرغی بھی تھی۔ ان کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ کا آدمی بھی موجود تھا۔ غالباً وہ غلاموں میں سے تھا۔ ابو موسیٰ

۶۶۴۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)). قَالَ عُمَرُ: فَوَا اللَّهَ مَا خَلَفْتُ بِهَا مِنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ رَجُلًا وَلَا آثَرًا. قَالَ مُجَاهِدٌ: «أَوْ أَثَرًا مِنْ عِلْمٍ» يَأْتُرُ عِلْمًا. تَابَعَهُ عَقِيلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَمَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ.

۶۶۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)).

[راجع: ۲۶۷۹]

۶۶۴۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرَمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وَدٌّ وَإِحَاءَةٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقَرَّبَ إِلَيْنَا طَعَامَ فِيهِ لَحْمُ

اشعریؓ نے اسے کھانے پر بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تو مجھے گھن آئی اور پھر میں نے قسم کھالی کہ اب میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تو میں تمہیں اسکے بارے میں ایک حدیث سناؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے سواری کا جانور مانگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں سواری نہیں دے سکتا اور نہ میرے پاس ایسا کوئی جانور ہے جو تمہیں سواری کے لئے دے سکوں، پھر آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ مال غنیمت کے اونٹ آئے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں پھر آپ نے ہم کو پانچ عمدہ قسم کے اونٹ دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم ان کو لے کر چلے تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا رسول اللہ ﷺ تو قسم کھا چکے تھے کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے اور درحقیقت آپ کے پاس اس وقت سواری موجود بھی نہ تھی پھر آپ نے ہم کو سوار کرا دیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قسم سے غافل کر دیا۔ قسم اللہ کی ہم اس حرکت کے بعد کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے۔ پس ہم آپ کی طرف لوٹ کر آئے اور آپ سے ہم نے تفصیل بالا کو عرض کیا کہ ہم آپ کے پاس آئے تھے تاکہ آپ ہم کو سواری پر سوار کرا دیں پس آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہم کو سوار نہیں کرائیں گے اور درحقیقت اس وقت آپ کے پاس سواری موجود بھی نہ تھی۔ آپ نے یہ سب سن کر فرمایا کہ میں نے تم کو سوار نہیں کرایا بلکہ اللہ نے تم کو سوار کرا دیا۔ اللہ کی قسم جب میں کوئی قسم کھا لیتا ہوں بعد میں اس سے بہتر اور معاملہ دیکھتا ہوں تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور اس قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ غیر مفید قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑ دینا سنت نبوی ہے۔

باب لات وعزى اور بتوں کی قسم

ذَاجٍ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ اللَّهُ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدِيرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَكُلَهُ فَقَالَ: قُمْ فَلَا حَذَنُكَ عَنْ ذَلِكَ، إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: ((وَاللَّهِ مَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ))، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهَبٍ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ: ((أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ؟)) فَأَمَرَ لَنَا بِخِمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الْمُدْرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا، ثُمَّ حَمَلْنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمِينَهُ، وَاللَّهِ لَا نَفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِنَحْمِلُنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا، فَقَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ، وَاللَّهِ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُمَا)).

[راجع: ۲۳۱۳۳]

۵- باب لَا يُخْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى،

وَلَا بِالطَّوَاعِیَّتِ

۶۶۵۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ فَلْيَصَدِّقْ)). [راجع: ۷۸۶۰]

ترجمہ

ہر چند غیر اللہ کی قسم کھانا مطلقاً منع ہے مگر بتوں، دیوتاؤں یا پیروں کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے۔ اگر کوئی قسم کھالے تو ایسے شخص کو پھر کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہونا چاہئے۔

۲۶- بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ

وَأِنْ لَمْ يُحْلَفْ

۶۶۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ قِصَّةً فِي بَاطِنِ كَفِّهِ، فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ قِصَّةً مِنْ دَاخِلِهِ)) فَوَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَتَبَدَّ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. [راجع: ۵۸۶۵]

۷- بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةِ سِوَى

الْإِسْلَامِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ

نہ کھائے

(۶۶۵۰) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اور کہا کہ ”لات و عزیٰ کی قسم“ تو اسے پھر کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لینا چاہئے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جو کھیلیں تو اسے چاہئے کہ (اس کے کفارہ میں) صدقہ کرے۔

ہر چند غیر اللہ کی قسم کھانا مطلقاً منع ہے مگر بتوں، دیوتاؤں یا پیروں کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے۔ اگر کوئی قسم کھالے تو ایسے شخص کو پھر کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہونا چاہئے۔

باب بن قسم دیئے

قسم کھانا کیسا ہے

(۶۶۵۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور آنحضرت ﷺ اسے پہنتے تھے، اس کا گھینہ ہتھیلی کے حصے کی طرف رکھتے تھے۔ پھر لوگوں نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوالیں اس کے بعد ایک دن آنحضرت ﷺ ممبر پر بیٹھے اور اپنی انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے پہنتا تھا اور اس کا گھینہ اندر کی جانب رکھتا تھا، پھر آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

معلوم ہوا کہ کسی غیر شرعی چیز کے چھوڑ دینے پر قسم کھانا جائز ہے کہ اب میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

باب اس شخص کے بارے میں جس نے اسلام کے سوا اور

کسی مذہب پر قسم کھائی

اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لات اور عزیٰ کی (اتفاقاً بغیر

قصہ اور عقیدت کے) قسم کھالی اسے بطور کفارہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ پڑھ لینا چاہئے (ایسے بھول چوک میں قسم کھانے والے کو) آپ نے کفر کی طرف منسوب نہیں فرمایا۔

(۶۶۵۲) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، انہوں نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے ثابت بن ضحاک سے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے پس وہ ایسا ہی ہے جیسی کہ اس نے قسم کھائی ہے اور جو شخص اپنے نفس کو کسی چیز سے ہلاک کرے وہ دوزخ میں اسی چیز سے عذاب دیا جاتا رہے گا اور مومن پر لعنت بھیجتا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا پس وہ بھی اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

باب یوں کہنا منع ہے کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔

(وہ ہوگا)

اور کیا کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو اللہ کا آسرا ہے پھر آپ کا۔ (۶۶۵۳) اور عمرو بن عاصم نے کہا ہم سے ہام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن عبد اللہ نے، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے بنی اسرائیل میں تین شخص تھے اللہ نے ان کو آزمانا چاہا (پھر سارا قصہ بیان کیا) فرشتے کو کوڑھی کے پاس بھیجا وہ اس سے کہنے لگا میری روزی کے سارے ذریعے کٹ گئے ہیں اب اللہ ہی کا آسرا ہے پھر تیرا (یا اب اللہ ہی کی مدد درکار ہے پھر تیری) پھر پوری حدیث کو ذکر کیا۔

وَالْعَزَى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) وَلَمْ يَنْسِبْهُ إِلَى الْكُفْرِ.

۶۶۵۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ جَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ، فَهُوَ كَقَتْلِهِ)).

[راجع: ۱۳۶۳]

۸- باب لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ

وَشِئْتَ،

وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ؟

۶۶۵۳- قَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَنْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: تَقَطَّعْتَ بِي الْجِبَالَ فَلَا بَلَغَ لِي إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ۳۴۶۴]

امام بخاری پہلے مطلب کے لئے کوئی حدیث نہیں لائے حالانکہ اس باب میں صریح حدیثیں وارد ہیں کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ ہوں گی وہ حدیث سنائی۔ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں بلکہ یوں کہے کہ جو اللہ اکیلا چاہے وہ ہوگا۔ باب کے دوسرے حصے کا مطلب حدیث کے آخری جملہ سے نکلتا ہے۔

باب

۹- باب قول اللہ تعالیٰ :

اللہ پاک کا سورۃ نور میں ارشاد۔ یہ منافق اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! مجھ سے یہ نہ فرمائیے میں نے تعبیر دینے میں کیا غلطی کی۔ آپ نے فرمایا قسم مت کھا۔

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ: ((لَا تُقْسِمُ)).

یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے کہ قسم دینے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے کیونکہ اگر قسم منعقد ہو جاتی تو آنحضرت ﷺ ضرور بیان فرماتے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فلاں فلاں بات میں غلطی کی ہے اس لئے کہ آپ نے قسم کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۶۶۵۴) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے اشعث بن ابی الشحاء سے، انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، انہوں نے براء بن عازب سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے اشعث سے، انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، انہوں نے براء سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم فرمایا۔

۶۶۵۴- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مِقْرَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مِقْرَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

یعنی جو بات وہ چاہے اس کو پورا کرے تاکہ اس کی قسم سچی ہو۔

(۶۶۵۵) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم کو عاصم الاحول نے خبر دی، کہا میں نے ابو عثمان سے سنا، وہ اسامہ سے نقل کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب) نے آپ کو بلا بھیجا اس وقت آپ کے پاس اسامہ بن زید اور سعد بن عبادہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے تھے۔ صاحبزادی صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ ان کا بچہ مرنے کے قریب ہے آپ تشریف لائیے۔ آپ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا میرا سلام کو اور کو سب اللہ کامل ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے عنایت فرمایا اور ہر چیز کا اس کے پاس وقت مقرر ہے، صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔ صاحبزادی صاحبہ نے قسم دے کر پھر کہلا بھیجا کہ نہیں آپ

۶۶۵۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَسَامَةَ أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَأُمِّيٌّ، أَنَّ ابْنَتِي قَدِ اخْتَضِرَ فَأَشْهَدُنَا، فَأَرْسَلَتْ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَمَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسْمًى، فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَثَمْنَا مَعَهُ

ضرور تشریف لائیے۔ اس وقت آپ اٹھے، ہم لوگ بھی ساتھ اٹھے جب آپ صاحبزادی صاحبہ کے گھر پہنچے اور وہاں جا کر بیٹھے تو بچے کو اٹھا کر آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اسے گود میں بٹھالیا وہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ حال پر ملاں دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے اور اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم رکھتا ہے یا یہ ہے کہ اللہ اپنے ان ہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

لَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ
وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقْفَعُ فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ: مَا
هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((هَذَا رَحْمَةً
يَضَعُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ،
وَأِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)).
[راجع: ۱۲۸۴]

اس حدیث میں قسم دینے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۶۶۵۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف قسم اتارنے کے لئے۔

۶۶۵۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي
مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ
الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ لِأَخِيٍّ مِنْ
الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا
تَجَلَّةَ الْقَسَمِ)). [راجع: ۱۲۵۱]

قسم سے مراد اللہ کا یہ فرمودہ ہے وان منكم الاواردها یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے ہو کر نہ جائے۔

(۶۶۵۷) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معبد بن خالد نے کہا میں نے حارث بن وہب سے سنا، کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں تم کو بتلاؤں بہشتی کون لوگ ہیں۔ ہر ایک غریب ناتواں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے (اس کی قسم پوری کر دے) اور دوزخی کون لوگ ہیں ہر ایک موٹا لڑاکا، مغرور، فسادی۔

۶۶۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،
حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَعْبِدِ بْنِ
خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ
الْجَنَّةِ، كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ
عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ وَأَهْلِ النَّارِ كُلِّ جَوَاطِرٍ
غُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ)). [راجع: ۴۹۱۸]

باب اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں یا اللہ کے

۱۰- باب إِذَا قَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ أَوْ

نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں

شَهِدْتُ بِاللَّهِ

تو یہ قسم ہوگی یا نہیں۔

(۶۶۵۸) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے

۶۶۵۸- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا

شَيْتَانٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
عَبْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ
ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((قَرْنِي ثُمَّ
الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ
يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَعِينُهُ،
وَيَمِينُهُ شَهَادَتُهُ)) قَالَ إِبْرَاهِيمُ : وَكَانَ
أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غُلَمَانٌ أَنْ نَخْلِفَ
بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ. [راجع: ۲۶۵۲]

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے
اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے
پوچھا گیا کہ کون لوگ اچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا
زمانہ، پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے پھر وہ لوگ جو اس سے
قریب ہوں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جس کی گواہی
قسم سے پہلے زبان پر آجایا کرے گی اور قسم گواہی سے پہلے۔ ابراہیم
نے کہا کہ ہمارے اساتذہ جب ہم کم عمر تھے تو ہمیں قسم کھانے سے
منع کیا کرتے تھے کہ ہم گواہی یا عہد میں قسم کھائیں۔

مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے میں ان کو کوئی باک نہ ہو گا نہ جھوٹ بولنے سے ڈریں گے۔ جلدی میں کبھی پہلے قسم کھا لیں
گے پھر گواہی دیں گے پھر قسم کھائیں گے۔ اس لئے بزرگان سلف صالحین اپنے خلافہ کو گواہی دینے اور قسم کھانے سے منع
فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اشد باللہ یا علی عہد اللہ جیسے کلمات منہ سے نکلانے سے بھی منع کرتے تھے تاکہ موقع بے موقع قسم کھانے کی
عات نہ ہو جائے۔

باب جو شخص علی عہد اللہ کے تو کیا حکم ہے

۱۱- باب عہد اللہ عز وجل

یعنی اللہ کا عہد مجھ پر ہے میں فلاں کام کروں گا۔ نیت کرنے پر یہ بھی قسم کھانا ہی ہے۔ آیت میں آگے لفظ یشترون بعہد اللہ (آل
عمران: ۷۷) سے حضرت امام نے باب کا مطلب نکالا ہے یہاں بھی عہد اللہ سے اللہ کی قسم کھانا مراد ہے۔

۶۶۵۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ
وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ
خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةً لَيَقْتَطَعَ بِهَا مَالَ
رَجُلٍ مُسْلِمٍ - أَوْ قَالَ - أَخِيهِ لَقِيَ اللَّهَ
وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهُ
﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ [آل
عمران: ۷۷]. [راجع: ۲۳۵۶]

(۶۶۵۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن
ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان و منصور
بیان کیا، ان سے ابو وائل نے بیان کیا، اور ان سے عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس نے جھوٹی قسم اس مقصد سے کھائی کہ کسی مسلمان کا مال اس
کے ذریعہ ناجائز طریقے پر حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال
میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی
تصدیق نازل کی (قرآن مجید میں کہ) بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کے
ذریعہ خریدتے ہیں۔

(۶۶۶۰) سلیمان نے بیان کیا کہ پھر اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ وہاں سے
گزرے اور پوچھا کہ عبد اللہ تم سے کیا بیان کر رہے تھے۔ ہم نے ان
سے بیان کیا تو اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت میرے اور میرے ایک

۶۶۶۰- قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ فَمَرَّ
الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ
اللَّهِ قَالُوا لَهُ. فَقَالَ الْأَشْعَثُ: نَزَلَتْ فِي

ساتھی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ایک کنویں کے سلسلے میں ہم دونوں کا جھگڑا تھا۔

وَلَمَّا صَاحِبٌ لِّي فِي بَنِي كَانَتْ بَيْنَنَا.

[راجع: ۲۳۰۷]

باب اللہ تعالیٰ کی عزت، اس کی صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا

۱۲- باب الْحَلْفِ بِعِزَّةِ اللَّهِ

وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے (اے اللہ!) میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا اور عرض کرے گا، اے میرے رب! میرا چہرہ دوزخ سے دوسری طرف پھیر دے، ہرگز نہیں، تیری عزت کی قسم، میں کچھ اور تجھ سے نہیں مانگوں گا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے لئے یہ ہے اور اس کے دس گنا اور زیادہ۔ ایوب نے کہا کہ ”اور تیری عزت کی قسم، تیری برکت سے میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔“

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ)) وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنْ النَّبِيِّ ﷺ ((يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُولُ: يَا رَبُّ اضْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ، لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا)) وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ)) وَقَالَ أَيُّوبُ: ((وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ)).

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت ایوب علیہ السلام پر اللہ نے دولت کی بارش کی اور وہ اسے سینے لگے تھے تو اللہ نے فرمایا تھا کہ اے ایوب! اب تم دولت سینے لگے تو اس پر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تھا جو یہاں مذکور ہے۔ لفظ بعزتك سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

(۶۶۶۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ھیبان نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنم برابر یہی کہتی رہے گی کہ کیا کچھ اور ہے کیا کچھ اور ہے؟ آخر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تو وہ کہہ اٹھے گی بس بس میں بھر گئی، تیری عزت کی قسم! اور اس کا بعض حصہ بعض کو کھانے لگے گا۔ اس روایت کو شعبہ نے قتادہ سے نقل کیا۔

۶۶۶۱- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ تَقُولُ: قَطُ قَطُ وَعِزَّتِكَ، وَيَزُودُ بِغَضَبِهَا إِلَى بَعْضٍ)). رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ. [راجع: ۴۸۴۸]

روایت میں قدم کا لفظ آیا ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کی حقیقت کے اندر بحث کرنا بدعت ہے اور حقیقت کو علم الہی کے حوالہ کر دینا کافی ہے۔ سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ پاک ہر تشبیہ سے منزہ ہے۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے۔ لیس کمطه شئی (الشوری: ۱۱) پس یہی کہنا مناسب انا باللہ کما هو باسماءہ و صفاتہ بلا تاویل و تکیف۔ سند میں مذکور حضرت قتادہ بن نعمان انصاری عقبی بدری ہیں۔ بعد کی سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ ۲۳ھ میں ہجرت پائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ فضلاء صحابہ میں سے تھے رضی اللہ وارضاه آمین۔

۱۳- باب قَوْلِ الرَّجُلِ : لَعَمْرُ اللَّهِ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ.

باب کوئی شخص کہے کہ لعمر اللہ یعنی اللہ کی بقا کی قسم
کھانا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لعمرک کے بارے میں کہا کہ
اس سے لعیشک مراد ہے۔

لَعَمْرُكَ انہم لفی سكرتهم يعمهون (الحجر: ۷۲) میں لعمرک سے مراد آنحضرت ﷺ کی زندگی ہے۔ اللہ پاک نے لوٹیوں کی
حالت بدکاری کو آپ ﷺ کی عمر کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے۔ حضرت امام بخاری نے قوادہ کی تدلیس کا شبہ رفع کرنے کے
لئے سعید کی روایت کو بیان فرمایا ہے کیونکہ حضرت شعبہ ان ہی لوگوں سے روایت کرتے تھے جن کے سماع کا حال ان پر کھل جاتا تھا۔

۶۶۶۲- حَدَّثَنَا الْأَوْثِينِيُّ، حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح
وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
الْمُصَنِّبِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: سَمِعْتُ
الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ
وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ
وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ
عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ
الْإِفْكِ مَا قَالُوا قَبْرَاهَا اللَّهُ وَكُلُّ حَدِيثِي
طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ فَقَامَ النَّبِيُّ
ﷺ فَاسْتَعْلَزَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَقَامٍ
أَسْنَدَ ابْنِ خُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ :
لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتَلَنَّهُ. [راجع: ۲۵۹۳]

(۶۶۶۳) ہم سے اوسے نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان
سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور ہم سے
حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم
سے یونس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، کہا کہ میں نے
عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی بات کے متعلق سنا کہ جب تممت لگانے والوں نے ان پر
تممت لگائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا۔ اور
ہر شخص نے مجھ سے پوری بات کا کوئی ایک حصہ نوہین کیا۔ پھر
آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی کے بارے میں مدد
چاہی۔ پھر اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ خدا کی قسم (لعمر اللہ) ہم ضرور اسے قتل کر دیں گے۔
مفصل حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

باب سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ وہ تمہاری لغو

قسموں کے بارے میں تم سے پکڑ نہیں کرے گا

بلکہ ان قسموں کے بارے میں کرے گا جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ
کیا ہو گا اور اللہ بڑا ہی مغفرت کرنے والا بہت بربار ہے۔

(۶۶۶۳) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے
بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی،
انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت ”اللہ تعالیٰ تم سے لغو

۱۴- باب

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِالْفُحْشِ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ
وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿[البقرة: ۲۲۵]

۶۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،
حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي
أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﷺ لَا

قسموں کے بارے میں پکڑ نہیں کرے گا۔“ راوی نے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے کہا کہ یہ آیت لا واللہ بلی واللہ۔ (بے ساختہ جو قسمیں عادت بنالی جاتی ہیں) کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ [البقرة: ۲۲۵]
قَالَ: قَالَتْ: أَنْزِلْتَ فِي قَوْلِهِ: لَا وَاللَّهِ
وَبَلَى وَاللَّهِ. [راجع: ۴۶۱۳]

اکثر لوگوں کا تکیہ کلام ہی قسم کھانا بن جاتا ہے۔ ایسی عادت اچھی نہیں ہے تاہم لغو قسموں کا کوئی کفارہ نہیں ہے جیسا کہ آیت قرآنی کا مضموم ہے۔

باب اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اس کو توڑ ڈالے تو کفارہ لازم ہو گیا نہیں

۱۵- باب إِذَا حَنَثَ نَامِيًا فِي الْإِيمَانِ

الحدیث کا قول یہ ہے کہ کفارہ واجب نہ ہو گا۔ امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف ہے۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ [الأحزاب: ۵] وَقَالَ: ﴿لَا تَوَاخِذُ بِي مَا نَسِيتُ﴾ [الكهف: ۷۳]
اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ”تم پر اس قسم کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو غلطی سے تم کھا بیٹھو۔“ اور فرمایا کہ بھول چوک میں مجھ پر مؤاخذہ نہ کرو۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا تھا جب کہ حضرت موسیٰ نے ان پر اعتراض کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بھول چوک پہلی شریعتوں میں بھی معاف تھی۔

۶۶۶۴- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مِسْقَرٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا زُرَّادَةُ بْنُ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسَوَسْتَ أَوْ حَدَّثْتَ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ)). [راجع: ۲۵۲۸]

قلبی وساوس جو یونہی صادر ہو کر خود ہی فراموش ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان سب کو معاف کیا ہے ایسے وساوس کا آنا بھی فطرت انسانی میں داخل ہے۔

(۲۲۶۵) ہم سے عثمان بن الہثم نے بیان کیا یا ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے عثمان بن الہثم سے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے کہا کہ میں نے ابن شہاب سے سنا، کہا کہ مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (حبہ الوداع میں) قرمائی کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں ارکان کو فلاں فلاں ارکان

۱۶۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَيْسَى بْنُ طَلْحَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: كُنْتُ

أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَذًا وَكَذَا قَبْلَ
كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخِرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذًا وَكَذَا لِهَوَاءِ
الْفَلَاحِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْعَلْ وَلَا حَرَجَ
لَهُنَّ كُلُّهُنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ
شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: أَفْعَلِ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

[راجع: ۸۳]

تفسیر

سے پہلے خیال کرتا تھا (اس لئے غلطی سے ان کو آگے پیچھے ادا کیا) اس کے بعد دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں ارکان حج کے متعلق یونہی خیال کرتا تھا ان کا اشارہ (حلق) رمی اور نحر کی طرف تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یونہی کر لو (تقدیم و تاخیر کرنے میں) آج ان میں سے کسی کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ اس دن آنحضرت ﷺ سے جس مسئلہ میں بھی پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ کر لو کوئی حرج نہیں۔

یہ آپ نے محض بھول چوک کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ قصداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ نکالا کہ حج کے کاموں میں بھول چوک پر آنحضرت ﷺ نے کسی کفارے کا حکم نہیں دیا نہ فدیہ کا تو اسی طرح قسم بھی اگر چوک سے توڑ ڈالے تو کفارہ لازم نہ ہو گا (وحیدی) سند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی قریشی مذکور ہوئے ہیں جو بڑے زبردست عابد عالم حافظ قاری قرآن تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ کی احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تھی اور ان کو اجازت دی گئی۔ چنانچہ یہ احادیث نبوی کے اولین جامع ہیں۔ رات کو چراغ بجھا کر نماز میں کھڑے ہوتے اور بہت ہی زیادہ روتے۔ چنانچہ ان کی آنکھیں خراب ہو گئی تھیں۔ جنگ حرہ کے دنوں میں بماء ذی الحجہ ۶۳ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ مگر شاید امام بخاری نے یہ روایت لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ تیسری بار وہ شخص کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے سچائی کے ساتھ آپ کو بھیجا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ایسی قسم بھی آیت لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم میں داخل ہے۔

(۶۶۶۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے ماہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، میں نے رمی کرنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ تیسرے نے کہا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی ذبح کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۶۶۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((لَا حَرَجَ)) قَالَ آخِرُ: حَلَفْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: ((لَا حَرَجَ)) قَالَ آخِرُ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ:

((لَا حَرَجَ)). [راجع: ۸۴]

تفسیر

یہ جتنے الوداع کی باتیں ہیں۔ ان سے دین کے آسان ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ان علماء کرام کے لئے قتل توجہ ہے جو ذرا ذرا سی باتوں میں نہ صرف لوگوں سے گرفت کرتے بلکہ فسق اور کفر کے تیر چلانے لگ جاتے ہیں۔ آج کے دور نازک میں بہت دور رس نگاہوں کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک علماء اسلام کو یہ مرتبہ عطا کرے۔ (آمین)

۶۶۶۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، (۶۶۶۷) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ

نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ آنحضرت ﷺ مسجد کے ایک کنارے تشریف رکھتے تھے۔ پھر وہ صحابی آئے اور سلام کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا پھر نماز پڑھ، اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور پھر نماز پڑھ کر آئے اور سلام کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی ان سے یہی فرمایا کہ واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ آخر تیسری مرتبہ میں وہ صحابی بولے کہ پھر مجھے نماز کا طریقہ سکھا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو کرو تو پہلے پوری طرح وضو کر لیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر کہو اور جو کچھ قرآن مجید تمہیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدہ سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو اور جب اطمینان سے سجدہ کر لو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔

[راجعہ: ۷۰۷]

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز درحقیقت وہی صحیح ہے جو رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ، قومہ وغیرہ ارکان کو ٹھیک طور پر ادا کر کے پڑھی جائے جو نمازی محض مرغ کی ٹھونگ لگا لیتے ہیں ان کو نماز کا چور کہا گیا ہے اور ایسے نمازیوں کی نماز ان کے منہ پر ماری جاتی ہے بلکہ وہ نماز اس نمازی کے حق میں بدو عا کرتی ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت یہ ہے کہ بھول چوک معاف تو ہے مگر نماز میں اگر کوئی شخص بھول چوک کو مستقل معمول بنالے تو ایسی بھوک چوک معافی کے قابل نہیں ہے۔ خاص طور پر نماز میں ایسی بھوک چوک بہت زیادہ خطرناک ہے۔

(۶۶۸) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب احد کی لڑائی میں مشرک شکست کھا گئے اور اپنی شکست ان میں مشہور ہو گئی تو ابلیس نے چیخ کر کہا (مسلمانوں سے) کہ اے اللہ کے بندو! پیچھے دشمن ہے چنانچہ آگے

حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ غَمَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: فَأَعْلِمْنِي قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، وَاقْرَأْ بِمَا تيسَّرُ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْأُفِعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَغْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْأُفِعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ وَتَطْمِئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْأُفِعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)).

۶۶۸- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيمَةً تُعْرَفُ لَهُمْ، فَصَرَخَ إِبْلِيسُ أَيُّ

عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَأَكُمْ فَرَجَعْتُمْ أَوْلَاهُمْ
فَاجْتَلَدْتُمْ هِيَ وَأَخْرَأَهُمْ فَنَظَرَ حَذِيفَةُ بْنُ
الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَقَالَ: أَبِي أَبِي قَالَتْ
لَوْ أَنَّ اللَّهَ مَا أَنْحَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ
حَذِيفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ، قَالَ عَزُوزَةُ: لَوْ
اللَّهُ مَا زَالَتْ فِي حَذِيفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ حَتَّى
لَقِيَ اللَّهُ. [راجع: ۳۲۹۰]

کے لوگ پیچھے کی طرف ہل پڑے اور پیچھے والے (مسلمانوں ہی سے)
لڑ پڑے۔ اس حالت میں حذیفہ بن الیمانؓ نے دیکھا کہ لوگ ان
کے مسلمان والد کو بے خبری میں مار رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں
سے کہا کہ یہ تو میرے والد ہیں جو مسلمان ہیں، میرے والد! عائشہ
ؓ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم لوگ پھر بھی باز نہیں آئے اور آخر
انہیں قتل ہی کر ڈالا۔ حذیفہ نے کہا، اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ عروہ
نے بیان کیا کہ حذیفہؓ کو اپنے والد کی اس طرح شہادت کا آخر
وقت تک رنج اور افسوس ہی رہا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

شیخ جنگ احد میں ابلیس ملعون نے دھوکا دیا پیچھے سے مسلمان ہی آرہے تھے مگر ان کو کافر بتا کر آگے والے مسلمانوں کو ان سے
ڈرایا وہ گھبراہٹ میں اپنے ہی لوگوں پر پلٹ پڑے اور حضرت حذیفہ کے والد یمان کو شہید کر دیا۔ اس روایت کی مطابقت
باب سے یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے قسم کھا کر کہا۔ بعضوں نے یہ مطابقت بتلائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان مسلمانوں سے کچھ
نہیں کہا جنہوں نے حذیفہ کے باپ کو بھول سے مار دیا تھا تو اس طرح بھول چوک سے اگر قسم توڑ دے تو کفارہ واجب نہ ہو گا۔ حضرت
حذیفہ کو رسول کریم ﷺ کا خاص راز داں کہا گیا ہے۔ شہادت عثمان کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی
اللہ عنہ وارضاه۔

ایک روایت میں بقیۃ خیر کا لفظ ہے تو ترجمہ یہ ہو گا کہ حذیفہ پر مرتے دم تک اس خیر و برکت کا اثر رہا یعنی اس دعا کا جو انہوں
نے مسلمانوں کے لئے کی تھی کہ اللہ تم کو بخشے اس روایت کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر
کہا فواللہ ما زالت فی حذیفۃ

۶۶۶۹- حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى،
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفٌ، عَنْ
خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا
وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَيْسَ صَوْمُهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ
وَسَقَاهُ)). [راجع: ۱۹۳۳]

۶۶۶۹) مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عوف اعرابی نے بیان
کیا، ان سے خلاص بن عمرو اور محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت
ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ رکھا
ہو اور بھول کر کھالیا ہو تو اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہئے کیونکہ اسے
اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

اس حدیث کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ بھول کر کھاپی لینے سے جب روزہ نہیں ٹوٹا تو اسی قیاس پر بھول کر قسم کے خلاف
کرنے سے قسم بھی نہیں ٹوٹے گی۔

۶۶۷۰- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ:

۶۶۷۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذنب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان
کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن بھینہؓ نے

بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعات کے بعد بیٹھنے سے پہلے ہی اٹھ گئے اور نماز پوری کر لی۔ جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سلام کا انتظار کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تکبیر کی اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا، پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور دوبارہ تکبیر کہہ کر سجدہ کیا۔ پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور سلام پھیرا۔

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْتَبَهَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ فَكَثُرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَلَّمَ. [راجع: ۸۲۹]

تشریح نماز میں ایسی مذکورہ بھول چوک کا کفارہ سجدہ سو کرنا ہے۔ اس حدیث میں سجدہ سو ادا کرنے کی وہی ترکیب بیان ہوئی ہے جو الہدایت کا معمول ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔

(۶۶۷۱) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے عبدالعزیز بن عبدالصمد سے سنا، کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی اور نماز میں کوئی چیز زیادہ یا کم کر دی۔ منصور نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں ابراہیم کو شبہ ہوا تھا یا علقمہ کو۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! نماز میں کچھ کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس طرح نماز پڑھائی ہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ دو سجدے (سہو کے) کئے اور فرمایا یہ دو سجدے اس شخص کے لئے ہیں جسے یقین نہ ہو کہ اس نے اپنی نماز میں کمی یا زیادتی کر دی ہے اسے چاہئے کہ صحیح بات تک پہنچنے کیلئے ذہن پر زور ڈالے اور جو باقی رہ گیا ہو اسے پورا کرے پھر دو سجدے (سہو کے) کر لے۔

۶۶۷۱- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَرَادَ أَوْ نَقَضَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُورٌ: لَا أَذْرِي إِبْرَاهِيمَ وَهُمْ أَمْ عَلْقَمَةُ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرْتَ الصَّلَاةَ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَا يَذَرِي زَادَ لِي صَلَاتِي أَمْ نَقَضَ فَيَتَحَرَّى الصُّوَابَ فَيَتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ)). [راجع: ۴۰۱]

(۶۶۷۲) ہم سے حضرت امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آیت ”لا تَوَاحِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا“ کے متعلق کہ پہلی مرتبہ

۶۶۷۲- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ﴿لَا تَوَاحِذْنِي بِمَا نَسِيتُ، وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ قَالَ:

اعتراض موسیٰ ﷺ سے بھول کر ہوا تھا۔

((كَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا)):

[راجع: ۷۴]

(۶۶۷۳) ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ محمد بن بشار نے مجھے لکھا کہ ہم سے معاذ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا، کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان کے یہاں کچھ ان کے مہمان ٹھہرے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ ان کے واپس آنے سے پہلے جانور ذبح کر لیں تاکہ ان کے مہمان کھائیں، چنانچہ انہوں نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے جانور ذبح کر لیا۔ پھر آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے حکم دیا کہ نماز کے بعد دوبارہ ذبح کریں۔ براء رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے زیادہ دودھ والی بکری ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بڑھ کر ہے۔ ابن عوف شعبی کی حدیث کے اس مقام پر ٹھہر جاتے تھے اور محمد بن سیرین سے اسی حدیث کی طرح حدیث بیان کرتے تھے اور اس مقام پر رک کر کہتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں، یہ رخصت دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے یا صرف براء رضی اللہ عنہ کے لئے ہی تھی۔ اس کی روایت ایوب نے ابن سیرین سے کی ہے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

سید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے نوف بکالی کا قول نقل کیا تھا کہ وہ خضر والے موسیٰ کو اسرائیلی موسیٰ نہیں بلکہ اور کوئی دوسرا موسیٰ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عباس نے نوف بکالی کے قول کی تردید کرتے ہوئے حضرت ابی بن کعب کی یہ روایت نقل کر کے بتلایا کہ وہ موسیٰ اسرائیلی موسیٰ ہی تھے، جن کو اس شرط کا خیال نہیں رہا تھا جو وہ خضر سے کر چکے تھے اس پر لفظ لا تو اخذ فی الخ انہوں نے کہے۔ وجہ مناسبت وہی ہے کہ سمو اور نسیان کو حضرت موسیٰ نے مؤافذہ کے قاتل نہیں سمجھا حضرت خضر نے بھی اس نسیان کو معاف ہی کر دیا تھا۔ حضرت انس بن مالک خزرجی خادم دس سال کی عمر میں خدمت نبوی میں آئے اور آخر تک خاص خدمات کا شرف حاصل ہوا۔ عہد فاروقی میں بصرہ میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے مقیم ہوئے اور ۹ھ میں بعمر ۱۰۳ سال بصرہ ہی میں انتقال ہوا۔ مرتے وقت سو کے قریب اولاد چھوڑ کر گئے ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت طعان ہے۔

(۶۶۷۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے کہا کہ میں نے جناب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تک موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کر

۶۶۷۳- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ لِْيَا كُلَّ ضَيْفِهِمْ، فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الذَّبْحَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقٌ لَبَنٍ، هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ، وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ، وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ وَيَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ وَيَقُولُ: لَا أَذْرِي أَتَلَفَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا. رَوَاهُ أَيُّوبُ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۹۵۱]

۶۶۷۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ : سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ : شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ، ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ: (مَنْ

ذَبَحَ فَلْيَدْبَحْ مَكَانَهَا؟ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَدْبَحْ بِسْمِ اللَّهِ)). [راجع: ۹۸۵]

لیا ہوا سے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہ کیا ہوا سے چاہئے کہ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کا جانور نماز عید پڑھ کر ہی ذبح کرنا چاہئے ورنہ وہ بجائے قربانی کے معمولی ذبیحہ ہو گا۔

باب قسموں کا بیان

اور اللہ نے سورہ نحل میں فرمایا کہ ”اپنی قسموں کو آپس میں فساد کی بنیاد نہ بناؤ اس لئے کہ اسلام پر لوگوں کا قدم جے اور پھرا کھڑ جائے اور خدا کی راہ سے روکنے کے بدلے تم کو دوزخ کا عذاب چکھنا پڑے تم کو سخت سزا دی جائے۔“ اس آیت میں جو دخلا کا لفظ ہے اس کے معنی دغا اور فریب کے ہیں۔ غمس کے معنی ڈبو دینا۔

یہ قسم بھی قسم کھانے والے کو دوزخ کی آگ میں ڈبو دے گی۔ آیت کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ مکرو فریب کی قسم پر اس میں سخت وعید ہے ایسا ہی یمن غموس قسم میں بھی سمجھنا چاہئے یمن غموس دوزخ میں ڈبو دینے والی قسم کو کہتے ہیں۔

۶۶۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ، وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ)).

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو نصر نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا ہم سے فراس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور یمن غموس۔ قصداً جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔

[طرفاء فی : ۶۸۷۰، ۶۹۲۰]۔

۱۷- باب قولِ اللہ تعالیٰ:

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ آل عمران میں فرمانا جو لوگ اللہ کا نام لے کر عہد کر کے قسمیں کھا کر اپنی قسموں کے بدلہ میں تھوڑی پونجی (دنیا کی مول لیتے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نیک نہیں ہو گا۔

اور اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نظر ہی کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں ارشاد ”اور اللہ کو قسمیں کھا کر نیکی اور پرہیز گاری اور لوگوں میں میل کرا دینے کی روک نہ بناؤ اور اللہ سنتا جانتا ہے اور سورہ نحل میں فرمایا اللہ کا عہد کر

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [آل عمران: ۷۷]۔ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ

کے دنیا کا تھوڑا سا مول مت لو۔ اللہ کے پاس جو کچھ ثواب اور اجر ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو اور اسی صورت میں فرمایا اور اللہ کا نام لے کر جو عہد کرو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد پھر نہ توڑو (کیسے توڑو گے) تم اللہ کی ضمانت اپنی بات پر دے چکے ہو۔

ذِكْرُهُ: ﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [النحل : ۹۵] ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا﴾ [النحل : ۹۱]۔

یعنی اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔

(۶۶۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو اسل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم اس طور سے کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال ناجائز طریقہ سے حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غصہ ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق وحی کے ذریعہ نازل کی کہ ”بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے معمولی دنیا کی پونجی خریدتے ہیں“ آخر آیت تک۔

۶۶۷۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لِقِيَّ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ۷۷] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۲۳۵۶]

(۶۶۷۷) حضرت عبداللہ یہ حدیث بیان کر چکے تھے، اتنے میں اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا کہ ابو عبدالرحمن! نے تم لوگوں سے کیا حدیث بیان کی ہے؟ لوگوں نے کہا اس اس مضمون کی۔ انہوں نے کہا کہ ابی یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی میرے ایک چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا اس کے جھڑے کے سلسلہ میں میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گواہ لاؤ ورنہ مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر وہ تو جھوٹی قسم کھالے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے جھوٹی قسم بدیتی کے ساتھ اس لئے کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر جائے تو قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں

۶۶۷۷- فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالُوا: كَذًا وَكَذَا، قَالَ لِي أَنْزَلْتَ كَأَنْتَ لِي بِنَرٍ لِي أَرْضِي ابْنَ عَمٍّ لِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((بَيْتُكَ أَوْ يَمِينُهُ)) فَقُلْتُ: إِذَا يَخْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ وَهُوَ فِيهَا لَاجِرٌ يَقْطَعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لِقِيَّ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ))۔

[راجع: ۲۳۰۷]

ملے گا کہ وہ اللہ اس پر انتہائی غضب ناک ہو گا۔

باب ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کے لئے یا

غصہ کی حالت میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

۱۸- باب الْيَمِينِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

وَفِي الْمَغْصَبَةِ، وَفِي الْغَضَبِ

شَيْخ

ملک حاصل ہونے سے پہلے اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی قسم کھالے میں لونڈی کو آزاد نہیں کرنے کا یا اپنی عورت کو طلاق نہیں دینے کا اور ابھی اس کے پاس نہ کوئی لونڈی ہو نہ کوئی عورت نکاح میں ہو اس کے بعد لونڈی خریدے یا کسی عورت سے نکاح کرے پھر لونڈی کو آزاد کرے یا عورت کو طلاق دے تو قسم کا کفارہ لازم نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر کوئی کسی عورت کی نسبت کے اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا اگر میں یہ لونڈی خریدوں تو وہ آزاد ہے پھر اس عورت سے نکاح کرے یا وہ لونڈی خریدے تو نہ طلاق پڑے گی نہ لونڈی آزاد ہوگی۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کے خلاف کہا ہے (مولانا وحید الزماں مرحوم) حدیث باب میں سواریاں نہ دینے کی قسم کا ذکر ہے۔ اس وقت وہ سواریاں آپ کے ملک میں نہ تھیں جب ملک میں آئیں اس وقت دینے سے نہ قسم ٹوٹی نہ کفارہ لازم ہوا یہ حدیث غصہ میں قسم کھالینے کی بھی مثال ہو سکتی ہے۔ (وحیدی)

(۶۶۷۸) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ النُّحْلَانَ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ)) وَوَأَلَّفْتُهُ وَهُوَ غَضَبًا، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: ((انْطَلِقْ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ اللَّهَ أَوْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ؟)) [راجع: ۳۱۳۳]

(۶۶۷۸) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سواری کے جانور مانگنے کے لئے بھیجا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہارے لئے کوئی سواری کا جانور نہیں دے سکتا (کیونکہ موجود نہیں ہیں) جب میں آپ کے سامنے آیا تو آپ کچھ خفگی میں تھے۔ پھر جب دوبارہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا اور کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یا (یہ کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے سواری کا انتظام کر دیا۔

بعد میں انتظام ہو جانے پر آپ نے اپنی قسم کو توڑ دیا اور اس کا کفارہ ادا فرما دیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ کہ میں اسلام لائے، حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اہل سفینہ کے ساتھ حبشہ سے واپس ہوئے۔ ۳۰ میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم بنا دیا۔ ۵۲ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۶۶۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْمُثَنِّيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْبَلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُزْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بِنَ

(۶۶۷۹) ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید انبلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہم سے سنا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کی بات کے متعلق، جب ان پر اتہام لگانے والوں نے اتہام لگایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس اتہام سے بری قرار دیا تھا، ان سب لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کوئی ایک ٹکڑا بیان کیا (اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”بلاشبہ جن لوگوں نے جھوٹی تمہمت لگائی ہے“ دس آیتوں تک۔ جو سب کی سب میری پاکی بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربت کی وجہ سے ان کا خرچ اپنے ذمہ لئے ہوئے تھے، کہا کہ اللہ کی قسم اب کبھی مسطح پر کوئی چیز ایک پیسہ خرچ نہیں کروں گا۔ اس کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس طرح کی جھوٹی تمہمت لگائی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولا یاتل اولوا الفضل والسعة ان یوتوا اولی القربی الخ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا، کیوں نہیں، اللہ کی قسم میں تو یہی پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ انہوں نے پھر مسطح کو وہ خرچ دینا شروع کر دیا جو اس سے پہلے انہیں دیا کرتے تھے اور کہا کہ اللہ کی قسم میں اب خرچ دینے کو کبھی نہیں روکوں گا۔

وَقَاصٍ وَغَبِيَّةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُنَيْمَةَ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّاهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا كُلُّ حَدَّثِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾ [النور: ١١] الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِي بَرَاءَتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهُ لَا أَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا يَأْتِلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى﴾ [النور: ٢٢] الْآيَةَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَيَّ مِسْطَحُ النِّفَقَةِ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهَا، وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.

[راجع: ۲۵۹۳]

تشریح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑ دیا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ حضرت مسطح بن اثاثہ قریشی مطلبی ہیں۔ ۳۴ھ میں ۵۶ سال وفات پائی۔ سبحان اللہ ایمانداری اور خدا ترسی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ختم تھی باوجودیکہ مسطح نے ایسا بڑا قصور کیا تھا کہ ان کی پیاری بیٹی پر جو خود مسطح کی بھی بھتیجی ہوتی تھیں اس قسم کا طوفان جوڑا اور قطع نظر اس سلوک کے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے کیا کرتے تھے اور قطع نظر احسان فراموشی کے انہوں نے قربت کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بدنامی خود مسطح کی بھی ذلت اور خواری تھی مگر وہ شیطان کے چکے میں آ گئے۔ شیطان اسی طرح آدمی کو ذلیل کرتا ہے، اس کی عقل اور فہم بھی سلب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو مسطح نے یہ حرکت ایسی کی تھی کہ ساری عمر سلوک کرنا تو کجا ان کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہ کرتا مگر آخر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدا ترسی اور مہربانی اور شفقت پر قربان کہ انہوں نے مسطح کا معمول بدستور جاری کر دیا اور ان کے قصور سے چشم پوشی کی۔ ترجمہ باب ہمیں سے نکلتا ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک نیکی کی بات یعنی عزیزوں سے سلوک ترک کرنے پر قسم کھائی تھی تو اس قسم کو توڑ ڈالنے کا حکم ہوا پھر کوئی گناہ کرنے پر قسم کھائے اس کو تو بطریق اولیٰ یہ قسم توڑ ڈالنا ضروری ہو گا۔ یہ غصہ میں قسم کھانے کی بھی مثال ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے غصہ ہی میں قسم کھالی تھی کہ میں مسطح سے سلوک نہ کروں گا۔ (تقریر مولانا وحید الزماں مرحوم)

۶۶۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے، کہا

ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے قاسم نے، ان سے زہد نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں قبیلہ اشعر کے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ غصہ تھے پھر ہم نے آپ سے سواری کا جانور مانگا تو آپ نے قسم کھائی کہ آپ ہمارے لئے اس کا انتظام نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد فرمایا واللہ، اللہ نے چاہا تو میں کبھی بھی اگر کوئی قسم کھا لوں گا اور اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھوں گا تو وہی کروں گا جس میں بھلائی ہوگی اور قسم تو زردوں کا۔

الْوَارِثُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَهْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَلَّفْتُهُ وَهُوَ غَضَبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُمَا)). [راجع: ۳۱۳۳]

معلوم ہوا کہ قسم پر جے رہنا امر محمود نہیں ہے۔

باب جب کسی نے کہا کہ واللہ، میں آج بات نہیں کروں گا پھر اس نے نماز پڑھی، قرآن مجید کی تلاوت کی، تسبیح کی، حمد یا لا الہ الا اللہ کہا تو اس کا حکم اس کی نیت کے موافق ہو گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل کلام چار ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر۔ اور ابوسفیان نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قل کو لکھا تھا آ جاؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر مانا جاتا ہے۔ ”مجاہد نے کہا کہ ”کلمۃ التَّقْوَى“ لا الہ الا اللہ ہے۔

۱۹- باب إِذَا قَالَ وَاللَّهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلَّى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلَى نَيْبِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ)) قَالَ أَبُو سَفْيَانَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ هِرْقُلُ: ((تَعَالَوْا إِلَيَّ كَلِمَةً سَوَاءٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ))، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ((كَلِمَةُ التَّقْوَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)).

شبیح جمہور کا قول ہے کہ مطلقاً حادث نہ ہو گا اس لئے کہ بات کرنا عرف میں اس کو کہتے ہیں کہ دنیا کی بات کسی آدمی سے کرے اور قرآن میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے روزہ رکھا تھا کہ میں آج کسی سے بات نہیں کروں گی باوجودیکہ وہ عبادت ہی میں مشغول رہیں۔ گو یہ کلمات مذکورہ بھی کلام کے حکم میں آتے ہیں لیکن عرف عام میں ان پر کلام کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اس لئے اگر قسم کھاتے وقت ان کو بھی شامل رکھنے کی نیت کی ہو تو ان کے کرنے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں۔

(۶۶۸۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی، ان کے والد (حضرت مسیب رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جب جناب ابوطالب کی موت کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کہہ دیجئے کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو میں آپ کے لئے اللہ کے

۶۶۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُ

ہاں جھگڑا سکوں گا۔

لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)). [راجع: ۱۳۶۰]

تاکہ اللہ آپ کو بخش دے مگر ابوطالب اس کے لئے بھی تیار نہ ہو سکے ان کا نام عبد مناف تھا اور یہ عبد المطلب کے بیٹے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔

(۶۶۸۲) ہم سے قتیبہ بن ر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو زرہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو پر (آخرت میں) بھاری ہیں اور اللہ رحمان کے یہاں پسندیدہ ہیں وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمہ سبحان اللہ العظیم۔

۶۶۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَفْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ. سُبْحَانَ اللَّهِ

العظیم)). [راجع: ۶۴۰۶]

ان کلمات کے منہ پر لانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ حضرت امام کاہل یہ حدیث لانے سے یہی مقصد ہے۔

(۶۶۸۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور میں نے (اسی پر قیاس کرتے ہوئے) دوسرا کلمہ کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرجائے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو گا تو وہ جہنم میں جائے گا اور میں نے دوسری بات کہی کہ ”جو شخص اس حال میں مرجائے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔“

۶۶۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَلِمَتَةٌ)) وَقُلْتُ: أُخْرَى، ((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ اللَّهُ بَدَأَ أُذْخِلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ أُخْرَى: ((مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ اللَّهُ بَدَأَ أُذْخِلَ الْجَنَّةَ)).

[راجع: ۱۲۳۸]

مقصد یہ ہے کہ ان کلمات سے حادث نہ ہو گا۔

باب جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائے گا اور مہینہ ۲۹ دن کا ہوا اور وہ اپنی عورت کے پاس گیا تو وہ حادث نہ ہو گا

۲۰- بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَهْلِهِ شَهْرًا، وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعَشْرِينَ

(۶۶۸۴) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ ایلاء کیا

۶۶۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ

(یعنی قسم کھائی کہ آپ ان کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے) اور آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں موج آگئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اپنے بلاخانہ میں انتیس دن تک قیام پذیر رہے۔ پھر وہاں سے اترے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایلاء ایک مہینے کے لئے کیا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

وَكَانَتْ انْفَكَّت رَجُلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرَبَةٍ
تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا: يَا
رَسُولَ اللَّهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ: ((إِنَّ
الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ)).

[راجع: ۳۷۸]

۲۶ - باب

باب اگر کسی نے قسم کھائی کہ نبیز نہیں پئے گا پھر قسم کے بعد اس نے انگور کا پکا ہوا یا میٹھا پانی یا کوئی نشہ آور چیز یا انگور سے نموڑا ہوا پانی پیا تو بعض لوگوں کے قول کے مطابق اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ یہ چیزیں ان کی رائے میں ”نبیز“ نہیں ہیں۔

إِنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَشْرَبَ نَبِيذًا فَشَرِبَ جَلَاءً
أَوْ سَكْرًا أَوْ عَصِيرًا لَمْ يَحْثُ فِي قَوْلِ
بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هَذِهِ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهُ

تَشْرِيحُ

نبیز کجور کے نموڑے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ دیگر مذکورہ چیزیں نبیز نہیں ہیں اس لئے اس کا قسم کھانا ٹوٹ نہ سکے مگر نشہ آور چیز کا پینا قطعاً اس لئے حرام ہے کہ وہ بھی شراب میں داخل ہے۔ نبیز کا بھی یہی حکم ہے جو نشہ آور ہوتی ہے۔ عرب لوگوں میں نبیز کے دو معنی ہیں ایک تو ہر قسم کی شراب جس میں نشہ ہو دوسری کجور یا انگور کو پانی میں بھگو کر اس کا میٹھا شربت بنانا جس میں نشہ نہیں ہوتا اور جسے طلاء کہتے ہیں۔ انگور کے شیرے کو جو پکایا جائے حنفیہ کہتے ہیں جب ایک تہائی جل جائے اگر دو تہائی جل جائے تو وہ میٹھ ہے آدھا جل جائے تو وہ منصف ہے تھوڑا سا جلے تو وہ باذن یعنی بلوہ ہے۔ سکر کہتے ہیں انگور کے شراب کو۔ حمیر کہتے ہیں انگور یا کجور کے شیرے کو۔ حافظ نے کہا طلاء کو اتنا پکائیں کہ وہ جم جائے تو اس کو دس اور رب کہتے ہیں اس وقت اس کو نبیز نہیں کہیں گے۔ اگر پتلا رہے تو البتہ نبیز کہیں گے عرف میں۔ خیر یہ تو ہوا۔ اب امام بخاری کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول صحیح ہے۔ نبیز نہ پینے کی قسم کھائے تو طلاء یا سکریا حمیر پینے سے حائل نہ ہو گا کیونکہ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ نام زبان عرب میں ہیں اور نبیز یا نقیج تو اسی کو کہتے ہیں جو کجور یا انگور کو پانی میں بھگو دیں اس کا شربت لیں اور سہل اور سودہ کی حدیث سے اس مطلب پر استدلال کیا کیونکہ سہل کی حدیث میں نقیج سے اور سودہ کی حدیث میں نبیز سے یہی مراد ہے اس لئے کہ طلاء اور سکر وغیرہ تو حلال نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ ان کا استعمال کیسے فرماتے۔ میرے (مولانا وحید الزماں کے) نزدیک امام بخاری کا صحیح مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ احادیث لا کر حنفیہ کے قول کی تائید کی ہے۔ ابن بطلان وغیرہ کئی غیر شارحین نے یہ کہا کہ امام بخاری کو حنفیہ کا رد منظور ہے۔ حافظ نے اس کی توجیہ یوں کی کہ سہل کی حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جو کجور یا انگور ابھی تھوڑے عرصہ سے بھگوئے جائیں تو اس کے پانی کو نبیز کہتے ہیں گو اس کا پینا درست ہے اور سودہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے مگر یہ توجیہ میری (مولانا وحید الزماں) سمجھ میں نہیں آئی اس لئے کہ سہل اور سودہ کی احادیث میں یہ صراحت کہیں ہے کہ طلاء یا سکر کو بھی نبیز کہتے ہیں۔ پھر حنفیہ کا رد کیونکر ہو گا۔ حافظ نے کہا اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ ایسی قسم میں جس شراب کو عرف میں نبیز کہتے ہیں اس کے پینے سے قسم ٹوٹ جائے گی البتہ اگر کسی خاص شراب کی نیت کرے تو اس کی نیت کے موافق حکم ہو گا (وحیدی)

(۶۶۸۵) مجھ سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے عبد العزیز بن ابی حازم سے سنا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ابو اسید رضی اللہ عنہ

۶۶۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ

نے نکاح کیا اور آنحضرت ﷺ کو اپنی شادی کے موقع پر بلایا۔ دلہن ہی ان کی میزبانی کا کام کر رہی تھیں۔ پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، تمہیں معلوم ہے، میں نے آنحضرت ﷺ کو کیا بلایا تھا۔ کہا کہ رات میں آنحضرت ﷺ کے لئے میں نے کھجور ایک بڑے پیالہ میں بھگوادی تھی اور صبح کے وقت اس کا پانی آنحضرت ﷺ کو پلایا تھا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت سل بن سعد سامدی وفات نبوی کے وقت ۱۵ سال کے تھے۔ ۹۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ مدینہ میں فوت ہونے والے یہ آخری صحابی ہیں۔

(۶۶۸۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی صاحبہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کی ایک بکری مرگئی تو اس کے چمڑے کو ہم نے دباغت دے دیا۔ پھر ہم اس کی مشک میں نمید بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔

بہر حال نمید کا استعمال ثابت ہوا۔ حضرت سودہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد آپ کے نکاح میں آئیں۔ ۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

۲۲- باب إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتِدَمَ

فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، وَمَا يَكُونُ مِنَ الْأُذَمِّ

۶۶۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ خُبْزٌ بَرٌّ مَادُومٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَجِقَ بِاللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهَذَا.

[راجع: ۵۴۲۳]

باب جب کسی نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا پھر اس نے روٹی کھجور کے ساتھ کھائی یا کسی اور سالن کے طور پر استعمال ہو سکے والی چیز کھائی (تو اس کو سالن ہی مانا جائے گا)

(۶۶۸۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عابس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آل محمد ﷺ کبھی پے در پے تین دن تک سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی نہیں کھا سکے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ سے جا ملے اور ابن کثیر نے بیان کیا کہ ہم کو سفیان نے خبر دی کہ ہم سے عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث بیان کی۔

اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عابس کی ملاقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہو جائے۔ کیونکہ اگلی روایت عن عن

کے ساتھ ہے۔

۶۶۸۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ أَبُو طَلْحَةَ
لَأُمِّ سَلِيمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ ضَعِيفًا أَعْرَفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلَنْ
عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ
أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا
فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِنَعْصِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَأَرْسَلْتُكَ
أَبُو طَلْحَةَ)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلِقُوا وَانْطَلَقْتُ
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَاخْبَرْتُهُ
فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : يَا أُمِّ سَلِيمٍ قَدْ جَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ
مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ
حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلُمِّي
يَا أُمِّ سَلِيمٍ مَا عِنْدَكَ؟)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ
الْخُبْزِ قَالَتْ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ
الْخُبْزِ فُتَّتْ وَعَصَرَتْ أُمُّ سَلِيمٍ عَكَّةَ لَهَا
فَادَمَّتَهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ
اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكَ لِعَشْرَةٍ))
فَإِذَا لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا

(۶۶۸۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے
بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، انہوں نے
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنی بیوی) ام سلیم رضی اللہ عنہا
سے کہا کہ میں سن کر آ رہا ہوں آنحضرت ﷺ کی آواز (فاقوں کی وجہ
سے) کمزور پڑ گئی ہے اور میں نے آواز سے آپ کے فائدہ کا اندازہ لگایا
ہے، کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔
چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی لے کر
روٹی کو اس کے ایک کونے سے لپیٹ دیا اور اسے آنحضرت ﷺ کی
خدمت میں بھجوا دیا۔ میں لے کر گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ
مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ ہیں، میں ان
کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا
تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے، میں نے عرض کی جی ہاں۔ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا جو ساتھ تھے کہ اٹھو اور چلو،
میں ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔ آخر میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
عنہ کے یہاں پہنچا اور ان کو اطلاع دی۔ ابو طلحہ نے کہا ام سلیم! جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس تو
کوئی ایسا کھانا نہیں ہے جو سب کو پیش کیا جاسکے؟ انہوں نے کہا کہ
اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
عنہ باہر نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، اس کے بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طلحہ گھر کی طرف بڑھے اور اندر
گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ام سلیم! جو کچھ تمہارے
پاس ہے میرے پاس لاؤ۔ وہ یہی روٹیاں لائیں۔ راوی نے بیان کیا کہ
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کو چورا کر دیا
گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک (گھی کی) کپی کو نچوڑا گویا
یہی سالن تھا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے جیسا کہ اللہ نے چاہا دعا

پڑھی اور فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو اندر بلاؤ انھیں بلایا گیا اور اس طرح سب لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ حاضرین کی تعداد ستر یا اسی آدمیوں کی تھی۔

نُمْ قَالَ: ((اَنْذَنْ لِعَشْرَةٍ)) فَاَذِنْ لَهُمْ فَكُلْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِّهُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

تھی کو بطور سالن استعمال کیا گیا ہے یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے جس میں ایک معجزہ نبوی کا بیان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے لوگوں کو خود کھانے سے پہلے اپنے دیگر متعلقین کا بھی فکر کرنا ضروری ہے بلکہ ان سب کو پہلے کھانا اور بعد میں خود کھانا تاکہ کوئی بھی بھوکا نہ رہ جائے۔ اللہ پاک آج کل کے نام نہاد پیروں مرشدوں کو نیز علماء کو سب کو ان اخلاق حسنہ کی توفیق بخشے (آمین)

باب قسموں میں نیت کا اعتبار ہوگا

۲۳- باب النِّيَّةِ فِي الْإِيمَانِ

جیسا کہ حدیث انما الاعمال بالنيات سے ظاہر ہے۔

(۲۶۸۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بلاشبہ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی تو واقعی وہ انہیں کے لئے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

۶۶۸۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عُلْقَمَةَ بْنَ وَقَاصٍ اللَّيْثِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

[راجع: ۱]

حضرت امام بخاری کا مشاہیر ثابت کرتا ہے کہ قسم کھانے پر اس کی پختگی یا برعکس کا فیصلہ کرنا خود قسم کھانے والے کی سوچ سمجھ پر موقوف ہے اس کی جیسی نیت ہوگی ویسی حکم لگایا جائے گا۔

باب جب کوئی شخص اپنا مال نذر یا توبہ کے طور پر خیرات کر

۲۴- باب إِذَا أُهْدِيَ مَالُهُ عَلَى

وے

وَجِهٍ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

(۲۶۹۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، کہا مجھے

۶۶۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ

عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ ٹاپینا ہو گئے تھے تو ان کی اولاد میں ایک یہی کہیں آنے جلسے میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے واقعہ اور آیت ”و علی الثلاثة الذین خلفوا“ کے سلسلہ میں سنا، انہوں نے اپنی حدیث کے آخر میں کہا کہ (میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ پیش کش کی کہ) اپنی توبہ کی خوشی میں میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے دین کی خدمت میں صدقہ کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس ہی رکھو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

آیت شریفہ و علی الثلاثة الذین خلفوا الخ (التوبہ: ۸۸) میں ان تین صحابیوں کا ذکر ہے جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور رسول کریم ﷺ نے ان سے سخت باز پرس کی تھی وہ تین حضرت کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ ہیں۔ پچھلے دو نے تو معذرت وغیرہ کر کے چھٹکارا حاصل کر لیا تھا مگر حضرت کعب بن مالک نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور کوئی معذرت کرنا مناسب نہ جانا۔ آخر رسول کریم ﷺ نے وحی الہی کے انتظار میں ان سے بولنا وغیرہ بند کر دیا آخر بہت کئی دنوں بعد ان کی توبہ کی قبولیت کی بشارت ملی اور ان کو مبارک باد دی گئی۔ انصاری خزرخی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں یہ شریک تھے۔ ۷۷ سال کی عمر پر ۵۰ ہ میں جب کہ بصارت چلی گئی تھی ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه (آمین)

باب اگر کوئی شخص اپنا کھانا اپنے اوپر حرام کر لے

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ تحریم میں فرمایا اے نبی! آپ کیوں چیز حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے؟ آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی قسموں کا کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔ ”اور سورۃ مائدہ میں فرمایا ”حرام نہ کرو ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔“

ایسے مواقع پر قسموں کا توڑ ڈالنا ضروری ہے مگر کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

(۶۶۹۱) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ عطاء کہتے تھے کہ انہوں نے عبید بن عمر سے سنا، کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ (ام المؤمنین) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں رکتے تھے اور شہد

شیہاب، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِي حِينَ عَمِي قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا» [التوبة: ۱۱۸] فَقَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). [راجع: ۲۷۵۷]

۲۵- باب إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ» [التحریم: ۲، ۱] وَقَوْلُهُ «لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ» [المائدة: ۷۸].

۶۶۹۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: زَعَمَ عَطَاءُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ غَابِثَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ

پیتے تھے۔ پھر میں نے اور (ام المؤمنین) حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عہد کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضرت ﷺ آئیں تو وہ کے کے کہ آنحضرت ﷺ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے، آپ نے مغفیر تو نہیں کھائی ہے؟ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات آپ سے پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں نے شہد پیا ہے زینب بنت جحش کے یہاں اور اب کبھی نہیں پیوں گا۔ (کیونکہ آنحضرت ﷺ کو یقین ہو گیا کہ واقعی اس میں مغفیر کی بو آتی ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے نبی! آپ ایسی چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے“ ان تنو بالی اللہ“ میں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے اور ”اذا سرالنسی الی بعض ازواجہ“ سے اشارہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ ”نہیں“ میں نے شہد پیا ہے“ اور مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اب کبھی میں شہد نہیں پیوں گا میں نے قسم کھالی ہے تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا (پھر آپ نے اس قسم کو توڑ دیا)

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے خاوند اول حذافہ سہمی رضی اللہ عنہما جنگ بدر کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ ۳ھ میں ان کا نکاح ثانی رسول کریم ﷺ سے ہوا۔ بہت ہی نیک خاتون تھیں۔ نماز روزہ کا بہت اہتمام کرنے والی ۴۵ھ ماہ شعبان میں انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہما۔

باب منت نذر پوری کرنا واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کا

سورہ دہر میں ارشاد ”وہ جو اپنی منت نذر پوری کرتے ہیں۔“

(۶۶۹۲) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن الحارث نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا، کیا لوگوں کو نذر سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نذر کسی چیز کو نہ آگے کر سکتی ہے نہ پیچھے، البتہ اس کے ذریعہ بخیل کامل نکالا جاسکتا ہے۔

يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصِيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ آتَيْنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقَلَ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ، أَكَلْتُ مَغْفِيرًا؟ فَلَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ: ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوذَ لَهُ)) فَتَزَلَّتْ: «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ نَحْرُمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ» [التحریم: ۱] «إِنْ تَوَبْنَا إِلَى اللَّهِ» [التحریم: ۴] «لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ» «وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا» [التحریم: ۳] لِقَوْلِهِ: ((بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا)). وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامٍ ((وَلَنْ أَعُوذَ لَهُ وَقَدْ خَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)). [راجع: ۴۹۱۲]

تَشْرِيحُ

۲۶- باب الوفاء بالنذر

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: «يُوفُونَ بِالنَّذْرِ» [الإنسان: ۷].

۶۶۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: «أَوْ لَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدَّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخَّرُ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ

الْبَحِيلِ)). [راجع: ٦٦٠٨]

(٦٦٩٣) ہم سے غلام بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مرہ نے خبر دی، اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی۔ البتہ اس کے ذریعے بخیل کامل نکالا جاسکتا ہے۔

(٦٦٩٣) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالثراد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو، البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال نکلاتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں صدقہ کرتا ہے جس کی اس سے پہلے اس کی امید نہیں کی جاسکتی تھی۔

[راجع: ٦٦٠٨]

٦٦٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدْرَ لَهُ، وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ إِلَى الْقُدْرِ قَدْ قُدْرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْبَحِيلِ قِيَوْتِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِي عَلَيْهِ مِنْ قَبْلَ)).

[راجع: ٦٦٠٩]

باب اس شخص کا گناہ جو نذر پوری نہ کرے

(٦٦٩٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زحدم بن مضرب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمران بن حصین سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان کا جو اس کے قریب ہوں گے۔ اس کے بعد وہ جو اس سے قریب ہوں گے۔ عمران نے بیان کیا کہ مجھے یاد نہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو کا ذکر کیا تھا یا تین کا (فرمایا کہ) پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانے گی اور اسے پورا نہیں کرے گی، خیانت کرے گی اور ان پر اعتماد نہیں رہے گا۔ وہ گواہی دینے کے لئے تیار رہیں گے جب کہ ان سے گواہی کے لئے

٢٧- باب إِنْ مَنَ لَا يَفِي بِالْكَفَالَةِ
٦٦٩٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ، حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرَّبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَوْمِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: لَا أَذَرِي ذَكَرَ لَيْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَوْمِهِ: ((ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتِمِنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يَسْتَشْهَدُونَ، وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ)).

[راجع: ۲۶۵۱]

کما بھی نہیں جائے گا اور ان میں مٹا یا عام ہو جائے گا۔

باب اسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے

جو عبادت اور اطاعت کے کام کے لئے کی جائے نہ کہ گناہ کے لئے اور اللہ نے فرمایا جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو یا شیطان کی راہ میں اللہ کو اس کی خبر ہے اسی طرح جو نذر تم مانو آخر آیت تک۔

(۶۶۹۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن عبد الملک نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہئے لیکن جس نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہو اسے نہ کرنی چاہئے۔

۲۸- باب النذر في الطاعة

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ لَّأَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾
[البقرة: ۲۷۰]

۶۶۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِيعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِيَهُ)).

[طرفة في: ۶۷۰۰]

باب جب کسی نے جاہلیت میں (اسلام لانے سے پہلے) کسی شخص سے بات نہ کرنے کی نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو پھر

اسلام لایا ہو؟

(۶۶۹۷) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عبید اللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر۔

۲۹- باب إِذَا نَذَرَ أَوْ خَلَفَ أَنْ لَا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

۶۶۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَتَكَلَّفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ)). [راجع: ۲۰۳۲]

باب جو مر گیا اور اس پر کوئی نذر باقی رہ گئی

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے، جس کی ماں نے قبائے میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی، کہا کہ اس کی طرف سے تم پڑھ لو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی کہا تھا۔

۳۰- باب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلَى نَفْسِهَا صَلَاةَ بَقْبَاءٍ فَقَالَ: صَلَّى عَنْهَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نکالا کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے۔ اب ان دونوں قولوں میں یوں تطبیق دی گئی ہے کہ زندہ زندہ کی طرف سے نماز روزہ نہیں کر سکتا مردہ کی طرف سے کر سکتا ہے۔ (وحیدی)

تشیع

(۶۶۹۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمہ باقی تھی اور ان کی موت نذر پوری کرنے سے پہلے ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں فتویٰ اس کا دیا کہ نذر وہ اپنی ماں کی طرف سے پوری کر دیں۔ چنانچہ بعد میں یہی طریقہ مسنونہ قرار پایا۔

(۶۶۹۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بثر نے، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کریں گی لیکن اب ان کا انتقال ہو چکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر ان پر کوئی قرض ہو تا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ انہوں نے عرض کی، ضرور ادا کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا قرض پورا ادا کیا جائے۔

باب ایسی چیز کی نذر جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے اور یا گناہ

کی

شیرج حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں جو احادیث بیان کی ہیں۔ ان سے ترجمہ باب کا جزء ثانی یعنی گناہ کی نذر کا حکم مفہوم ہوتا ہے مگر جزء اول یعنی نذر فیما لا یملک کا حکم نہیں نکلتا اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ نذر معصیت کا حکم نکلنے سے نذر فیما لا یملک کا بھی حکم نکل آیا کیونکہ دوسرے کی ملک میں تصرف کرنا بھی معصیت میں داخل ہے۔

(۶۷۰۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے طلحہ بن عبد الملک نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہئے کہ اطاعت کرے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی ہو پس وہ گناہ نہ کرے۔

۶۶۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ اسْتَفَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَأَقْبَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سَنَةً بَعْدَهُ. [راجع: ۲۷۶۱]

۶۶۹۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَثْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاصِيَةً)) قَالَ نَعَمْ. قَالَ ((فَأَقْضِ اللَّهَ فَبِهِوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)). [راجع: ۱۸۵۲]

۳۱- باب النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي

مَغْصِيَةٍ

۶۷۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِيعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِيَهُ)).

[راجع: ۶۶۹۶]

بلکہ ایسی نذر ہرگز پوری نہ کرے وفاداری کا یہی تقاضا ہے۔

(۶۷۰۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بے پروا ہے کہ یہ شخص اپنی جان کو عذاب میں ڈالے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چل رہا تھا اور فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید نے، ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

ایسی ناجائز نذر ماننا جو حد اعتدال سے باہر ہو اسے توڑ دینے کا حکم ہے اس شخص کے پیر فالج زندہ تھے اور اس نے حج کرنے کے لئے اپنے دو بچوں کے کندھوں کے سارے چل کر حج کرنے کی نذر مانی تھی آپ نے اسے اس طرح چلنے سے منع فرمایا۔

(۶۷۰۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے سلیمان احوال نے، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کعبہ کا طواف لگام یا اس کے سوا کسی اور چیز کے ذریعہ کر رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اسے کٹ دیا۔

(۶۷۰۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انیس ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان احوال نے خبر دی، انیس طاؤس نے خبر دی اور انیس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ گزرے تو کعبہ کا ایک شخص اس طرح طواف کر رہا تھا کہ دوسرا شخص اس کی ناک میں رسی باندھ کر اس کے آگے سے اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ رسی اپنے ہاتھ سے کٹ دی، پھر حکم دیا کہ ہاتھ سے اس کی رہنمائی کرے۔

۶۷۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْلِيْبِ هَذَا نَفْسَهُ)). وَرَأَاهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ. وَقَالَ الْفَرَازِيُّ: عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

[راجع: ۱۸۶۵]

۶۷۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِرِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

[راجع: ۱۶۲۰]

۶۷۰۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ لِي أَفْنِيهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

[راجع: ۱۶۲۰]

غالباً وہ شخص نابینا یا بوڑھا رہا ہو گا۔ یہ تکلیف ملا يطلق ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

(۶۷۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے، کہا ہم سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑے دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل نامی ہیں۔ انہوں نے نذر مانی ہے کہ

۶۷۰۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ

کھڑے ہی رہیں گے، بیٹھیں گے نہیں، نہ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھیں گے اور نہ کسی سے بات چیت کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ بات کریں، سایہ کے نیچے بیٹھیں انھیں اور اپنا روزہ پورا کر لیں۔ عبد الوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

آنحضرت ﷺ نے اس شخص کی ان غلط قسموں کو تروا دیا۔

باب جس نے کچھ خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو
پھر اتفاق سے ان دنوں میں بقرعید یا عید ہو گئی تو اس دن
روزہ نہ رکھے۔ (جمہور کا یہی قول ہے۔)

(۶۷۰۵) ہم سے محمد بن ابوبکر مقدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکیم بن ابی حرا سلمیٰ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نذر مانی ہو کہ کچھ مخصوص دنوں میں روزے رکھے گا۔ پھر اتفاق سے انہیں دنوں میں بقرعید یا عید کے دن پڑ گئے ہوں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ آنحضرت ﷺ بقرعید اور عید کے دن روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں میں روزے کو جائز سمجھتے تھے۔

(۶۷۰۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زیاد بن جبیر نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا۔ اتفاق سے اسی دن کی بقرعید پڑ گئی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں بقرعید کے

يَقُومَ وَلَا يَفْعَدُ وَلَا يَسْتَظِلُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ وَيَصُومُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرَّةَ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلُّ وَلْيَفْعَدْ وَلْيُتِمِّمْ صَوْمَهُ)). قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ: عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۲- باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ

أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ

أَوْ الْفِطْرَ

۶۷۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةٍ الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ: «لَقَدْ كَانَ لَكُمْ لِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ، وَلَا يَرَى صِيَامَهُمَا». [راجع: ۱۹۹۴]

۶۷۰۶- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثًا، أَوْ أَرْبَعًا مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: أَمَرَ اللَّهُ بِوَفَاءِ

دن روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے اس شخص نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو آپ نے پھر اس سے صرف اتنی ہی بات کہی اس پر کوئی زیادتی نہیں کی۔

النَّذْرُ، وَنَهَيْنَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ، لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ.د

[راجع: ۱۹۹۴]

بہترین دلیل پیش کی کہ سچے مسلمانوں کے لئے اسوۂ نبوی سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

باب کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں، کھیتی اور

۳۳- باب هَلْ يَدْخُلُ فِي الْإِيمَانِ

سلمان بھی آتے ہیں؟

وَالنُّذُورِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوعُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مجھے ایسی زمین مل گئی ہے کہ کبھی اس سے عمدہ مال نہیں ملا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار صدقہ کر دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی، بیرحاء نامی باغ مجھے اپنے تمام اموال میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے ایک باغ تھا۔

وَالْأَمْنِيَّةُ؟ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ، أَنْفَسُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)) وَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ لِحَاطِطٍ لَهُ مُسْتَقْبَلَةُ الْمَسْجِدِ.

حضرت امام بخاری نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ داخل ہوں گے حضرت ابو طلحہ نے باغ کو مال کہا۔

(۶۷۰۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید دہلی نے بیان کیا، ان سے ابن مطیع کے غلام ابو الغیث نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی کے لئے نکلے۔ اس لڑائی میں ہمیں سونا چاندی غنیمت میں نہیں ملا تھا بلکہ دوسرے اموال، کپڑے اور سلمان ملا تھا۔ پھر بنی خبیب کے ایک شخص رفاعہ بن زید نامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام ہدیہ میں دیا غلام کا نام مد عم تھا۔ پھر آنحضرت وادی قرئی کی طرف متوجہ ہوئے اور جب آپ وادی القرئی میں پہنچ گئے تو مد عم کو جب کہ وہ آنحضرت ﷺ کا کجاوہ درست کر رہا تھا۔ ایک انجان تیرا کر لگا اور اس کی موت ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ جنت اسے مبارک ہو، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ کبیل جو اس نے تقسیم سے پہلے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرا لیا تھا، وہ اس پر آگ کا انگارہ

۶۷۰۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّبَلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالنِّيبَابَ وَالْمَتَاعَ، فَأَهْذَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الصُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ: رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ، فَوَجَّهَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى، حَتَّى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحْطُ رَحْلًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَهْمٌ عَابِرٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَبِينَا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنْ

المَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لِيُشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا)) فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ)).

بن کر بھڑک رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص چپل کا تمہ یا دو تسمے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ کا تمہ ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

[راجع: ۴۲۳۴]

روایت میں اونٹ بکریوں وغیرہ کو بھی لفظ سلمان اموال سے تعبیر کیا گیا ہے اسی سے باب کا مطلب نکلا اور یہ بھی نکلا کہ خیانت اور چوری ایسے گناہ ہیں جن کی مجاہد کے لئے بھی بخشش نہیں ہے۔

۸۴۔ کتاب کفارات الأيمان

کتاب قسموں کے کفارہ کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لفظ ایمان کے بارے میں حافظ صاحب لکھتے ہیں۔ الايمان بفتح الهمزة جمع يمين واصل اليمين في اللغة اليد اليمنى واطلقت على الحلف لانهم كانوا اذا تحالفوا اخذ كل يمين صاحبه الخ يعني لفظ يمين لغت میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں اور اس لفظ کا اطلاق قسم پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اہل عرب جب کسی معاملہ میں باہمی حلفیہ معاہدہ کرتے تو ہر شخص اپنے ساتھی کا دایاں ہاتھ پکڑتا اور قسم کھا کر وعدہ پختہ کرتا۔ اس لئے یمن کا لفظ قسم پر استعمال ہونے لگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ دایاں ہاتھ طاقت کے لحاظ سے نئے پکڑے اس کی حفاظت کی شان رکھتا ہے پس قسم کا لفظ بھی یمن پر بولا جانے لگا، اس لئے کہ اس سے جس چیز پر قسم کھائی جائے وہ چیز بھر محفوظ ہو جاتی ہے۔ لفظ کفارات کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وسميت كفارة لانها تكفر الذنب اي تستره و منه قيل للزراع كافر لانه يغطي البذر واصل الكفر الستر يقال كفرت الشمس النجوم سترتها و يسمى السحاب الذي يستر الشمس كافر او يسمى الليل كافر لانه يستر الاشياء عن العيون و تكفر الرجل بالصلاح اذا ستره (فتح) کفارہ گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کاشکار کو کافر اس لئے بولا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے لفظ کفر دراصل پردہ کرنے کو، چھپا دینے کو کہتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ سورج سے تاروں کو چھپا دیا اور بادل جو سورج کو چھپا دیتا ہے اس پر بھی لفظ کافر بولا جاتا ہے اور رات کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ آنکھوں سے ہر چیز پر پردہ ڈال دیتی ہے اور آدمی جب ہتھیاروں سے ڈھانک دیا جاتا ہے تو اس پر بھی لفظ کافر بولا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کفارہ ان عملوں پر بولا جاتا ہے جن کے کرنے سے گناہوں پر معافی کا پردہ پڑ جاتا ہے (فتح)

باب اور سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

”پس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے“ اور یہ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ پھر روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء و عکرمہ سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں او، او (بمعنی یا) کا لفظ آتا ہے تو اس میں اختیار بتانا مقصود ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے کعب بن عجرہ کو فدیہ کے معاملہ میں اختیار دیا تھا۔ (کہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں یا ایک بکرے کا صدقہ کریں۔)

(۶۷۰۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو شہاب عبد اللہ بن نافع نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے، ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہو جا، میں قریب ہوا تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے سر کے کپڑے تکلیف دے رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ پھر روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے دے۔ اور مجھے ابن عون نے خبر دی، ان سے ایوب نے بیان کیا کہ روزے تین دن کے ہوں گے اور قربانی ایک بکری کی اور (کھانے کے لئے) چھ مسکین ہوں گے۔

کعب بن عجرہ کی حدیث ج کے فدیہ کے بارے میں ہے اس کو قسم کے فدیہ سے کوئی تعلق نہ تھا مگر امام بخاری اس باب میں اس کو اس لئے لائے کہ جیسے ج کے فدیہ میں اختیار ہے تینوں میں سے جو چاہے وہ کرے ایسے ہی قسم کے کفارہ میں بھی قسم کھانے والے کو اختیار ہے کہ تینوں کفاروں میں سے جو قرآن میں مذکور ہیں جو کفارہ چاہے ادا کرے۔

باب سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

”اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے“

اور مال دار اور محتاج پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

۱- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ﴾
[المائدة: ۸۹] وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ بَرَأَتْ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسْكَ﴾ [البقرة: ۱۹۶] وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرَمَةَ، مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَفْصَحُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ كَعَبَا فِي الْفِدْيَةِ.

۶۷۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُهُ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ: ((أَيُّ ذِيكَ هَؤُلَاءِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسْكَ﴾ [البقرة: ۱۹۶]. وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَالنُّسْكَ شَاةً، وَالْمَسَاكِينَ سِتَّةَ. [راجع: ۱۸۱۴]

کعب بن عجرہ کی حدیث ج کے فدیہ کے بارے میں ہے اس کو قسم کے فدیہ سے کوئی تعلق نہ تھا مگر امام بخاری اس باب میں اس کو اس لئے لائے کہ جیسے ج کے فدیہ میں اختیار ہے تینوں میں سے جو چاہے وہ کرے ایسے ہی قسم کے کفارہ میں بھی قسم کھانے والے کو اختیار ہے کہ تینوں کفاروں میں سے جو قرآن میں مذکور ہیں جو کفارہ چاہے ادا کرے۔

۲- باب قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ [التحریم: ۲] مَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ

وَالْفَقِيرِ؟

جو حدیث امام بخاری نے اس باب میں بیان کی ہے وہ رمضان کے کفارے کے بیان میں ہے مگر قسم کے کفارے کو اسی پر قیاس کیا

ہے۔

(۶۷۰۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ان کی زبان سے سنا وہ حمید بن عبد الرحمن سے بیان کرتے تھے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں توبہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا، کیا دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا، کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ صاحب بیٹھ گئے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں (عرق ایک بڑا پیاناہ ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے جا اور اسے پورا صدقہ کر دے۔ انہوں نے پوچھا، کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر (صدقہ کر دوں)؟ اس پر آنحضرت ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے اور پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں ہی کو کھلا دینا۔

باب جس نے کفارہ کے ادا کرنے کے لئے کسی تنگ دست کی مدد کی

(۶۷۱۰) ہم سے محمد بن محبوب بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن راشد نے، ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، میں توبہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ

۶۷۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : هَلَكَتُ قَالَ ﷺ : ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ : وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ : ((تَسْتَطِيعُ تُغَيِّرَ رَقَبَةً؟)) قَالَ : لَا، قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ؟)) قَالَ : لَا، قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ : لَا، قَالَ : ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ : الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ : ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ : أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ : ((أَطْعِمْنَهُ عِيَالَكَ)).

[راجع: ۱۹۳۶]

۳- باب مَنْ أَعَانَ الْمُفْسِرَ فِي الْكُفَّارَةِ

اس کو بہت ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

۶۷۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : هَلَكَتُ فَقَالَ ﷺ : ((مَا ذَاكَ؟))

قَالَ: وَقَعْتُ بِالْغُلِيِّ فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((تَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ، وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ: ((أَذْهَبَ بِهَذَا لَتَصَدَّقَ بِهِ)) قَالَ: عَلَى أَخَوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتِ أَخَوَجَ مِنَّا، ثُمَّ قَالَ: ((أَذْهَبْ فَأَطْعِمْنَهُ أَهْلَكَ)).

[راجع: ۱۹۳۶]

نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کوئی غلام ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ دریافت فرمایا متواتر دو مہینے روزے رکھ سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ دریافت فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک انصاری صحابی ”عرق“ لے کر حاضر ہوئے، عرق ایک پیانہ ہے، اس میں کھجوریں تھیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جا اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان دونوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

اس حدیث کو لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ کفارہ ہر شخص پر واجب ہے گو وہ محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ یہ شخص بہت محتاج تھا مگر آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تجھ کو کفارہ معاف ہے۔ بلکہ کفارہ دینے میں اس کی مدد فرمائی۔ عرق وہ ٹوکرا جس میں پندرہ صلح کھجور سا جاتی ہیں۔

باب کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جائے خواہ وہ قریب کے بر شہادہ دار ہوں یا دور کے بلکہ قریب والوں کو کھلانے میں ثواب اور بھی زیادہ ہے

۴- باب يُعْطِي فِي الْكُفَّارَةِ عَشْرَةَ مَسَاكِينَ قَرِيبًا كَانَ أَوْ بَعِيدًا

(۶۷۱۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں توبہ کیا، ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے آزاد کر سکو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ دریافت فرمایا، کیا متواتر دو مہینے تم روزے رکھ سکتے ہو؟ کہا کہ نہیں۔

۶۷۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْطِي رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ؟))

دریافت فرمایا کیا ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کیا کہ اس کے لئے بھی میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے لے جا اور صدقہ کر۔ انہوں نے پوچھا کہ اپنے سے زیادہ محتاج پر؟ ان دونوں میدانوں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔ آخر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِينَ مَسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا أَجِدُ قَاتِلِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمَرٌ فَقَالَ: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: أَعْلَى أَفْقَرُ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا، ثُمَّ قَالَ: ((خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

[راجعہ: ۱۹۳۶]

گھر والوں میں دور اور نزدیک کے سب رشتہ دار آگئے تو یہ حدیث کفارہ رمضان کے باب میں ہے مگر قسم کے کفارے کو بھی اسی پر قیاس کیا۔

باب مدینہ منورہ کا صلہ (ایک پیانہ) اور نبی کریم ﷺ کا مد (ایک پیانہ) اور اس میں برکت، اور بعد میں بھی اہل مدینہ کو نسل بعد نسل جو صلہ اور مد و رشتہ میں ملا اس کا بیان

۵- باب صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ ﷺ وَرَكَّتِهِ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذَلِكَ قَرْنَا بَعْدَ قَرْنٍ

تفسیر مدینہ والوں کا مد ایک رطل اور تہائی رطل تھا اور یہی آنحضرت ﷺ کا مد بھی تھا اور صلہ چار مد کا تھا یعنی پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ ہر رطل ایک سو اٹھائیس درم اور ۷/۴۔ ایک کا صلہ کے چھ سو پچاسی اور ۵ درم ہوئے۔ تمام ابجدیث سلف اور خلف کا صلہ اور مد میں اسی پر عمل رہا ہے کیونکہ شریعت ساری مدینہ المنورہ سے جاری ہوئی اور مدینہ میں جو رواج تھا اسی پر سب احکام لئے جائیں گے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ نے صاع آٹھ رطل اور مد دو رطل کا رکھا ہے۔ کوفہ والوں میں اسی کا رواج تھا مگر ہم کو کوفہ والوں سے کیا غرض، ہمارے رسول پاک ﷺ مدنی تھے ہم کو مدینہ والوں کا چال چلن پسند ہے اور اسی کام کو اتباع کرنا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف جو حضرت امام حنیفہ رحمہ کے شاگرد تھے ان سے ہارون رشید کے سامنے امام مالک نے صلہ اور مد کے بارے میں بحث کی، آخر میں حضرت امام ابو یوسف نے اہل کوفہ کا قول ترک کر کے مدینہ والوں کا قول اختیار کیا۔ انصاف پسندی اسی کا نام ہے۔ امام محمد جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے دوسرے شاگرد ہیں۔ انہوں نے بھی کتاب الحج میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے بت سے اقوال چھوڑ کر اہل مدینہ کے ساتھ اتفاق کیا ہے جبکہ جگہ لکھتے ہیں قول اہل المدینۃ فی ذالک احب الی من قولہ اہی حنیفہ ہے خفی یہ حضرات تھے جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کی ہدایت کے موافق چلتے تھے ان کا یہی ارشاد ہے کہ قرآن و حدیث صحیح کی پیروی کرو اور میرا جو قول حدیث صحیح کے خلاف پاؤ اسے چھوڑ دو۔ اگر ہمارے معزز خفی حضرات آج بھی حضرت امام کی اس پاکیزہ ہدایت پر عمل پیرا ہو جائیں تو سارے جھگڑے ختم ہو کر مسلمانوں میں اتفاق باہمی ہو سکتا ہے۔ اللہ توفیق بخشنے (آمین)

سائب نے جس وقت یہ حدیث بیان کی اس وقت مد چار رطل کا تھا اس پر ایک تہائی اور بڑھائی جاوے تو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل ہوا۔ آنحضرت ﷺ کا صلہ اتنا ہی تھا۔ معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں صلہ کتنا بڑھ گیا تھا۔ بعد کے زمانوں میں بنی امیہ نے مد کی مقدار بڑھادی ایک مد دو رطل کا ہو گیا اور صاع آٹھ رطل کا۔ کوفیوں نے نبی ﷺ کا صلہ چھوڑ کر بنو امیہ کی پیروی کی ان میں وہی صلہ آج تک مروج ہے مگر یہ صاع مسنونہ نہیں ہے۔ دعوا کل فعل عند فعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶۷۱۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قاسم بن مالک مزی نے بیان کیا، کہا ہم سے جعید بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حضرت ساء بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع تمہارے زمانہ کے مد سے ایک مد اور تہائی کے برابر ہوتا تھا۔ بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں اس میں زیادتی کی گئی۔

۶۷۱۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكِ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا الْجَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مَدًّا وَلَفْلَفًا بِمُدِّكُمْ الْيَوْمَ، فَوَيْدٌ لِيهِ زَمَنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. [راجع: ۱۸۵۹]

مگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا صاع ہی لیا جائے گا۔

(۶۷۱۳) ہم سے منذر بن الولید الجارودی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو قتیبہ سلم شعیری نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کا فطرانہ نبی کریم ﷺ ہی کے پہلے مد کے وزن سے دیتے تھے اور قسم کا کفارہ بھی آنحضرت ﷺ کے مد سے ہی دیتے تھے۔ ابو قتیبہ نے اسی سند سے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا کہ ہمارا مد تمہارے مد سے بڑا ہے اور ہمارے نزدیک ترجیح صرف آنحضرت ﷺ ہی کے مد کو ہے۔ اور مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ اگر ایسا کوئی حاکم آیا جو آنحضرت ﷺ کے مد سے چھوٹا مد مقرر کر دے تو تم کس حساب سے (صدقہ فطر وغیرہ) نکالو گے؟ میں نے عرض کیا کہ ایسی صورت میں ہم آنحضرت ﷺ ہی کے مد کے حساب سے فطرہ نکال کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ معاملہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ ہی کے مد کی طرف لوٹتا ہے۔

۶۷۱۳- حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْجَارُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ وَهُوَ سَلَمٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ الْمُدَّ الْأَوَّلِ وَلِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُو قَتَيْبَةَ: قَالَ لَنَا مَالِكٌ: مَدُّنَا أَكْثَرُ مِنْ مَدِّكُمْ، وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا لِي مَدُّ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ لِي مَالِكٌ: لَوْ جَاءَكُمْ أَمِيرٌ فَضَرَبَ مَدًّا أَصْغَرَ مِنْ مَدِّ النَّبِيِّ ﷺ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْطُونَ؟ قُلْتُ: كُنَّا نَعْطِي بِمَدِّ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَفَلَا تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُودُ إِلَى مَدِّ النَّبِيِّ ﷺ؟

(۶۷۱۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان کے کیل (پیانے) میں ان کے صاع اور ان کے مد میں برکت عطا فرما۔

اسی لئے کوئی مد اور صاع ناقابل اعتبار ہیں۔

۶۷۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ)).

[راجع: ۲۱۳۰]

باب سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”یعنی قسم کے کفارہ

۶- باب قولِ اللہ تعالیٰ: ﴿وَأَوْ

میں ایک غلام کی آزادی اور کس طرح کے غلام کی آزادی افضل ہے

تَخْرِيرُ رَقَبَةٍ [المائدة : ۸۹]
وَأَيُّ الرِّقَابِ أَرْحَمُ؟

نتیجہ قسم کے کفارے میں اللہ پاک نے یہ قید نہیں لگائی کہ مردہ مومن ہو جیسے قتل کے کفارے میں لگائی ہے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مومن کافر ہر طرح کا مردہ کفارے میں آزاد کرنا درست رکھا ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر کفارے میں خواہ وہ قسم کا ہو یا تمہار کا یا رمضان کا مومن مردہ آزاد کرنا ضروری ہے۔

(۶۷۱۵) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے داؤد بن رشید نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے ابو غسان محمد بن مطرف نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے حضرت زین العابدین علی بن حسین نے، ان سے سعید ابن مرجانہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک کھڑے کے بدلے آزاد کرنے والے کا ایک ایک کھڑا جہنم سے آزاد کرے گا۔ یہاں تک کہ غلام کی شرمگاہ کے بدلے آزاد کرنے والے کی شرمگاہ بھی دوزخ سے آزاد ہو جائے گی۔

۶۷۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي غَسَّانٍ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَغْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَغْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّىٰ لَوْجَتَهُ بِفَرْجِهِ)).

[راجع: ۲۵۱۷]

باب کفارہ میں مدیر ام الولد اور مکاتب اور ولد الزنا کا آزاد کرنا درست ہے اور طاؤس نے کہا کہ مدیر اور ام الولد کا آزاد کرنا کافی ہو گا

۷- بَابُ عِتْقِ الْمُدْبِرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمَكَاتِبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزَّانَا وَقَالَ طَاوُسٌ: يُجْزَىءُ الْمُدْبِرُ وَأُمُّ الْوَلَدِ

نتیجہ مدیر اس غلام کو کہتے ہیں جس کے مالک نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری موت کے بعد غلام آزاد ہے۔ ام الولد وہ لونڈی جس کے پیٹ سے مالک کا کوئی بچہ ہو۔ ایسی کنیز مالک کی موت کے بعد شریعت کی رو سے خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔ مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے کسی مقررہ مدت میں ایک خاص رقم کی ادائیگی کا معاہدہ لکھ دیا ہو کہ اس مدت میں اگر وہ رقم ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا ان تمام صورتوں میں غلام مکمل غلام نہیں ہے اور نہ اسے آزادی کہا جاتا ہے۔ مصنف نے بحث یہ کی ہے کہ کیا اس صورت میں بھی کفارہ میں ان کی آزادی ایک غلام کی آزادی کے حکم میں ملنی جاسکتی ہے؟

(۶۷۱۶) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم کو حملو بن زید نے خبر دی، انہیں عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب نے اپنے غلام کو مدبر بنالیا اور ان کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ

۶۷۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْإِنْسَانِ بَنَى غُلَامًا لَهُ، وَكَانَ يَكُونُ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَلَبَّغَ النَّبِيُّ ﷺ

کو ملی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ نعیم بن نعام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں آنحضرت ﷺ سے اسے خرید لیا۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ وہ ایک قبیلے غلام تھا اور پہلے ہی سال مر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے نیلام فرما کر اس رقم سے اسے مکمل آزاد کرادیا۔

[راجع: ۲۱۴۱]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب جب کفارہ میں غلام آزاد کرے گا تو اس کی ولاء کسے حاصل ہوگی؟

(۶۷۱۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتیبة نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے لئے خریدنا چاہا، تو ان کے پہلے مالکوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگائی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا خرید لو، ولاء تو اسی سے ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔

باب اگر کوئی شخص قسم میں ان شاء اللہ کہہ لے

(۶۷۱۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے غیلان بن جریر نے، ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا اور آپ سے سواری کے لئے جانور مانگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے اور جب کچھ اونٹ آئے تو تین اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم انہیں لے کر چلے تو ہم میں سے بعض نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس سواری کے جانور مانگئے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہمیں سواری کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَنْ يَشْتَرِي مِنِّي؟)) فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ النَّحَامِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: عَبْدًا قَبِيلِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلٍ.

۹ - باب إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكِفَارَةِ لِمَنْ يَكُونُ وَلَاؤُهُ؟

۶۷۱۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَمْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ، فَلَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَاشْتَرِيهَا إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ۴۵۶]

۱۰ - باب الْإِسْتِثْنَاءُ فِي الْإِيمَانِ
۶۷۱۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ اسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)) ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ فَأَتَانِي بَابِلُ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يَبَارِكُ اللَّهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَخَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلُنَا فَحَمَلْنَا

جانور نہیں دے سکتے اور آپ نے عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے جانور کا انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، اللہ کی قسم اگر اللہ نے چاہا تو جب بھی میں کوئی قسم کھالوں گا اور پھر اس کے سوا کسی اور چیز میں اچھائی ہوگی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہی کام کروں گا جس میں اچھائی ہوگی۔

(۶۷۱۹) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے (اس روایت میں یہ ترتیب اسی طرح) بیان کی کہ میں قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا اور وہ کام کروں گا جس میں اچھائی ہوگی یا (اس طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ) میں کام وہ کروں گا جس میں اچھائی ہوگی اور کفارہ ادا کر دوں گا۔

(۶۷۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حمیر نے، ان سے طاؤس نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک بچہ جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی سفیان یعنی فرشتے نے ان سے کہا۔ اجی ان شاء اللہ تو کو لیکن آپ بھول گئے اور پھر تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک بیوی کے سوا جس کے یہاں ناتمام بچہ ہوا تھا۔ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ نہیں ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو ان کی قسم بیکار نہ جاتی اور اپنی ضرورت کو پالیتے اور ایک مرتبہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اگر انہوں نے اشتہاء کر دیا ہوتا۔ اور ہم سے ابو الزناد نے اعرج سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

باب قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد

فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَاتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَلَذَكَّرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللَّهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[راجع: ۳۱۳۳]

۶۷۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَقَالَ: إِنْ كَفَرْتُ بِعَمِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ. [راجع: ۳۱۳۳]

۶۷۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سُلَيْمَانُ لَطُوفٌ اللَّيْلَةُ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً، كُلُّ تِلْدٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي الْمَلَكُ، قُلْ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَتَسِي، فَطَافَ بِهِنَ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةً بِشِقِّ غُلَامٍ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَرْوِيهِ قَالَ: لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَخْشَ وَكَانَ دَرَكًا فِي حَاجَتِهِ وَقَالَ مَرَّةً: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ اسْتَشْتَى)) وَحَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۱- باب الكفارة قبل الجنت

وَبَعْدُهُ

۶۷۲۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ زُهْدَمِ الْجَزَمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَزَمِ إِخَاءَ وَمَعْرُوفٍ قَالَ: فَقَدِمَ طَعَامٌ قَالَ: وَقَدِمَ لِي طَعَامِهِ لَحْمٌ دَجَاجٍ قَالَ: وَلِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرٌ، كَأَنَّهُ مَوْلَى قَالَ: فَلَمْ يَذَنْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: اذَنْ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا قَلْبُهُ فَخَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ أَبَدًا، فَقَالَ: اذَنْ أَخْبَرْتُكَ عَنْ ذَلِكَ، أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي رَقِطٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ اسْتَحْمَلَهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعْمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، قَالَ: أَيُّوبُ: أَحْسِبُهُ قَالَ وَهُوَ غَضَبَانِ، قَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أُحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أُحْمِلُكُمْ)) قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهَبٍ إِبِلٍ فَقِيلَ: ((أَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ)) فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرٍّ اللَّزْيِ قَالَ: فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَخَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ

دونوں طرح دے سکتا ہے

(۶۷۲۱) ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے قاسم تمیمی نے، ان سے زہدم جزمی نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے قبیلہ اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارگی اور باہمی حسن معاملہ کی روش تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر کھانا لایا گیا اور کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حاضرین میں بنی تیم اللہ کا ایک شخص سرخ رنگ کا بھی تھا جیسے مولیٰ ہو۔ بیان کیا کہ وہ شخص کھانے پر نہیں آیا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ شریک ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا تھا جب سے اس سے گھن آنے لگی اور اسی وقت میں نے قسم کھالی کہ کبھی اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا قریب آؤ میں تمہیں اس کے متعلق بتاؤں گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے یہاں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور میں نے آنحضرت ﷺ سے سواری کا جانور مانگا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صدقہ کے اونٹوں میں سے اونٹ تقسیم کر رہے تھے۔ ایوب نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت غصہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو سواری کے لئے میں تمہیں دے سکوں۔ بیان کیا کہ پھر ہم واپس آ گئے پھر آنحضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے، تو پوچھا گیا کہ اشعریوں کی جماعت کہاں ہے۔ ہم حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ہمیں پانچ عمدہ اونٹ دیئے جانے کا حکم دیا۔ بیان کیا کہ ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم پہلے آنحضرت ﷺ کے پاس سواری کے لئے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ سواری کا

انتظام نہیں کر سکتے۔ پھر ہمیں بلا بھیجا اور سواری کے جانور عنایت فرمائے۔ آنحضرت ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہوں گے۔ واللہ! اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غفلت میں رکھا تو ہم کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ چلو ہم سب آپ کے پاس واپس چلیں اور آپ کو آپ کی قسم یاد دلائیں۔ چنانچہ ہم واپس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم پہلے آئے تھے اور آپ سے سواری کا جانور مانگا تھا تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ اس کا انتظام نہیں کر سکتے، ہم نے سمجھا کہ آپ اپنی قسم بھول گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ، تمہیں اللہ نے سواری دی ہے، واللہ اگر اللہ نے چاہا تو میں جب بھی کوئی قسم کھالوں اور پھر دوسری چیز کو اس کے مقابل بہتر سمجھوں تو وہی کروں گا جو بہتر ہو گا اور اپنی قسم توڑ دوں گا۔

اس روایت کی متابعت حماد بن زید نے ایوب سے کی، ان سے ابو قلابہ اور قاسم بن عاصم کلیبی نے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ اور قاسم تمیمی نے اور ان سے زہدہم نے یہی حدیث نقل کی۔

ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے، ان سے قاسم نے اور ان سے زہدہم نے یہی حدیث بیان کی۔

(۶۷۲۲) مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر بن فارس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ ابن عون نے خبر دی، انہیں امام حسن بصری نے، ان سے حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبھی تم حکومت کا عہدہ طلب نہ کرنا کیونکہ اگر بلا مانگے تمہیں یہ مل جائے گا تو اس میں تمہاری منجانب اللہ مدد کی جائے گی، لیکن اگر مانگئے پر ملا تو سارا بوجھ تمہیں پر ڈال دیا جائے گا اور اگر تم کوئی قسم کھاؤ اور اس کے سوا کوئی اور بات بہتر نظر آئے تو وہی کرو جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ

وَاللّٰهُ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ
أَبَدًا اَرْجِعُوا بِنَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ
فَلَنَذْكُرَهُ يَمِينَهُ، فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ
اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَخَلَفْتَ اَنْ لَا
تَحْمِلْنَا، ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنْنَا اَوْ فَعَرَفْنَا اَنَّكَ
نَسِيتَ يَمِينَكَ قَالَ: ((اَنْطَلِقُوا فَاِنَّمَا
حَمَلَكُمُ اللّٰهُ اِنِّى وَاللّٰهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا
اُخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَاَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا،
إِلَّا أَتَيْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُمْ)).

[راجع: ۳۱۳۳]

تَابِعُهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي
قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكَلْبِيِّ.

۰۰۰۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ
وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهِذَا.

۰۰۰۰۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ
زَهْدَمٍ بِهِذَا.

۶۷۲۲۔۔۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، أَخْبَرَنَا
ابْنُ عُزْوَءٍ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((لَا تَسْأَلُ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ
غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا
عَنْ مَسْأَلَةٍ، وَكَلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا خَلَفْتَ
عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَانْتَ

ادا کر دو۔ عثمان بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو اشہل بن حاتم نے بھی عبد اللہ بن عون سے روایت کیا، اس کو ابو عوانہ اور حاکم نے وصل کیا اور عبد اللہ بن عون کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور ساک بن عطیہ اور ساک بن حرب اور حمید اور قتادہ اور منصور اور ہشام نے بھی روایت کیا۔

الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرٌ عَنْ يَمِينِكَ)). تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ ابْنِ عَوْنٍ. وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ، وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ، وَمَنْصُورٌ وَهَشَامٌ، وَالرَّبِيعُ. [راجع: ٦٦٢٢]

۸۵- کتاب الفرائض

کتاب فرائض یعنی ترکہ کے حصوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اللہ پاک تمہاری اولاد کے مقدمہ میں تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ مرد بچے کو دو ہر حصہ اور بیٹی کو اکرا حصہ ملے گا۔ اگر میت کا بیٹا نہ ہو نری بیٹیاں ہوں دو یا دو سے زائد تو ان کو دو تہائی ترکہ ملے گا۔ اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا اور میت کے ماں باپ ہر ایک کو ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کی اولاد ہو (بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی) اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ (باقی سب باپ کو ملے گا) اگر ماں باپ کے سوا میت کے کچھ بھائی بہن ہوں تب ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یہ سارے حصے میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ادا کئے جائیں گے (مگر وصیت میت کے تہائی مال تک جہاں تک پوری ہو سکے پوری کریں گے۔ باقی دو تہائی وارثوں کا حق ہے اور قرض کی ادائیگی سارے مال سے کی جائے گی اگر کل مال قرض میں چلا

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ خِطِّ الْأُنثَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَتْهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ يُوصِي بِهَا أَوْ ذَيْنِ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

جائے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا) تم کیا جانو باپ یا بیٹوں میں سے تم کو کس سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے (اس لئے اپنی رائے کو دخل نہ دو) یہ حصے اللہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں (وہ اپنی مصلحت کو خوب جانتا ہے) کیونکہ اللہ بڑے علم اور حکمت والا ہے اور تمہاری بیویاں جو مال اسباب چھوڑ جائیں اگر اس کی اولاد نہ ہو (نہ بیٹا نہ بیٹی) تب تو تم کو آدھا ترکہ ملے گا۔ اگر اولاد ہو تو چوتھائی یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ملے گا اسی طرح تم جو مال و اسباب چھوڑ جاؤ اور تمہاری اولاد بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو تو تمہاری بیویوں کو اس میں سے چوتھائی ملے گا اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر کوئی مرد یا عورت مر جائے اور وہ کلالہ ہو (نہ اس کا باپ ہو نہ بیٹا) بلکہ ماں جائے ایک بھائی یا بہن ہو (یعنی اخیانی) تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر اسی طرح کئی اخیانی بھائی بہن ہوں تو سب مل کر ایک تہائی پائیں گے یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ میت نے وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لئے وصیت نہ کی ہو۔ “(یعنی ثلث مال سے زیادہ کی) یہ سارا فرمان ہے اللہ پاک کا اور اللہ ہر ایک کا حال خوب جانتا ہے وہ بڑے تحمل والا ہے (جلدی عذاب نہیں کرتا)۔“

أَزَوَّاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيَنَّ بِهَا أَوْ ذَيْنَ وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمْنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ ذَيْنَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ ذَيْنَ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَلِيمٌ [النساء: ۱۱-۱۲]۔

کتاب الفرائض جمع فريضة كحديقة و حدائق والفريضة فعلية بمعنى مفروضة مأخوذة من الفرض و هو القطع يقال فرضت لفلان كذا أى قطعت له شيئا من المال قاله الخطابي و خصت الموارث باسم الفرائض من قول تعالى نصيبا مفروضا او معلوما او مقطوعا عن غيرهم (خلاصہ فتح الباری) لفظ فرائض فريضة کی جمع ہے جیسے حدیث کی جمع حدائق ہے اور لفظ فريضة بمعنی مفروضہ ہے جو فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے اتنا مال فلاں کے لئے کاٹ کر الگ رکھ دیا۔ موارث کو نام فرائض سے خاص کیا گیا ہے جیسا کہ آیت میں ہے۔ نصیباً مفروضاً حصہ مقرر کیا ہوا یعنی ان کے غیر سے کاٹا ہوا۔

کتاب الفرائض میں ترکہ کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں جو ترکہ سے حق داروں کو حصے ملتے ہیں۔ فرائض کا ایک مستقل علم ہے جس کی تفصیلات بہت ہیں یہ علم ہر کسی کو نہیں آتا اس میں علم ریاضی حساب کی کافی ضرورت پڑتی ہے۔ ہماری جماعت میں حضرت مولانا عبدالرحمن بجواوی علم فرائض کے امام تھے۔ آپ نے فتاویٰ ثنائیہ حصہ دوم میں کتاب الفرائض پر ایک جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ غفر اللہ لہ (آمین)

لے باقی سب باپ کو ملے گا۔ بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی بہن ترکہ سے محروم ہیں لیکن ماں کا حصہ کم کر دیتے ہیں یعنی ان کے وجود سے ماں کا تہائی حصہ کم ہو کر چھٹا رہ جاتا ہے۔

(۶۷۲۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار پڑا تو حضرت رسول کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، دونوں حضرات پیدل چل کر آئے تھے۔ دونوں حضرات جب آئے تو مجھ پر غشی طاری تھی، آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی میرے اوپر چھڑکا مجھے ہوش ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے مال کی (تقسیم) کس طرح کروں؟ یا اپنے مال کا کس طرح فیصلہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ میراث کی آیتیں نازل ہوئیں۔

باب فرائض کا علم سیکھنا۔

عقبہ بن عامر نے کہا کہ دین کا علم سیکھو اس سے پہلے کہ اٹکل بچو کرنے والے پیدا ہوں یعنی جو رائے اور قیاس سے فتویٰ دیں، حدیث اور قرآن سے جاہل ہوں۔

تشیع عقبہ کے قول میں گو فرائض کی تخصیص نہیں مگر وہ علم فرائض کو بھی شامل ہے۔ امام احمد اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا۔ فرائض کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور وہ زمانہ قریب ہے کہ یہ علم دنیا سے اٹھ جائے گا۔ دو آدمی ترکہ میں جھگڑا کریں گے کوئی فیصلہ کرنے والا ان کو نہ ملے گا۔ ترمذی میں بھی ایک ایسی ہی حدیث مروی ہے۔ وقولہ قبل الطائین فیہ اشعار بان اهل ذالک العصر کانوا یقفون عند النصوص ولا یتجاوزونها وان نقل عن بعضهم الفتوی بالرای فہو قلیل بالنسبة و فیہ انذار بوقوع ما حصل من کثرة القائلین بالرای و قیل راہ قبل اندراس العلم و احدث من یتکلم بمقتضى ظنہ غیر مستند الی علم قال ابن المنیر وانما خص البخاری قول عقبہ بالفرائض لانها ادخل فیہ من غیرها لان الفرائض الغالب علیہ المعبد والخسام وجوہ الرای والخوض فیہا بالظن لانضباط له بخلاف غیرها من ابواب العلم فان للرای فیہا مجالا والانضباط فیہا ممکن غالباً ویؤخذ من هذا التقرير مناسبه الحدیث المرفوع (فتح الباری)

لفظ قبل الطائین میں اوہر اشارہ کرنا ہے کہ سلف صالحین کے زمانہ میں لوگ نصوص کے آگے ٹھہر جاتے تھے اور ان سے آگے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کسی سے کوئی فتویٰ رائے سے نقل ہے تو وہ بہت ہی قلیل ہے۔ اس میں بکثرت رائے سے فتویٰ دینے والوں کو ڈرانا بھی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علم کے حامل نہ ہونے سے پہلے کی بات ہے اور ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ جو محض اپنے ظن سے کلام کریں گے اور علم کی کوئی سند ان کے پاس نہ ہوگی۔ حضرت امام بخاری نے عقبہ کے قول کو خاص مسائل فرائض کے ساتھ مختص کیا ہے اس لئے کہ اس علم فرائض میں غالب طور پر یہ مختلف قسم کی رائے قیاس و ظن کو دخل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کا کوئی مدون شدہ ضابطہ نہیں ہے بخلاف علم کے دوسرے شعبوں کے کہ ان میں رائے قیاس کو

۶۷۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَرَضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَنَوَضَّاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيثِ.

[راجع: ۱۹۴]

۲- باب تعلیم الفرائض

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، تَعْلَمُوا قَبْلَ الطَّائِنِ، يَغْنِي الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِالظَّنِّ

دخل ہے۔ اس تقریر سے حدیث مرفوعہ کی مناسبت نکلتی ہے۔ حدیث ذیل مراد ہے۔

۶۷۲۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)). [راجع: ۵۱۴۳]

(۶۷۲۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو، کیونکہ گمان (بدظنی) سب سے جھوٹی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی تلاش میں نہ لگے رہو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو، بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح پر ہے کہ جب آدمی کو قرآن و حدیث کا علم نہ ہو گا تو اپنے گمان سے فیصلہ کرے گا حکم دے گا اس میں علم فرائض بھی آگیا۔

باب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے

۳- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا نَوْرُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً))

۶۷۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ غُرُورَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاتَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُمَا جِينِدٌ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُمَا مِنْ فَذِكٍ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرٍ. [راجع: ۳۰۹۲]

(۶۷۲۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ اور عباس علیہما السلام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ کرنے آئے، یہ فذک کی زمین کا مطالبہ کر رہے تھے اور خیبر میں بھی اپنے حصہ کا۔

۶۷۲۶- فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا نَوْرُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَا أَدْغُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرْتُهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْنِي حَتَّى مَاتَتْ. [راجع: ۳۰۹۳]

(۶۷۲۶) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے، بلاشبہ آل محمد اسی مال میں سے اپنا خرچ پورا کرے گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہونے دوں گا، بلکہ جسے میں نے آنحضرت ﷺ کو کرتے دیکھا ہو گا وہ میں بھی کروں گا۔ بیان کیا کہ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے تعلق کاٹ لیا اور موت تک ان سے کلام نہیں کیا۔

شرح وحیدی میں ہے کہ بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا۔

(۶۷۲۷) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہماری وراثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ بھی چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

۶۷۲۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)).

[راجع: ۴۰۳۴]

(۶۷۲۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی اس حدیث کا ایک حصہ ذکر کیا تھا۔ پھر میں خود مالک بن اوس کے پاس گیا اور ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر بن الخطاب کی خدمت میں حاضر ہوا پھر ان کے حاجب یرفاء نے جا کر ان سے کہا کہ عثمان، عبد الرحمن بن زبیر اور سعد آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھا آنے دو۔ چنانچہ انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ پھر کہا، کیا آپ علی و عباس رضی اللہ عنہما کو بھی آنے کی اجازت دیں گے؟ کہا کہ ہاں آنے دو۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المؤمنین میرے اور علیؑ کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ عمر بن الخطاب نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب راہ اللہ صدقہ ہے؟ اس سے مراد آنحضرت ﷺ کی خود اپنی ہی ذات تھی۔ جملہ حاضرین بولے کہ ہاں، آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں اب آپ لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نے کے معاملہ میں سے آنحضرت ﷺ کے لئے کچھ حصے مخصوص کر دیئے جو آپ کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا تھا۔

۶۷۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ، فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: أَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخَلَ عَلَى عُمَرَ، فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا؟ قَالَ: أَنْتُمْ كُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)) يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ فَقَالَ: الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ، قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أَحَدُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرُهُ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ «مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ - إِلَيَّ قَوْلُهُ -

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ”ما الاء اللہ علی رسولہ“ ارشاد قدیر تک۔ تو یہ خاص آنحضرت ﷺ کا حصہ تھا۔ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ نے اسے تمہارے لئے ہی مخصوص کیا تھا اور تمہارے سوا کسی کو اس پر ترجیح نہیں دی تھی، تمہیں کو اس میں سے دیتے تھے اور تقسیم کرتے تھے۔ آخر اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا اور آنحضرت ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچہ لیتے تھے، اس کے بعد جو کچھ باقی بچتا اسے ان مصارف میں خرچ کرتے جو اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طرز عمل آپ کی زندگی بھر رہا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ لوگوں کو یہ معلوم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں۔ پھر آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آنحضرت ﷺ کا نائب ہوں چنانچہ انہوں نے اس پر قبضہ میں رکھ کر اس طرز عمل کو جاری رکھا جو آنحضرت ﷺ کا اس میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی وفات دی تو میں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کے نائب کا نائب ہوں۔ میں بھی دو سال سے اس پر قابض ہوں اور اس مال میں وہی کرتا ہوں جو رسول کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہو۔ آپ دونوں کی بات ایک ہے اور معاملہ بھی ایک ہی ہے۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) میرے پاس اپنے بھتیجے کی میراث سے اپنا حصہ لینے آئے ہو اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کا حصہ لینے آئے ہو جو ان کے والد کی طرف سے انہیں ملتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ دونوں چاہتے ہیں تو میں اسے آپ کو دے سکتا ہوں لیکن آپ لوگ اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں تو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، میں اس مال میں اس کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، قیامت تک، اگر آپ اس کے مطابق عمل نہیں کر سکتے تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیجئے میں اس کا بھی بندوبست کر لوں گا۔

قَدِيرٌ ﴿[الحشر: ۷] فَكَانَتْ خَالِصَةً لِّرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهُ مَا اخْتَارَهَا ذُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْذَنَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ اَعْطَاكُمْوَهُ وَبَنَاهَا حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى اَهْلِهِ مِنْ هَذَا الْمَالِ نَفَقَةً سَنِيَةً، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلًا مَالِ اللَّهِ، فَفَعَلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتِهِ اُنْشَدَكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ وَعَبَّاسٍ: اُنْشَدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. فَتَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَهُ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: اَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَضْتُهَا، فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: اَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلْنِي نَصِيْبَكَ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ وَاَتَانِي هَذَا يَسْأَلْنِي نَصِيْبَ اَمْرَاتِهِ مِنْ اَبِيهَا فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذَلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ، فَوَ اللَّهُ الَّذِي يَإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَاِنْ عَجَزْتُمَا فَاذْفَعَاها اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاها.

تشیخ

ہوا یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سب جائیداد جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دی تھی۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے حوالہ کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ اس جائیداد کو ان ہی کاموں میں خرچ کرتے رہیں گے جن میں آنحضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے یعنی یہ سپردگی محض انتظام کے طور پر تھی نہ بطور تملک اور تقسیم کے۔ حدیث ہذا میں اسی کی بابت قصید مذکور ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث لانرٹ ولا نورث‘ ماترکنا صدقہ خود رسول کریم ﷺ سے نہیں سنی تھی۔ اسی لئے وہ عام قانون فرائض کے مطابق ترکہ کی طلب گار ہوئیں۔ مگر فرمان نبوی برحق تھا۔ اسی لئے ان کو یہ ترکہ تقسیم نہیں کیا گیا جس پر وہ خفا ہو گئی تھیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ بعد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کر لیا تھا۔ (دیکھو شرح وحیدی پارہ ۲ ص ۹۲) (حقیقت یہ ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہی نہیں ہوئی تھیں بلکہ انہیں جب حدیث سنائی گئی تو وہ خاموشی کے ساتھ واپس چلی گئیں اور وفات تک ابوبکر سے اس وراثت کے مسئلہ میں کوئی گفتگو نہیں کی۔ لہذا تکلمت بعد۔ عبدالرشید تونسوی)

(۶۷۲۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے غلاموں کی اجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔

۶۷۲۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَفْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةٍ نِسَائِي وَمَوْتَةٍ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ)).

(راجع: ۲۷۷۶)

(۶۷۳۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں، اپنی میراث طلب کرنے کے لئے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یاد دلایا۔ کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔

۶۷۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَادْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا نَوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً؟)).

(راجع: ۴۰۳۴)

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے مال بچوں و اہل خانہ کے لئے ہے

۴- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْأَهْلِهِ))

(۶۷۳۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید ایللی نے خبر دی، انہیں ابن شہاب

۶۷۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي

نے، کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں مومنوں کا خود ان سے زیادہ حق دار ہوں۔ پس ان میں سے جو کوئی قرض دار مرے گا اور ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑے گا تو ہم پر اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہو گا وہ اس کے وارثوں کا حصہ ہے۔

آپ ﷺ امت کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے اس لئے آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور اسی لئے آپ اپنے ذمہ لے لیتے اور ادا فرما دیتے آپ کا یہی طرز عمل رہا (ﷺ)

باب لڑکے کی میراث اسکے باپ اور ماں کی طرف سے کیا ہوگی اور زید بن ثابت نے کہا کہ جب کسی مرد یا عورت نے کوئی لڑکی چھوڑی ہو تو اس کا حصہ آدھا ہوتا ہے اور اگر دو لڑکیاں ہوں یا زیادہ ہوں تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ان کے ساتھ کوئی (ان کا بھائی) لڑکا بھی ہو تو پہلے وراثت کے اور شرکاء کو دیا جائے گا اور جو باقی رہے گا اس میں سے لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا جائے گا۔

(۶۷۳۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ ابن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میراث اس کے حق داروں تک پہنچا دو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔

باب لڑکیوں کی میراث کا بیان

(۶۷۳۳) ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں (حجۃ الوداع میں) بیمار پڑ گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور ایک لڑکی کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو کیا مجھے اپنے مال کے دو تہائی حصہ کا

أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرِكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤَهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ)). [راجع: ۲۲۹۸]

۵- باب ميراث الولد من أبيه وأمه
وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ، وَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ، وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيشَتُهُ فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيْنِ.

۶۷۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرَ)).

[أطرافه في: ۶۷۳۵، ۶۷۳۷، ۶۷۴۶].

۶- باب ميراث البنات

۶۷۳۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي غَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَضْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدُونِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي

صدقہ کر دینا چاہئے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی کا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں گو تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے بچوں کو مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگدست چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو خرچ بھی کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد تم پیچھے رہ بھی گئے تب بھی جو عمل تم کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہوگی تو اس کے ذریعہ درجہ و مرتبہ بلند ہو گا اور غالباً تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو نقصان پہنچے گا۔ قابل افسوس تو سعد ابن خولہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے بارے میں اس لئے افسوس کا اظہار کیا کہ (ہجرت کے بعد اتفاق سے) ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ہی ہو گئی۔ سفیان نے بیان کیا کہ سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہ بنی عامر بن لوی کے ایک آدمی تھے۔

آنحضرت ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کے لئے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، وہ وفات نبوی کے بعد کافی دنوں زندہ رہے اور تاریخ اسلام میں ایک عظیم مجاہد اور فاتح کی حیثیت سے نامور ہوئے جیسا کہ کتب تاریخ میں تفصیلات موجود ہیں۔ کچھ اوپر ۷۰ سال کی عمر میں ۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔

(۶۷۳۴) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ شیبان نے بیان کیا، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں یمن میں معلم و امیر بن کر تشریف لائے۔ ہم نے ان سے ایک ایسے شخص کے ترکہ کے بارے میں پوچھا جس کی وفات ہوئی ہو اور اس نے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ہو اور اس نے اپنی بیٹی کو آدھا اور بہن کو بھی آدھا دیا ہو۔

باب اگر کسی کے لڑکانہ ہو تو پوتے کی میراث کا بیان؟

أَفَأَتَصَدَّقُ بِنُفْسِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: قُلْتُ فَالضُّطْرُّ قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: الْفُلْتُ قَالَ: ((الْفُلْتُ كَبِيرُ إِنْكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى الْلُقْمَةِ تَرْفَعَهَا إِلَى فِيهِ امْرَأَتِكَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفُ عَنْ هِجْرَتِي فَقَالَ: ((لَنْ تُخْلَفَ بَعْدِي فَتَعْمَلُ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزِدَّتْ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً، وَلَعَلَّ أَنْ تُخْلَفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، لَكِنَّ النَّبَاسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ. قَالَ سَفْيَانُ: وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

۶۷۳۴- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَآمِيرًا، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ أُخْتَهُ فَأَعْطَى الْابْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ.

[طرفہ فی : ۶۷۴۱]

۷- باب میراث ابنِ الزَّانِ إِذَا لَمْ

يَكُنْ ابْنٌ

زید بن ثابت نے کہا کہ بیٹوں کی اولاد بیٹوں کے درجہ میں ہے۔ اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ ایسی صورت میں پوتے بیٹوں کی طرح اور پوتیاں بیٹیوں کی طرح ہوں گی۔ انہیں اسی طرح وراثت ملے گی جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کو ملتی ہے اور ان کی وجہ سے بہت سے عزیز و اقارب اسی طرح وراثت کے حق سے محروم ہو جائیں گے جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں محروم ہو جاتے ہیں، البتہ اگر بیٹا موجود ہو تو پوتا وراثت میں کچھ نہیں پائے گا۔

اس صورت میں دادا اس کے لئے حسب شریعت وصیت کرے گا۔ اس صورت میں اسے ترکہ میں سے مل جائے گا۔

(۶۷۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ ابن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے میراث ان کے وارثوں تک پہنچا دو اور جو باقی رہ جائے وہ اس کو ملے گا جو مرد میت کا بہت نزدیکی رشتہ دار ہو۔ مثلاً بیٹا ہو تو پوتے کو کچھ نہ ملے گا پوتا ہو تو پڑپوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر کوئی میت خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا چھوڑ جائے تو خاوند کو چوتھائی باپ کا چھٹا حصہ بیٹی کو آدھا حصہ دے کر مابقی پوتا پوتی میں تقسیم ہو گا۔ للذکر مثل حظ الانثیین۔

وَقَالَ زَيْدٌ: وَلَدُ الْأُنثَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ ذُوهُمْ ذَكَرَ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ، وَأُنثَاهُمْ كَأُنثَاهُمْ يَرْتُونَ كَمَا يَرْتُونَ، وَيَخْجُبُونَ كَمَا يَخْجُبُونَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْأُنثَى مَعَ الْأُنثَى.

۶۷۳۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْحَقُّوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [راجع: ۶۷۳۲]

تَشْرِيحُ

(النساء: ۱۱)

باب اگر بیٹی کی موجودگی میں پوتی بھی ہو

(۶۷۳۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے ابو قیس عبد الرحمن بن ثروان نے، انہوں نے ہزبل بن شرحبیل سے سنا، بیان کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن

۸- باب مِيرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ ۶۷۳۶- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو قَيْسٍ، سَمِعْتُ هَزْبِلَ بْنَ شَرْحِبِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ ابْنَةِ وَأَبْنَةِ ابْنٍ وَأَخْتٍ فَقَالَ: لِلْأَبْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلْأَخْتِ النِّصْفُ، وَأَتِ ابْنُ مَسْعُودٍ فَسَيِّئًا بَعْضِي فَسَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَأَخْبَرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَهَنِّدِينَ أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْأَبْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلْأَبْنَةِ الْأُنثَى السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ، وَمَا بَقِيَ

فَلَا أُخْتُ، فَاتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأَخْبَرَنَا بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْخَبَرُ فِيكُمْ. [طرفہ فی: ۶۷۴۲].

کو ملے گا۔ ہم پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی گفتگو ان تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔

حضرت سلمان فارسی بھی اس مسئلہ میں یہی حکم دیتے تھے جو ابو موسیٰؓ۔۔۔ تھا کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابو موسیٰ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ یہاں سے مقلدین جلدین کو سبق لینا چاہئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب حدیث بیان کی تو حضرت ابو موسیٰ نے اپنے قیاس اور رائے کو چھوڑ دیا بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے کو ناقابل فتویٰ قرار دیا۔ ایمانداری اور انصاف پروری اسی کا نام ہے۔ دعاواکل قول عند قول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

۹- باب میراث الجَدِّ مَعَ الْأَبِ

باب باپ یا بھائیوں کی موجودگی میں دادا کی

میراث کا بیان

وَالْإِخْوَةُ

ابوبکرؓ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ دادا باپ کی طرح ہے؟ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ”اے آدم کے بیٹو!“ اور میں نے اجراع کی ہے اپنے آباء ابراہیمؑ اسحاق اور یعقوب کی ملت کی“ اور اس کا ذکر نہیں ملتا کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپ کے زمانہ میں اختلاف کیا ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تعداد اس زمانہ میں بہت تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے وارث میرے پوتے ہوں گے۔ بھائی نہیں ہوں گے اور میں اپنے پوتوں کا وارث نہیں ہوں گا۔ عمرؓ علیؓ ابن مسعود اور زید رضی اللہ عنہم سے مختلف اقوال منقول ہیں۔

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبْنُ عَبَّاسٍ وَأَبْنُ الزُّبَيْرِ: الْجَدُّ أَبٌ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يَا أَيُّهَا آدَمُ﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾ [يوسف: ۳۸] وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مُتَوَابِرُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي ذُوْنِ إِخْوَتِي، وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي وَيَذْكُرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ، وَأَبْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيلَ مُخْتَلِفَةً.

اس پر اتفاق ہے کہ باپ کے ہوتے دادا کو کچھ نہیں ملتا۔ اکثر علماء کے نزدیک دادا سب باتوں میں باپ کی طرح ہے۔ جب میت کا باپ موجود نہ ہو اور دادا موجود ہو۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ باپ سے حقیقی اور علاقائی بھائی محروم ہوتے ہیں اور دادا سے محروم نہیں ہوتے۔ دوسرے یہ کہ خاوند یا جورو اور باپ کے ساتھ ماں کو مابقی کا ٹکٹ ملتا ہے۔ تیسرے یہ کہ دادی کو باپ کے ہوتے کچھ نہیں ملتا مگر دادا کے ہوتے ہوئے وہ وارث ہوتی ہے۔ قسطلانی وغیرہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ولدا کو ایک ایک بھائیوں کے ساتھ تقاسم ہو گا اگر اس سے زیادہ ہوں تو دادا کو ٹکٹ مال دیا جائے گا اور اولاد کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ داری نے نکالا اور ایک روایت میں ہے کہ دادا کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف فیصلے کئے ہیں اور ابن ابی شیبہ اور محمد بن نصر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ دادا کو چھ بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی کے مثل حصہ دلایا اور عبداللہ بن مسعود سے داری نے نکالا کہ انہوں نے میت کے مال میں سے خاوند کو آدھا حصہ اور ماں کو مابقی کا ٹکٹ یعنی کل مال کا سدس اور بھائی کو ایک حصہ اور دادا کو ایک حصہ دلایا اور زید بن ثابت سے عبدالرزاق نے نکالا کہ وہ ٹکٹ مال میں دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کرتے جب ٹکٹ مال تک پہنچ جاتا تو دادا کو ایک ٹکٹ دلاتے اور مابقی بھائیوں کو اور علاقائی بھائی کے ساتھ دادا کا

مقاسمہ کرتے لیکن پھر وہ مال حقیقی بھائی کو دلا دیتے اور ماں کے ساتھ اخائی بھائی کو کچھ نہ دلاتے۔ قسطلانی نے کہا دوسرے فقہاء نے زید کے خلاف کیا ہے۔ انہوں نے کہا حقیقی بھائی کے ہوتے علاقائی کو کچھ نہ ملے گا تو مقاسمہ کی کیا ضرورت ہے (وحیدی)

۶۷۳۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرَ)).

(۶۷۳۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میراث اس کے حق دار تک پہنچا دو اور جو باقی رہ جائے وہ سب سے قریب والے مرد کو دے دو۔

[راجع: ۶۷۳۲]

۶۷۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا الْوَارِثُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ، وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ - أَوْ قَالَ خَيْرٌ - فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبَا - أَوْ قَالَ: فَضَاهُ أَبَا)). [راجع: ۴۶۷]

(۶۷۳۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر میں اس امت کے کسی آدمی کو ”خلیل“ بناتا تو ان کو (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) خلیل بناتا، لیکن اسلام کا تعلق ہی سب سے بہتر ہے تو اس میں آنحضرت ﷺ نے دادا کو باپ کے درجہ میں رکھا ہے۔

باب اولاد کے ساتھ خاوند کو

کیا ملے گا

(۶۷۳۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پہلے مال کی اولاد مستحق تھی اور والدین کو وصیت کا حق تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کر دیا اور لڑکوں کو لڑکیوں کے دگنا حق دیا اور والدین کو اور ان میں سے ہر ایک کو چھٹے حصہ کا مستحق قرار دیا اور بیوی کو آٹھویں اور چوتھے حصہ کا حق دار قرار دیا اور شوہر کو آدھے یا چوتھائی کا حق دار قرار دیا۔

۱۰- باب ميراث الزوج مع الولد

وغیره

۶۷۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ، فَسَخَّ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبُّ لَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمْنُ وَالرُّبْعُ وَلِلزَّوْجِ الشُّطْرُ وَالرُّبْعُ. [راجع: ۲۷۴۷]

۱۱- باب میراثِ المَرَاةِ وَالزَّوْجِ

مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

۶۷۴۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَبِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مِثْنًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تَوَقَّيْتُ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

(راجع: ۵۷۵۸)

ترجمہ

باب بیوی اور خاوند کو اولاد وغیرہ کے ساتھ کیا ملے گا

(۶۷۴۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت ملیا بنت عویر کے بچے کے بارے میں جو ایک عورت کی ماں سے مردہ پیدا ہوا تھا کہ مارنے والی عورت کو خون بہا کے طور پر ایک غلام یا لونڈی ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ پھر وہ عورت بچہ گرانے والی جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فیصلہ دیا تھا مرگئی تو آنحضرت ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے لڑکوں اور شوہر کو دے دی جائے اور یہ دیت ادا کرنے کا حکم اس کے کنبہ والوں کو دیا تھا۔

مارنے والی عورت ام عقیقہ بنت مروح تھی خطایا شبہ عمد کی دیت کنبہ والوں پر ہوتی ہے اس لئے دیت ادا کرنے کا حکم کنبہ والوں کو دیا۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ترکہ عورت کے خاوند اور بیٹوں کو دلایا تو معلوم ہوا کہ خاوند اولاد کے ساتھ وارث ہوتا ہے اور جب خاوند اولاد کے ساتھ اپنی عورت کا وارث ہوا تو عورت بھی اولاد کے ساتھ اپنے خاوند کی وارث ہوگی (الحمد للہ آج مسجد الہدیث رانی بنور میں نظر ثانی کا کام یہاں تک پورا کیا گیا۔ یوم جمعہ ۱۳ شوال ۱۳۹۶ھ)

۱۲- باب میراثِ الْأَخْوَاتِ مَعَ

النِّسَاءِ عَصَبَةٍ

۶۷۴۱- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَضَى لِيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النِّصْفَ لِلْأَبْنَةِ، وَالنِّصْفَ لِلْأَخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ: قَضَى لِيْنَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(راجع: ۶۷۳۴)

باب بیٹیوں کی موجودگی میں بہنیں

عصبہ ہو جاتی ہیں

(۶۷۴۱) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا تھا کہ آدھا بیٹی کو ملے گا اور آدھا بہن کو۔ پھر سلیمان نے جو اس حدیث کو روایت کیا تو اتنا ہی کہا کہ معاذ نے ہم کنبہ والوں کو یہ حکم دیا تھا یہ نہیں کہا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں۔

(۶۷۴۲) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن

۶۷۴۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا

بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو قیس (عبدالرحمن بن غروان) نے، ان سے ہزبل بن شرحبیل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا۔ لڑکی کو آدھا، پوتی کو چھٹا اور جو باقی بچے بہن کا حصہ ہے۔

باب بہنوں اور بھائیوں کو کیا ملے گا

(۶۷۴۳) ہم سے عبدان عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میں بیمار تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر اپنے وضو کے پانی سے مجھ پر چھینٹاؤ الا تو مجھے ہوش آگیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہنیں ہیں؟ اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

باب سورہ نساء میں اللہ کا یہ فرمان کہ لوگ وراثت کے

بارے میں آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی بہنیں ہوں تو بہن کو ترکہ کا آدھا ملے گا۔ اسی طرح یہ شخص اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر اس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ پھر اگر بہنیں دو ہوں تو وہ دو تہائی ترکہ سے پائیں گی اور اگر بھائی بہن سب ملے جلے ہوں تو مرد کو دہرا حصہ اور عورت کو اکرا حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

(۶۷۴۳) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے امرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آخری

عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا قَصِيْنَ فِيهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِلْأَبْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلْأَبْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَخْتِ)).

[راجع: ۶۷۳۶]

۱۳- باب میراثِ الأخواتِ والإخوة

۶۷۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﷺ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ، فَدَعَا بَوْضُوءَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَأَلْفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا لِي أَخَوَاتٌ فَتَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. [راجع: ۱۹۴]

۱۴- باب

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفَيِّقُكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنْ أَمَرْتُ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلُّانُ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [النساء: ۱۷۶]

۶۷۴۴- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ

آیت (میراث کی) سورہ نساء کے آخر کی آیتیں نازل ہوئیں کہ ”آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔“

باب اگر کوئی عورت مرجائے اور اپنے دو چچا زاد بھائی چھوڑ جائے ایک تو ان میں سے اس کا اخیانی بھائی ہو، دوسرا اس کا خاوند ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خاوند کو آدھا حصہ ملے گا اور اخیانی بھائی کو چھٹا حصہ (بموجب فرض کے) پھر جو مال بیچ رہے گا یعنی ایک ٹکٹ وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو گا کیونکہ دونوں عصبہ ہیں)

(۶۷۴۵) ہم سے محمود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسلمانوں کا خود ان کی ذات سے بھی زیادہ ولی ہوں۔ پس جو شخص مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جس نے بیوی بچے چھوڑے ہوں یا قرض ہو، تو میں ان کا ولی ہوں، ان کے لئے مجھ سے مانگا جائے۔

(۶۷۴۶) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے روح نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میراث اس کے وارثوں تک پہنچا دو اور جو کچھ اس میں سے بیچ رہے وہ قریبی عزیز مرد کا حق ہے۔

باب ذوی الارحام

یعنی رشتہ داروں کے بیان میں جو نہ عصبہ ہیں نہ ذوی الفروض ہیں جیسے ماموں، خالہ، نانا، نواسا، بھانجا۔

(۶۷۴۷) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا کیا آپ سے اور بس نے بیان کیا تھا، ان

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ: «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفَيِّكُمُ لِيِ الْكَلَالَةَ». [راجع: ۴۳۶۴]

۱۵- باب ابْنِي عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ

لِلْأُمِّ، وَالْآخِرُ زَوْجٌ

وَقَالَ عَلِيٌّ: لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأَخِ مِنَ الْأُمِّ السُّدُسُ، وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

۶۷۴۵- حَدَّثَنَا مَخْمُودٌ، أَخْبَرَنَا عُيَيْنُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهُ لِمَوَالِيهِ الْقَصَبَةِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلَاذْعَى لَهُ)).

[راجع: ۲۲۹۶]

۶۷۴۶- حَدَّثَنَا أُمِّيَةُ بْنُ بَسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَوْحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ، فَلَأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرَ)). [راجع: ۶۷۳۲]

۱۶- باب ذَوِي الْأَرْحَامِ

۶۷۴۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِذْ رِيسُ، حَدَّثَنَا

سے طلحہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ”ولکل جعلنا موالی اور“ والذین عقدت ایمانکم“ کے متعلق بتلایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو ذوی الارحام کے علاوہ انصار و مہاجرین بھی ایک دوسرے کی وراثت پاتے تھے اس بھائی چارگی کی وجہ سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کرائی تھی، پھر جب آیت ”جعلنا موالی“ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس نے ”والذین عقدت ایمانکم“ کو منسوخ کر دیا۔

طَلْحَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِي﴾ ﴿وَالَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء : ۳۳] قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ ذُوْنَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي أَخِي النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِي﴾ قَالَ نَسَخْتَهَا ﴿وَالَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾.

[راجع: ۲۲۹۲]

باب لعان کرنے والی عورت اپنے بچہ کی وارث ہوگی

۱۷- باب مِيرَاثِ الْمَلَاعَةِ

لیکن اس کا خاوند بچے کے مال کا وارث نہ ہوگا۔

(۶۷۴۸) مجھ سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لعان کیا اور اس کے بچہ کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور بچہ عورت کو دے دیا۔

۶۷۴۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ بِالْوَلَدِ بِالْمَرْأَةِ.

[راجع: ۴۷۴۸]

باب بچہ اسی کا کھلائے گا جس کی بیوی

۱۸- باب الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً

یا لونڈی سے وہ پیدا ہو

كَانَتْ أَوْ أَمَةً

اور زنا کرنے والے پر پھر نہیں گے۔

(۶۷۴۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گیا تھا کہ زعمہ کی کنیز کالڑکا میرا ہے اور اسے اپنی پرورش میں لے لینا۔ فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لینا چاہا اور کہا کہ میرے بھائی کالڑکا ہے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں وصیت کی تھی۔ اس پر عبد بن

۶۷۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ غُثَّةٌ عَهْدًا إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةٍ زَمَعَةً مَنِي فَأَقْبَضَهُ إِلَيْكَ، فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: ابْنُ أَخِي

زعمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا لڑکا ہے، اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آخر یہ دونوں یہ معاملہ رسول کریم ﷺ کے پاس لے گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا 'یا رسول اللہ! یہ میرے باپ کا لڑکا ہے اس نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زعمہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی باندی کا لڑکا اور باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عبد بن زعمہ! یہ تمہارے پاس رہے گا، لڑکا بستر کا حق ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر ہیں۔ پھر سودہ بنت زعمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کر کیونکہ عتبہ کے ساتھ اس کی شہادت آپ نے دیکھ لی تھی۔ چنانچہ پھر اس لڑکے نے ام المؤمنین کو اپنی وفات تک نہیں دیکھا۔

(۶۷۵۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ان سے یحییٰ نے، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا بستر والے کا حق ہوتا ہے۔

باب غلام لونڈی کا ترکہ وہی لے گا جو اسے آزاد کرے

اور جو لڑکا راستہ میں پڑا ہوا ملے اس کا وارث کون ہو گا اس کا بیان۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لڑکا پڑا ہوا ملے اور اس کے ماں باپ نہ معلوم ہوں تو وہ آزاد ہو گا۔

(۶۷۵۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں خرید لے، ولاء تو اس کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو ایک بکری ملی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے صدقہ تھی لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ حکم نے بیان کیا کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ حکم کا قول

عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَلَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ سَعْدُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ))، ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: ((اخْتَجِي مِنْهُ)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبْهِهِ بَعْتَبَةَ لَمَّا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

[راجع: ۶۰۵۳]

۶۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيَْادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ)). [طرفه في: ۶۸۱۸].

۱۹ - باب الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ

وَقَالَ عُمَرُ: اللَّقِيطُ حُرٌّ.

۶۷۵۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَأَهْدَيْ لَهَا شَاةً فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ)) قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا، وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسِلٌ

مرسل منقول ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے انہیں غلام دیکھا تھا۔

(۶۷۵۲) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ولاء اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔

باب سائبہ وہ غلام یا لونڈی جس کو مالک آزاد کر دے اور کہہ دے کہ تیری ولاء کا حق کسی کو نہ ملے گا

یہ ماخوذ ہے اس سائبہ جانور سے جسے مشرکین اپنے بچوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے اسے ہندی میں سانڈ کہتے ہیں۔

(۶۷۵۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوقیس نے، ان سے ہزبل نے اور ان سے عبداللہ نے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان سائبہ نہیں بناتے اور دور جاہلیت میں مشرکین سائبہ بناتے تھے۔

(۶۷۵۴) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو انہوں نے آزاد کرنے کی غرض سے خریدنا چاہا، لیکن ان کے مالکوں نے اپنے ولاء کی شرط لگا دی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے آزاد کرنے کے لئے بریرہ کو خریدنا چاہا لیکن ان کے مالکوں نے اپنے لئے ان کی ولاء کی شرط لگا دی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں آزاد کر دے، ولاء تو آزاد کرنے والے کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ پھر میں نے انہیں خریدا اور آزاد کر دیا اور میں نے بریرہ کو اختیار دیا (کہ چاہیں تو شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہیں ورنہ علیحدہ بھی ہو سکتی ہیں) تو انہوں نے شوہر سے علیحدگی کو پسند کیا اور کہا کہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دیا جائے تو میں پہلے شوہر کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اسود نے بیان کیا کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ اسود کا قول منقطع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول صحیح

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : رَأَيْتُهُ عَبْدًا .

[راجع: ۴۵۶]

۶۷۵۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ۲۱۵۶]

۲۰- باب مِيرَاثِ السَّائِبَةِ

۶۷۵۳- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُونَ، وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُسَيِّبُونَ.

۶۷۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ لِعَقِيقَتِهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وِلَاءَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ لَأَعْقِفَهَا، وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُونَ وِلَاءَهَا فَقَالَ: ((أَعْقِفِهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) أَوْ قَالَ: ((أَعْطَى الْفَتَنَ)) قَالَ فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا قَالَ: فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَخْتَارَتِ نَفْسَهَا وَقَالَتْ: لَوْ أُعْطِيتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ، قَالَ الْأَسْوَدُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا. قَوْلُ الْأَسْوَدِ: مُنْقَطِعٌ، وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ

ہے کہ میں نے انہیں غلام دیکھا۔

باب جو غلام اپنے اصلی مالکوں کو چھوڑ کر دوسروں کو مالک

بنائے (ان سے مولاۃ کرے) اس کے گناہ کا بیان

(۶۷۵۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تہی نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جسے ہم پڑھیں، سوا اللہ کی کتاب قرآن کے اور اس کے علاوہ یہ صحیفہ بھی ہے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صحیفہ نکالا تو اس میں زخموں (کے قصاص) اور اونٹوں کی زکوٰۃ کے مسائل تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ عیر سے ثور تک مدینہ حرم ہے جس نے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا نئی بات کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے اور قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہو گا اور جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں سے مولات قائم کر لی تو اس پر فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے، قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہو گا اور مسلمانوں کا ذمہ (قول و قرار) کسی کو پناہ دینا وغیرہ) ایک ہے۔ ایک ادنیٰ مسلمان کے پناہ دینے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ پس جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑا، اس پر اللہ کی، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔

(۶۷۵۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ولاء کے تعلق کو بیچنے، اس کو بہہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

باب جب کوئی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے تو وہ اس

عبدالاً أصح۔ [راجع: ۴۵۶]

۲۱- باب إِنْهُمْ مَنْ تَبَرَأَ

مِنْ مَوَالِيهِ

۶۷۵۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرُوهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ غَيْرَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ: فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيهَا أَشْيَاءٌ مِنَ الْجَرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ: وَفِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحَدَّثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنٍ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْنَعِي بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

[راجع: ۶۱۱]

۶۷۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ. [راجع: ۲۵۳۵]

۲۲- باب إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ

کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اور امام حسن بصری اس کے ساتھ ولاء کے تعلق کو درست نہیں سمجھتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے ساتھ قائم ہوگی جو آزاد کرے اور تمیم بن اوس داری سے منقول ہے، انہوں نے مرفوعاً روایت کی کہ وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں سب لوگوں سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے لیکن اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔

(۶۷۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کنیز کو آزاد کرنے کے لئے خریدنا چاہا تو کنیز کے مالکوں نے کہا کہ ہم بیچ سکتے ہیں لیکن ولاء ہمارے ساتھ ہوگی۔ ام المؤمنین نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا اس شرط کو مانع نہ بنے دو، ولاء ہمیشہ اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

(۶۷۵۸) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے بریرہ کو خریدنا چاہا تو ان کے مالکوں نے شرط لگائی کہ ولاء ان کے ساتھ قائم ہوگی۔ میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں آزاد کر دو، ولاء قیمت ادا کرنے والے ہی کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ پھر میں نے آزاد کر دیا۔ پھر انہیں آنحضرت ﷺ نے بلایا اور ان کے شوہر کے معاملہ میں اختیار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے یہ یہ چیزیں بھی وہ دے دے تو میں اس کے ساتھ رات گزارنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ انہوں نے شوہر سے آزادی کو پسند کیا۔

باب ولاء کا تعلق عورت کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے

(۶۷۵۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان

وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى لَهُ وَلَايَةً.
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ))
وَيَذْكُرُ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: هُوَ
أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ، وَاخْتَلَفُوا فِي
صِحَّةِ هَذَا الْخَبَرِ.

۶۷۵۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ
أُمَ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً
تُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكَهَا عَلَى أَنْ
وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
((لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ
أَعْتَقَ)). [راجع: ۲۱۵۶]

۶۷۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ،
عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ،
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:
اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا،
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أُعْتِقْهَا
فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ)) قَالَتْ:
فَأُعْتِقْتُهَا قَالَتْ: فَدَعَاها رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ: لَوْ أُعْطِيتَنِي
كَذَا وَكَذَا مَا بَتُّ عَنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا.
[راجع: ۴۵۶]

۲۳- باب مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

۶۷۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا
هَمَامٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ لوگ ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرید لو، ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ (آزاد کرائے)

(۶۷۶۰) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں سفیان نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں اسود نے، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے ساتھ قائم ہوگی جو قیمت دے اور احسان کرے۔ (آزاد کر کے)

باب جو شخص کسی قوم کا غلام ہو آزاد کیا گیا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا۔ اسی طرح کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوگا

(۶۷۶۱) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ اور قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی گھرانے کا غلام اسی کا ایک فرد ہوتا ہے، ”او کما قال“

(۶۷۶۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی گھرانے کا بھانجا اس کا ایک فرد ہے (منہم یا من انفسہم کے الفاظ فرمائے)

باب اگر کوئی وارث کافروں کے ہاتھ قید ہو گیا ہو تو اس کو ترکہ میں سے حصہ ملے گا یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شریعہ قاضی قیدی کو ترکہ دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ تو اور زیادہ محتاج ہے۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ قیدی کی وصیت اور اس کی آزادی اور جو کچھ وہ اپنے مال میں تصرف کرتا ہے وہ نافذ ہوگی جب تک وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا کیونکہ وہ مال اسی کا مال رہتا ہے

عَنْهَا قَالَ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بِرِيرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُونَ الْوَلَاءَ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِ بِهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْتَقَى)). [راجع: ۲۱۵۶]

۶۷۶۰- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أُعْطِيَ الْوَرَقَ وَلِوَلِيِّ النِّعْمَةِ)). [راجع: ۴۵۶]

۲۴- بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنَ أَنْفُسِهِمْ وَابْنِ الْأَخْتِ مِنْهُمْ

۶۷۶۱- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)) أَوْ كَمَا قَالَ.

۶۷۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ابْنُ أَخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)).

[راجع: ۳۱۴۶]

۲۵- بَابُ مِيرَاثِ الْأَسِيرِ

قَالَ: وَكَانَ شَرِيحٌ يُورِثُ الْأَسِيرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُولُ: هُوَ أَخَوُجُ إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَجَزُ وَصِيَّةِ الْأَسِيرِ وَغَنَائِلُهُ، وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِينِهِ، فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيهِ مَا يَشَاءُ.

وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

(۶۷۶۳) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مال چھوڑا (اپنی موت کے بعد) وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا ہے وہ ہمارے ذمہ ہے۔

[راجع: ۲۲۹۸]

یہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم کے تحت آپ نے فرمایا۔

باب مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا اور اگر میراث کی تقسیم سے پہلے اسلام لایا تب بھی میراث میں اس کا حق نہیں ہوگا

۶۷۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلِائِنَا)).

۲۶- بَابُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ.

جب کہ مورث کے مرتے وقت وہ کافر ہو۔

(۶۷۶۴) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے علی بن حسین نے بیان کیا، ان سے عمر بن عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان باپ کافر بیٹے کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر بیٹا مسلمان باپ کا۔

۶۷۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)). [راجع: ۱۵۸۸]

باب اگر کسی کا غلام نصرانی ہو یا مکاتب نصرانی ہو وہ مرجائے تو اس کا مال اس کے مالک کو ملے گا۔ نہ بطریق وارث بلکہ بوجہ غلامی و مملوکی اور جو شخص بلا وجہ اپنے بچہ کو کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں اس کا گناہ

۲۷- بَابُ مِيرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ، وَإِلَهُم مِّنْ اتَّقَى مِنْ وَلَدِهِ

باب جو کسی شخص کو اپنا بھائی یا بھتیجا ہونے کا دعویٰ کرے (۶۷۶۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن

۲۸- بَابُ مَنِ ادَّعَى أَحَا أَوْ ابْنَ أَحٍ. ۶۷۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ:

زعمہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکے کے بارے میں بھگڑا ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا لڑکا ہے، اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا لڑکا ہے آپ اس کی مشابہت اس میں دیکھئے اور عبد بن زعمہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے یا رسول اللہ! میرے والد کے بستر پر ان کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے لڑکے کی صورت دیکھی تو اس کی عتبہ کے ساتھ صاف مشابہت واضح تھی، لیکن آپ نے فرمایا عبد! لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر ہیں اور ابے سودہ بنت زعمہ! (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) اس لڑکے سے پردہ کیا کر چنانچہ پھر اس لڑکے نے ام المؤمنین کو نہیں دیکھا۔

اِخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُبَيْةَ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَهْدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْظِرْ إِلَيَّ شَبَّهُهُ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدَ عَلِيٍّ لِفَرَّاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ، فَظَنَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى شَبِّهِهِ فَرَأَى شَبَّهَا بَيْنًا بَعُثْنَةَ، فَقَالَ ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ، الْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاجْتَنِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ)) قَالَتْ: فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

[راجع: ۲۰۵۳]

باب جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے گناہ کا بیان

(۶۷۶۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا یہ ابن عبد اللہ ہیں، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

(۶۷۶۷) پھر میں نے اس کا تذکرہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا اس حدیث کو آنحضرت ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے بھی سنا ہے اور میرے دل نے اس کو محفوظ رکھا ہے۔

(۶۷۶۸) ہم سے اصعب بن الفرج نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عمرو نے خبر دی، انہیں جعفر بن ربیعہ نے، انہیں عراق نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کا کوئی انکار نہ کرے کیونکہ جو اپنے باپ سے منہ

۲۹- باب مَنْ ادَّعَى إِلَى

غَيْرِ أَبِيهِ.

۶۷۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي غَنَمَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ ادَّعَى غَيْرَ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). [راجع: ۴۳۲۶]

۶۷۶۷- فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ أُذْنَايَ وَوَعَاةَ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۴۳۲۷]

۶۷۶۸- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ،

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ).

۳۰- باب إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

۶۷۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذَّنْبُ فَذَهَبَ بَابِنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ وَقَالَتِ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسَّكِينِ أَشْفَقُهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسَّكِينِ قَطُّ، إِلَّا يَوْمِيذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ: إِلَّا الْمُدَيَّةَ.

[راجع: ۳۴۲۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ میں چھری کے لئے ”سکین“ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ تقاضہ فطرت کے مطابق تھا بچہ درحقیقت چھوٹی ہی کا تھا تب ہی اس کے خون نے جوش مارا۔

باب قیافہ شناس کا بیان

۳۱- باب الْقَائِفِ

هو الذي يعرف الشبه ويميز الاثر لانه يقفو الاشياء ان يتبعها فكانه مقلوب من القافي (فتح)

(۶۷۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں ایک مرتبہ بہت خوش خوش تشریف لائے۔ آپ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے نہیں دیکھا، مجز (ایک قیافہ شناس) نے ابھی

۶۷۷۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبَرُّقَ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَلَمْ تَرَيَا أَنَّهُ مُجَزَّزَا نَظَرَ

ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زیدؓ کے (صرف پاؤں دیکھے) اور کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

أَنفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ).

[راجع: ۳۰۰۰]

(۶۷۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے، آپ بہت خوش تھے اور فرمایا عائشہ! تم نے دیکھا نہیں، مجز المذبحی آیا اور اس نے اسامہ اور زید (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا، دونوں کے جسم پر ایک چادر تھی، جس نے دونوں کے سروں کو ڈھک لیا تھا اور ان کے صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۷۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُورٌ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيِ أَنْ مُجَزَّزًا الْمَذْبُوحِي دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أَسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَبَدَّتْ أَقْدَامُهُمَا؟ فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا

مِنْ بَعْضٍ)). [راجع: ۳۰۰۰]

تشریح | یہ محض قیافہ شناس تھا۔ اس نے ان دونوں کے پیروں ہی سے پہچان لیا کہ یہ دونوں باپ بیٹے ہیں بعض لوگ اس بارے میں شک کرنے والے بھی تھے ان کی اس سے تردید ہو گئی۔ آپ کو اس سے خوشی حاصل ہوئی بعض دفعہ قیافہ شناس کا اندازہ بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔

۸۶- کتاب الحدود وما یحللہ من الحدود

کتاب حد اور سزاؤں کے بیان میں اور حدی گناہوں کی وعید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کتاب الحدود جمع حد و المذکور فیہ هنا حد الزنا والخمر والسرقة الخ یعنی لفظ حدود حد کی جمع ہے۔ یہاں زنا کاری، شراب نوشی اور چوری وغیرہ کی حدیں بیان کی گئیں ہیں۔ بعض علماء نے حد کو سترہ گناہوں پر واجب مانا ہے۔ جیسے مرتد ہونا، زنا کرنا، شراب پینا، چوری کرنا، ناحق کسی پر زنا کی تہمت لگانا، لواطت کرنا، اگرچہ اپنی ہی عورت کے ساتھ کیوں نہ ہو

اور جاو کرنا اور سستی سے نماز ترک کر دینا، بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ توڑ دینا، جاو کرنا، عورت کا کسی جانور بدر وغیرہ سے وطی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ واصل الحد ما یحجز بین شیتین فیمنع احتلاطهما۔ یعنی حد کی اصل یہ ہے کہ جو دو چیزوں کے درمیان جاگل ہو کر ان کے اختلاط کو روک دے جیسے دو گھروں کے درمیان حد قاضی۔ زانی وغیرہ کی حد کو حد اس لئے کہا گیا کہ وہ زانی وغیرہ کو اس حرکت سے روک دیتی ہے۔ اس کتب میں زنا اور چوری وغیرہ کی روایات میں جو ایمان کی نفی آئی ہے اس کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ والصحيح الذي قاله المحققون ان معناه لا يفعل هذه المعاصي وهو كامل الايمان والما تناولناه لحديث ابی ذر من قال لا اله الا الله و ان ذمی وان سرق الخ یعنی محققین علماء نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ شخص کامل الايمان نہیں رہتا، یہ تاویل حدیث ابو ذر کی بنا پر ہے جس میں ہے کہ جس نے لا اله الا الله کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ اور حدیث عبادہ میں زنا اور چوری کے بارے میں یوں ہے کہ جو شخص ان گناہوں کو کرے گا اگر دنیا میں اس پر قائم ہو گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گی ورنہ وہ اللہ کی مرضی پر ہے چاہے معاف کر دے چاہے اسے عذاب کرے۔ ارشاد باری ہے ان الله لا يفرق بين بشرک به و يعفر مادون ذالك لمن يشاء (النساء: ۴۸) اسی لئے اہل سنت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ کبائر کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاسکتا ہاں شرک کرنے سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

باب زنا اور شراب نوشی کے بیان میں۔

۱- باب لا یشرَب الخمر

حضرت ابن عباسؓ نے کہا زنا کرتے میں ایمان کا نور اٹھا لیا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُنْزَعُ مِنْهُ نَوْرُ الْإِيمَانِ

فِي الزَّانَا

جاتا ہے

(۶۷۷۲) مجھ نے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا، جب بھی کوئی شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا، جب بھی کوئی چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا، جب بھی کوئی لوٹنے والا لوٹتا ہے کہ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اسے دیکھنے لگتے ہیں تو وہ مومن نہیں رہتا۔ اور ابن شہاب نے روایت ہے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے بیان کیا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سوا لفظ ”نبہہ“ کے۔

باب شراب پینے والوں کو مارنے کے بیان میں

(۶۷۷۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۶۷۷۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نَهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيَهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)). وَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا النَّهْبَةَ. [راجع: ۲۴۷۵]

۲- باب ما جاء في ضرب شارِب الخمر

۶۷۷۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا

ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتے سے مارا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

باب جس نے گھر میں حد مارنے کا حکم دیا

(۶۷۷۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عیمان یا ابن النعمان کو شراب کے نشہ میں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں ماریں۔ انہوں نے مارا۔ عقبہ کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتوں سے مارا۔

[راجع: ۲۳۱۶]

شرابی کے لئے یہ سزا کافی ہے کہ سب اہل خانہ اسے ماریں پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اس کا معاملہ بہت سنگین بن جاتا ہے۔

باب شراب میں چھڑی اور جوتے سے مارنا

(۶۷۷۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عیمان یا ابن النعمان کو لایا گیا، وہ نشہ میں تھا۔ آنحضرت ﷺ پر یہ ناگوار گزرا اور آپ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں لکڑی اور جوتوں سے مارا اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسے مارا تھا۔

[راجع: ۲۳۱۶]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

هشام، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَنَا وَحَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ الرَّثَا وَشَرِبَ الْخَمْرَ. وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. [طرفه في: ۶۷۷۶].

۳- باب مَنْ أَمَرَ بِصَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

۶۷۷۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: جِئْتُ بِالنُّعْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ قَالَ: فَضْرِبُوهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ بِالنَّعَالِ.

۵- باب الصَّرْبِ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ

۶۷۷۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِنُعْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانٌ فَشَقَّ عَلَيْهِ، وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، فَضْرِبُوهُ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ وَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ.

(۶۷۷۶) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتوں سے مارا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

(۶۷۷۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ابو ضرہ نے بیان کیا، ان سے انس نے بیان کیا، ان سے یزید بن الہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پئے ہوئے تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے مارو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے اسے ہاتھ سے مارا بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو کسی نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کے جملے نہ کہو، اس کے معاملہ میں شیطان کی مدد نہ کر۔

معلوم ہوا کہ گناہ گار کی مذمت میں حد سے آگے بڑھنا معیوب ہے۔

(۶۷۷۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن الحارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عمیر بن سعید نخعی سے سنا، کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو، سوا شرابی کے کہ اگر یہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

(۶۷۷۹) ہم سے کمی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے حمید نے، ان سے یزید بن خصیفہ نے، ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں شراب پینے والا ہمارے پاس لایا جاتا تو ہم اپنے ہاتھ جوڑتے اور

۶۷۷۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ؛ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. [راجع: ۶۷۷۳]

۶۷۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ أَنَسٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بَرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: ((اضْرِبُوهُ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَمِنَا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْرَاكَ اللَّهُ قَالَ: لَا تَقُولُوا هَكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. [طرفه في: ۶۷۸۱].

۶۷۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدٍ النَّخَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ، فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ، فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذَلِكَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْنُهُ.

۶۷۷۹- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْجَعْفِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنَّا نُؤْتِي بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِمْرَأَةَ أَبِي بَكْرٍ

چادریں لے کر کھڑے ہو جاتے (اور اسے مارتے) آخر عمر ﷺ نے اپنے آخری دور خلافت میں شراب پینے والوں کو چالیس کوڑے مارے اور جب ان لوگوں نے مزید سرکشی کی اور فسق و فجور کیا تو اسی کوڑے مارے۔

باب شراب پینے والا اسلام سے نکل نہیں جاتا نہ اس پر لعنت کرنی چاہئے

(۶۷۸۰) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خالد بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص، جس کا نام عبد اللہ تھا اور ”عمار“ (گدھا) کے لقب سے پکارے جاتے تھے، وہ آنحضرت ﷺ کو ہنساتے تھے اور آنحضرت ﷺ نے انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا اور انہیں مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا اللہ، اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ، کہا جا چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو واللہ، میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

شراب پینے والے مسلمان کو بھی آپ نے کس نظر محبت سے دیکھا یہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

(۶۷۸۱) ہم سے علی بن عبد اللہ بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ابن الملوح نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نشہ میں لایا گیا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں مارنے کا حکم دیا۔ ہم میں بعض نے انہیں ہاتھ سے مارا، بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو ایک شخص نے کہا، کیا ہو گیا اسے، اللہ اسے رسوا کرے۔ آنحضرت ﷺ

وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَتَقَوْمُ إِلَيْهِ بِأَيْدِيَنَا وَنَعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتَّى كَانَ آخِرُ إِفْرَةٍ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ لَمَانِينَ.

پس شرابی کی آخری سزا اسی کوڑے مارنا ہے۔

۶- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ

الْخَمْرِ، وَأَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

۶۷۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللَّهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ جِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأَتَى بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجَلَدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْغَنُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَلْعَنُوهُ فَوَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

۶۷۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَى النَّبِيُّ ﷺ بِسُكْرَانٍ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِعَلْقِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِتَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ: مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

﴿لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَىٰ أَخِيكُمْ﴾. [راجع: ۶۷۷۷]

اللہ کی حد کو بخوشی برداشت کرنا ہی اس گنہگار کے مومن ہونے کی دلیل ہے پس حد قائم کرنے کے بعد اس پر لعن طعن کرنا منع ہے۔

باب چور جب چوری کرتا ہے

۷- باب السَّارِقِ حِينَ يَسْرِقُ

(۶۷۸۲) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن غزوہ نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور اسی طرح جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔

۶۷۸۲- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[طرفہ فی : ۶۸۰۹]

بعد میں بھی توبہ کرنے اور اسلامی حد قبول کرنے کے بعد اس میں ایمان لوٹ کر آ جاتا ہے۔

باب چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت بھیجنادرسست ہے

(۶۷۸۳) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو صالح سے سنا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چور پر لعنت بھیجی کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ ایک رسی چراتا ہے اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ اعمش نے کہا کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ انڈے سے مراد لوسہ کا انڈا ہے اور رسی سے مراد ایسی رسی سمجھتے تھے جو کئی درہم کی ہو۔

۸- باب لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ ۶۷۸۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَعْنُ اللَّهِ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ، فَتَقَطُّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتَقَطُّعُ يَدُهُ)). قَالَ الْأَعْمَشُ: ((كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيدِ وَالْحَبْلُ، كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يُسَوَّى ذَرَاهِمَ)).

[طرفہ فی : ۶۷۹۹]

لوسہ کے انڈے سے انڈے جیسا لوہا کا گولا مراد ہے جس کی قیمت کم سے کم تین درہم ہو۔

باب حد قائم ہونے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے

۹- باب الْحُدُودُ كَفَّارَةٌ

(۶۷۸۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو ادریس خولانی نے اور ان

۶۷۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي

سے عباده بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے یہاں ایک مجلس میں بیٹھے تھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے عہد کرو اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے اور زنا نہیں کرو گے اور آپ نے یہ آیت پوری پڑھی ”پس تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے یہاں ہے اور جو شخص ان میں سے غلطی کر گزرا اور اس پر اسے سزا ہوئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جو شخص ان میں سے کوئی غلطی کر گزرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کر دی تو اگر اللہ چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو اس پر عذاب دے گا۔“

باب مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے ہاں جب کوئی حد کا کام کرے تو اس کی پیٹھ پر مار لگا سکتے ہیں

(۶۷۸۵) مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا، ہاں تم لوگ کس چیز کو سب سے زیادہ حرمت والی سمجھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ اپنے اسی مہینہ کو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، کس شہر کو تم سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اپنے اسی شہر کو۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، ہاں، کس دن کو تم سب سے زیادہ حرمت والا خیال کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ اپنے اسی دن کو۔ آنحضرت ﷺ نے اب فرمایا کہ پھر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتوں کو حرمت والا قرار دیا ہے، سوا اس کے حق کے، جیسا کہ اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینہ میں ہے۔ ہاں! کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا۔ تین مرتبہ آپ نے فرمایا اور ہر مرتبہ صحابہ نے

إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ: ((بَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا)). وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا. ((فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَمَسَتْهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، إِنْ شَاءَ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)).

[راجع: ۸۱]

۱۰- باب ظہر المؤمنِ حِمِّي، إِلَّا فِي حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

۶۷۸۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُونَهُ أَغْظَمَ حُرْمَةً؟)) قَالُوا: أَلَا شَهْرُنَا هَذَا؟ قَالَ: ((أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُونَهُ أَغْظَمَ حُرْمَةً؟)) قَالُوا: أَلَا بَلَدُنَا هَذَا؟ قَالَ: ((أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُونَهُ أَغْظَمَ حُرْمَةً؟)) قَالُوا: أَلَا يَوْمُنَا هَذَا؟ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ حَرَّمَ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يُجِيبُونَهُ أَلَا نَعَمْ.

قَالَ: ((وَيَحْكُمُ - أَوْ وَيُلْكُمُ - لَا تَزْجَعُنْ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۷۴۲]

جواب دیا کہ ہاں، پہنچا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس میرے بعد تم کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمان کا عند اللہ کتنا بڑا مقام ہے۔ جس کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

۱۱- باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ وَالْإِنْتِقَامِ
لِخُرُومَاتِ اللَّهِ

باب حدود قائم کرنا اور اللہ کی حرمات کو جو کوئی توڑے اس سے بدلہ لینا

۶۷۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ غُرُوقَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِنْهَامٌ، فَإِذَا كَانَ الْإِنْهَامُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ، وَاللَّهُ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ، حَتَّى تَنْتَهَكَ خُرْمَاتِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ اللَّهُ. [راجع: ۳۵۶۰]

۶۷۸۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، ان سے عقیل نے، ان سے شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان ہی کو پسند کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو، اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔ اللہ کی قسم! آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ جب اللہ کی حرمات کو توڑا جاتا تو آپ اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

باب کوئی بلند مرتبہ شخص ہو یا کم مرتبہ
سب پر برابر حد قائم کرنا

۱۲- باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ

یہ نہیں کہ اشراف کو چھوڑ دیا جائے۔

۶۷۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ غُرُوقَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلْكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ، وَيَتْرَكُونَ الشَّرِيفَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). [راجع: ۲۶۴۸]

۶۷۸۷) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک عورت کی (جس پر حدی مقدمہ ہونے والا تھا) سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اس لئے ہلاک ہو گئے کہ وہ کمزوروں پر تو حد قائم کرتے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہؓ نے بھی (چوری) کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیتا۔

اسلامی حدود کا اجر بہر حال لابدی ہے بشرطیکہ مقدمہ اسلامی اسٹیٹ میں اسلامی عدالت میں ہو۔

باب جب حدی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچ جائے
پھر سفارش کرنا منع ہے

۱۳- باب كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي
الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ
بلکہ گناہ عظیم ہے۔

(۶۷۸۸) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لئے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا، جو آنحضرت ﷺ کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے بات کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرنے آئے ہو۔ ”پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لئے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا) نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (ﷺ) اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔

۶۷۸۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتُهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مِنْ قَبْلِكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ مُحَمَّدٌ يَدَهَا)). [راجع: ۲۶۴۸]

اس سفارش پر آپ نے حضرت اسامہ کو تنبیہ فرمائی۔

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا اور چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹو

۱۴- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾
وَلِي كَيْفَ يَقْطَعُ؟ وَقَطَعَ عَلَيَّ مِنَ الْكَفِّ
وَقَالَ قَتَادَةُ: لِي امْرَأَةٌ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ
شِمَالُهَا لَيْسَ إِلَّا ذَلِكَ.

(کتنی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنچے سے ہاتھ کٹوایا تھا۔ اور قتادہ نے کہا اگر کسی عورت نے چوری کی اور غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو بس اب داہنا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔)

اس باب میں یہ بیان ہے کہ کتنی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے۔ احادیث واردہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم تین درہم کی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۶۷۸۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم

۶۷۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عمرہ نے بیان کیا اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ پر ہاتھ کاٹ لیا جائے گا۔ اس روایت کی متابعت عبدالرحمن بن خالد زہری کے بھتیجے اور معمر نے زہری کے واسطے سے کی۔

(۶۷۹۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے عمرہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار پر کاٹ لیا جائے گا۔

(۶۷۹۱) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمن انصاری نے بیان کیا، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوتھائی دینار پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۶۷۹۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ بغیر لکڑی کے چمڑے کی ڈھال یا عام ڈھال کی چوری پر ہی کاٹا جاتا تھا۔

ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح۔

(۶۷۹۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تُقَطَّعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[طرفاء فی : ۶۷۹۰، ۶۷۹۱].

۶۷۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ)). [راجع: ۶۷۸۹]

۶۷۹۱- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُقَطَّعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ)). [راجع: ۶۷۸۹]

۶۷۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ : عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقَطَّعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنٍ مِجَنٍّ حَقِيقَةٍ أَوْ ثَرْسٍ.

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مَخْلَةً. [طرفاء فی : ۶۷۹۳، ۶۷۹۴].

۶۷۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا

عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ چور کا ہاتھ بغیر لکڑی کے چڑے کی ڈھال یا عام ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا جاتا تھا۔ یہ دونوں ڈھال قیمت سے ملتی تھیں۔ اس کی روایت وکیع اور ابن ادریس نے ہشام کے واسطے سے کی، ان سے ان کے والد نے مرسلًا۔

(۶۷۹۴) مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہشام بن عروہ نے، ہم کو ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے خبر دی، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا جاتا تھا۔ لکڑی کے چڑے کی ڈھال ہو یا عام ڈھال، یہ دونوں چیزیں قیمت والی تھیں۔

(۶۷۹۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

معلوم ہوا کہ کم از کم بارہ آنہ کی مالیت کی چیز پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور ایسے امور امام وقت یا اسلامی عدالت کے مقدمہ کی پوزیشن سمجھنے پر موقوف ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (بارہ آنہ مولانا موصوف شائد اپنے وقت کے حساب سے کہتے ہیں جب سکے چاندی کے ہوتے تھے اب روپے کے حساب سے یہ مقدار نہیں ہے، تونسوی)

(۶۷۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

(۶۷۹۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تَكُنْ تَقْطَعُ يَدَ السَّارِقِ فِي أَذْنَى مِنْ حَجَفَةٍ، أَوْ تُرْسٍ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ. رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ مُوَسَّلًا.

[راجع: ۶۷۹۲]

۶۷۹۴- حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ تَقْطَعْ يَدَ سَارِقٍ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي أَذْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ. [راجع: ۶۷۹۲]

۶۷۹۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ.

[أطرافه في: ۷۶۹۶، ۶۷۹۷، ۶۷۹۸].

۶۷۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمٍ. [راجع: ۶۷۹۵]

۶۷۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،

سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

(۶۷۹۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ضرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ ایک ڈھال پر کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی، اس روایت کی متابعت محمد بن اسحاق نے کی اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے (ثمنہ کے بجائے) لفظ قیمۃ کہا۔

(۶۷۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو صالح سے سنا، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت کی ہے کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ ایک رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

باب چور کی توبہ کا بیان

(۶۸۰۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا ہاتھ کنوایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ عورت بعد میں بھی آتی تھی اور میں اس کی ضرورتیں حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھتی تھی۔ اس عورت نے توبہ کر لی تھی اور حسن توبہ کا ثبوت دیا تھا۔

(۶۸۰۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد الجعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ ثَمْنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ. [راجع: ۶۷۹۵]

۶۷۹۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ لِي مِجَنٍّ ثَمْنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهُ.

[راجع: ۶۷۹۵]

۶۷۹۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ، فَتَقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتَقْطَعُ يَدُهُ)).

[راجع: ۶۷۸۳]

۱۵- باب تَوْبَةِ السَّارِقِ

۶۸۰۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَارْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَتَأْتِي وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا.

[راجع: ۲۶۴۸]

۶۸۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوادریس نے اور ان سے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میں تم سے عہد لیتا ہوں کہ تم اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، تم چوری نہیں کرو گے، اپنی اولاد کی جان نہیں لو گے، اپنے دل سے گھڑ کر کسی پر ہمت نہیں لگاؤ گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ پس تم میں سے جو کوئی وعدے پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے اوپر لازم ہے اور جو کوئی ان میں سے کچھ غلطی کر گزرے گا اور دنیا میں ہی اسے اس کی سزا مل جائے گی تو یہ اس کا کفارہ ہوگی اور اسے پاک کرنے والی ہوگی اور جس کی غلطی کو اللہ چھپالے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے، چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اس کی مغفرت کر دے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہاتھ کٹنے کے بعد اگر چور نے توبہ کر لی تو اس کی گواہی قبول ہوگی۔ یہی حال ہر اس شخص کا ہے جس پر حد جاری کی گئی ہو کہ اگر وہ توبہ کر لے گا۔ تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

حضرت عبادہ بن صامت انصاری سلمیٰ ثقیب انصار ہیں۔ عقبہ کی دونوں ہاتھوں میں شریک ہوئے اور جنگ بدر اور تمام لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ پھر فلسطین میں جا رہے اور بیت المقدس میں ۷۲ سال عمر پا کر ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

الْجَعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: ((أَبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَاخْذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُورٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَلَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذْبُهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قَبِلَتْ شَهَادَتُهُ، وَكُلُّ مَخْذُودٍ كَذَلِكَ إِذَا تَابَ قَبِلَتْ شَهَادَتُهُ. [راجع: ۱۸]



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اٹھائیسواں پارہ

۸۷- کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة

کتاب ان کفار و مرتدوں کے احکام میں
جو مسلمان سے لڑتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱- باب وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾
باب اور اللہ نے (سورہ مائدہ: ۳۳) میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ لڑتے اور ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیرا لٹے اور سیدھے یعنی دائیں بائیں سے کاٹے جائیں یا جلا وطن یا قید کئے جائیں۔

تشریح قبیلہ عکل اور عرینہ کے چند ڈاکو قسم کے لوگ تھے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر بظاہر مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں چند دن قیام کے بعد اپنی طبیعت کی ناسازگاری کا گلہ کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ غیب داں نہیں تھے کہ کسی شخص کے دل کا حال معلوم فرمائیں۔ آپ نے ان کی ظاہری باتوں پر یقین فرما کر ان کو اپنے جنگل کے اونٹوں کے ریوڑ میں بھیج دیا کہ وہاں رہ کر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا کریں کہ ان کا پیٹ درست ہو جائے وہ جلدھر کے مریض تھے۔ چنانچہ وہ وہاں چلے گئے اور خوب ٹھانڈے سے دودھ پی پی کر تندرست ہو گئے۔ ایک موقع دیکھ کر اونٹوں کے چرواہوں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا، ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے، ان کی آنکھوں میں کانٹے گاڑ کر اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ رسول کریم ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے ان کے تعاقب میں چند سوار دوڑائے اور وہ گرفتار کئے گئے اور دربار رسالت میں لائے گئے۔ چنانچہ جیسا انہوں نے کیا تھا وہی سزا ان کے لیے تجویز ہوئی کہ ان کو قتل کیا گیا، ان کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں کانٹے گاڑے گئے اور وہ چٹیل میدان میں تڑپ تڑپ کر واصل جنم ہوئے۔ آیت کریمہ انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله

الخ (المائدہ: ۳۳) ان ہی ظالموں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت قرآنی اور احادیث ذیل سے ثابت فرمایا تو جو لوگ کافر و مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑیں، فساد پھیلائیں، بد امنی کریں، ان کو اسلامی قوانین کے تحت حاکم وقت سخت سے سخت تر سزا دینے کا مجاز ہے۔ اگر ایسے مفسدین کو ذرا بھی رعایت دی گئی تو ملک میں اور بھی سخت ترین بد امنی ہو سکتی ہے۔ اس لیے قتنہ کا دروازہ بند کرنے کے لیے یہ سزائیں دی جانی ضروری ہیں۔ شارحین لکھتے ہیں کہ مرتدوں نے چوری کا ارتکاب کیا اور چرواہے کو نہ صرف قتل کیا بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تھے۔ اس لیے قصاص میں ان کو بھی اسی طرح کی سزا دی گئی لیکن یہ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے قیام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ بعدہ اسلام میں اس طرح کی سزا منع کر دی گئی۔ قاتل جس طرح بھی قتل کرے بدلہ میں قتل ہی کیا جائے گا، اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مشلہ نہیں کیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ محض اللہ کی مدد اور توفیق سے آج پارہ ۲۸ کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ بڑی کٹھن منزل ہے، سفر بہت ہی دشوار ہے، قدم قدم پر لغزشوں کے خطرات ہیں پھر بھی اللہ پاک سے امید ہے کہ وہ رہنمائی فرما کر غیب سے روحانی مدد کرے گا اور مثل سابق اس پارے کو بھی تکمیل تک پہنچائے گا اور مجھ کو اس قدر مہلت اور دے گا کہ میں اس پیاری کتاب کو جسے اللہ کے محبوب رسول ﷺ نے اپنی کتاب قرار دیا ہے اسے پورے طور پر اردو کا جامہ پہنا کر اشاعت میں لا کر جملہ اہل اسلام کے لیے مشعل ہدایت کے طور پر پیش کر سکوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین محرم ۱۳۹۶ھ۔

(۶۸۰۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ ابن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو قلابہ جرئی نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ عکل کے چند لوگ آئے اور اسلام قبول کیا لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی (ان کے پیٹ پھول گئے) تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں کے ریوڑ میں جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ ملا کر پیئیں۔ انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور تندرست ہو گئے لیکن اس کے بعد وہ مرتد ہو گئے اور ان اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ ہکالے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے اور انہیں پکڑ کے لایا گیا پھر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں (کیونکہ انہوں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا تھا) اور ان کے زخموں پر داغ نہیں لگوا یا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

۶۸۰۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ،
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو
قَلَابَةَ الْجَرْمِيُّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَنَوْا
الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ
فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَفَعَلُوا
فَصَحُّوا فَارْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَأْفَوْا
فَبَعَثَ فِي آفَارِهِمْ فَأَتَيْتْ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ
وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَخْسِمْنَهُمْ
حَتَّى مَاتُوا.

[راجع: ۲۳۳]

عرب میں ہاتھ پاؤں کاٹ کر جلتے تیل میں داغ دیا کرتے تھے اس طرح خون بند ہو جاتا تھا مگر ان کو بغیر داغ دیئے چھوڑ دیا گیا اور

یہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ (کذا لک جزاء الظالمین)

باب نبی کریم ﷺ نے ان مرتدوں ڈاکوؤں کے (زخموں پر)
داغ نہیں لگوایا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

(۶۸۰۳) ہم سے ابو یعلیٰ محمد بن ملت نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عرینوں کے (ہاتھ پاؤں) کٹوا دیئے لیکن ان پر داغ نہیں لگوایا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

باب مرتد لڑنے والوں کو پانی بھی نہ دینا یہاں تک کہ پیاس
سے وہ مر جائیں

(۶۸۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکّل کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سنہ ۶ھ میں آئے اور یہ لوگ مسجد کے ساتہان میں ٹھہرے۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لیے دودھ کہیں سے میا کر دیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ البتہ تم لوگ ہمارے اونٹوں میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو کر موٹے تازے ہو گئے۔ پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہٹا لے گئے۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ کے پاس فریادی پہنچا اور آنحضرت ﷺ نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے۔ ابھی دھوپ زیادہ پھیلی بھی نہیں تھی کہ انہیں پکڑ کر لایا گیا پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے سلاخیں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھیر دی گئیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کے (زخم سے) خون کو روکنے کے لیے) انہیں داغا بھی نہیں گیا۔ اسکے بعد وہ ”مرحہ“

۲- باب لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ
الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوا
جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

۶۸۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَغْلَى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ الْغُرَبَاءَ وَلَمْ يَحْسِمْنَهُمْ حَتَّى مَاتُوا. [راجع: ۲۳۳۰]
مذکورہ بالا ڈاکو مراد ہیں۔

۳- باب لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّونَ

الْمُحَارِبُونَ حَتَّى مَاتُوا

۶۸۰۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ كَانُوا فِي الصُّفَةِ فَاجْتَرَوْا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْعِنَا رِسْلًا فَقَالَ: ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِأَبِلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) فَاتَوَّاهَا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرُّعَامِيَّ وَاسْتَأْفَوْا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ الصَّرِيخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي أَثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أَتَى بِهِمْ، فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأَحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا، وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ، ثُمَّ أُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا سَقُوا حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: سَرَقُوا وَقَتَلُوا

وَحَارِبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ. [راجع: ۲۳۳]

(مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیئے گئے، وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا کہ یہ اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ انہوں نے چوری کی تھی، قتل کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے غداری نہ لڑائی تھی۔

باب نبی ﷺ کا مرتدین لڑنے والوں کی آنکھوں میں سلائی

پھر وانا

(۶۸۰۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عکل یا عربہ کے چند لوگ میں سمجھتا ہوں عکل کا لفظ کہا، مدینہ آئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دودھ دینے والی اونٹنیوں کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ وہ اونٹوں کے گلہ میں جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پیئیں۔ چنانچہ انہوں نے پیا اور جب وہ تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکالے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس یہ خبر صبح کے وقت پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے سوار دوڑائے۔ ابھی دھوپ زیادہ پھیلی بھی نہیں تھی کہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے انکے بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی بھی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی اور انہیں ”حرہ“ میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

ابو قلابہ نے کہا کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوری کی تھی، قتل کیا تھا، ایمان کے بعد کفر اختیار کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے غداری نہ لڑائی تھی۔

بلکہ نمک حرامی کی اور چرواہے کا مثلہ کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر چلتے بنے۔ اسی لیے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ واقعہ ایک ہی ہے مگر مجتہد اعظم حضرت امام بخاری نے اس سے کئی ایک سیاسی مسائل کا استنباط فرمایا ہے ایک مجتہد کی شان یہی ہوتی ہے، کوئی شک نہیں کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ ایک مجتہد اعظم تھے، اسلام کے نباض تھے، قرآن و حدیث کے حکیم حاذق تھے۔ معاندین آپ کی شان میں کچھ بھی تنقیص کریں آپ کی خداداد عظمت پر کچھ اثر نہ پڑا ہے نہ پڑے گا۔

باب جس نے فواحش (زنا کاری اغلام بازی وغیرہ) کو چھوڑ دیا

۴- باب سَمَرِ النَّبِيِّ ﷺ أَعْيُنَ

الْمُحَارِبِينَ

۶۸۰۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عَكْلٍ - أَوْ قَالَ عَرَبِيَّةَ - وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: مِنْ عَكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَشَرَبُوا حَتَّى إِذَا بَرَوْا قَتَلُوا الرَّاغِي، وَاسْتَأْفُوا النِّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَوَةً، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي إِبْرِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأَلْفُوا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يَسْقُونَ.

[راجع: ۲۳۳]

قَالَ أَبُو قَلَابَةَ: هَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارِبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

۵- باب فَضْلٍ مَنْ

اس کی فضیلت کا بیان

(۶۸۰۶) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عمر عمری نے، انہیں خبیث بن عبد الرحمن نے، انہیں حفص بن عاصم نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ علول حاکم، نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی پائی، ایسا شخص جس نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔ وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں۔ وہ شخص جسے کسی بلند مرتبہ اور خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا اور اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے اتنا پوشیدہ صدقہ کیا کہ اس کے ہائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ دائیں نے کتنا اور کیا صدقہ کیا ہے۔

تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

۶۸۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خَبِيثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ فِي خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ إِلَى نَفْسِهَا قَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ)).

[راجع: ۶۶۰]

﴿تَرْكُ الْفَوَاحِشِ﴾

مدارج اخروی حاصل کرنے اور دین و دنیا کی سعادتیں پانے کے لیے یہ حدیث ہر مومن مسلمان کو ہر وقت یاد رکھنے کے قابل ہے۔ عرش الہی کا سایہ پانے والوں کی فہرست بہت طول طویل ہے۔ اللہ پاک ہر مومن مسلمان کو روز محشر میں اپنی ظل عافیت میں جگہ نصیب فرمائے، خاص طور پر بخاری شریف پڑھنے اور عمل کرنے والوں کو اور اس کے جملہ معاونین کرام کو یہ نعمت عطا کرے اور مجھ ناچیز اور خاص کر میرے اہل و عیال و جملہ متعلقین کو یہ سعادت بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۶۸۰۷) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا۔ (دوسری سند امام بخاری نے کہا) اور مجھ سے خلیفہ بن حیاط نے بیان کیا، ان سے عمر بن علی نے، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے سل بن سعد سعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان یعنی (شرمگاہ) کی اور اپنے دونوں جڑوں کے درمیان یعنی (زبان) کی ضمانت دے دی تو میں اسے جنت میں جانے کا بھروسہ دلاتا ہوں۔

۶۸۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ)).

[راجع: ۶۴۷۴]

باب زنا کے گناہ کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں ارشاد فرمایا۔ ”اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے“ اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ”اور زنا کے قریب نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی کا کام ہے اور اس کا رتہ برا ہے“

(۶۸۰۸) ہمیں داؤد بن شیب نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی اسے نہیں بیان کرے گا۔ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی، شراب بکثرت پی جانے لگے گی اور زنا پھیل جائے گا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔ حالت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ پچاس عورتوں پر ایک ہی خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

حدیث میں ذکر کردہ نشانیاں بہت سی ظاہر ہو چکی ہیں وما امر الساعة الا كالمح البصرة.

(۶۸۰۹) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسحاق بن یوسف نے خبر دی، کہا ہم کو فضیل بن غزوان نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ بندہ جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور بندہ جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور جب وہ قتل ناحق کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ عکرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان اس سے کس طرح نکال لیا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس طرح اور اس وقت آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر پھر الگ کر لیا پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ایمان اس کے پاس لوٹ آتا ہے۔ اس طرح اور آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا۔

۶- باب إثم الزَّنا

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾. ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾.

۶۸۰۸- أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ: لَأَحَدُنَاكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ - وَإِنَّمَا قَالَ - مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزَّانَا وَيَقِلَّ الرُّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيمُ الْوَاحِدُ)).

[راجع: ۸۰]

۶۸۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا الْفَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَقْتُلُ حِينَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)). قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يَنْزَعُ مِنْهُ الْإِيمَانُ؟ قَالَ: هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

[راجع: ۶۷۷۲]

یہ کبیرہ گناہ ہیں جن سے توبہ کئے بغیر مرنے والا ایمان سے محروم ہو کر مرتا ہے جس میں ایمان کی رمت بھی ہوگی وہ ضرور توبہ کر کے مرے گا۔

(۶۸۱۰) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ذکوان نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ وہ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ پھر ان سب آدمیوں کے لیے توبہ کا دروازہ بہر حال کھلا ہوا ہے۔

۶۸۱۰- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَالتَّوْبَةُ مَغْرُوضَةٌ بَعْدُ)). [راجع: ۲۴۷۵]

مگر توبہ کی توفیق بھی قسمت والوں کو ملتی ہے توبہ سے پختہ توبہ مراد ہے نہ کہ رسمی توبہ۔

(۶۸۱۱) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے، ان سے ابو میسرہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک بناؤ، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خطرے سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے کھانے میں تمہارے ساتھ شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے واصل نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔ عمرو نے کہا کہ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبد الرحمن بن مہدی سے کیا اور انہوں نے ہم سے یہ حدیث سفیان ثوری سے بیان کی۔ ان سے اعمش، منصور اور واصل نے، ان سے ابو واہل نے اور ان سے ابو میسرہ نے۔ عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ تم اس سند کو جانے بھی دو۔

۶۸۱۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً، وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)). قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي وَاصِلٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ عَمْرُو: فَذَكَرْتُهِ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ، وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ: دَعَا دَعَا.

[راجع: ۴۴۷۷]

جس میں ابو دائل اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بیچ میں ابو میسرہ کا واسطہ نہیں ہے۔ ان جملہ روایات میں بعض کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے جو بہت بڑے گناہ ہیں مگر توبہ کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہوا ہے بشرطیکہ حقیقی توبہ ہو۔

باب ۷- باب رَجَمِ الْمُخْصَنِ
وَقَالَ الْحَسَنُ: مَنْ زَنَى بِأَخِيهِ حَدُّهُ حَدُّ
الزَّانِي.
باب محصن (شادی شدہ کو زنا کی علت میں) سنگسار کرنا اور امام
حسن بصری نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بہن سے زنا کرے تو
اس پر زنا کی حد پڑے گی

یہ اسلام کی وہ تعزیرات ہیں جن کے اجراء پر امن عالم کی بنیاد ہے۔

۶۸۱۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،
حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ
الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
حِينَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ: قَدْ
رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(۶۸۱۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن کھیل نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی
سے سنا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب انہوں نے
جمعہ کے دن عورت کو رجم کیا تو کہا کہ میں نے اس کا رجم رسول اللہ
ﷺ کی سنت کے مطابق کیا ہے۔

۶۸۱۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ،
عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي
أَوْفَى هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ
قُلْتُ: قَبْلَ سُورَةِ النُّورِ أَمْ بَعْدُ؟ قَالَ: لَا
أَدْرِي. [طرفه في: ۶۸۴۰].

(۶۸۱۳) مجھ سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے
بیان کیا، ان سے شیبانی نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی
رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو
رجم کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پوچھا سورہ نور سے پہلے یا
اس کے بعد کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔ (امرنا معلوم کے لیے اظہار لا
علیٰ کر دینا بھی امر محمود ہے)

یعنی قانون رجم طریقہ محمدی ہے جو اس برائی کو ختم کرنے کے لیے تیر ہدف ہے۔

۶۸۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ
رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ
أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَوُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُخْصِنَ. [راجع: ۵۲۷۰]

(۶۸۱۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن
مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے
بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے
حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ اسلم کے
ایک صاحب ماعز نامی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ
میں نے زنا کیا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے زنا کا چار مرتبہ اقرار کیا تو
آنحضرت ﷺ نے ان کے رجم کا حکم دیا اور انہیں رجم کیا گیا۔ وہ
شادی شدہ تھے۔

یہ ان کے کمال ایمان کی دلیل ہے کہ خود مدہ پانے کے لیے تیار ہو گئے۔

۸- باب لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ

وَالْمَجْنُونَةُ

وَقَالَ عَلِيُّ لِعُمَرَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ؟

باب پاگل مرد یا عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پاگل سے ثواب یا عذاب لکھنے والی قلم اٹھائی گئی ہے یہاں تک کہ اسے ہوش ہو جائے۔ بچہ سے بھی قلم اٹھائی گئی ہے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ سونے والا بھی مرفوع القلم ہے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے یعنی دماغ اور ہوش درست کر لے۔

تشریح مرفوع القلم کا مطلب یہ ہے کہ ان سے معافی ہے۔ ایک زانیہ عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجم کرنا چاہا تھا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا۔

(۶۸۱۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ اور سعید بن المسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، اس وقت آنحضرت ﷺ مسجد میں تھے، انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے یہ بات چار دفعہ دہرائی جب چار دفعہ انہوں نے اس گناہ کی اپنے اوپر شہادت دی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور دریافت فرمایا کیا تم دیوانے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا پھر کیا تم شادی شدہ ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور رجم کر دو۔

۶۸۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى رَدَدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْلَكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)).

[راجع: ۵۲۷۱]

(۶۸۱۶) ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر مجھے انہوں نے خبر دی، جنہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ انہوں نے کہا کہ رجم کرنے والوں میں میں بھی تھا، ہم نے انہیں آبادی سے باہر عید گاہ کے پاس رجم کیا تھا جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن ہم نے انہیں حرہ کے پاس پکڑا اور رجم کر دیا۔

۶۸۱۶- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصْلَى، فَلَمَّا أَذْلَقْتَهُ الْحِجَارَةَ هَرَبَ فَأَذْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ. [راجع: ۵۲۷۰]

تشریح ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب اس کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا قصور معاف کر دیتا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور حاکم اور ترمذی نے صحیح کہا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار کرنے والا اگر رجم کے وقت بھاگے تو اس سے رجم ساقط ہو جائے گا۔

باب زنا کرنے والے کے لیے پتھروں کی سزا ہے

(۶۸۱۷) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے آپس میں (ایک بچے عبد الرحمن نامی میں) اختلاف کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عبد بن زمعہ! بچہ تو لے لے بچہ اسی کو ملے گا جس کی جو رویا لونڈی کے پیٹ سے وہ پیدا ہو اور سودہ! تم اس سے پردہ کیا کرو۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قتیبہ نے لیث سے اس زیادتی کے ساتھ بیان کیا کہ زانی کے حصہ میں پتھر کی سزا ہے۔

(۶۸۱۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لڑکا اسی کو ملتا ہے جس کی جو رویا لونڈی کے پیٹ سے ہوا ہو اور حرام کار کے لیے صرف پتھر ہیں۔

یہ اسلام کا عدالتی فیصلہ ہے جس کا اثر بچے کی پوری زندگی حق حقوق توریت وغیرہ پر پڑتا ہے۔

باب بلاط میں رجم کرنا

مسجد نبوی کے سامنے ایک پتھروں کا فرش تھا، اسی کا نام بلاط تھا اب تو بفضل خدا تعالیٰ چاروں طرف دور دور تک فرش ہی فرش بنا ہوا ہے جو بہترین پتھروں کا فرش ہے۔

(۶۸۱۹) ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کتاب تورات میں اس کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے (اس کی سزا) چہرہ کو سیاہ کرنا اور گردھ پر الٹا سوار کرنا تجویز کی ہوئی ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! ان سے توریت منگوائیے۔ جب توریت لائی گئی تو ان میں سے ایک نے

۹- باب لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۸۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاخْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ)). زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ اللَّيْثِ ((وَالْعَاهِرِ الْحَجَرُ)).

[راجع: ۲۰۵۳]

۶۸۱۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَالْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). [راجع: ۶۷۵۰]

۱۰- باب الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

۶۸۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُثَمَانَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَخَذَنَا جَمِيعًا، فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ؟)) قَالُوا: إِنَّ أَحْبَارَنَا أَخَذُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْيِيزَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: اذْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِالتَّوْرَةِ،

رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ (اور جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہیں بلاط (مسجد نبوی کے قریب ایک جگہ) میں رجم کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ یہودی عورت کو مرد بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔

[راجع: ۱۳۲۹]

ثابت ہوا کہ مسلم ایٹم میں یہودیوں اور عیسائیوں کے فیصلے ان کی شریعت کے مطابق کئے جائیں گے بشرطیکہ اسلام ہی کے موافق ہوں۔

باب عید گاہ میں رجم کرنا (عید گاہ کے پاس یا خود عید گاہ میں)
(۶۸۲۰) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب (ماعز بن مالک) نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر جب انہوں نے چار مرتبہ اپنے لئے گواہی دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تمہارا نکاح ہو چکا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ آپ کے حکم سے انہیں عید گاہ میں رجم کیا گیا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن انہیں پکڑ لیا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور ان کا جنازہ ادا کیا اور ان کی تعریف کی جس کے وہ مستحق تھے۔

باب جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس پر حد نہیں ہے

(مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دیا یا اس سے مساس کیا) اور پھر اس کی خبر امام کو دی تو اگر اس نے توبہ کر لی اور فتویٰ پوچھنے آیا تو اسے اب توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ عطاء نے کہا کہ ایسی

فَاتِي بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ اجْنَأَ عَلَيْهَا.

۱۱- باب الرَّجْمِ بِالْمُصَلِّي

۶۸۲۰- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْتَرَفَ بِالزَّوْنِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْلَكْ جُنُونَ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((أَحْصَنْتِ)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلِّي فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ قَرَأَ فَأَذْرَكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُوْسُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ. [راجع: ۵۲۷۰]

۱۲- باب مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ

الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ

فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ: لَمْ يَعْقِبْهُ النَّبِيُّ ﷺ،

صورت میں نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔ ابن جریج نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو کوئی سزا نہیں دی تھی جنہوں نے رمضان میں بیوی سے صحبت کر لی تھی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حالت احرام میں) ہرن کا شکار کرنے والے کو سزا نہیں دی اور اس باب میں ابو عثمان کی روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی کریم ﷺ مروی ہے

یہ احکام امام وقت کی رائے اور جرائم کی نوعیتوں پر موقوف ہیں جو حدی جرائم ہیں۔ وہ اپنے قانون کے اندر ہی فیصل ہوں گے۔

(۶۸۲۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا دو مہینے روزے رکھنے کی تم میں طاقت ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر کہا کہ پھر ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

(۶۸۲۲) اور لیث نے بیان کیا، ان سے عمرو بن الحارث نے، ان سے عبد الرحمن بن القاسم نے، ان سے محمد بن جعفر بن زبیر نے، ان سے عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں آئے اور عرض کیا میں تو دوزخ کا مستحق ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ پھر صدقہ کر۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور اس کے بعد ایک صاحب گدھا ہانکتے لائے جس پر کھانے کی چیز رکھی تھی۔ عبد الرحمن نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ (دوسری روایت میں یوں ہے کہ کھجور لدی ہوئی تھی) اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ آگ میں جلنے والے صاحب کہاں ہیں؟ وہ صاحب بولے

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَلَمْ يُعَاقَبِ الَّذِي جَامَعَ فِي رَمَضَانَ، وَلَمْ يُعَاقَبِ عُمَرُ صَاحِبَ الظُّبْيِ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۶۸۲۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَاطْعِمُ سِتِينَ مِسْكِينًا)).

[راجع: ۱۹۳۶]

۶۸۲۲- وَقَالَ اللَّيْثُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ: اخْتَرَقْتُ قَالَ: ((مِمَّ ذَاكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ لَهُ: ((تَصَدَّقْ)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مَا أَذْرِي مَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُخْتَرَقُ؟)) فَقَالَ: هَا أَنَا ذَا قَالَ: ((خُذْ

کہ میں حاضر ہوں۔ آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے پوچھا کیا اپنے سے زیادہ محتاج کو دوں؟ میرے گھر والوں کے لیے تو خود کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم ہی کھاؤ۔ حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ پہلی حدیث زیادہ واضح ہے جس میں اطعم اهلك کے الفاظ ہیں۔

هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ: ((فَكُلُوهُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: الْحَدِيثُ الْأَوَّلُ أَتَيْنَ قَوْلُهُ أَطْعِمُ أَهْلَكَ.

[راجع: ۱۹۳۵]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۱۳- باب إِذَا أَقْرَبَ بِالْحَدِّ

وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ؟

باب جب کوئی شخص حدی گناہ کا اقرار غیر واضح طور پر کرے تو کیا امام کو اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے

(۶۸۲۳) مجھ سے عبد القدوس بن محمد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عاصم کلابی نے بیان کیا، ان سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک صاحب کعب بن عمرو آئے اور کہیا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔ بیان کیا آنحضرت ﷺ نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔ بیان کیا کہ پھر نماز کا وقت ہو گیا اور ان صاحب نے بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آنحضور نماز پڑھ چکے تو وہ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہیا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر حد جاری کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا۔ کیا تم نے ابھی ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔ یا فرمایا کہ تیری غلطی یا حد (معاف کر دی)

۶۸۲۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْنِي عَلَيْهِ قَالَ: وَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْهُ قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْنِي فِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ - أَوْ قَالَ - حَدَّكَ)).

غیر واضح اقرار پر آپ نے اس کو یہ بشارت پیش فرمائی آج بھی یہ بشارت قائم ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے سامنے گول مول بیان کرے کہ میں نے حدی جرم کیا ہے تو امام اس کی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔

بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اگر کوئی حدی گناہ کر کے توبہ کرتا ہوا امام یا حاکم کے سامنے آئے تو اس پر سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

تَنْبِيْهِ

باب کیا امام زنا کا اقرار کرنے والے سے یہ کہے کہ شاید تو

۱۴- باب هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقَرَّرِ :

نے چھو ہوا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو

(۶۸۲۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد الجعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے کہا کہ میں نے یعلیٰ بن حکیم سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حضرت ماعز بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ غالباً تو نے بوسہ دیا ہو گایا اشارہ کیا ہو گایا دیکھا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کیا پھر تو نے ہم بستی ہی کر لی ہے؟ اس مرتبہ آپ نے کنایہ سے کام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دیا۔

باب زنا کا اقرار کرنے والے سے امام کا پوچھنا کہ کیا تم شادی شدہ ہو؟

(۶۸۲۵) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد الرحمن بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب اور ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آواز دی یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ خود اپنے متعلق وہ کہہ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ لیکن وہ صاحب بھی ہٹ کر اسی طرف کھڑے ہو گئے جدھر آپ نے اپنا منہ پھیرا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر اپنا منہ پھیر لیا اور وہ بھی دوبارہ اس طرف آگئے جدھر آنحضرت ﷺ نے اپنا منہ پھیرا تھا اور اس طرح جب اس نے چار مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کیا تم پاگل ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے پوچھا تم نے شادی کر لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ!

لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ؟

۶۸۲۴ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ؟)) قَالَ: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَنْتَ كَتَهَا؟)) لَا يَكْنِي قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

۱۵ - باب سؤال الإمام المَقْرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ؟

۶۸۲۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ يُرِيدُ نَفْسَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي أَعْرَضَ عَنْهُ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْلِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: ((أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ

آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور رجم کر دو۔

اللہ قَالَ: ((اذْهَبُوا فَارْجُمُوهُ)).

[راجع: ۵۲۷۱]

(۶۸۲۶) ابن شہاب نے بیان کیا کہ جنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی تھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے انہیں رجم کیا تھا جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگنے لگے۔ لیکن ہم نے انہیں ”حرہ“ (حرہ مدینہ کی پتھریلی زمین) میں جالیا اور انہیں رجم کر دیا۔

۶۸۲۶- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقْنَاهُ الْحِجَارَةَ جَمَزَ حَتَّى أَذْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

[راجع: ۵۲۷۰]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ تعجب ہے ان معاندین پر جو اتنے بڑے مجتہد کو درجہ اجتہاد سے گرا کر اپنے اندرونی عناد کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

باب زنا کا اقرار کرنا

(۶۸۲۸-۲۷۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے اسے زہری سے (سن کر) یاد کیا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں۔ اس پر اس کا مقابل بھی کھڑا ہو گیا اور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا، پھر اس نے کہا کہ واقعی آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے ہی فیصلہ کیجئے اور مجھے بھی گفتگو کی اجازت دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو۔ اس شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے یہاں مزدوری پر کام کرتا تھا پھر اس نے اس کی عورت سے زنا کر لیا، میں نے اس کے فدیہ میں اسے سو بکری اور ایک خادم دیا، پھر میں نے بعض علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہونے کی حد واجب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ہوں

۱۶- باب الإِعْتِرَافِ بِالزَّانَا

۶۸۲۸، ۲۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الرُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أُنْشِدْكَ اللَّهُ إِلَّا مَا قَصَصْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ حَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ فَقَالَ: أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنْذِنْ لِي قَالَ: ((قُلْ)) قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَقْدَمْتُ مِنْهُ بِمَانَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرُّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ جَلْدٌ ذِكْرُهُ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْحَادِمُ رَدُّ عَلَيْكَ، وَعَلَى

گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے اسے جلا وطن کیا جائے گا اور اے اتیس! صبح کو اس کی عورت کے پاس جانا اگر وہ (زنا کا) اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو۔ چنانچہ وہ صبح کو اس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کر لیا اور انہوں نے رجم کر دیا۔ علی بن عبد اللہ مدینی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا جس شخص کا بیٹا تھا اس نے یوں نہیں کہا کہ ان عالموں نے مجھ سے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس میں شک ہے کہ زہری سے میں نے سنا ہے یا نہیں، اس لیے میں نے اس کو کبھی بیان کیا کبھی نہیں بیان کیا بلکہ سکوت کیا۔

(۶۸۲۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں زیادہ وقت گزر جائے اور کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ کتاب اللہ میں تو رجم کا حکم ہمیں کہیں نہیں ملتا اور اس طرح وہ اللہ کے ایک فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ رجم کا حکم اس شخص کے لیے فرض ہے جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو بشرطیکہ صحیح شرعی گواہیوں سے ثابت ہو جائے یا حمل ہو یا کوئی خود اقرار کرے۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے اسی طرح یاد کیا تھا آگاہ ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا تھا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا تھا۔

آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر اس کا حکم قیامت تک کے لیے باقی اور واجب العمل ہے، کوئی اس کا انکار کرے تو وہ گمراہ قرار پائے گا۔

باب اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے اور وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کریں گے

مگر یہ رجم بچہ جننے کے بعد ہو گا کیونکہ حالت حمل میں رجم کرنا جائز نہیں، اسی طرح کوڑے مارنے ہوں یا قصاص لینا ہو تو یہ بھی وضع حمل کے بعد ہو گا۔

(۶۸۳۰) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے

ابنک... جَلَدُ مِائَةِ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْذِيَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا، فَإِنْ اغْتَرَفَتْ فَأَرْجَمَهَا)) فَغَدَا عَلَيْهَا فَأَغْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. قُلْتُ لِسُفْيَانَ، لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرُّجْمَ فَقَالَ: أَشْكُ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُ.

[راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

۶۸۲۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ الرُّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضْلُوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ إِلَّا وَإِنَّ الرُّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَمْلُ أَوْ الْإِغْتِرَافُ قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا حَفِظْتُ إِلَّا وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ. [راجع: ۲۴۶۲]

۱۷- بَاب رَجْمِ الْحُبْلَى مِنَ الزَّانَا إِذَا أَحْصَنَتْ

۶۸۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،

ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں کئی مہاجرین کو (قرآن مجید) پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ ابھی میں منی میں ان کے مکان پر تھا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں (سنہ ۲۳ھ) ان کے ساتھ تھے کہ وہ میرے پاس لوٹ کر آئے اور کہا کہ کاش تم اس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المؤمنین کے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ فلاں صاحب سے یہ پوچھنا چھ کریں گے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں صاحب طلحہ بن عبید اللہ سے بیعت کروں گا کیونکہ واللہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بغیر سوچے سمجھے بیعت تو اچانک ہو گئی اور پھر وہ مکمل ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور کہا میں ان شاء اللہ شام میں لوگوں سے خطاب کروں گا اور انہیں ان لوگوں سے ڈراؤں گا جو زبردستی سے دخل در معقولات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے۔ حج کے موسم میں کم سمجھی اور برے بھلے ہر ہی قسم کے لوگ جمع ہیں اور جب آپ خطاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو آپ کے قریب یہی لوگ زیادہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کھڑے ہو کر کوئی بات کہیں اور وہ چاروں طرف پھیل جائے، لیکن پھیلانے والے اسے صحیح طور پر یاد نہ رکھ سکیں گے اور اس کے غلط معانی پھیلانے لگیں گے، اس لیے مدینہ منورہ پہنچنے تک کا اور انتظار کر لیجئے کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا مقام ہے۔ وہاں آپ کو خالص دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور شریف لوگ ملیں گے، وہاں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اعتماد کے ساتھ ہی فرما سکیں گے اور علم والے آپ کی باتوں کو یاد بھی رکھیں گے اور جو صحیح مطلب ہے وہی بیان کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اچھا اللہ کی قسم میں مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلے لوگوں کو اسی مضمون کا خطبہ دوں گا۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْمَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبِيدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كُنْتُ أَقْرِءُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمَنَى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ : لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا أَنَى امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ فَقَالَ : يَا امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا قَوْلَ اللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فُلْتَةً فَتَمَّتْ، فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ : إِنِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَائِمُ الْعَشِيَّةِ فِي النَّاسِ فَمَحَذَرُهُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْضِبُوهُمْ أُمُورَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ : فَقُلْتُ يَا امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاعَ النَّاسِ وَغَوَاةَهُمْ، فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلَى قُرْبِكَ، حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً يُطِيرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطِيرٍ، وَأَنْ لَا يَبُوءَهَا وَأَنْ، لَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا، فَأَمْنُهَا حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، فَتَخْلُصُ بِأَهْلِ الْفَقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُولَ : مَا قُلْتُ مَتَمَكَّنَا فَيَعْمِي أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُونَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ : أَمَا وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَأَقُومَنَّ بِذَلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُومُهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم ذی الحجہ کے مہینہ کے آخر میں مدینہ منورہ پہنچے۔ جمعہ کے دن سورج ڈھلتے ہی ہم نے (سجد نبوی) بچنے میں جلدی کی اور میں نے دیکھا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ممبر کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا ٹخنہ ان کے ٹخنے سے لگا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر نکلے، جب میں نے انہیں آتے دیکھا تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی بات کہیں گے جو انہوں نے اس سے پہلے خلیفہ بنائے جانے کے بعد کبھی نہیں کہی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ مانا اور کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ آپ کوئی ایسی بات کہیں جو پہلے کبھی نہیں کہی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر بیٹھے اور جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہوا تو آپ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اس کی شان کے مطابق کرنے کے بعد فرمایا ابا بعد! آج میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا، مجھ کو نہیں معلوم کہ شاید میری یہ گفتگو موت کے قریب کی آخری گفتگو ہو۔ پس جو کوئی اسے سمجھے اور محفوظ رکھے اسے چاہیے کہ اس بات کو اس جگہ تک پہنچا دے جہاں تک اس کی سواری اسے لے جاسکتی ہے اور جسے خوف ہو کہ اس نے بات نہیں سمجھی ہے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ میری طرف غلط بات منسوب کرے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل کی، کتاب اللہ کی صورت میں جو کچھ آپ پر نازل ہوا، ان میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا تھا سمجھا تھا اور یاد رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود (اپنے زمانہ میں) رجم کرایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وقت یونہی آگے بڑھتا رہا تو کہیں کوئی یہ نہ دعویٰ کر بیٹھے کہ رجم کی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یقیناً رجم کا حکم کتاب اللہ سے اس شخص کے لیے ثابت ہے جس نے شادی ہونے کے بعد زنا کیا ہو۔

بِالْمَدِينَةِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عَقَبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَلْنَا الرِّوَاخَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى أَجَدَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنُ نَفِيلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمَنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ: لَيَقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مِنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ: مَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُولَ: مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عَمْرُ عَلَى الْمَنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ قَامَ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قَدَّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا لَا أَذْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيَّ أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاَهَا فَلْيَحْدِثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَقُولَهَا فَلَا أَجَلَ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الرِّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى أَنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: وَاللَّهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرِّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ قَرِيبَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ، وَالرِّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، إِذَا أُخْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ

خواہ مرد ہوں یا عورتیں، بشرطیکہ گواہی مکمل ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اقرار کر لے پھر کتاب اللہ کی آیتوں میں ہم یہ بھی پڑھتے تھے کہ اپنے حقیقی باپ دادوں کے سوا دوسروں کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرو۔ کیونکہ یہ تمہارا کفر اور انکار ہے کہ تم اپنے اصل باپ دادوں کے سوا دوسروں کی طرف اپنی نسبت کرو۔ ہاں اور سن لو کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری تعریف حد سے بڑھا کر نہ کرنا جس طرح عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی حد سے بڑھا کر تعریف کی گئیں (ان کو اللہ کا بیٹا بنا دیا گیا) بلکہ (میرے لیے صرف یہ کہو کہ) میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی نے یوں کہا ہے کہ واللہ اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت تو اچانک ہو گئی تھی اور پھر وہ چل گئی۔ بات یہ ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگاہ ہوئی اور اللہ نے ناگہانی بیعت میں جو برائی ہوئی ہے اس سے تم کو بچائے رکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا متقی، خدا ترس ہو۔ تم میں کون ہے جس سے ملنے کے لیے اونٹ چلائے جاتے ہوں۔ دیکھو خیال رکھو کوئی شخص کسی سے بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ اور اتفاق اور غلبہ آراء کے بغیر بیعت نہ کرے جو کوئی ایسا کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا دونوں اپنی جان گنوا دیں گے اور سن لو بلاشبہ جس وقت حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سے سب سے بہتر تھے البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی تھی اور وہ سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے بھی ہماری مخالفت کی تھی اور باقی ماجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اس وقت میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر! ہمیں اپنے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلیے۔ چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادہ سے چل

كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِغْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفِّرَ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنْ كُفِّرَ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فَلَانًا فَلَا يَغْتَرُونَ أَمْرًا أَنْ يَقُولُوا: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلَنَّةٌ، وَكُنْتُ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ وَفَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تَقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا يَبَايِعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغَرُّهُ أَنْ يَقْتُلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَيْرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ إِنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِينَا رَجُلَانِ مِنْهُمْ صَالِحَانِ قَدْ كَرَا مَا تَمَالَى عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ؟ فَقُلْنَا: نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفَرُّوهُمْ أَقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا

پڑے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہماری انہیں میں کے دو نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ انصاری آدمیوں نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ (سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنائیں) اور انہوں نے پوچھا۔ حضرات مہاجرین آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم اپنے ان انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ ہرگز وہاں نہ جائیں بلکہ خود جو کرنا ہے کر ڈالو لیکن میں نے کہا کہ بخدا ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور انصار کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے مجلس میں ایک صاحب (سردار خزرج) چادر اپنے سارے جسم پر لپیٹے درمیان میں بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بخار آرہا ہے۔ پھر ہمارے تھوڑی دیر تک بیٹھنے کے بعد ان کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی۔ پھر کہا اب بعد! ہم اللہ کے دین کے مددگار (انصار) اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے گروہ مہاجرین! کم تعداد میں ہو۔ تمہاری یہ تھوڑی سی تعداد اپنی قوم قریش سے نکل کر ہم لوگوں میں آرہے ہو۔ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کرو اور ہم کو خلافت سے محروم کر کے آپ خلیفہ بن بیٹھو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خطبہ پورا کر چکے تو میں نے بولنا چاہا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھی تھی۔ میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بات کرنے سے پہلے ہی میں اس کو شروع کر دوں اور انصار کی تقریر سے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو غصہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دوں جب میں نے بات کرنی چاہی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا ٹھہرو میں نے ان کو ناراض کرنا برا جانا۔ آخر انہوں ہی نے تقریر شروع کی اور خدا کی قسم وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور مجھ سے زیادہ سنجیدہ اور متین تھے۔ میں نے جو تقریر اپنے دل میں سوچ لی تھی اس میں سے انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ فی البدیہہ وہی کہی بلکہ اس سے بھی بہتر پھر وہ خاموش ہو گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ

حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَإِذَا رَجُلٌ مُزْمَلٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ: مَا لَهُ؟ قَالُوا: يُوعَكُ، فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَتَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ وَكُتَيْبَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَنْتُمْ مَعْشَرُ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ، فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَرِلُونَا مِنْ أَصْلَانَا، وَأَنْ يَخْضَعُوا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ زَوْرَتُ مَقَالَةٍ أَعْجَبَنِي أَرِيدُ أَنْ أَقْدِمَهَا بَيْنَ يَدَيَّ أَبِي بَكْرٍ، وَكُنْتُ أَذَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْضِبُهُ، فَتَكَلَّمْتُ أَبُو بَكْرٍ لَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْفَرُ، وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدْيَتِهِ مِثْلَهَا، أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ: مَا ذَكَرْتُمْ فِيمَكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرِفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْقَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ. أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايَعُوا إِلَيْهَا شَيْئًا، فَأَخَذَ بِيَدِي وَبَيَّعَ أَبِي غُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا، فَلَمْ أَكْرَهُ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا: كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أَقْدَمْتُ فَتَضَرَّبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِيَّاهُمْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُنَازِمَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو

بَكَرَ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوَّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ إِلَّا قَبْلَ قَائِلٍ: الْأَنْصَارُ أَنَا جَذَبْتُهَا الْمُحْكُوكَ وَغَذَيْتُهَا الْمَرْجُبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى قُرِفَتْ مِنَ الْإِخْتِلَافِ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ، فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعْتُهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ: قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، قَالَ عُمَرُ: وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرِ أَقْوَى مِنْ مَبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ خَشِينَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةً أَنْ يُبَايَعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا، فِيمَا بَايَعْنَاهُمْ عَلَى مَالٍ نَرُضَى وَإِنَّمَا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُونُ فُسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُتَابِعْ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِيرَةً أَنْ يُقْتَلَ.

[راجع: ۲۴۶۲]

کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انصاری بھائیو تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی ہے وہ سب درست ہے اور تم بے شک اس کے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا اور کسی خاندان والوں کے لیے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قریش ازروئے نسب اور ازروئے خاندان تمام عرب کی قوموں میں بڑھ چڑھ کر ہیں اب تم لوگ ایسا کرو کہ ان دو آدمیوں میں سے کسی سے بیعت کر لو۔ ابو بکر نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ تھاموا ہمارے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کی ساری گفتگو میں صرف یہی ایک بات مجھ سے میرے سوا ہوئی۔ واللہ میں آگے کر دیا جاتا اور بے گناہ میری گردن مار دی جاتی تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ مجھے ایک ایسی قوم کا امیر بنایا جاتا جس میں ابو بکر بیٹھ خود موجود ہوں۔ میرا اب تک یہی خیال ہے یہ اور بات ہے کہ وقت پر نفس مجھ کو ہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جو اب نہیں کرنا۔ پھر انصار میں سے ایک کہنے والا حباب بن منذریوں کہنے لگا سنو میں ایک لکڑی ہوں کہ جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑ کر کھلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑھ ہوں جو درختوں کے ارد گرد حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔ میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو غلیفہ رہیں (دونوں مل کر کام کریں) ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا۔ مہاجرین قوم کا اب خوب شور و غل ہونے لگا کوئی کچھ کتا کوئی کچھ کتا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے آخر میں کہہ اٹھا ابو بکر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین جتنے وہیں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر انصاریوں نے بھی بیعت کر لی (چلو جھگڑا تمام ہوا جو منظور الہی تھا وہی ظاہر ہوا) اس کے بعد ہم حضرت سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) ایک شخص انصار میں سے کہنے لگا بھائیو! بچارے سعد بن عبادہ کا تم نے خون کر ڈالا۔ میں نے کہا اللہ اس کا خون کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو حضرت ابو بکرؓ کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم

نہیں ہوتی کیونکہ ہم کو ڈر پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہو ہم لوگوں سے جدا رہیں اور ابھی انہوں نے کسی سے بیعت نہ کی ہو وہ کسی اور شخص سے بیعت کر بیٹھیں تب دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو ہم بھی جبراً و قہراً اسی سے بیعت کر لیتے یا لوگوں کی مخالفت کرتے تو آپس میں فساد پیدا ہوتا (پھوٹ پڑ جاتی) دیکھو پھر یہی کتا ہوں جو شخص کسی شخص سے بن سوچے سمجھے، بن صلاح و مشورہ بیعت کر لے تو دوسرے لوگ بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کرے، نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی ہے کیونکہ وہ دونوں اپنی جان گنوائیں گے۔

تفسیر اس طویل حدیث میں بہت سی باتیں قابل غور ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر دوسرے سے بیعت کا ذکر کرنے والا شخص کون تھا؟ اس کے بارے میں بلاذری کے انساب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گزر جانے پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کریں گے۔ یہی صحیح ہے۔ مولانا وحید الزماں مرحوم کی تحقیق یہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آکر جو خطبہ دیا اس میں آپ نے اپنی وفات کا بھی ذکر فرمایا یہ ان کی کرامت تھی ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب موت نزدیک آ پہنچی ہے۔ اس خطبہ کے بعد ہی ابھی ذی الحجہ کا مہینہ ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ ابو لؤلؤ جو سی نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری موت آ پہنچی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مرغ ان کو چونچیں مار رہا ہے۔ منیٰ میں اس کہنے والے کے جواب میں آپ نے تفصیل سے اپنے خطبہ میں اظہار خیال فرمایا اور کہا کہ دیکھو بغیر صلاح مشورہ کے کوئی شخص امام نہ بن بیٹھے، ورنہ ان کی جان کو خطرہ ہو گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ خلافت اور بیعت ہمیشہ سوچ سمجھ کر مسلمانوں کے صلاح و مشورے سے ہونی چاہیے اور اگر کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظیر دے کر ان کی بیعت دفعاً ہوئی تھی باوجود اس کے اس سے کوئی برائی پیدا نہیں ہوئی تو اس کی بے وقوفی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ترین امت اور خلافت کے اہل تھے۔ اتفاق سے ان ہی سے بیعت بھی ہو گئی ہر وقت ایسا نہیں ہو سکتا سبحان اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد حق بجانب ہے بغیر صلاح و مشورہ کے امام بن جانے والوں کا انجام اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ ان حالات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ان کا مطلب یہ تھا کہ میں مرتے دم تک اسی خیال پر قائم ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں مقدم نہیں ہو سکتا اور جن لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں میں ان کا سردار نہیں بن سکتا۔ اب تک تو میں اسی اعتقاد پر مضبوط ہوں لیکن آئندہ اگر شیطان یا نفس مجھ کو بہکا دے اور کوئی دوسرا خیال میرے دل میں ڈال دے تو یہ اور بات ہے۔ آفریں صد آفریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عجز اور انکسار اور حقیقت فہمی پر کہ انہوں نے ہر بات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے بلند و بالا سمجھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انصاری خطیب نے جو کچھ کہا اس کا مطلب اپنے تئیں اس کے ان خیالات کا اظہار کرنا تھا کہ میں بڑا صاب الرائے اور عقلمند اور مرجع قوم ہوں لوگ ہر جھگڑے اور قضیے میں میری طرف رجوع ہوتے ہیں اور میں ایسی عمدہ رائے دیتا ہوں کہ جو کسی کو نہیں سوچتی گویا تنازع اور جھگڑے کی کھلی میرے پاس آکر اور مجھ سے رائے لے کر رفع کرتے ہیں اور تباہی اور بربادی کے ڈر میں میری پناہ لیتے ہیں میں ان کی باڑھ ہو جاتا ہوں حوادث اور بلاؤں کی آندھیوں سے ان کو بچاتا ہوں، اپنی اتنی تعریف کے بعد

اس نے دو خلیفہ مقرر کرنے کی تجویز پیش کی جو سراسر غلط تھی اور اسلام کے لیے سخت نقصان دہ اسے تائید الہی سمجھنا چاہیے کہ فوراً ہی سب حاضرین انصار اور مہاجرین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اتفاق رائے کر کے مسلمانوں کو منتشر ہونے سے بچا لیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی اور خفا ہو کر ملک شام کو چلے گئے وہاں اچانک ان کا انتقال ہو گیا۔ انتخاب خلیفہ کے مسئلہ کو تجویز و تکفین پر بھی مقدم رکھا، اسی وقت طے عموماً یہ رواج ہو گیا کہ جب کوئی خلیفہ یا بادشاہ مرجاتا ہے تو پہلے اس کا جانشین منتخب کر کے بعد میں اس کی تجویز و تکفین کا کام کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ضمنی طور پر جعلی زانیہ کے رجم کا بھی ذکر ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

۱۸- باب الْبُكَرَانِ يُجْلِدَانِ وَيُنْفِيَانِ باب اس بیان میں کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے

مارے جائیں

اور دونوں کا دیس نکالا کر دیا جائے جیسا کہ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد پس تم ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں ذرا شفقت نہ آنے پائے، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے۔ یاد رکھو زنا کار مرد نکاح بھی کسی سے نہیں کرتا سوائے زنا کار عورت یا مشرک عورت کے اور زنا کار عورت کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے زانی یا مشرک مرد کے اور اہل ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے آیت ولا تأخذکم بهما رافۃ فی دین اللہ کی تفسیر میں کہا کہ ان کو حد لگائے میں رحم مت کرو۔

(۶۸۳۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے زید بن خالد الجہنی نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ ان لوگوں کے بارے میں حکم دے رہے تھے جو غیر شادی شدہ ہوں اور زنا کیا ہو کہ سو کوڑے مارے جائیں اور سال بھر کے لیے جلا وطن کر دیا جائے۔

(۶۸۳۲) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کیا تھا پھر یہی طریقہ قائم ہو گیا۔

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيَشْهَدُنَّ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ. الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النور : ۲-۳]

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : رَأْفَةٌ : إِقَامَةُ الْحُدُودِ.

۶۸۳۱- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُخْصَنَ : جَلْدَ مِائَةً وَتَغْرِيبَ عَامٍ. [راجع: ۲۳۱۴]

۶۸۳۲- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السَّنَةُ.

تَفْصِيلًا

ان احادیث سے خفیہ کا مذہب رد ہوتا ہے جو ان کے لیے جلا وطنی کی سزائیں مانتے اور کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف سو کوڑے مذکور ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جن سے تم کو قرآن مجید پہنچا ان ہی نے زانی کو جلا وطن کیا اور حدیث بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے۔

(۶۸۳۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں جس نے زنا کیا تھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا حد قائم کرنے کے ساتھ ایک سال تک شہر باہر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

۶۸۳۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُخْصَنْ بَنَفَى عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ. [راجع: ۲۳۱۵]

باب بدکاروں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

(۶۸۳۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو مخنث بنتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مرد بنیں اور آپ نے فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو اور آنحضرت ﷺ نے فلاں کو گھر سے نکالا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا تھا۔

۱۹- باب نفی اهل المعاصي والمُخَنَّثِينَ

۶۸۳۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمَرْجَلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرِجُوا فُلَانًا وَأَخْرِجُوا عُمَرُ فُلَانًا.

اچھے نامی مخنث کو آنحضرت ﷺ نے گھر سے نکالا تھا۔ نفی کے ذیل حقیقی مخنث نہیں آتے بلکہ بناوٹی مخنث آتے ہیں یا وہ مخنث جو قاضیہ الفاظ یا حرکات کا ارتکاب کریں فافہم ولا تکن من القاصرين

باب جو شخص حاکم اسلام کے پاس نہ ہو (کہیں اور ہو) لیکن اس کو حد لگانے کے لیے حکم دیا جائے

۲۰- باب مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

(۶۸۳۵-۳۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی زب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اس پر دوسرے نے کھڑے ہو کر کہا کہ انہوں نے صحیح کہا

۶۸۳۵، ۶۸۳۶- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْضَلُ بَيْنَنَا بَكْتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصَمُهُ فَقَالَ

یا رسول اللہ! ان کا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں، میرا لڑکا ان کے یہاں مزدور تھا اور پھر اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے کو رجم کیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے سو بکریوں اور ایک کثیر کافدیہ دیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان کا خیال ہے کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی لازمی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا۔ بکریاں اور کثیر تھمیس واپس ملیں گی اور تمہارے لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ملے گی اور انیس! صبح اس عورت کے پاس جاؤ (اور اگر وہ اقرار کرے تو) اسے رجم کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے رجم کیا۔

(وہ عورت کہیں اور جگہ تھی آپ نے اسے رجم کرنے کے لیے انیس کو بھیجا اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ قطلانی نے کہا کہ آپ نے جو انیس کو فریق ثانی کی جو رو کے پاس بھیجا وہ زنا کی حد مارنے کے لیے نہیں بھیجا کیونکہ زنا کی حد لگانے کے لیے تجسس کرنا یا ڈھونڈنا بھی درست نہیں ہے اگر کوئی خود آکر بھی زنا کا اقرار کرے اس کے لیے بھی تفتیش کرنا مستحب ہے یعنی یوں کہنا کہ شاید تو نے بوسہ دیا ہو گا یا مساس کیا ہو گا بلکہ آپ نے انیس کو صرف اس لیے بھیجا کہ اس عورت کو خبر کر دیں کہ فلاں شخص نے تجھ پر زنا کی تحست لگائی ہے اب وہ حد قذف کا مطالبہ کرتی ہے یا معاف کرتی ہے۔ جب انیس اس کے پاس پہنچے تو اس عورت نے صاف طور پر زنا کا اقرار کیا۔ اس اقرار پر انیس جھڑنے لگے اس کو حد لگائی اور رجم کیا۔

باب اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کافر میں

”اور تم میں سے جو کوئی طاقت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مسلمان عورتوں میں سے نکاح کر سکے تو وہ تمہاری آپس کی مسلمان عورتوں میں سے ہر تمہاری شرعی ملکیت میں ہوں نکاح کرے اور اللہ تمہارے بھائی سے

صَدَقَ أَقْضَى لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَكْتَابِ اللَّهِ
إِنْ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزَنِي
بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنْ عَلَى ابْنِي الرُّجْمَ
فَأَقْدَبْتُ بِمَانَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةً ثُمَّ سَأَلْتُ
أَهْلَ الْعِلْمِ فَرَزَعُمَا أَنْ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ
مَانَةٍ وَتَغْرِبُ عَامٍ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا
الْغَنَمُ وَالْوَلِيدَةُ فَرَدُّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ
جَلْدُ مَانَةٍ وَتَغْرِبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ
فَاغْذُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَارْجُمِهَا)) فَقَدَا
أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

۲۱- باب قول الله تعالى

﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ
الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ
إِيْمَانُكُمْ مِنْ قِيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ

خوب واقف ہے۔ تم سب آپس میں ایک ہو سو ان لونڈیوں کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لیا کرو اور ان کے مرا نہیں دے دیا کرو دستور کے موافق اس طرح کہ وہ قید نکاح میں لائی جائیں نہ کہ مستی نکالنے والیاں ہوں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والیاں ہوں پھر جب وہ لونڈی قید میں آجائیں اور پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو ان کے لیے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لیے ہے۔ یہ اجازت اس کے لیے ہے جو تم میں سے بدکاری کا ڈر رکھتا ہو اور اگر تم صبر سے کام لو تو تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

شیخ جرم کی صورت میں سو کوڑوں کے بدلہ پچاس کوڑے پڑیں گے رجم نہ ہوں گی۔ حافظ نے کہا علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ لونڈی کا احسان کیا ہے۔ بعضوں نے کہا نکاح کرنا بعضوں نے کہا آزاد ہونا پہلے قول پر اگر نکاح سے پہلے لونڈی زنا کرے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔ ابن عباس اور ایک جماعت تابعین کا یہی قول ہے اور اکثر علماء کے نزدیک نکاح سے پہلے بھی اگر لونڈی زنا کرے تو اس پر پچاس کوڑے پڑیں گے اور آیت میں حصان کی قید لگانی اس سے یہ غرض ہے کہ لونڈی کو محضہ ہو پھر وہ رجم نہیں ہو سکتی کیونکہ رجم میں نصف سزا ممکن نہیں بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ غیر مصافحات زوانی ولا متخذات محصلات پہلے کا معنی حرام کرانے والیاں اور دوسرے کا معنی آشنائیاں والیاں۔

باب جب کوئی کنیز زنا کرے

۲۲- باب إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

(۶۸۳۷-۶۸۳۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کنیز کے متعلق پوچھا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے مارو۔ اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو۔ اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور اسے بیچ ڈالو خواہ ایک رسی ہی قیمت میں ملے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے یقین نہیں کہ تیسری مرتبہ (کوڑے لگانے کے حکم) کے بعد یہ فرمایا یا جو تھی مرتبہ کے بعد۔

۶۸۳۷، ۶۸۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ مِنَ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتِ وَلَمْ تُحْصَنَ قَالَ: ((إِذَا زَنَتِ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ يَغْوُهَا وَلَوْ بِصَفِيرٍ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَذْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ. [راجع: ۲۱۵۲، ۲۱۵۴]

باب لونڈی کو شرعی سزا دینے کے بعد پھر ملامت نہ کرے

نہ لونڈی جلا وطن کی جائے

۲۳- باب لَا يُثْرَبَ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا

زَنَتِ وَلَا تُنْفَى

(۶۸۳۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کنیز زنا کرے اور اس کا زنا کھل جائے تو اسے کوڑے مارنے چاہئیں لیکن لعنت ملامت نہ کرنی چاہیے پھر اگر وہ دوبارہ زنا کرے تو پھر چاہیے کہ کوڑے مارے لیکن ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرے تو بیچ دے خواہ بالوں کی ایک رسی ہی قیمت پر ہو۔ اس روایت کی متابعت اسماعیل بن امیہ نے سعید سے کی، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

باب ذمیوں کے احکام اور اگر شادی کے بعد انہوں نے زنا کیا اور امام کے سامنے پیش ہوئے تو اس کے احکام کا بیان (۶۸۴۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے رجم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا تھا۔ میں نے پوچھا سورہ نور سے پہلے یا اس کے بعد۔ انہوں نے بتلایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس روایت کی متابعت علی بن مسر، خالد بن عبد اللہ الحاربی اور عبیدہ بن حمید نے شیبانی سے کی ہے اور بعض نے (سورہ نور کے بجائے) سورہ المائدہ کا ذکر کیا ہے لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔

بظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اس میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک یہودی اور ایک یہودن کو رجم کیا۔ عبد اللہ بن ابی اوفی کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو جب کوئی بات اچھی طرح معلوم نہ ہو تو یوں کہے میں نہیں جانتا اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور جو کوئی اسے عیب سمجھ کر سائل کی ہر بات کا جواب دیا کرے وہ احمق ہے عالم نہیں ہے۔ (وحیدی)

(۶۸۴۱) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ

۶۸۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا زَنَتِ الْأُمَةُ فَتَيْنَ زَنَاهَا فَلْيَجْلِدْنَاهَا وَلَا يُرَبِّ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ فَلْيَجْلِدْنَاهَا وَلَا يُرَبِّ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَجْلِدْنَاهَا وَلَوْ بِحَبْلِ مِنْ شَعْرٍ)). تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۴- بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِخْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرَفَعُوا إِلَى الْإِمَامِ ۶۸۴۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ: رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ لَقُلْتُ: أَقْبَلَ النُّورِ أَمْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْمَحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. [راجع: ۸۶۱۳]

۶۸۴۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کاری کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور کوڑے لگاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ تم جھوٹے ہو اس میں رجم کا حکم موجود ہے چنانچہ وہ تورات لائے اور کھولا۔ لیکن ان میں کے ایک شخص نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد کا حصہ پڑھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت موجود تھی۔ پھر انہوں نے کہا اے محمد! آپ نے سچ فرمایا اس میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور دونوں رجم کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھروں سے پجانے کی کوشش میں اس پر جھکارا تھا۔

یہود کا اس طرح تحریف کرنا عام معمول بن گیا تھا۔ مدافسوں کہ امت مسلمہ میں بھی یہ برائی پیدا ہو گئی ہے، الا ماشاء اللہ۔

باب اگر حاکم کے سامنے کوئی شخص اپنی عورت کو یا کسی دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگائے تو کیا حاکم کو یہ لازم ہے کہ کسی شخص کو عورت کے پاس بھیج کر اس تہمت کا حال دریافت کرائے

عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إِنْ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنِيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوا: نَفْضُحُهُمْ وَيَجْلِدُونَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ إِنْ فِيهَا الرَّجْمُ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: اذْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُخْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ۱۳۲۹]

۲۵- باب إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوْ امْرَأَةً غَيْرِهِ بِالزُّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ؟

باب کی حدیث میں دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگانے کا ذکر ہے لیکن اپنی عورت کو تہمت لگانا اسی سے نکلا کہ اس وقت عورت کا خاوند بھی حاضر تھا اس نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا گویا اس نے بھی اپنی عورت کو تہمت لگائی۔

(۶۸۴۲-۶۸۴۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور انہیں ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ دو آدمی اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارا فیصلہ کتب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور دوسرے نے جو زیادہ سمجھدار تھے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہمارا فیصلہ

۶۸۴۲، ۶۸۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَقْضِ بَيْنَنَا

کتب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو۔ انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا ان صاحب
 کے یہاں مزدور تھا۔ مالک نے بیان کیا کہ حسیف مزدور کو کہتے ہیں اور
 اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ
 میرے بیٹے کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے فدیہ میں سو
 بکریاں اور ایک لونڈی دے دی پھر جب میں نے علم والوں سے پوچھا
 تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کے
 لیے ملک بدر کرنا ہے۔ رجم تو صرف اس عورت کو کیا جائے گا اس لیے
 کہ وہ شادی شدہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم
 جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا فیصلہ کتب اللہ کے مطابق
 کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس ہیں پھر ان
 کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا اور
 انیس اسلمی بڑھ کو حکم فرمایا اس مذکورہ عورت کے پاس جائیں اگر وہ
 اقرار کر لے تو اسے رجم کر دیں چنانچہ اس نے اقرار کیا اور وہ رجم کر
 دی گئی۔

بِكَتَابِ اللَّهِ، وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا:
 أَجَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَفْضُ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ
 وَأَنْذَن لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ: ((تَكَلَّمْ)) قَالَ:
 إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، قَالَ مَالِكٌ
 وَالْعَسِيفُ: الْأَجِيرُ فَرَزَنِي بِأَمْرَائِهِ فَأَخْبَرُونِي
 أَنَّ عَلَى ابْنِي الرُّجْمَ، فَأَقْدَنْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ
 شَاةٍ وَبِجَارِيَةِ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ
 الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدٌ
 مِائَةٌ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرُّجْمُ عَلَى
 أَمْرَائِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا وَالَّذِي
 نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا
 غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرُدُّ عَلَيْكَ)) وَجَلَدَ ابْنَهُ
 مِائَةً وَغَرَبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أَنْ يُسَا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ
 يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنْ اغْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا
 فَاغْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

آنحضرت ﷺ نے انیس کو بھیج کر اس عورت کا حال معلوم کرایا۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

باب حاکم کی اجازت کے بغیر اگر کوئی شخص اپنے گھروالوں یا
 کسی اور کو تنبیہ کرے

۲۶- باب مَنْ أَدَبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ

دُونِ إِذْنِ السُّلْطَانِ

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ اگر کوئی نماز
 پڑھ رہا ہو اور دوسرا اس کے سامنے سے گزرے تو اسے روکنا چاہیے
 اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے اور ابو سعید خدری
 رضی اللہ عنہ ایسے ایک شخص سے لڑ چکے ہیں۔

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِذَا صَلَّى
 فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ
 أَبَى فَلْيَقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ.

جو نماز میں ان کے آگے سے گزر رہا تھا۔ ابو سعید نے اس کو ایک مار لگائی پھر مروان کے پاس مقدمہ گیا۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ
 نے یہ نکالا کہ جب غیر شخص کو بے امام کی اجازت کے مارنا اور دھکیل دینا درست ہوا تو آدمی اپنے غلام یا لونڈی کو بطریق اولیٰ زنا کی حد
 لگا سکتا ہے۔

(۶۸۴۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام
 مالک نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن القاسم نے بیان کیا، ان سے

۶۸۴۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي
 مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ

ان کے والد (قاسم بن محمد) نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو رکتا پڑا جبکہ یہاں پانی بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مجھ پر سخت ناراض ہوئے اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مکا مارنے لگے مگر میں نے اپنے جسم میں کسی قسم کی حرکت اس لیے نہیں ہونے دی کہ آنحضرت ﷺ آرام فرما رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعَ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي فَقَالَ: حَبَسَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ لَعَاتِبِي وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التِّيمُمِ. [راجع: ۳۳۴]

اس سے گمراہوں کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنا ثابت ہوا۔

(۶۸۴۵) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور زور سے میرے ایک سخت گھونسا لگایا اور کہا تو نے ایک ہار کے لیے سب لوگوں کو روک دیا۔ میں اس سے مرنے کے قریب ہو گئی اس قدر مجھ کو درد ہوا لیکن کیا کر سکتی تھی کیونکہ آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ لکڑ اور وکڑ کے ایک ہی معنی ہیں۔

۶۸۴۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكَزَةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: حَبَسَتْ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فِيَّ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَوْجَعَنِي نَحْوَهُ. لَكَزَ وَوَكَزَ: وَاحِدٌ.

[راجع: ۳۳۴]

باب اور حدیث میں مطابقت یوں ہے کہ اس قدر مار سے بھی تعزیر جائز ہے۔

باب اس مرد کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۲۷ - بَاب مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو گول مول رکھا ہے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء نے کہا کہ اس پر قصاص لازم ہو گا اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس کی جو رو فعل شنیعہ کر رہی تھی تب تو اس پر سے قصاص ساقط ہو گا اور شافعی نے کہا کہ عند اللہ وہ قتل کرنے سے گنہگار نہ ہو گا اگر زنا کرنے والا محسن ہو لیکن ظاہر شرع میں اس پر قصاص ہو گا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں حضرت امام احمد اور اسحاق کا قول مناسب ہے کہ اگر وہ گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ یہ مرد اس کی عورت سے بدکاری کر رہا تھا یا ایسی حالت میں مارے کہ دونوں اس فعل میں معروف ہوں تب تو قصاص ساقط ہونا چاہیے اور اشتعال طبع میں قاتل سے قصاص نہ لیا جانا قانون ہے۔ اس کا بھی فشاء یہی ہے لیکن حنفیہ اور جمہور علماء قصاص واجب جانتے ہیں۔ (وحیدی)

(۶۸۴۶) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے مغیرہ کے کاتب و راد نے، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو سیدھی تلوار کی دھار سے اسے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے۔ میں ان سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

۶۸۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ وَرَادٍ، كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفِّحٍ، فَلَبَّغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةٍ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي)).

[طبرہ فی : ۷۴۱۶]

بخاری رحمہ اللہ کا ترجمان یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس غیرت میں اگر اگر وہ اس زانی کو قتل کر دے تو عند اللہ ماخوذ نہ ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سند میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے، ان کی کنیت ابو ثابت ہے، انصاری ہیں سعدی خزرجی۔ بارہ نقیبوں میں سے جو بیعت عقبہ اولیٰ میں خدمت نبوی میں مدینہ سے اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ انصار میں ان کو درجہ سیادت حاصل تھا۔ عہد فاروقی پر اڑھائی برس گزرنے پر شام کے شہر حوزان میں جنت کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

باب اشارے کنائے کے طور پر کوئی بات کہنا

۲۸- باب مَا جَاءَ فِي التَّغْرِیضِ

اس کو تریض کہتے ہیں۔

(۶۸۴۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میری بیوی نے کالا لڑکا جتنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا پھر یہ کہاں سے آگیا؟ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا جس کی وجہ سے ایسا اونٹ پیدا ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ایسا بھی ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

۶۸۴۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((فِيهَا أَوْزُقٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((لَأَنِّي كُنْتُ ذَلِكَ؟)) قَالَ: أَرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ: ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ عِرْقًا)).

[راجع : ۵۳۰۷]

حکیموں نے لکھا ہے کہ رنگ کے اختلاف سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بچہ اس مرد کا نہیں ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات ماں باپ دونوں گورے ہوتے ہیں مگر لڑکا سانولا پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ماں حمل کی حالت میں کسی

سانولے مرد کو یا کالی چیز کو دیکھتی رہتی ہے۔ اس کا رنگ بچہ کے رنگ پر اثر کرتا ہے البتہ اعضاء میں مناسبت مل باپ سے ضرور ہوتی ہے مگر وہ بھی ایسی مخلوط کہ جس کو قیافہ کا علم نہ ہو وہ نہیں سمجھ سکتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعریض کے طور پر قذف کیے میں حد نہیں پڑتی۔ امام شافعی اور امام بخاری رحمہما علیہما کا یہی قول ہے ورنہ آنحضرت ﷺ اس کو حد لگاتے۔ مرد نے اپنی عورت کے متعلق جو کہا یہی تعریض کی مثال ہے۔ اس نے صاف یوں نہیں کہا کہ لڑکا حرام کا ہے مگر مطلب یہی ہے کہ وہ لڑکا میرے نطفے سے نہیں ہے کیونکہ میں گورا ہوں میرا لڑکا ہوتا تو میری طرح گورا ہی ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں یہی حکمت کی بات بتائی اور اس مرد کی تشفی ہو گئی۔

باب تنبیہ اور تعزیر یعنی حد سے کم سزا کتنی ہونی چاہیے۔

(۶۸۴۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حنیب نے بیان کیا، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر و سزا نہ مارے جائیں۔

(۶۸۴۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مسلم بن ابی مریم نے بیان کیا، کما جھ سے عبد الرحمن بن جابر نے ان صحابی سے بیان کیا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے سوا مجرم کو دس کوڑے سے زیادہ کی سزا نہ دی جائے۔

(۶۸۵۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو عمرو نے خبر دی، ان سے بکیر نے بیان کیا کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبد الرحمن بن جابر آئے اور سلیمان بن یسار سے بیان کیا پھر سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے

۲۹- باب کَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ؟

۶۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)). [طرفاء في: ۶۸۴۹، ۶۸۵۰].

۶۸۴۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَنْ سَمْعِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا عُقُوبَةُ فَوْقَ عَشْرِ ضَرْبَاتٍ، إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)). [راجع: ۶۸۴۸]

حدی سزاؤں کے علاوہ یہ اختیاری سزا ہے۔

۶۸۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ، فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، ثُمَّ

عبدالرحمن بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدود اللہ میں سے کسی حد کے سوا کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ کی سزا نہ دو۔

أَقْبَلَ عَلَيْنَا سَلِيمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَجْلِدُوا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)).

[راجع: ٦٨٤٨]

ہمارے امام احمد بن حنبل اور جملہ ائمہ الحدیث کے نزدیک تقریر میں دس کوڑے سے زیادہ نہیں مارنا چاہیے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کم سے کم جو حد ہے یعنی چالیس کوڑے غلام کے لیے اس سے ایک کم تک یعنی اسیس کوڑے تک تقریر ہو سکتی ہے۔ ہماری دلیل وہ احادیث ہیں جو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ذکر فرمائی ہیں اور حنفیہ کو بھی اس مسئلہ میں اپنے امام کا قول ترک کرنا چاہیے اور صحیح حدیث پر عمل کرنا چاہیے ان کے امام نے ایسی ہی وصیت کی ہے۔ حضرت ابو بردہ انصاری رحمہ اللہ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں ستر انصاریوں کے ساتھ شامل تھے۔ جنگ بدر اور بعد کی سب جنگوں میں شرکت کی، حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ کے ماموں ہیں، بعد حضرت معاویہ لاول فوت ہوئے۔ نام ہانی بن یار ہے رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(٦٨٥١) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عمیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رحمہ اللہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال (مسلل افطار کے بغیر کئی دن کے روزے رکھنے) سے منع فرمایا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ خود تو وصال کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ جیسا ہے؟ میرا تو حال یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے لیکن وصال کرنے سے صحابہ نہیں رکے تو آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن کے بعد دوسرے دن کا وصال کیا پھر اس کے بعد لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر (عید کا) چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور وصال کرتا۔ یہ آپ نے تنبیہ فرمایا تھا کیونکہ وہ وصال کرنے پر مصر تھے۔ اس روایت کی متابعت شعیب، یحییٰ بن سعید اور یونس نے زہری سے کی ہے اور عبدالرحمن بن خالد حنفی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

٦٨٥١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ غَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوَصَالِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُوَاصِلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّكُمْ مِنِّي إِنْ أَيْتَ يَطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْتَفِينُ)) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوَصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ: ((لَوْ تَأَخَّرَ لِرِذْوَانِكُمْ)) كَأَلْمُنْكَلٍ بِهِمْ حِينَ أَبَوْا تَابَعَهُ شُعَيْبٌ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ: عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٦٥]

تشیع ہمیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپ نے ان کو سزا دینے کے طور پر ایک دن بھوکا رکھا پھر دوسرے دن بھوکا رکھا۔ اتفاق سے چاند ہو گیا ورنہ آپ اور روزے رکھے جاتے کہ دیکھیں کہاں تک یہ لوگ مبر کرتے ہیں۔ اس سے صحابہ پر حکم عدولی کا اہرام ثابت ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا حکم فرمانا بطور حکم کے نہ تھا ورنہ صحابہ اس کے خلاف ہرگز نہ کرتے بلکہ ان پر شفقت اور مہربانی کے طور پر تھا۔ جب انہوں نے یہ آسانی پسند نہ کی تو آپ نے فرمایا اچھا یوں ہی سہی اب دیکھیں کتنے دن تک تم وصال کر سکتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام یا حاکم قول یا فعل سے یا جس طرح چاہے مجرم کو تعزیر دے سکتا ہے۔ اس طرح مالی نقصان دے کر یعنی جرمانہ وغیرہ کر کے۔ ہمارے امام ابن قیم نے اپنی کتاب القضا میں اس کی بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں کہ تعزیر بالمال ہماری شریعت میں درست ہے مگر بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ حضرت سعید بن مسیب قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے فقہ و حدیث کے امام زہد اور عبادت میں پلکائے روزگار ہیں۔ کھولنے کہا کہ میں بہت سے شہروں میں گھوما مگر سعید سے بڑا عالم میں نے نہیں پایا عمر بھر میں چالیس بار حج کیا۔ سنہ ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۸۵۲) مجھ سے عیاش بن الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حضرت سالم نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس پر مار پڑتی کہ جب غلہ کے ڈھیریوں ہی خریدیں، بن ناپے اور تولے اور اس کو اسی جگہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں ہاں وہ غلہ اٹھا کر اپنے ٹھکانے لے جائیں پھر بیچیں تو کچھ سزا نہ ہوتی۔

۶۸۵۲- حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جَزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْزَوْهُ إِلَى رَحَالِهِمْ.

[راجع: ۲۱۲۳]

(۶۸۵۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا ہاں جب اللہ کی قائم کی ہوئی حد کو توڑا جاتا تو آپ پھر بدلہ لیتے تھے۔

۶۸۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ اللَّهُ. [راجع: ۳۵۶۰]

یہ عروہ بن زبیر بن عوام ہیں قریشی اسدی سنہ ۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ مدینہ کے سات فقہاء میں شامل ہیں ابن شہاب نے کہا کہ عروہ علم کے ایسے دریا ہیں جو کم ہی نہیں ہوتا۔

باب اگر کسی شخص کی بے حیائی اور بے شرمی اور آلودگی پر گواہ نہ ہوں پھر قرائن سے یہ امر کھل جائے

۳۰- باب مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللُّطَخَ وَالتَّهْمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

یعنی وہ بات بہت مشہور ہو جائے پھر قاعدے کا ثبوت بھی ہو۔ مطلب امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اسی حالت میں اس کو سزا دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ قانون اور شرع دونوں میں مسلم ہے کہ شبہ کا فائدہ مجرم کو ملتا ہے اور جب تک جرم

تشیع

کا باضابطہ ثبوت نہ ہو سزا نہیں دی جاسکتی۔

۶۸۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ، فَرَفَقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهُمَا: كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا. قَالَ: فَحَفِظْتُ ذَلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، إِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذًا وَكَذًا فَهُوَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذًا وَكَذًا كَأَنَّهُ وَحَرَّةٌ فَهُوَ، وَمَسَعَتْ الزُّهْرِي يَقُولُ: جَاءَتْ بِهِ لِلدِّي يُكْرَهُ.

[راجع: ۴۲۳]

(۶۸۵۳) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دو لعان کرنے والے میاں بیوی کو دیکھا تھا۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرادی تھی۔ شوہر نے کہا تھا کہ اگر اب بھی میں (اپنی بیوی کو) اپنے ساتھ رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے یہ روایت محفوظ رکھی ہے کہ ”اگر اس عورت کے ایسا بچہ پیدا ہوا تو شوہر سچا ہے اور اگر اس کے ایسا بچہ پیدا ہوا جیسے چھپکلی ہوتی ہے تو شوہر جھوٹا ہے“ اور میں نے زہری سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس عورت نے اس آدمی کے ہم شکل بچہ جنا جو میری طرح کا تھا۔

یعنی اس مرد کی طرح جس سے تمت لگائی تھی باوجود اس کے آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو رجم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن پر کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا جب تک باضابطہ ثبوت نہ ہو۔

۶۸۵۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ: هِيَ الْيَاقُوتَةُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِعًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ)) قَالَ: لَا بَلَّكَ امْرَأَةٌ أَغْلَنْتَ. [راجع: ۵۳۱۰]

(۶۸۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ وہی تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی عورت کو بلاگو ای رجم کر سکتا (تو اسے ضرور کرتا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت تھی جو (فسق و فجور) ظاہر کیا کرتی تھی۔

یہاں روایت میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام نامی آیا ہے جو مشہور ترین صحابی ہیں۔ ان کی ماں کا نام لبابہ بنت حارث ہے ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے وقت نبوی کے وقت ان کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے علم و حکمت کی دعا فرمائی جس کے نتیجے میں یہ اس وقت کے ربانی عالم قرار پائے۔ امت میں سب سے زیادہ حسین، سب سے بڑھ کر فصیح، حدیث کے سب سے بڑے عالم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو اجلہ صحابہ کی موجودگی میں اپنے پاس بٹھاتے اور ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ گورا رنگ، قد دراز، جسم خوبصورت۔ غیرت مند تھے اور داڑھی کو مندی کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ اکثر سال کی عمر میں بعد خلافت ابن زبیر ۶۸ھ میں وفات پائی (ہجرت)

۶۸۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، (۶۸۵۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر آیا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی پھر وہ واپس آئے۔ اس کے بعد ان کی قوم کے ایک صاحب یہ شکایت لے کر ان کے پاس آئے کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں اپنی اس بات کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا ہوں۔ پھر آپ ان صاحب کو لے کر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی جس حالت میں انہوں نے اپنی بیوی کو پایا۔ وہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت، سیدھے بالوں والے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! اس معاملہ کو ظاہر کر دے۔ چنانچہ اس عورت کے یہاں اسی شخص کی شکل کا بچہ پیدا ہوا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ وہی تھا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا گواہی کے رجم کر سکتا تو اسے رجم کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ تو وہ عورت تھی جو اسلام لانے کے بعد برائیاں اعلانیہ کرتی تھی۔

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ذِكْرَ التَّلَاعُنِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ: فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلَيْتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ أَمْرًا وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ، سَبَطَ الشَّعْرَ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَذَلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَيِّنْ)) فَوَضَعَتْ شَبِيهَا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجَهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَا عَن النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، رَجَمْتُ هَذِهِ)) فَقَالَ: لَا، بَلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ.

[راجع: ۵۳۱۰]

۳۱- باب رَمَى الْمُخَصَّنَاتِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُخَصَّنَاتِ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ

باب پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا گناہ ہے

اور اللہ پاک نے سورہ نور میں فرمایا جو لوگ پاک دامن آزاد لوگوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ روایت کے نہیں لاتے تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی کبھی بھی منظور نہ کرو یہی بدکار لوگ ہیں ہاں جو ان میں سے اس کے بعد توبہ کر لیں اور نیک چلن ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس سورت میں مزید فرمایا

کہ بے شک جو لوگ پاک دامن آزاد بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملعون ہوں گے اور ان کو ملعون ہونے کے سوا بڑا عذاب بھی ہو گا۔ اس سورت میں فرمایا ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے اپنے سوا ان کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو تو۔۔۔۔۔“ آخر آیت تک

اللہ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿النور: ۴-۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْفَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿النور: ۲۳﴾ وَقَوْلِ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِينَ يَزْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ﴾ [النور: ۶] الْآيَةُ.

(۶۸۵۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے بیان کیا، ان سے ابوالغیث سالم نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مملکت گناہوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مومن عورتوں کو تہمت لگانا۔

۶۸۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسَّخَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالنَّوْكَأُ يَوْمَ الزُّخْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْفَافِلَاتِ)).

[راجع: ۲۲۶۶]

تفسیر حافظ نے کہا اس حدیث میں کبیرہ گناہ سات ہی مذکور ہیں لیکن دوسری احادیث سے اور بھی کبیرہ گناہ ثابت ہیں جیسے ہجرت کر کے پھر توڑ دینا، زنا کاری، چوری، جھوٹی قسم، والدین کی نافرمانی، حرم میں بے حرمتی، شراب خوری، جھوٹی گواہی، چٹل خوری، پیشاب سے احتیاط نہ کرنا، مل غیبت میں خیانت کرنا، امام سے بغاوت کرنا، جماعت سے الگ ہو جانا۔ قتلانی نے کہا جھوٹ بولنا، اللہ کے عذاب سے بے ڈر ہو جانا، غیبت کرنا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا، شیخین حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہنا، عہد شکنی کرنا۔ ان سب کو کبیرہ گناہوں میں شامل کیا گیا ہے۔ کبیرہ گناہوں کی تعریف میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعضوں نے کہا جن پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو۔ بعضوں نے کہا وہ گناہ جن پر قرآن و حدیث میں وعید آئی ہو وہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ سب سے بڑا کبیرہ گناہ شرک ہے جس کا مرتکب بغیر توبہ مرنے والا ہمیشہ ہمیش دوزخ میں رہے گا جب کہ دوسرے کبیرہ گناہوں کے لیے کبھی نہ کبھی بخشش کی بھی امید رکھی جاسکتی ہے۔

باب غلاموں پر ناحق تہمت لگانا بڑا گناہ ہے

۳۲ - باب قَذْفِ الْعَبِيدِ

(۶۸۵۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے فضیل بن غزوہ نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی نعم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے

۶۸۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے، سوا اس کے کہ اس کی بات صحیح ہو۔
باب اگر امام کسی شخص کو حکم کرے کہ جافلاں شخص کو حد لگا جو غائب ہو (یعنی امام کے پاس موجود نہ ہو)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے۔

(۶۸۵۹-۶۸۶۰) ہم سے حمزہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اس پر فریق مخالف کھڑا ہوا، یہ زیادہ سمجھدار تھا اور کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیجئے اور یا رسول اللہ! مجھے (گھٹگو کی) اجازت دیجئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے یہاں مزدوری کرتا تھا پھر اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ میں نے اس کے فدیہ میں ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ملنی چاہیئے اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہی کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ملیں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا دی جائے گی اور اے انیس! اس کی عورت کے پاس صبح جانا اور اس سے پوچھنا اگر وہ زنا کا اقرار کر لے تو اسے رجم کرنا۔ اس عورت نے اقرار کر لیا اور وہ رجم کر دی گئی۔

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ: جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ)).

۳۳- باب هل يأمر الإمام رجلاً

فَيضربُ الحدَّ غائباً

عنه وقد فعله عمرُ

۶۸۵۹، ۶۸۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أُنْشِدْكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ، فَقَالَ: صَدَقَ أَفْضَى بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنْذَن لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُلْ)) فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا فِي أَهْلِ هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَقْدَمْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا الرَّجْمِ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَسَلِّهَا، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمِهَا)).

فَرَجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

۸۸- کتاب الدیات

کتاب دیتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ حضرت امام بخاری نے اس باب میں قتل عمد کا بھی بیان کیا ہے جس میں قصاص لازم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل عمد میں بھی جب وارث قصاص معاف کر دیں اور دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت دلائی جاتی ہے۔

۱ باب قول الله تعالى : ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ﴾ [النساء : ۹۳]۔
باب الله تعالى نے سورۃ نساء میں فرمایا
اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے۔

شیخ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ غلو سے اس آیت میں بہت دنوں تک رہنا مراد ہے نہ کہ ہمیشہ رہنا کیونکہ ہمیشہ تو دوزخ میں وہی رہے گا جو کافر مرے گا۔ بعضوں نے کہا کہ جو مسلمان کو اسلام کی وجہ سے مارے گا اس آیت میں وہی مراد ہے ایسا شخص تو کافر ہی ہو گا اور وہ ہمیشہ ہی دوزخ میں رہے گا اس سے نہیں نکل سکتا۔

۶۸۶۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((أَنْ تَدْعُوَ اللَّهَ نِدًّا وَهُوَ خَلْقَكَ)) قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ

(۶۸۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے، ان سے عمرو بن شرجیل نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب یعنی خود آپ نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کر کے کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا پھر یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پھر اللہ

تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی ”اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے انسان کی ناحق جان لیتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا“ آخر آیت تک۔

[راجع: ۴۴۷۷]

سنن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہلی ہیں اسلام میں نمبر چھ پر ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے خاص الخاص خادم ہیں سفرو حضر میں۔ دودفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور تیسری دفعہ مدینہ میں دائمی ہجرت کی اور خاص طور پر جنگ بدر اور احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ پہلے قد لاغر جسم، گندم گوں رنگ اور سر پر کانوں تک نمائیت نرم و خوبصورت زلف تھے اور علم و فضل میں بہت بڑے ہوئے تھے۔ اس لیے خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ بعد میں مدینہ آگئے اور سنہ ۳۳ھ میں مدینہ ہی میں ساڑھے برس سے کچھ زیادہ عمر یا کر وفات پائی اور بقیع غرقہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

(۶۸۶۲) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن اس وقت تک اپنے دین کے بارے میں برابر کشادہ رہتا ہے (اسے ہر وقت مغفرت کی امید رہتی ہے) جب تک ناحق خون نہ کرے جہاں ناحق کیا تو مغفرت کا دروازہ تنگ ہو جاتا ہے۔

(۶۸۶۳) مجھ سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ ہلاکت کا بھنور جس میں گرنے کے بعد پھر نکلنے کی امید نہیں ہے وہ ناحق خون کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

[راجع: ۶۸۶۲]

(۶۸۶۴) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان خون خرابے کے فیصلہ جات کئے جائیں گے۔

لَا يَذْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ
النَفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا
يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

۶۸۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَزْزَانَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي نَسْخَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِيبْ دَمًا حَرَامًا)). [طرفه بي: ۶۸۶۳]

۶۸۶۳- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ مِنْ وَرِطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيهَا سَفَكَ الدَّمَ الْحَرَامَ بِغَيْرِ حِلٍّ.

۶۸۶۴- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ مُوسَى، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ)). [راجع: ۶۵۳۳]

سنن پہلے حضرت خاتون جنت اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے خون کا دعویٰ کریں گی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ یہ اس کے خلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے نماز کی پریش ہوگی کیونکہ نماز حقوق اللہ میں سے ہے اور خون حقوق العباد میں سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پریش ہوگی اور حقوق العباد میں پہلے

ناحق خون کی پرش ہے۔ خون ناحق کسی مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اس سے اسلام کی انسانیت پروری پر جو روشنی پڑتی ہے وہ صاف ظاہر اور بہت ہی واضح ہے۔

(۶۸۶۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عدی نے بیان کیا، ان سے بنی زہرہ کے حلیف مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ بدر کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے کہ آپ نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر جنگ کے دوران میری کسی کافر سے مڈبھیڑ ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرنے لگیں پھر وہ میرے ہاتھ پر اپنی تلوار مار کر اسے کاٹ دے اور اس کے بعد کسی درخت کی آڑ لے کر کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا تو کیا میں اسے اس کے اس اقرار کے بعد قتل کر سکتا ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو میرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا اور یہ اقرار اس وقت کیا جب اسے یقین ہو گیا کہ اب میں اسے قتل ہی کر دوں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے قتل نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے اسے اسلام لانے کے بعد قتل کر دیا تو وہ تمہارے مرتبہ میں ہو گا جو تمہارا اسے قتل کرنے سے پہلے تھا یعنی معصوم معلوم الدم اور تم اس کے مرتبہ میں ہو گے جو اس کا اس کلمہ کے اقرار سے پہلے تھا جو اس نے اب کیا ہے (یعنی ظالم مباح الدم)

(۶۸۶۶) اور حبیب بن ابی عمرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ رہتا ہو پھر وہ ڈر کے مارے اپنا ایمان چھپاتا ہو، اگر وہ اپنا ایمان ظاہر کر دے اور تو اس کو مار ڈالے یہ کیونکر درست ہو گا خود تو بھی تو کمہ میں پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا۔

باب سورہ مائدہ میں فرمان کہ جس نے مرتے کو بچا لیا اس نے گویا سب لوگوں کی جان بچا لی

۶۸۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرِو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَهُ، وَكَانَ شَهِيدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَقِيتُ كَافِرًا فَأَقْتَلْتَنِي فَصَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَازَ بِشَجَرَةٍ وَقَالَ: أَسَلَّمْتُ لَكَ أَفَقَتَلْتَنِي بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقْتُلْهُ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِخْدَى يَدِي ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَفَقَتَلْتَنِي؟ قَالَ: ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ، فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)). [راجع: ۴۱۹]

۶۸۶۶- وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عُمَرَ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ عَاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمِقْدَادِ: ((إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذَلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلَ)).

۲- باب قولِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ من احباہا کا معنی یہ ہے جس نے ناحق خون کرنا حرام رکھا گویا اس نے اس عمل سے تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔

اس لیے یہ ناحق خون ایک کرے یا تمام کریں گناہ میں برابر ہیں اور جس نے ناحق خون سے پرہیز کیا تو گویا سب لوگوں کی جان بچالی۔

(۶۸۶۷) ہم سے قیسہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبد اللہ ابن مروہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو جان ناحق قتل کی جائے اس کے (گناہ کا) ایک حصہ آدم ﷺ کے پہلے بیٹے (قاتل پر) پڑتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ لَكَانَ أَحَبَّ النَّاسِ جَمِيعًا.

۶۸۶۷- حَدَّثَنَا قَيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْوَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا)).

[راجع: ۳۳۳۵]

کیونکہ اس نے دنیا میں ناحق خون کی بنیاد ڈالی اور جو کوئی برا طریقہ قائم کرے تو قیامت تک جو کوئی اس پر عمل کرتا رہے گا اس کے گناہ کا ایک حصہ اسکے قائم کرنے والے پر پڑتا رہے گا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے بدعات ابلجوا کرنے والوں کا بھی یہی حال ہو گا۔

(۶۸۶۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہیں واقد بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو میرے والد نے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد کافر بن جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

۶۸۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ، سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۷۴۲]

معلوم ہوا کہ مسلمان کا قتل ناحق آدمی کو کفر کے قریب کر دیتا ہے یا وہ قتل مراد ہے جو حلال جان کر ہو، اس سے تو کافر ہی ہو جائے گا۔

(۶۸۶۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے علی بن مدرک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو زرہ بن عمرو بن جریر سے سنا، ان سے جریر بن عبد اللہ بنی بکلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن فرمایا، لوگوں کو خاموش کرادو۔ (پھر فرمایا) تم میرے بعد کافر بن جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔ اس حدیث کی روایت ابو بکر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

۶۸۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتِ النَّاسَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۱۲۱]

ناحق مسلمان کا خون کرنا بدعت ہی بڑا گناہ ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے کفر سے تعبیر فرمایا مگر صد افسوس کہ قرن اول ہی سے

دشمنان اسلام نے سازش کر کے مسلمانوں کو باہمی طور پر ایلا لایا کہ امت آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ فلیکوا علی الاسلام من کان باکیا۔

(۶۸۷۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے شعبی نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن خطاب نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا فرمایا کہ ناحق دوسرے کا مال لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا ہیں۔ شک شعبہ کو تھا اور معاذ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی کا مال ناحق لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنا یا کہا کہ کسی کی جان لینا۔

۶۸۷۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكِبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ - أَوْ قَالَ - أَلْيَمِينُ الْغُمُوسُ)) شَكَّ شُعْبَةُ، وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: ((الْكِبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَالْيَمِينُ الْغُمُوسُ، وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ - أَوْ قَالَ - وَقَتْلُ النَّفْسِ)).

[راجع: ۶۶۷۵]

یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں جن سے توبہ کے بغیر مرجان دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔ باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۶۸۷۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ بن ابی بکر بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ کبیرہ۔ اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بکر نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی کی ناحق جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہیں یا فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا۔

۶۸۷۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكِبَائِرُ)) وَحَدَّثَنَا عَمْرُو، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْبَرُ الْكِبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ - أَوْ قَالَ - وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)).

ان میں شرک ایسا گناہ ہے کہ جو بغیر توبہ کے مرے گا وہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہو گیا۔ جنت اس کے لیے قطعاً حرام ہے۔ بت پرستی ہو یا قبر پرستی ہر دو کی یہی سزا ہے۔ دوسرے گناہ ایسے ہیں جن کا مرتکب اللہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔ آیت شریفہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ میں یہ مضمون مذکور ہے۔

(۶۸۷۲) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حصین نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ظبیان

۶۸۷۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَانَ

کیا، کہا کہ میں نے اسامہ بن زید بن حارثہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کی طرف (مم پر) بھیجا۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے ان لوگوں کو صبح کے وقت جالیا اور انہیں شکست دے دی۔ راوی نے بیان کیا کہ میں اور قبیلہ انصار کے ایک صاحب قبیلہ جہینہ کے ایک شخص تک پہنچے اور جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا کہ ”لا الہ الا اللہ“ انصاری صحابی نے تو (یہ سنتے ہی) ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اپنے نیزے سے اسے قتل کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ جب ہم واپس آئے تو اس واقعہ کی خبر نبی کریم ﷺ کو ملی۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اسامہ! کیا تم نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد اسے قتل کر ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا۔ بیان کیا کہ آنحضرت اس جملہ کو اتنی دفعہ دہراتے رہے کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

[راجع: ۴۲۶۹]

اسی دن مسلمان ہوا ہوتا کہ اگلے گناہ میرے اوپر نہ رہتے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ دل کا حال اللہ کو معلوم ہے، جب اس نے زبان سے کلمہ توحید پڑھا تو اس کو چھوڑ دینا تھا، مسلمان سمجھنا تھا۔ اس حدیث سے کلمہ توحید پڑھنے والے کا مقام سمجھا جاسکتا ہے۔ کاش ہمارے وہ علمائے کرام و واعظین حضرات جو بات بات پر تیر کفر چلاتے رہتے ہیں اور اپنے مخالف کو فوراً کافر بے ایمان کہہ ڈالتے ہیں کاش اس حدیث پر غور کر سکیں اور اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر سکیں، لیکن۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ ور پیدا

(۶۸۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابو الخیر نے، ان سے صابغی نے اور ان سے عباده بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان نقیبوں میں سے تھا جنہوں نے (منیٰ میں لیلۃ العقبہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ ہم نے اس کی بیعت (عہد) کی تھی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، ہم چوری

۶۸۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصَّنَابِغِيِّ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي مِنَ النَّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِأَنَّهُمْ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا

نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، کسی کی ناحق جان نہیں لیں گے جو اللہ نے حرام کی ہے، ہم لوٹ مار نہیں کریں گے اور آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور یہ کہ اگر ہم نے اس پر عمل کیا تو ہمیں جنت ملے گی اور اگر ہم نے ان میں سے کسی طرح کا گناہ کیا تو اس کا فیصلہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں ہو گا۔

[راجع: ۱۸]

جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

(۶۸۷۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ بن جعفر نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

نَزْنِي، وَلَا نَسْرِقُ، وَلَا نَقْتُلُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَلَا نَنْتَهَبُ وَلَا نَعْصِي بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ.

۶۸۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفہ فی: ۷۰۷۰۰]

اگر مباح سمجھ کر اٹھاتا ہے تو کافر ہو گا اور جو مباح نہیں سمجھتا تو کافر نہیں ہوا مگر کافروں جیسا کام کیا اس لیے مخفی فرمایا کہ وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ہے۔

(۶۸۷۵) ہم سے عبد الرحمن بن المبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، کہا ہم سے ایوب اور یونس نے، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے احنف بن قیس نے کہ میں ان صاحب (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی جنگ جمل میں مدد کے لیے تیار تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ ان صاحب کی مدد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک تو قاتل تھا لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔

۶۸۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَ يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِينِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ: أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ قَالَ: ازْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا اتَّقَى الْمُسْلِمَانِ بَسِيفَتَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)). [راجع: ۳۱]

مگر اتفاق سے یہ موقع اس کو نہ ملا خود مارا گیا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بلا وجہ شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مارنے کی نیت کرے۔

۳- باب قول اللہ تعالیٰ :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ: الْحَرُّ بِالْحَرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبَاعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءِ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۱۷۸]

۴- باب سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقَرَّرَ

وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُودِ

۶۸۷۶- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ أَوْ فُلَانٌ؟ حَتَّى سَمِعِيَ الْيَهُودِيَّ قَائِمًا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقْرَضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ.

[راجع: ۲۴۱۳]

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ”اے ایمان والو! تم میں جو لوگ قتل کئے جائیں ان کا قصاص فرض کیا گیا ہے۔“ آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلہ میں غلام اور عورت کے بدلہ میں عورت۔ ہاں جس کسی کو اس کے فریق مقابل کی طرف سے قصاص کا کوئی حصہ معاف کر دیا جائے سو مطالبہ معقول اور نرم طریق پر کرنا چاہیئے اور دیت کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچا دینا چاہیئے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے سو جو کوئی اسکے بعد بھی زیادتی کرے اس کیلئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

باب حاکم کا قاتل سے پوچھ گچھ کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار کر لے اور حدود میں اقرار (اثبات جرم کے لیے) کافی ہے۔

(۶۸۷۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا پھر اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ فلاں نے فلاں نے؟ آخر جب اس یہودی کا نام لیا گیا (تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا) پھر یہودی کو نبی کریم ﷺ کے یہاں لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی جاتی رہی یہاں تک کہ اس نے جرم کا اقرار کر لیا چنانچہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچلا گیا۔

اس حدیث سے حنفیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ قصاص ہمیشہ تلوار ہی سے لیا جائے گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ اجماع کا منکر کافر ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسی اجماعی بات کا منکر کافر ہے جس کا وجوب شریعت سے تواتر ثابت ہو لیکن جس مسئلہ کا ثبوت حدیث صحیح متواتر یا آیت قرآن سے ثابت نہ ہو اور اس میں کوئی اجماع کا خلاف کرے تو وہ کافر نہ ہو گا۔ قاضی عیاض نے کہا جو عالم کے حدوث کا منکر ہو اور اسے قدیم کہے وہ کافر ہے اور جماعت کے چھوڑنے میں باغی اور رہزن اور اس قول سے مڑنے والے اور امام برحق سے مخالفت کرنے والے بھی آگئے ان کا بھی قتل درست ہے۔

۵- باب إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بَعْضًا

باب جب کسی نے پتھریا ڈنڈے سے کسی کو قتل کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باب گول رکھا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ اس صورت میں قاتل کو بھی پتھریا لکڑی سے قتل کریں گے یا تلوار سے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ قصاص تلوار سے لیا جائے گا اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ جس طرح قاتل نے قتل کیا ہے اس

طرح بھی قصاص لے سکتے ہیں۔

(۶۸۷۷) ہم سے محمدؐ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن ادریس نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ہشام بن زید بن انس نے، ان سے ان کے دادا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکی چاندی کے زیور پہنے باہر نکلی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اسے ایک یہودی نے پتھر سے مار دیا۔ جب اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو ابھی اس میں جان باقی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟ اس پر لڑکی نے اپنا سر (انکار کے لیے) اٹھایا پھر آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟ لڑکی نے اس پر بھی سر اٹھایا۔ تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ اس پر لڑکی نے اپنا سر نیچے کی طرف جھکا لیا (اقرار کرتے ہوئے جھکا لیا) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو بلایا تب آپؐ نے دو پتھروں سے کچل کر اس کو قتل کرایا۔

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا کہ

”جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں میں قصاص ہے، سو کوئی اسے معاف کر دے تو وہ اس کی طرف سے کفارہ ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے موافق فیصلہ نہ کرے تو وہ ظالم ہیں۔“

(۶۸۷۸) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن مرہ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔

۶۸۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْصَاحُ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: لَرَمَاهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فُلَانٌ قَتَلَكَ؟))، فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ: ((فُلَانٌ قَتَلَكَ))، فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا لِيِ الثَّالِثَةِ: ((فُلَانٌ قَتَلَكَ؟))، فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ. [راجع: ۲۴۱۳]

۶- باب قول الله تعالى:

﴿أَنْ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة: ۴۵].

۶۸۷۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِخْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالْيَسْبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ)).

باب پتھر سے قصاص لینے کا بیان

(۶۸۷۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور کے لالچ میں مار ڈالا تھا۔ اس نے لڑکی کو پتھر سے مارا پھر لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس لائی گئی تو اس کے جسم میں جان باقی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟ اس نے سر کے اشارہ سے انکار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے دوبارہ پوچھا کیا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟ اس مرتبہ بھی اس نے سر کے اشارے سے انکار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے جب تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے سر کے اشارہ سے اقرار کیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے یہودی کو دو پتھروں میں کچل کر قتل کر دیا۔

باب جس کا کوئی قتل کر دیا گیا ہو اسے دو چیزوں میں ایک کا اختیار ہے۔

(۶۸۸۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نحوی نے، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ اور عبد اللہ بن رجاء نے کہا، ان سے حرب بن شداد نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ خزاعہ نے بنی لیث کے ایک شخص (ابن اثوع) کو اپنے جاہلیت کے مقتول کے بدلہ میں قتل کر دیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کے (شاہ یمن امیرہ کے) لشکر کو روک دیا تھا لیکن اس نے اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر غلبہ دیا۔ ہاں یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال

۷- باب مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ

۶۸۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحِ لَهَا، فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِئَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ: ((أَقْتُلْكَ؟)) فَلَا تَأْشَارَتِ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ: فَأَشَارَتِ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ: فَأَشَارَتِ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ، فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِحَجَرَيْنِ. [راجع: ۲۴۱۳]

۸- باب مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

قصاص یا دیت جو بہتر سمجھے وہ اختیار کرے۔
۶۸۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، عَنْ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ غَامَ فَتَحَ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَسَنَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلِ، وَسَلَطَ عَلَيْهِمْ رَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي، أَلَا وَإِنَّمَا

ہو گا اور میرے لیے بھی دن کو صرف ایک ساعت کے لیے۔ اب اس وقت سے اس کی حرمت پھر قائم ہو گئی۔ (سن لو) اس کا کٹنا نہ اکھاڑا جائے، اس کا درخت نہ تراشا جائے اور سوا اس کے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کوئی بھی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور دیکھو جس کا کوئی عزیز قتل کر دیا جائے تو اسے دو ہاتوں میں اختیار ہے یا اسے اس کا خون بہا دیا جائے یا قصاص دیا جائے۔ یہ وعظ سن کر اس پر ایک یمنی صاحب ابو شاہ نامی کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اس وعظ کو میرے لیے لکھوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ وعظ ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔ اس کے بعد قریش کے ایک صاحب عباس بن عبد المطلب کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اذخر گھاس کی اجازت فرما دیجئے کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں میں اور اپنی قبروں میں بچھاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اذخر گھاس اکھاڑنے کی اجازت دے دی۔ اور اس روایت کی متابعت عبید اللہ نے شیبان کے واسطہ سے ہاتھیوں کے واقعہ کے ذکر کے سلسلہ میں کی۔ بعض نے ابو نعیم کے حوالہ سے ”القتل“ کا لفظ روایت کیا ہے اور عبید اللہ نے بیان کیا کہ یا مقتول کے گھر والوں کو قصاص دیا جائے۔

حرب بن شداد کے ساتھ اس حدیث کو عبید اللہ بن موسیٰ نے بھی شیبان سے روایت کیا۔ اس میں بھی ہاتھی کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے ابو نعیم سے قتل کے بدلے قتل کا لفظ روایت کیا ہے اور عبید اللہ بن موسیٰ نے اپنی روایت میں (رواہ مسلم) واما یقاد کے بدلے یوں کہا اما ان يعطى الدية واما ان يقاد اهل القتيل۔

(۶۸۸۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انhv' nw سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے مجاہد بن جبر نے بیان کیا، اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص کا رواج تھا، دیت کی صورت نہیں تھی۔ پھر اس امت کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ، (سورہ بقرہ) ابن عباس نے کہا من عفی له سے یہی مراد ہے کہ مقتول کے وارث قتل عمد میں دیت پر راضی ہو جائیں اور اتباع بالمعروف سے یہ مراد ہے کہ

أَحَلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَةٌ هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا يُعَصَّدُ شَجَرُهَا وَلَا يُلْتَفِطُ سَاقِطُهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ الظُّرَيْنِ، إِمَّا يُودَى وَإِمَّا يُقَادُ) فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ: أَكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

وَتَابَعَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ شَيْبَانَ فِي الْفِيلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ: الْقَتْلُ وَقَالَ عُيَيْنَةُ اللَّهُ: إِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ.

[راجع: ۱۱۲]

۶۸۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَّةُ، فَقَالَ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۷۸] إِلَى ﴿فَمَنْ عَفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ

مقتول کے وارث دستور کے موافق قاتل سے دیت کا تقاضا کرتے
وآداء الیہ باحسان سے یہ مراد ہے کہ قاتل اچھی طرح خوش دلی
سے دیت ادا کرے۔

باب جو کوئی ناحق کسی کا خون کرنے کی فکر میں ہو اس کا گناہ

(۶۸۸۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
انہیں عبد اللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور
ان سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں
(مسلمانوں) میں سب سے زیادہ مغفوس تین طرح کے لوگ ہیں۔ حرم
میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام میں جاہلیت کی رسموں پر چلنے کا
خواہش مند ہو، تیسرے وہ شخص جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے
لیے اس کے پیچھے لگے۔

باب قتل خطا میں مقتول کی موت کے بعد اس کے وارث کا معاف کرنا

(۶۸۸۳) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن
مسیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے
اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مشرکین نے احد کی لڑائی میں
پہلے شکست کھائی تھی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن
حرب نے بیان کیا، ان سے ابو مروان یحییٰ ابن ابی زکریا نے بیان کیا،
ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے بیان کیا کہ ابلیس احد کی لڑائی میں لوگوں میں چچا۔ اے اللہ کے
بندو! اپنے پیچھے والوں سے، مگر یہ سنتے ہی آگے کے مسلمان پیچھے کی
طرف پلٹ پڑے یہاں تک کہ مسلمانوں نے (غلطی میں) حذیفہ کے
والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ
میرے والد ہیں، میرے والد! لیکن انہیں قتل ہی کر ڈالا۔ پھر حذیفہ
رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ بیان کیا کہ مشرکین میں کی

الدِّیَّةَ لِي الْعَمْدِ قَالَ: هَلَا تَبَاغٍ
بِالْمَغْرُوفِ أَنْ يَطْلُبَ بِمَغْرُوفٍ وَيُؤَدِّيَ
بِإِحْسَانٍ. [راجع: ۴۴۹۸]

۹- باب مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

۶۸۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ،
حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ اللَّهُ
ثَلَاثَةً: مُلْجِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُنْتَبِعٌ فِي
الْإِسْلَامِ سَنَةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطْلَبٌ دَمَ
امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيَهْرِيْقَ دَمَهُ)).

۱۰- باب الْعَفْوِ فِي الْخَطَا بَعْدَ الْمَوْتِ

۶۸۸۳- حَدَّثَنَا قُرُوءَةُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ
مُسَهَّبٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ. وَحَدَّثَنِي
مُحَمَّدُ بْنُ بِنِ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ
يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكْرِيَّا، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:
صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ
اللَّهِ أَخْرَاكُمْ فَرَجَعْتُمْ أَوْلَاهُمْ عَلَى
أَخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حَذِيفَةُ:
أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ؟ فَقَالَ حَذِيفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ
لَكُمْ قَالَ: وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ
حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ.

[راجع: ۳۲۹۰]

ایک جماعت میدان سے بھاگ کر طائف تک پہنچ گئی تھی۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ مسلمانوں نے خطا سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد مسلمان کو مار ڈالا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے معاف کر دیا کہ دیت کا مطالبہ نہیں چاہتے ہیں لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس سے دیت دلائی۔

۱۱- باب قولِ اللہ تَعَالٰی :

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا اور یہ کسی مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی مومن کو ناحق قتل کر دے

بجز اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا اس پر واجب ہے اور دیت بھی جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کی جائے سوا اس کے کہ وہ لوگ خود ہی اسے معاف کر دیں تو اگر وہ ایسی قوم میں ہو جو تمہاری دشمن ہے در آل حالیکہ وہ بذات خود مومن ہے تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اور اگر ایسی قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے تو دیت واجب ہے جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کی جائے اور ایک مسلم غلام کا آزاد کرنا بھی۔ پھر جس کو یہ نہ میسر ہو اس پر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا واجب ہے، یہ توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا علم والا ہے، بڑا ہی حکمت والا ہے۔

باب جب قاتل ایک مرتبہ قتل کا اقرار کر لے تو اسے قتل کر دیا جائے گا

(۶۸۸۳) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں لے کر کچل دیا تھا۔ اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ یہ تمہارے ساتھ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے کیا ہے؟ فلاں نے کیا ہے؟ آخر جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے اشارے سے (ہاں) کہا پھر یہودی لایا گیا اور اس نے اقرار کر لیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کا بھی سر پتھر سے کچل دیا گیا۔ ہمام نے دو پتھروں کا ذکر کیا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَّةٌ مُسْلِمَةً إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدْيَةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ [النساء: ۹۲]۔

۱۲- باب إِذَا أَقْرَأَ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

۶۸۸۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَانُ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ أَوْ لَفْلَانٌ؟ حَتَّى سَمِعِيَ الْيَهُودِيَّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيءَ بِالْيَهُودِيِّ فَأَغْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرَضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَامٌ: بِحَجَرَيْنِ.

[راجع: ۲۴۱۳]

باب عورت کے بدلہ میں مرد کا قتل کرنا جو عورت کا قاتل ہو
(۶۸۸۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے
بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے
انس بن مالک رحمہ اللہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کو ایک لڑکی
کے بدلہ میں قتل کرا دیا تھا۔ یہودی نے اس لڑکی کو چاندی کے
زیورات کے لالچ میں قتل کر دیا تھا۔

باب مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں بھی

قصاص لیا جائے گا

اہل علم نے کہا ہے کہ مرد کو عورت کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورت سے مرد کے قتل مثل عمدیا
اس سے کم دوسرے زخموں کا قصاص لیا جائے۔ یہی قول عمر بن
عبدالعزیز، ابراہیم، ابوالزناد کا اپنے اساتذہ سے منقول ہے۔ اور ربیع
کی بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کو
زخمی کر دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا فیصلہ فرمایا
تھا۔

(۶۸۸۶) ہم سے عمر بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن
سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے
موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور
ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے منہ میں
(مرض الوفات کے موقع پر) آپ کی مرضی کے خلاف ہم نے دوا
ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو لیکن ہم
نے سمجھا کہ مریض ہونے کی وجہ سے دوا پینے سے نفرت کر رہے ہیں
لیکن جب آپ کو ہوش ہوا تو فرمایا کہ تم جتنے لوگ گھر میں ہو سب
کے حلق میں زبردستی دوا ڈالی جائے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ
اس وقت موجود نہیں تھے۔

باب جس نے اپنا حق یا قصاص سلطان کی اجازت

۱۳- باب قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

۶۸۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُودِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا
عَلَى أَوْصَاحٍ لَهَا. [راجع: ۲۴۱۳]

۱۴- باب الْقِصَاصُ بَيْنَ الرَّجَالِ

وَالنِّسَاءِ فِي الْجَرَاحَاتِ

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ
وَيَذَكَّرُ عَنْ عَمْرِو قَتَادَ الْمَرْأَةِ مِنَ الرَّجُلِ
فِي كُلِّ عَمْدٍ يَنْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا ذُوْنَهَا مِنَ
الْجَرَاحِ وَبِهِ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
وَالْأَوَّاهِيمُ وَالْأَبُو الزُّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ
وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرَّبِيعِ إِنْسَانًا فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((الْقِصَاصُ)).

۶۸۸۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا
يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَدَدْنَا
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ
فَقَالَ: ((لَا تَلْدُونِي)) فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ
الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((لَا
يَتَقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لَدَّ غَيْرِ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ
لَمْ يَشْهَدْكُمْ)).

[راجع: ۴۴۵۸]

۱۵- باب مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوْ اقْتَصَصَ

کے بغیر لے لیا

(۶۸۸۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم آخری امت ہیں لیکن (قیامت کے دن) سب سے آگے رہنے والے ہیں۔

(۶۸۸۸) اور اسی اسناد کے ساتھ (روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا) اگر کوئی شخص تیرے گھر میں (کسی سوراخ یا جھنگے وغیرہ سے) تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں ہے۔

(۶۸۸۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے گھر میں جھانک رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف تیر کا پھل بوجھ دیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی ہے؟ تو انہوں نے بیان کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔

باب جب کوئی ہجوم میں مرجائے یا مارا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۶۸۹۰) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے خبر دی، کہا ہم کو ہمارے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں مشرکین کو پہلے شکست ہو گئی تھی لیکن ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے کی طرف والوں سے بچو! چنانچہ آگے کے لوگ پلٹ پڑے اور آگے والے پیچھے والوں سے (جو مسلمان ہی تھے) بھڑ گئے۔ اچانک حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کے والد یحییٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں، میرے والد بیان کیا کہ اللہ کی

دُونِ السُّلْطَانِ

۶۸۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ)). [راجع: ۲۳۸]

۶۸۸۸- وَبِإِسْنَادِهِ ((لَوْ أُطْلِعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ، وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ خَدَقَتُهُ بِحَصَاةٍ لَفَقَاتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ)). [طرفه بی: ۶۹۰۲].

نہ گناہ ہو گا نہ دنیا کی کوئی سزا لگو ہو گی۔

۶۸۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا أُطْلِعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

[راجع: ۶۲۴۲]

۱۶- بَابُ إِذَا مَاتَ فِي الزُّحَامِ أَوْ قُتِلَ

۶۸۹۰- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هَزِمَ الْمُشْرِكُونَ. فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أَوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأَخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حَذِيفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي قَالَتْ: فَوَ اللَّهُ مَا اخْتَجَزُوا حَتَّى

قسم مسلمان انہیں قتل کر کے ہی ہے۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس واقعہ کا صدمہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آخر وقت تک رہا۔

باب اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے

(۶۸۹۱) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے، اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ جماعت کے ایک صاحب نے کہا عامر! ہمیں اپنی حدی سنائیے۔ انہوں نے حدی خوانی شروع کی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کون صاحب گا گا کرو انہوں کو ہانک رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ عامر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا۔ چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ اسی رات کو اپنی ہی تلوار سے شہید ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ ان کے اعمال برباد ہو گئے، انہوں نے خود کشی کر لی (کیونکہ ایک یہودی پر حملہ کرتے وقت خود اپنی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے) جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے تو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں، یہ لوگ کہتے ہیں کہ عامر کے سارے عمل برباد ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ عامر کو دو ہزار اجر ملے گا وہ (اللہ کے راستہ میں) مشقت اٹھانے والے اور جہاد کرنے والے تھے اور کس قتل کا اجر اس سے بڑھ کر ہو گا؟

باب جب کسی نے کسی کو دانت سے کاٹا اور کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ گیا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے

(۶۸۹۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ بن ابی اوفی

قَتَلُوهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ : غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ: لِمَا زَالَتْ لِي حَذِيفَةُ مِنْهُ بَقِيَّةٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ. [راجع: ۳۲۹۰]

۱۷- باب إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَّةَ لَهُ

۶۸۹۱- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَّثَنَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ السَّائِلُ؟)) قَالُوا: عَامِرٌ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللَّهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَّا امْتَعَنَّا بِهِ فَأَصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبَطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ لَيْدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ ((كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَبِي قَتَلَ يَزِيدَهُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۲۴۷۷]

۱۸- باب إِذَا عَصَى رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَابَاهُ

۶۸۹۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ : سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بْنَ أَوْفَى

سے سنا، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ میں دانت سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ لیا جس سے اس کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے پھر دونوں اپنا جھگڑا نبی کریم ﷺ کے پاس لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہی بھائی کو اس طرح دانت سے کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

(۶۸۹۳) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں ایک غزوہ میں باہر تھا اور ایک شخص نے دانت سے کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے اسکے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مقدمہ کو باطل قرار دے کر اسکی دیت نہیں دلائی۔

باب دانت کے بدلے دانت

(۶۸۹۳) ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نصر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا تھا اور اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے۔ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لائے تو آنحضرت ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔

باب انگلیوں کی دیت کا بیان

(۶۸۹۵) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اور یہ برابر یعنی چھنگلیا اور انگوٹھا دیت میں برابر ہیں۔

(۶۸۹۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح سنا۔

باب اگر کئی آدمی ایک شخص کو قتل کر دیں تو کیا قصاص میں

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَتَزَعَّ يَدُهُ مِنْ لَمِيعِهِ فَوَقَعَتْ ثِيَابَهُ، فَاتَّخَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَغُصُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَغُصُّ الْفَحْلُ لَا دِيَّةَ لَكَ)).

۶۸۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ فِي غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَاَنْتَزَعَ ثِيَابَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ۱۸۴۷]

۱۹- باب السِّنُّ بِالسِّنِّ

۶۸۹۴- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثِيَابَهَا فَأَتَوَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

۲۰- باب دِيَّةِ الْأَصَابِعِ

۶۸۹۵- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَغْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ)).

۶۸۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۱- باب إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ

سب کو قتل کیا جائے گا یا قصاص لیا جائے گا؟ اور مطرف نے شعبی سے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہی دونوں ایک دوسرے شخص کو لائے اور کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی تھی (اصل میں چور یہ تھا) تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت کو باطل قرار دیا اور ان سے پہلے کا (جس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا) خون بہا لیا اور کہا کہ اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم لوگوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو میں تم دونوں کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

(۶۸۹۶) اور مجھ سے ابن بشار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک لڑکے اصیل نامی کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سارے اہل صنعاء (یمن کے لوگ) اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ چار آدمیوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی تھی۔ ابوبکر، ابن زبیر، علی اور سوید بن مقرن نے چائے کا بدلہ دلویا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے درے کی جو مار ایک شخص کو ہوئی تھی اس کا بدلہ لینے کے لیے فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا قصاص لینے کا حکم دیا اور شریح نے کوڑے اور خراش لگانے کی سزا دی تھی۔

(۶۸۹۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے سفیان نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہم نے نبی کریم ﷺ کے مرض میں آپ کے منہ میں زبردستی دوا ڈالی۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اشارہ کرتے رہے کہ دوا نہ ڈالی جائے لیکن ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا سے جو نفرت ہوتی ہے (اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں) پھر جب آپ کو افاتہ ہوا تو فرمایا۔ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ دوا نہ ڈالو۔ بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا کہ آپ نے دوا سے ناگواری کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر

هَلْ يُعَاقِبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلُّهُمْ؟ وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ هِيَ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ لَفَقَطَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَاءَا بَآخَرَ وَقَالَا: أَخْطَاْنَا فَأَبْطَلْ شَهَادَتَهُمَا وَأَخِذْ بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ تَعْمَدُتُمَا لَفَقَطْتُكُمَا.

۶۸۹۶- وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيلَةً فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ اشْتَرَكَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتَهُمْ، وَقَالَ مُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ: إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ: مِثْلُهُ وَأَفَادَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مَقْرَنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَأَفَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِاللَّزَةِ وَأَفَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلَاثَةِ اسْوَاطٍ، وَاقْتَصَّ شَرِيحٌ مِنْ سَوَاطٍ وَخُمُوشٌ.

۶۸۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ، وَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا لَا تَلْدُونِي قَالَ: فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ بِاللَّدَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((الَمْ أَنَهَكُمُ أَنْ تَلْدُونِي؟)) قَالَ: قُلْنَا كَرَاهِيَةَ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَتَقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لَدًا، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا

ایک کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا رہوں گا سوائے عباس کے کیونکہ وہ اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے۔

الْعَبَّاسُ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)).

[راجع: ۴۴۵۸]

باب قسامت کا بیان

۲۲- باب الْقَسَامَةِ

اور اشعث بن قیس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے دو گواہ لاؤ ورنہ اس (مدعی علیہ) کی قسم (پر فیصلہ ہو گا) ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا قسامت میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے قصاص نہیں لیا (صرف دیت دلائی) اور عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاة کو جنہیں انہوں نے بصرہ کا امیر بنایا تھا ایک مقتول کے بارے میں جو تیل بیچنے والوں کے محلہ کے ایک گھر کے پاس پایا گیا تھا لکھا کہ اگر مقتول کے اولیاء کے پاس کوئی گواہی ہو (تو فیصلہ کیا جا سکتا ہے) ورنہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرو کیونکہ ایسے معاملہ کا جس پر گواہ نہ ہوں قیامت تک فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: لَمْ يُقَدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أُمْرُوهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي قَبِيلٍ وَجَدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ السَّمَانِينَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابَهُ بَيِّنَةً، وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ، فَإِنَّ هَذَا لَا يُقْضَى فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(۶۸۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن عبید نے بیان کیا، ان سے بشیر بن یسار نے، وہ کہتے تھے کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب سہل بن ابی حثمہ نے انہیں خبر دی کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیر گئے اور (اپنے اپنے کاموں کے لیے) مختلف جگہوں میں الگ الگ گئے پھر اپنے میں کے ایک شخص کو مقتول پایا۔ جنہیں وہ مقتول ملے تھے، ان سے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھی کو تم نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا پتہ معلوم ہے؟ پھر یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم خیر گئے اور پھر ہم نے وہاں اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جو بڑا ہے وہ بات کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قاتل کے خلاف گواہی لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی گواہی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہ (یہودی) قسم کھائیں گے (اور ان کی قسم پر فیصلہ ہو گا) انہوں نے کہا کہ یہودیوں کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ مقتول کا خون رائگاں جائے چنانچہ آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں

۶۸۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثَيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ رَعِمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا، وَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا، وَقَالُوا لِلَّذِي وَجَدَ فِيهِمْ: قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا، قَالُوا: مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا، فَانْطَلَقُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا فَقَالَ: ((الْكَثِيرُ الْكَبِيرُ)) فَقَالَ لَهُمْ: ((تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ)) قَالُوا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ: ((فِيخْلِفُونَ)). قَالُوا: لَا نَرْضَى بِأَعْيَانِ الْيَهُودِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَّاهُ مَائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

[راجع: ۲۷۰۲]

۶۸۹۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي غُمَّانٍ، حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِي قِلَابَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْغَزِيِّ أَنْزَلَ سَرِيرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ؟ قَالَ: نَقُولُ الْقَسَامَةَ الْقَوْدَ بِهَا حَقٌّ، وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِي: مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ؟ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُؤُوسُ الْأَجْنَادِ وَاشْرَافُ الْقُرَبِ، أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقٍ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ بِحِمَضٍ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَوَ اللَّهِ مَا قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا قَطُّ، إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِحَيْرَةِ نَفْسِهِ فَقِيلَ، أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ الْقَوْمُ: أَوْ لَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ فِي السَّرْقِ، وَسَمَرَ الْأَعْيُنِ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ؟ فَقُلْتُ: أَنَا أَحَدُكُمْ حَدِيثَ أَنَسٍ، حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةَ قَدِمُوا عَلَى

سے سوانح (خود ہی) دیت میں دیئے۔

(۶۸۹۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشار اسماعیل بن ابراہیم الاسدی نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن ابی عثمان نے بیان کیا، ان سے آل ابو قلابہ کے غلام ابو رجاء نے بیان کیا، اس نے کہا کہ مجھ سے ابو قلابہ نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن دربار عام کیا اور سب کو اجازت دی۔ لوگ داخل ہوئے تو انہوں نے پوچھا قسامہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ قسامہ کے ذریعہ قصاص لینا حق ہے اور خلفاء نے اس کے ذریعہ قصاص لیا ہے۔ اس پر انہوں نے مجھ سے پوچھا ابو قلابہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اور مجھے عوام کے ساتھ لاکھڑا کر دیا۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ کے پاس عرب کے سردار اور شریف لوگ رہتے ہیں آپ کی کیا رائے ہو گی اگر ان میں سے پچاس آدمی کسی دمشق کے شادی شدہ شخص کے بارے میں زنا کی گواہی دیں جبکہ ان لوگوں نے اس شخص کو دیکھا بھی نہ ہو کیا آپ ان کی گواہی پر اس شخص کو رجم کر دیں گے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے اگر انہیں (اشراف عرب) میں سے پچاس افراد حص کے کسی شخص کے متعلق چوری کی گواہی دے دیں اس کو بغیر دیکھے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ فرمایا کہ نہیں۔ پھر میں نے کہا پس خدا کی قسم کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو تین حالتوں کے سوا قتل نہیں کرایا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی کو ظلماً قتل کیا ہو اور اس کے بدلے میں قتل کیا گیا ہو۔ دوسرا وہ شخص جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ تیسرا وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہو اور اسلام سے پھر گیا ہو۔ لوگوں نے اس پر کہا، کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چوری کے معاملہ میں ہاتھ پیر کاٹ دیئے تھے اور آنکھوں میں سلائی پھروائی تھی اور پھر انہیں دھوپ میں ڈلوادیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سنا تا ہوں۔ مجھ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ

نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی، پھر مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں ناموافق ہوئی اور وہ بیمار پڑ گئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر کیوں نہیں تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں چلے جاتے اور اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب پیتے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ نکل گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو گئے پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور ہنکالے گئے۔ اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، پھر وہ پکڑے گئے اور لائے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی پھر انہیں دھوپ میں ڈلوادیا اور آخر وہ مر گئے۔ میں نے کہا کہ ان کے عمل سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے اسلام سے پھر گئے اور قتل کیا اور چوری کی۔ عنبہ بن سعید نے کہا میں نے آج جیسی بات کبھی نہیں سنی تھی۔ میں نے کہا عنبہ! کیا تم میری حدیث رد کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے یہ حدیث واقعہ کے مطابق بیان کر دی ہے، واللہ اہل شام کے ساتھ اس وقت تک خیر و بھلائی رہے گی جب تک یہ شیخ (ابو قلابہ) ان میں موجود رہیں گے۔ میں نے کہا کہ اس قسامہ کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی ایک سنت ہے۔ انصار کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ سے بات کی پھر ان میں سے ایک صاحب ان کے سامنے ہی نکلے (خیبر کے ارادہ سے) اور وہاں قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد دوسرے صحابہ بھی گئے اور دیکھا کہ ان کے ساتھی خون میں تڑپ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے واپس آکر آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور کہا یا رسول اللہ! ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اور اچانک وہ ہمیں (خیبر میں) خون میں تڑپتے ملے پھر آنحضرت ﷺ نکلے اور پوچھا کہ تمہارا کس پر شبہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل کیا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ ہم

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِيْنَا فِي إِبِلِهِ لِنُصِيبُونَ مِنَ الْبَانِيَا وَأَبْوَالِهَا)). قَالُوا: بَلَى، فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنَ الْبَانِيَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا رَاعِيَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَطْرَدُوا النِّعَمَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأَذَرَهُمْ فَأَذَرَكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَتْ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ، حَتَّى مَاتُوا. قُلْتُ وَآيُ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ؟ ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، وَقَتَلُوا وَسَرَقُوا فَقَالَ عُنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ: وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُ فَقُلْتُ: ارْتَدُّ عَلَيَّ حَدِيثِي يَا عُنْبَسَةُ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ جِئْتُ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللَّهُ لَا يَزَالُ هَذَا الْجَنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ فِي هَذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوا عِنْدَهُ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوا بَعْدَهُ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَنْشَحُطُ فِي الدَّمِ، فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَاحِبُنَا كَانَ يَتَحَدَّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَإِذَا نَحْنُ بِهِ يَنْشَحُطُ فِي الدَّمِ،

سمجھتے ہیں کہ یہودیوں نے ہی قتل کیا ہے پھر آپ نے یہودیوں کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم نے انہیں قتل کیا ہے؟ انہوں نے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا کیا تم مان جاؤ گے اگر پچاس یہودی اس کی قسم کھا لیں کہ انہوں نے مقتول کو قتل نہیں کیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ لوگ ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ ہم سب کو قتل کرنے کے بعد پھر قسم کھالیں (کہ قتل انہوں نے نہیں کیا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو پھر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں اور خون بہا کے مستحق ہو جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا ہم بھی قسم کھانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے پاس سے خون بہا دیا (ابو قلابہ نے کہا کہ) میں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے اپنے ایک آدمی کو اپنے میں سے نکال دیا تھا پھر وہ شخص بطحاء میں یمن کے ایک شخص کے گھر رات کو آیا۔ اتنے میں ان میں سے کوئی شخص بیدار ہو گیا اور اس نے اس پر تلوار سے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہذیل کے لوگ آئے اور انہوں نے یمنی کو (جس نے قتل کیا تھا) پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے جج کے زمانہ میں اور کہا کہ اس نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ یمنی نے کہا کہ انہوں نے اسے اپنی برادری سے نکال دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب ہذیل کے پچاس آدمی اس کی قسم کھائیں کہ انہوں نے اسے نکالا نہیں تھا۔ بیان سنا کہ پھر ان میں سے انچاس آدمیوں نے قسم کھائی پھر انہیں کے قبیلہ کا ایک شخص شام سے آیا تو انہوں نے اس سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ قسم کھائے لیکن اس نے اپنی قسم کے بدلہ میں ایک ہزار درہم دے کر اپنا پیچھا قسم سے چھڑا لیا۔ ہذیلوں نے اس کی جگہ ایک دوسرے آدمی کو تیار کر لیا پھر وہ مقتول کے بھائی کے پاس گیا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم پچاس جنہوں نے قسم کھائی تھی روانہ ہوئے۔ جب مقام نخلہ پر پہنچے تو بارش نے انہیں آلیا۔ سب لوگ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے اور غار ان پچاسوں کے اوپر گر پڑا۔ جنہوں نے قسم کھائی تھی اور سب

فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((بِمَنْ تَطُّونَ أَوْ تَرَوْنَ قَتْلَهُ؟)) قَالُوا: نَرَى أَنَّ الْيَهُودَ قَتَلْتَهُ، فَأَرْسَلْنَا إِلَى الْيَهُودِ فَدَعَاؤُهُمْ فَقَالَ: ((انْتُمْ قَتَلْتُمْ هَذَا؟)) قَالُوا: لَا. قَالَ: ((اتْرَضُونَ نَفْلَ خَمْسِينَ مِنَ الْيَهُودِ مَا قَتَلُوهُ؟)) فَقَالُوا: مَا يُبَالُونَ أَنْ يَقْتُلُونَا أَجْمَعِينَ، ثُمَّ يَخْلِفُونَ قَالَ: ((افْتَسَحِقُوا الدِّيَةَ بِأَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ؟)) قَالُوا: مَا كُنَّا لِنَخْلِفَ قَرْدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ قُلْتُ: وَقَدْ كَانَتْ هَذِيلٌ خَلَعُوا خَلِيعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَانْتَبَهَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَحَدَفَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ فَجَاءَتْ هَذِيلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِي فَرَفَعُوهُ إِلَى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ، وَقَالُوا: قُتِلَ صَاحِبُنَا فَقَالَ: إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوهُ، فَقَالَ: يَقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هَذِيلٍ مَا خَلَعُوهُ، قَالَ: فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةً وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا، وَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَقْسِمَ فَأَفْتَدَى يَمِينَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَذْخَلُوا مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ، فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْمَقْتُولِ، فَقَرَرَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ، قَالُوا: فَأَنْطَلَقْنَا وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَخْلَةٍ اخَذَتْهُمْ السَّمَاءُ. فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَأَنْهَجَهُمُ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا، فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَقْبَلَتِ الْقَرِينَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ، فَكَسَرَ

کے سب مر گئے۔ البتہ دونوں ہاتھ ملانے والے بچ گئے۔ لیکن ان کے پیچھے سے ایک پتھر لڑھک کر گرا اور اس سے مقتول کے بھائی کی ٹانگ ٹوٹ گئی اس کے بعد وہ ایک سال اور زندہ رہا پھر مر گیا۔ میں نے کہا کہ عبدالملک بن مروان نے قسامہ پر ایک شخص سے قصاص لی تھی پھر اسے اپنے کتے ہوئے پر ندامت ہوئی اور اس نے ان بچپاسوں کے متعلق جنہوں نے قسم کھائی تھی حکم دیا اور ان کے نام رجسٹر سے کاٹ دیئے گئے پھر انہوں نے شام بھیج دیا۔

باب جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر دیت واجب نہیں ہوگی

(۶۹۰۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حجرہ میں جھانکنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیر کا پھل لے کر اٹھے اور چاہتے تھے کہ غفلت میں اس کو مار دیں۔

(۶۹۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں سهل بن سعد الساعدي أخبرہ أن رجلاً أطلع في حجر رسول الله ﷺ في باب رسول الله ﷺ مذكرى يحك به رأسه، فلما رآه رسول الله ﷺ قال: ((لَوْ أَعْلَمْتُ أَنَّ تَنْتَظِرُنِي لَطَعْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قَبْلِ الْبَصْرِ)). (راجع: ۵۹۲۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانکنا اور داخل ہونا منع ہے اگر اجازت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ سلام کر کے اپنے گھر میں یا غیر کے گھر داخل ہونا چاہیئے۔

(۶۹۰۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے

رَجُلٌ أَحْيَى الْمَقْتُولَ، فَعَاشَ حَوْلَهُ ثُمَّ مَاتَ، قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ، ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ، فَأَمَرَ بِالْحَسَنِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا، فَمَحُوا مِنَ الدِّيَارِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ. (راجع: ۲۳۳)

۲۳- باب من أطلع في بيت قوم ففقتوا عينه فلا دية له

۶۹۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ مِنْ حُجْرٍ فِي حُجْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمَشْفَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصٍ وَجَعَلَ يَحْتَلُّهُ لِيَطْعَنَهُ. (راجع: ۶۲۵۲)

۶۹۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ فِي حُجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِذْرَى يَحْكُ بِهَا رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَعْلَمْتُ أَنَّ تَنْتَظِرُنِي لَطَعْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قَبْلِ الْبَصْرِ)). (راجع: ۵۹۲۴)

تَسْمِيحٌ

۶۹۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں (جب کہ تم گھر کے اندر ہو) جھانک کر دیکھے اور تم اسے نکری مار دو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((لَوْ أَنَّ امْرَأًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَاتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ)). [راجع: ۶۸۸۸]

اور نہ اس پر دیت ہی دی جائے گی۔

باب عاقلہ کا بیان

۲۴ - باب الْعَاقِلَةِ

ہر آدمی کا عاقلہ وہ لوگ ہیں جو اس کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں یعنی اس کی دو حیاں والے۔

(۶۹۰۳) ہم سے صدقہ بن الفضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، ان سے مطرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، کہا کہ میں نے ابو جحیفہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ کے پاس کوئی ایسی خاص چیز بھی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے اور ایک مرتبہ انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جو لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے سے کوئل کو پھاڑ کر نکالا ہے اور مخلوق کو پیدا کیا۔ ہمارے پاس قرآن مجید کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ سوا اس سمجھ کے جو کسی شخص کو اس کی کتاب میں دی جائے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا خون بہا (دیت) سے متعلق احکام اور قیدی کے چھڑانے کا حکم اور یہ کہ کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

۶۹۰۳ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا مَطْرَفٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ مَرَّةً: مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ، إِلَّا فَهَمَّا يَغْطِي رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفَكَاتُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

[راجع: ۱۱۱]

باب عورت کے پیٹ کا بچہ جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو

۲۵ - باب جَنِينِ الْمَرْأَةِ

(۶۹۰۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسری کو (پتھر سے) مارا جس سے ایک کے پیٹ کا بچہ (جنین) گر گیا پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۹۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هَذِيلَ رَمَتَا إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا، فَقَضَى

اسے ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ کیا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا بَغْرَةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ.

[راجع: ۵۷۵۸]

(۶۹۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک عورت کے حمل گرا دینے کے خون بہا کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غلام یا کنیز کا اس سلسلے میں فیصلہ کیا تھا۔

(۶۹۰۶) پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی گواہی دی کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ کیا تھا تو وہ موجود تھے۔

(۶۹۰۷) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم دے کر پوچھا کہ کس نے نبی کریم ﷺ سے حمل گرنے کے سلسلے میں فیصلہ سنا ہے؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے، آپ نے اس میں ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

(۶۹۰۸) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر اپنا کوئی گواہ لاؤ۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

(۶۹۰۸ م) مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ امیر المؤمنین نے ان سے عورت کے حمل گرا دینے کے (خون بہا کے سلسلے میں) ان سے اسی طرح مشورہ کیا تھا آخر تک۔

باب پیٹ کے بچے کا بیان اور اگر کوئی عورت خون کرے تو

۶۹۰۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَغْرَةِ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ.

۶۹۰۶ - فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ.

۶۹۰۷ - حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى فِي السَّقَطِ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ: أَنَا سَمِعْتُهُ قَضَى فِيهِ بَغْرَةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ. [راجع: ۶۹۰۵]

۶۹۰۸ - قَالَ: أَنْتَ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلَى هَذَا فَقَالَ، مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا.

[راجع: ۶۹۰۶]

۶۹۰۸ م - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ.

[راجع: ۶۹۰۵]

۲۶ - بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ

اس کی دیت دھیال والوں پر ہوگی نہ کہ اس کی اولاد پر

(۶۹۰۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحيان کی ایک عورت کے جنین (کے گرنے) پر ایک غلام یا کنیز کا فیصلہ کیا تھا پھر وہ عورت جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے دیت دینے کا فیصلہ کیا تھا اس کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے لڑکوں اور اس کے شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے دھیال والوں کو دینی ہوگی۔

(۶۹۱۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری عورت پر پتھر پھینک مارا جس سے وہ عورت اپنے پیٹ کے بچے (جنین) سمیت مر گئی۔ پھر (مقتولہ کے رشتہ دار) مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ کیا کہ پیٹ کے بچے کا خون بہا ایک غلام یا کنیز دینی ہوگی اور عورت کے خون بہا کو قاتل عورت کے عاقلہ (عورت کے باپ کی طرف سے رشتہ دار عصبہ) کے ذمہ واجب قرار دیا۔

باب جس نے کسی غلام یا بچہ کو کام کے لیے عاریتاً مانگ لیا جیسا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مدرسہ کے معلم کو لکھ بھیجا تھا کہ میرے پاس اون صاف کرنے کے لیے کچھ غلام بچے بھیج دو اور کسی آزاد کو نہ بھیجنا

(۶۹۱۱) مجھ سے عمر بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں عبدالعزیز نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ
۶۹۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحِيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تَوَفَّيَتْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

[راجع: ۵۷۵۸]

۶۹۱۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هَذِيلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ: عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا.

[راجع: ۵۷۵۸]

۲۷ - بَابُ مَنْ اسْتَعَانَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا وَيَذْكُرُ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ الْكِتَابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا يَنْفُسُونُ صُوفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا.

۶۹۱۱ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ

بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ! انس بچھدار لڑکا ہے اور یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت سفر میں بھی کی اور گھر پر بھی۔ واللہ آنحضور ﷺ نے کبھی مجھ سے کسی چیز کے متعلق جو میں نے کر دیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے میں نے نہ کیا ہو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

باب کان میں دب کر اور کنویں میں گر کر مرنے والے کی دیت نہیں ہے

(۶۹۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوپائے اگر کسی کو زخمی کر دیں تو ان کا خون بہا نہیں، کنویں میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، کان میں دبے کا کوئی خون بہا نہیں اور دھینے میں پانچواں حصہ ہے۔

باب چوپایوں کا نقصان کرنا اس کا کچھ تاوان نہیں

اور ابن سیرین نے بیان کیا کہ علماء جانور کے لات مار دینے پر تاوان نہیں دلاتے تھے لیکن اگر کوئی لگام موڑتے وقت جانور کو زخمی کر دیتا تو سوار سے تاوان دلاتے تھے اور حماد نے کہا کہ لات مارنے پر تاوان نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی شخص کسی جانور کو اکسائے (اور اس کی وجہ سے جانور کسی دوسرے کو لات مارے) تو اکسانے والے پر تاوان ہو گا۔ شریح نے کہا کہ اس صورت میں تاوان نہیں ہو گا جبکہ بدلہ لیا ہو کہ پہلے اس نے جانور کو مارا اور پھر جانور نے اسے لات سے مارا۔ حکم نے کہا اگر کوئی مزدور کسی گدھے کو ہانک رہا ہو جس پر عورت

الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَأَنْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيْسٌ فَلْيَخْذَمْكَ، قَالَ: لَفَخَدْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَوَاللَّهِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لَمْ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟ [راجع: ۲۷۶۸]

۲۸- باب الْمَعْدِنِ جُبَارٍ وَالْبَنَرِ

جُبَارٌ

۶۹۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَجَمَاءُ جَرَحُهَا جُبَارٌ، وَالْبَنَرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرَّكَازِ الْخُمْسُ)). [راجع: ۱۴۹۹]

۲۹- باب الْعَجَمَاءِ جُبَارٌ

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: كَانُوا لَا يُضْمَنُونَ مِنَ النَّفْحَةِ، وَيُضْمَنُونَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ. وَقَالَ حَمَادٌ: لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ، وَقَالَ شَرِيحٌ: لَا يُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا، وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَادٌ: إِذَا سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَخَجِرَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَاتَّعَبَهَا فَهُوَ

ضَامِنٌ لِّمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

سوار ہو پھر وہ عورت گر جائے تو مزدور پر کوئی تاوان نہیں اور شعبی نے کہا کہ جب کوئی جانور ہانک رہا ہو اور پھر اسے تھکا دے تو اس کی وجہ سے اگر جانور کو کوئی نقصان پہنچا تو ہانکنے والا ضامن ہو گا اور اگر جانور کے پیچھے رہ کر اس کو (معمولی طور سے) آہستگی سے ہانک رہا ہو تو ہانکنے والا ضامن نہ ہو گا۔

کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں یہ اتفاقی واردات ہے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا اگر کوئی بے تحاشا جانور یا گاڑی کو سخت بھگائے اور شارع عام میں اور اس سے کسی کو نقصان پہنچے تو تاوان دینا ہو گا قانون میں بھی یہ فعل داخل جرم ہے۔

۶۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعَجَمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ، وَالْبَنَرُ جُبَارٌ، وَالْمَغْدُونُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ)).

۶۹۱۳) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، آنحضرت ﷺ سے، آپ نے فرمایا بے زبان جانور کسی کو زخمی کرے تو اس کی دیت کچھ نہیں ہے، اسی طرح کان میں کام کرنے سے کوئی نقصان پہنچے، اسی طرح کنویں میں کام کرنے سے اور جو کافروں کا مال گڑا ہو اٹلے اس میں سے پانچواں حصہ سرکار میں لیا جائے گا۔

[راجع: ۱۴۹۹]

باب اگر کوئی ذمی کافر کو بے گناہ مار ڈالے

تو کتنا بڑا گناہ ہو گا

۶۹۱۴- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَمْ يَرَوْحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)).

۶۹۱۴) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے حسن بن عمرو قیقی نے، کہا ہم سے مجاہد نے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، آنحضرت ﷺ سے، آپ نے فرمایا جو شخص ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو (اس کی امان دے چکا ہو) جیسے ذمی کافر کو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (چہ جائیکہ اس میں داخل ہو) حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

[راجع: ۳۱۶۶]

اس میں وہ سب کافر آگئے جن کو دارالاسلام میں امان دیا گیا ہو خواہ بادشاہ اسلام کی طرف سے جزیہ یا صلح پر یا کسی مسلمان نے اس کو امان دی ہو لیکن اگر یہ بات نہ ہو تو اس کافر کی جان لینا یا اس کا مال لوٹنا شرع اسلام کی رو سے درست ہے۔ مثلاً وہ کافر جو دارالاسلام سے باہر سرحد پر رہتے ہوں، ان کی سرحد میں جا کر ان کو یا ان کی کافر رعیت کو لوٹنا حلال ہے۔ اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں سو برس مذکور ہیں۔ دوسری

روایت میں پانچ سو برس اور فردوس دہلی کی روایت میں ہزار برس مذکور ہیں اور یہ تعارض نہیں اس لیے کہ ہزار برس کی راہ سے ہشت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے تو پانچ سو یا سو یا ستر یا چالیس برس کی راہ سے اور زیادہ محسوس ہوگی۔

باب ۳۱- باب لا یقتل المسلم بالکافر

۶۹۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: ح وَحَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ، إِلَّا فَهَمَّا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ، وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفَكَأَكُ الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

[راجع: ۱۱۱]

(۶۹۱۵) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے، کہا ہم سے مطرف بن طریف نے، ان سے عامر شعبی نے بیان کیا ابو جحیفہ سے روایت کر کے، کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے صدقہ بن الفضل نے، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے مطرف بن طریف نے بیان کیا، کہا میں نے عامر شعبی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے میں نے ابو جحیفہ سے سنا، انہوں نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس اور بھی کچھ آیتیں یا سورتیں ہیں جو اس قرآن میں نہیں ہے (یعنی مشہور مصحف میں) اور کبھی سفیان بن عیینہ نے یوں کہا جو عام لوگوں کے پاس نہیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس خدا کی جس نے دانہ چیر کر اگایا اور جان کو پیدا کیا ہمارے پاس اس قرآن کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ البتہ ایک سمجھ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی کتب کی جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور وہ جو اس ورق میں لکھا ہوا ہے۔ ابو جحیفہ نے کہا اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا دیت اور قیدی چھڑانے کے احکام اور یہ مسئلہ کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

حنفیہ نے اس صحیح حدیث کو جو اہل بیت رسالت سے مروی ہے چھوڑ کر ایک ضعیف حدیث سے دلیل لی ہے جس کو دار قطنی اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ آنحضرت نے ایک مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرایا حالانکہ دار قطنی نے خود صراحت کر دی ہے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث راوی کی غلطی ہے اور بحالت انفراد الہی روایت حجت نہیں۔ خصوصاً جبکہ مرسل بھی ہو اور مخالف بھی ہو۔ احادیث صحیحہ کے حافظ نے کہا اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ واقعہ صحیح نہایت ہے یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ نہ ہوگی کیونکہ یہ حدیث لا یقتل مسلم بکافر آپ نے فتح مکہ کے دن فرمائی۔

۳۲- باب إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا

عَنْدَ الْغَضَبِ

قصاص نہ لیا جائے گا اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

آنحضرت ﷺ سے روایت کیا

رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس باب کے لائن سے امام بخاری کی غرض اگلے باب کے مطلب کو تقویت دینا ہے کہ جب طمانچہ میں مسلمان اور کافر

میں قصاص نہ لیا گیا تو قتل میں بھی قصاص نہ لیا جائے گا مگر یہ جنت انہی لوگوں کے مقابلے میں پوری ہوگی جو طمانچہ میں قصاص تجویز کرتے ہیں۔

۶۹۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُخَيَّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ)). [راجع: ۲۴۱۲]

(۶۹۱۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ نے فرمایا دیکھو اور پیغمبروں سے مجھ کو فضیلت مت دو۔

یعنی اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین یا تحقیر نکلے یا اس طرح سے کہ لوگوں میں جھگڑا فساد پیدا ہو حالانکہ اس روایت میں طمانچہ کا ذکر نہیں ہے مگر آگے کی روایت میں موجود ہے یہ روایت اس کی مختصر ہے۔

۶۹۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا لَطَمَ وَجْهَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ وَجْهِي قَالَ: ((ادْعُوهُ)) فَدَعَوُهُ قَالَ: ((لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَزْتُ بِالْيَهُودِ لَمَسِغَتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، قَالَ: قُلْتُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَأَخَذَتْنِي غَضَبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ: ((لَا تُخَيَّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْغَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفْقَى، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخِذْ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزْئِي بِصَفْعَةِ الطُّورِ)).

(۶۹۱۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے، انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن مازنی) سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا یہود میں سے ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، اس کو کسی نے طمانچہ لگایا تھا۔ کہنے لگا اے محمد! (ﷺ) تمہارے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص (نام نامعلوم) نے مجھ کو طمانچہ مارا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا اس کو بلاؤ تو انہوں نے بلایا (وہ حاضر ہوا) آپ نے پوچھا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! ایسا ہوا کہ میں یہودیوں پر سے گزرا، میں نے سنا یہ یہودی یوں قسم کھا رہا تھا قسم اس پروردگار کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے آدمیوں میں سے چن لیا۔ میں نے کہا کیا محمد ﷺ سے بھی وہ افضل ہیں اور اس وقت مجھ کو غصہ آگیا۔ میں نے ایک طمانچہ لگا دیا (غصے میں یہ خطا مجھ سے ہو گئی) آپ نے فرمایا (دیکھو خیال رکھو) اور پیغمبروں پر مجھ کو فضیلت نہ دو قیامت کے دن ایسا ہو گا سب لوگ (اہلبیت خداوندی سے) بیہوش ہو جائیں گے پھر میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔ کیا دیکھوں گا موسیٰ! (مجھ سے بھی پہلے) عرش کا ایک کونہ تھامے کھڑے ہیں اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا کوہ طور پر جو (دنیا میں) بیہوش ہو چکے تھے اس کے بدل وہ آخرت میں بیہوش ہی نہ ہوں گے۔

شَیْخُ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو کثرت سے احادیث یاد تھیں۔ ان کی مرویات کی تعداد ۷۰۰۰ ہے۔ آپ کی وفات جمعہ کے دن سنہ ۷۴ھ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۸۹۔ کتاب استعابة المرتدین

کتاب باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ باب قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الشُّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳] ﴿لَنْ أَسْرُكَتَ لِيَحْطَنَ عَمَلُكَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر: ۶۵]

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا ”شُرک بڑا گناہ ہے“ اور سورہ زمر میں فرمایا ”اے پیغمبر! اگر تو بھی شرک کرے تو تیرے سارے نیک اعمال اکارت ہو جائیں گے اور ٹوٹا پانے والوں (یعنی کافروں اور مشرکوں) میں شریک ہو جائے گا۔“

شَیْخُ حالانکہ پیغمبروں سے شرک نہیں ہو سکتا مگر یہ بر سبیل فرض اور تقدیر فرمایا اور اس سے امت کو ڈرانا منظور ہے کہ شرک ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ سے بھی سرزد ہو جائے جو سارے جہاں سے زیادہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں تو ساری عزت چھن جائے اور رائدہ درگاہ ہو جائیں معاذ اللہ پھر دوسرے لوگوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ جو بات ہلا فتن شرک ہے اس سے اور جس بات کے شرک ہونے میں اختلاف ہے اس سے بھی بچا رہے ایسا نہ ہو کہ وہ شرک ہو اور اس کے ارتکاب سے تباہ ہو جائے تمام اعمال خیر برباد ہو جائیں۔

(۶۹۱۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو جریر بن عبد الحمید نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا جب (سورہ انعام کی) یہ آیت اتری ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو گناہ سے آلود نہیں کیا (یعنی ظلم سے)“ تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو بہت گراں گزری وہ کہنے لگے بھلا ہم میں

۶۹۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلَمَقَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [الانعام: ۸۲] شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ

﴿وَقَالُوا: إِنَّا لَمْ يَلِسْ أَيْمَانَهُ بِظُلْمٍ﴾
 ﴿فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ إِلَّا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلٍ لِقَمَانٍ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾)). [راجع: ۳۲]

سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے حضرت لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا ”شرک بڑا ظلم ہے۔“

﴿تَبٰرَكَ﴾ معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی بے ایمان ہو خدا کا منکر ہو یا دو خداؤں کا قائل ہو بلکہ کبھی ایمان کے ساتھ بھی آدمی شرک میں آلودہ ہو جاتا ہے جیسے دوسری آیت میں وما یومن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون۔ (یوسف: ۱۰۶) قاضی عیاض نے کہا ایمان کا شرک سے آلودہ کرنا یہ ہے کہ اللہ کا قائل ہو (اس کی توحید مانتا ہو) مگر عبادت میں اوروں کو بھی شریک کرے۔ مترجم کہتا ہے جیسے ہمارے زمانہ کے گور (قبر) پرستوں اور پیر پرستوں کا حال ہے اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں، ان کی نذر و نیاز منت مانتے ہیں، ان کے نام پر جانور کاٹتے ہیں، دکھ، بیماری میں ان کو پکارتے ہیں، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں، ان کی قبروں پر جا کر سجدہ اور طواف کرتے ہیں، ان سے وسعت رزق یا اولاد یا شفاء طلب کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ فی الحقیقت مشرک ہیں۔ گونا گوں مسلمان کہلائیں تو کیا ہوتا ہے۔ ایسا ظاہری برائے نام اسلام آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گا۔ عرب کے مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے، خالق آسمان و زمین اسی کو جانتے تھے مگر غیر خدا کی عبادت اور تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا۔ اگر تم قرآن شریف کا ترجمہ خوب سمجھ کر پڑھو تو شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لو گے مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ساری عمر میں ایک بار بھی قرآن اول سے لے کر آخر تک سمجھ کر نہیں پڑھتے، صرف اس کے الفاظ رٹ لیتے ہیں اس سے کام نہیں چلتا۔

۶۹۱۹- ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو سعید جریری نے خبر دی، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد (ابو بکر صحابی) سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بڑے سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کو ستانا (ان کی نافرمانی کرنا) اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا۔ تین بار یہی فرمایا یا یوں فرمایا اور جھوٹ بولنا برابر بار بار آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ کاش آپ خاموش ہو رہتے۔

۶۹۲۰- ہم سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ کوئی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شیبان نحوی نے خبر دی، انہوں نے فرات بن یحییٰ سے، انہوں نے عامر شعبی

۶۹۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَكْبَرُ الْكِبَايِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، ثَلَاثًا - أَوْ - قَوْلُ الزُّورِ)) لَمَّا زَالَ يَكْرُزُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. [راجع: ۱۲۶۴۴]

۶۹۲۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کو ستانا۔ پوچھا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا غموس قسم کھانا۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غموس قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔

(۶۹۳۱) ہم سے خالد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے منصور اور اعمش سے، انہوں نے ابو داؤد اکل سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہو گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہو گا۔

علوم یہ ہوا کہ اسلام جاہلیت کے تمام برے کاموں کو مٹاتا ہے۔ اسلام لانے کے بعد جاہلیت کا کام نہ کرے۔

باب مرتد مرد اور مرتد عورت کا حکم

اور عبد اللہ بن عمرو زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا مرتد عورت قتل کی جائے۔ اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ مرتدوں سے توبہ لی جائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ آل عمران) میں فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیوں ہدایت کرنے لگا جو ایمان لا کر پھر کافر بن گئے۔ حالانکہ (پہلے) یہ گواہی دے چکے تھے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے پیغمبر ہیں اور ان کی پیغمبری کی کھلی کھلی دلیل ان کے پاس آچکیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پھٹکار پڑے گی۔ اسی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((الِإِشْرَاكُ بِاللَّهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ غُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ)). [راجع: ۶۶۷۵]

۶۹۲۱- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَخَذَ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

۲- باب حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو وَالزُّهْرِيُّ وَابْرَاهِيمُ: تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتَبَاتَتْهُمْ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّا عَلَيْنَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ

پھنکار کی وجہ سے عذاب میں ہمیشہ پڑے رہیں گے کبھی ان کا عذاب ہلکا نہ ہو گا نہ ان کو مہلت ملے گی البتہ جن لوگوں نے ایسا کئے پیچھے توبہ کی اپنی حالت درست کر لی تو اللہ ان کا قصور بخشے والا مہربان ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر بڑھتا گیا ان کی تو توبہ بھی قبول نہ ہو گی اور یہی لوگ تو (پرے سرے کے) گمراہ ہیں اور فرمایا مسلمانو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کماناؤ گے تو وہ ایمان لائے پیچھے تم کو کافر بنا چھوڑیں گے اور سورہ نساء کے بیسویں رکوع میں فرمایا جو لوگ اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر کفر بڑھاتے چلے گئے ان کو تو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا نہ کبھی ان کو راہ راست پر لائے گا اور سورہ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں فرمایا جو کوئی تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ ایسے لوگوں کو حاضر کر دے گا جن کو وہ چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل کافروں پر کڑے اخیر آیت تک اور سورہ نحل چودھویں رکوع میں فرمایا لیکن جو لوگ ایمان لائے پیچھے جی کھول کر یعنی خوشی اور رغبت سے کفر اختیار کریں ان پر تو خدا کا غضب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی کے مزوں کو آخرت سے زیادہ پسند کیا اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔ یہی لوگ تو وہ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے وہ خدا سے بالکل غافل ہو گئے ہیں تو آخرت میں چار و ناچار یہ لوگ ٹوٹا اٹھائیں گے اخیر آیت ان ربک من بعدھا لغفور رحیم تک اور سورہ بقرہ ستائیسویں رکوع میں فرمایا یہ کافر تو سدا تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کا بس چلے تو وہ اپنے دین سے تم کو پھیرا دیں (مرتد بنا دیں) اور تم میں جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پھر جائیں اور مرتے وقت کافر مریں ان کے سارے نیک اعمال دنیا اور آخرت میں گئے گزرے۔ وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ان سب آیات کو جمع کر دیا جو مرتدوں کے باب میں

يُنْظَرُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَزْوَاجُهُمْ كَفَرُوا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾ [آل عمران: ۸۶-۹۰] وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ﴾ [آل عمران: ۱۰۰] وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَزْوَاجُهُمْ كَفَرُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا﴾ [النساء: ۱۳۷] وَقَالَ: ﴿مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [المائدة: ۵۴] ﴿وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ لَا جَرَمَ﴾ [النحل: ۱۰۶-۱۰۹] يَقُولُ حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ قِمَتٌ مِمَّا كَفَرَ

فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿البقرة : ۲۱۷﴾

تفسیر ابن منذر نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے یعنی جب اس کے شیعے کا جواب دیا جائے اس پر بھی وہ مسلمان نہ ہو کفر پر قائم رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عورت کو لوٹڑی بنا لیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا جلا وطن کی جائے۔ ثوری نے کہا قید کی جائے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا اگر وہ آزاد ہو تو قید کی جائے اگر لوٹڑی ہو تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے وہ اس کو جبراً مسلمان کرے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور زہری اور ابراہیم کے اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا اور امام ابو حنیفہ نے عاصم سے، انہوں نے ابوزرین سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کی کہ عورتیں اگر مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے اور دارقطنی نے نکالا اور دارقطنی نے جابر سے نکالا کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حافظ نے کہا امام ابو حنیفہ نے جو روایت کی (اول تو وہ موقوف ہے دوسرے) ایک جماعت حفاظ حدیث نے ان کے الفاظ سے اختلاف کیا۔ میں کہتا ہوں جب مرفوع حدیث وارد ہے تو اس کے خلاف ایسی موقوف روایتیں وہ بھی ضعیف حجت نہیں ہو سکتیں اور صحیح حدیث من بدل دینہ فافقلوہ عام ہے مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور اب ابن شیبہ اور سعید بن منصور نے ابراہیم نخعی سے جو ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں یوں روایت کی ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کریں تو فیماورنہ قتل کئے جائیں۔

۶۹۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ
الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،
عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: أَمَّا عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بِرِئَاقَةٍ فَأَخْرَفَهُمْ فَلَبَّغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ
فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَخْرَفَهُمْ لِنَهْيِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ))
وَلَقَتْلَتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ
بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)). (راجع: ۳۰۱۷)

(۶۹۲۲) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے کہا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بے دین لوگ لائے گئے۔ آپ نے ان کو جلوا دیا۔ یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا (دوسری طرح سے سزا دیتا) کیونکہ آنحضرت ﷺ نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو میں ان کو قتل کرواؤ الٹا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کرڈالو۔

تفسیر ایسے مذکورہ لوگوں کو عربی میں زندیق کہتے ہیں جیسے نیچری طبعی دہری وغیرہ جو خدا کے قائل نہیں ہیں یا جو شریعت اور دین کو مذاق سمجھتے ہیں جہاں جیسا موقع ہوا ویسے بن گئے۔ مسلمانوں میں مسلمان، ہندوؤں میں ہندو، نصاریٰ میں نصرانی۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے تھے سبائی فرقہ کے تھے جن کا رئیس عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں مسلمانوں کو تباہ و برباد اور گمراہ کرنا اس کو منظور تھا اس نے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کے اوتار ہیں جیسے ہندو مشرک سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آدمی یا جانور کے بھیس میں آتا ہے اور اس کو اوتار کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ان لوگوں کے اعتقاد پر مطلع ہوئے تو ان کو گرفتار کیا اور آگ میں جلوا دیا۔ لعنہم اللہ۔

(۶۹۲۳) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے قرہ بن خالد سے، کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے ابورودہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے، انہوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا میرے ساتھ اشعر قبیلہ کے دو شخص تھے (نام نامعلوم) ایک میرے داہنے طرف تھا، دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت آنحضرت ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آنحضرت ﷺ سے خدمت کی درخواست کی یعنی حکومت اور عہدے کی۔ آپ نے فرمایا ابو موسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! (راوی کو شک ہے) میں نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے۔ لیکن ابو موسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابو موسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدا بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اترو گدے پر بیٹھو۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس کی مٹکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا ابی تم سواری پر سے اتر کر بیٹھو تو۔ انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہ کیا جائے گا تین بار یہی کہا۔ آخر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔ اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گزاری) کا ذکر نکالا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی

۶۹۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فِكْلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ)) قَالَ: قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفْتَيْهِ فَلَصَصْتُ فَقَالَ: ((لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلَ عَلَى عَمَلِنَا مِنْ أَرَادَهُ، وَلَكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ)) ثُمَّ أَتَاهُمَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وَسَادَةً قَالَ: أَنْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مَوْثِقٌ قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ: اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثَلَاثَ مَرَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكُرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَمَا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنْأَمُ وَأَرْجُو فِي نَوْمِي مَا أَرْجُوا فِي قَوْمِي.

ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں۔

تَشْرِیح کیونکہ درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے چکھنے کی نیت ہے ورنہ سرکاری خدمت ایک بلا ہے پرہیزگار اور عقلمند آدمی ہمیشہ اس سے بھاگتا رہتا ہے۔ خصوصاً تحصیل یا عدالت کی خدمات ان میں اکثر ظلم و جبر اور خلاف شرع کام کرنا ہوتا ہے ان دونوں کو تو میں کوئی خدمت نہیں دینے کا۔ آپ نے ولایت یمن کے دو حصے کر کے ایک حصہ کی حکومت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسری کی معاذ رضی اللہ عنہ کو دی۔

۳- باب قَتْلَ مَنْ أَبَى قَبُولَ
الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ
باب جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے اور
جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا

تَشْرِیح مثلاً زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اگر نہ دے اور لڑے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ زکوٰۃ دینا قبول کر لے۔ امام مالک نے موطاء میں کہا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی فرض زکوٰۃ سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکے تو واجب ہے اس پر جہاد کرنا۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کہ اکثر عرب کے قبیلے کافر ہو گئے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ مراد غطفان اور فزارہ اور بنی سلیم اور بنی یربوع اور بنی تیم کے بعض قبائل ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نماز کے منکر سے لڑنا درست جانتے تھے لیکن زکوٰۃ میں ان کو شبہ ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم ایک ہے، دونوں اسلام کے فرائض ہیں۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مطابق ہو گیا یہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تقلید کی۔

(۶۹۲۴) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر بن گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت ﷺ نے توبہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم ہوا جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدل اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے توبہ اور بات ہے۔ اب اس کے دل میں کیا ہے اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔

(۶۹۲۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو خدا کی قسم اس شخص

۶۹۲۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرُ مِنْ كَفَرٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: غُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالُهُ وَنَفْسُهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ)). [راجع: ۱۳۹۹]

۶۹۲۵- قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَا أَقَاتِلُنَّ مَنْ

سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز جسم کا حق ہے) خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو ایک بکری کا بچہ نہ دیں گے جو آنحضرت ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی اس کے بعد میں سمجھ گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو لڑائی کا ارادہ ہوا ہے یہ اللہ نے ان کے دل میں ڈالا ہے اور میں پہچان گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے حق ہے۔

باب اگر ذمی کافر اشرارے کنائے میں آنحضرت ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے جیسے یہود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں (السلام علیکم کے بدلے) السلام علیک کہا کرتے تھے۔

(۶۹۲۶) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے ہشام بن زید بن انس سے، وہ کہتے تھے میں نے اپنے دادا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے ایک یہودی آنحضرت ﷺ پر گزر کر کہنے لگا السلام علیک یعنی تم مرو۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں صرف وعلیک کہا (تو بھی مرے گا) پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کو معلوم ہوا، اس نے کیا کہا؟ اس نے السلام علیک کہا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (حکم ہو تو) اس کو مار ڈالیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ جب کتاب والے یہود اور نصاریٰ تم کو سلام کیا کریں تو تم بھی یہی کہا کرو وعلیکم۔

(۶۹۲۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا یہود میں سے چند لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی جب آئے تو کہنے لگے السلام علیک۔ میں نے جواب میں یوں کہا علیک السلام واللعنة۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا

فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤْذُونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ: قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

[راجع: ۱۴۰۰]

۴- باب إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيَّ وَغَيْرَهُ

بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ

وَلَمْ يُصْرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ.

۶۹۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَ ذَرُونِي مَا يَقُولُ: قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ: ((لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ۶۲۵۸]

۶۹۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ، يُحِبُّ

ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ان کا کہنا نہیں سنا آپ نے فرمایا میں نے بھی تو جواب دے دیا وعلیکم۔

الرَّفَقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

(۶۹۲۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ، اور امام مالک سے، ان دونوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہودی لوگ جب تم مسلمانوں میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیک کہتے ہیں تم بھی جواب میں علیک کہا کرو۔

۶۹۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَمُوا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ: سَامَ عَلَيْكَ فَقُلْ: عَلَيْكَ)). [راجع: ۶۲۵۷]

باب

۵- باب

(۶۹۲۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا مجھ سے شقیق ابن سلمہ نے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے میں (اس وقت) آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں آپ ایک پیغمبر (حضرت نوح علیہ السلام) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہاں کر دیا وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے تھے اور یوں دعا کرتے جاتے پروردگار میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔

۶۹۲۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبَهُ قَوْمُهُ، فَأَذْمُوهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)). [راجع: ۳۴۷۷]

بعضوں نے کہا یہ آنحضرت ﷺ نے خود اپنی حکایت بیان کی۔ احد کے دن مشرکوں نے آپ کے چہرے اور سر پر پتھر مارے لہولہاں کر دیا ایک دانت بھی آپ کا شہید کر ڈالا لیکن آپ یہی دعا کرتے رہے۔ یا اللہ! میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ سبحان اللہ کوئی قوی جوش اور محبت پیغمبروں سے سیکھے نہ کہ اس زمانہ کے لیڈروں سے جو قوم قوم پکارتے پھرتے ہیں لیکن دل میں ذرا بھی قوم کی محبت نہیں ہے۔ اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب پیغمبر صاحب نے اس شخص کے لیے دعا بھی نہ کی جس نے آپ کو زخمی کیا تھا تو اشارہ اور کنایہ سے برا کہنے والا کیونکر قاتل قتل ہو گا۔

باب خارجیوں اور بے دینوں سے

ان پر دلیل قائم کر کے لڑنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد (یعنی ایمان کی توفیق دینے کے بعد) ان سے مواخذہ کرے

۶- باب قتل الخوارج والمُلاحِدِينَ

بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: هُوَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا

جب تک ان سے بیان نہ کرے کہ فلاں فلاں کاموں سے بچے رہو اور حضرت عبداللہ بن عمر (اس کو طبری نے وصل کیا) خارجی لوگوں کو بدترین خلق اللہ سمجھتے تھے، کہتے تھے انہوں نے کیا کیا جو آیتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چسپ دیا۔

يَتَقُونَ ﴿التوبة : ١١٥﴾ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.

تَشْخِصٌ پھر بیان کرنے کے بعد اگر وہ اس کام کے مرتکب ہوں تو بیشک ان سے مواخذہ ہو گا۔ اس آیت کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ خارجی یا رافضی وغیرہ لوگوں سے اگر حاکم اسلام لڑائی کرے تو پہلے ان کا شبہ رفع کر دے ان کو سمجھا دے۔ اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے جنگ کرے۔ آیت سے یہ بھی نکلا کہ شریعت میں جس بات سے منع نہیں کیا گیا اگر کوئی اس کو کرے تو وہ گمراہ نہیں کہا جائے گا نہ اس سے مواخذہ ہو گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خارجی تمام خلق اور تمام مخلوقات میں بدتر ہیں اور ہزار نے مرفوعاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے خارجیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ میری امت کے برے لوگ ہیں ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے۔ خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتداء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر خلافت سے ہوئی۔ یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد اور قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوئے تو شروع شروع میں یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور حکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے حکیم کیسے قبول کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الحکم الا للہ ان کا سردار عبداللہ بن کوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہروان میں قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے۔ انہیں میں کا ایک عبدالرحمن بن ملجم ملعون تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ کبخت خوارج حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب جانتے ہیں۔ غرض یہ ساری گمراہی ان کی اسی وجہ سے ہوئی کہ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرنے لگے اور صحابہ اور سلف صالحین کی تفسیر کا خیال نہ رکھا جو آیتیں کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں کے شان میں کر دیں۔

(۶۹۳۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ہم سے خیمہ بن عبد الرحمن نے، کہا ہم سے سوید بن غفلہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم سے آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو قسم خدا کی اگر میں آسمان سے نیچے گر پڑوں یہ مجھ کو اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھوں ہاں جب مجھ میں تم میں آپس میں گفتگو ہو تو اس میں بنا کر بات کہنے میں کوئی قباحیت نہیں کیونکہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے) لڑائی تدبیر اور مکر کا نام ہے۔ دیکھو میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ قریب ہے جب ایسے لوگ مسلمانوں میں نکلیں گے جو نو عمر ہو قوف ہوں گے (ان کی عقل میں

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا خَيْمَةُ، حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَوَلَّ اللَّهُ لَانْ أُخِرَ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خُذَعَةٌ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حَدَّثُوا الْأَسْنَانَ سَفَهَاءَ الْأَخْلَامِ يَقُولُونَ:

فتور ہو گا) ظاہر میں تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث شریف) وہ پڑھیں گے مگر درحقیقت ایمان کا نور ان کے حلق تانے نہیں اترنے کا وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے۔ (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تم ان لوگوں کو جہاں پانا بے تامل قتل کرنا، ان کو جہاں پاؤ قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

(۶۹۳۱) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا، کہا مجھ کو محمد بن ابراہیم تہی نے خبر دی، انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور عطاء بن یسار سے، وہ دونوں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے حروریہ کے باب میں کچھ آنحضرت ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا حروریہ (دوروریہ) تو میں جانتا نہیں مگر میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے آپ فرماتے تھے اس امت میں اور یوں نہیں فرمایا اس امت میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے اور قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف۔

مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الرَّبِّ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)۔

[راجع: ۳۶۱۱]

۶۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْخُرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا أَذْرِي مَا الْخُرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا- قَوْمٌ تَحْفَرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ - أَوْ حَنَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرِّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى لِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ؟))۔

[راجع: ۳۳۴۴]

اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خارجی لوگوں میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے۔

(۶۹۳۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے، کہا ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے حروریہ کا ذکر کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے باہر ہو جاتا

۶۹۳۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِيهِ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْخُرُورِيَّةَ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرِّمِيَّةِ))۔

ہے۔

حورائے بستی کی طرف نسبت ہے جہاں سے خارجیوں کا رئیس نجدہ عامری نکلا تھا۔

۷- باب مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأْلِفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

باب دل ملائے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو خارجیوں کو نہ قتل کرنا

(۶۹۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے انہیں ابوسعید بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید بن ہشام نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ تقسیم فرما رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی الخویصر تمہیں آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے اور وہیں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے بازو کو دیکھا جائے اور یہیں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم پر تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان کی نشانی ایک مرد ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے تو تھڑے کی طرح ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں کی پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس

۶۹۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْخَوَاصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ: اغْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ مَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ اغْدِلْ)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: دَغِي أَضْرِبُ غُنْقَهُ قَالَ: ((دَعْنَهُ فَإِنَّ لَهُ اصْحَابًا يَخْفِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يَنْظُرُ فِي قُلْدِيهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي رِصْفِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَضِيْبِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثُ وَالْدِّمُ آيَتَهُمْ رَجُلٌ اخَذَ يَدَيْهِ - أَوْ قَالَ تَدْيِيهِ - مِثْلُ تَدْيِي الْمَرْأَةِ - أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَذْزُرُ - يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ لُوقَةِ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ

جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ”ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں۔“

(۶۹۳۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے سلمان شیبانی نے، کہا ہم سے سیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سل بن حنیف (بدری صحابی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا کہ ادھر سے ایک جماعت نکلے گی یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَتَزَلَّتْ فِيهِ: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ [التوبة: ۵۸]۔

۶۹۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَسِيرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ لِسَلِّ بْنِ حَنِيفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَاهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ)). [راجع: ۳۳۴۴]

تفسیر امام مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کیا خارجی تمام مخلوقات میں بدترین اور ہزار نے مرفوعاً نکالا آنحضرت ﷺ نے خارجیوں کا ذکر کیا۔ فرمایا میری امت میں بدترین لوگ ہوں گے ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے۔ خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت سے ہوئی۔ یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو یہ لوگ شروع شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور تحکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے تحکیم کیسے قبول کی۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے ”ان الحكم الا لله“ (الانعام: ۵۷) ان کا سردار عبد اللہ بن کوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہوان کی جنگ میں ان کو قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے۔ ان ہی میں ایک عبد الرحمن بن ملجم تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یہ خارجی کبخت حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کو ہمیشہ کے لیے دوزخی کہتے ہیں اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کی واجب جانتے ہیں۔ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرتے ہیں اور جو آیات کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ لفظ خارجی کے مراد ہی معنی باغی کے ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کرنے والے یہ درحقیقت رافضیوں کے مقابلہ پر پیدا ہو کر امت کے انتشار در انتشار کے موجب بنے خذلہم اللہ اجمعین ان جملہ جھگڑوں سے بچ کر صراط مستقیم پر چلنے والا گروہ اہل سنت والجماعت کا گروہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر دو کی عزت کرتا ہے اور ان سب کی بخشش کے لیے دعا گو ہے۔ تلک امة قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبت۔ (البقرة: ۱۳۳)

۸- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتِيلَ فِتْنَانَ دَعَوْتَهُمَا وَاحِدَةً))

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا

(۶۹۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو۔

۶۹۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتِيلَ فِتْنَانَ دَعَوَاهُمَا وَاحِدَةً)). [راجع: ۸۵]

مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ ہیں کہ یہ دونوں اسلام کے مدعی تھے اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا تھا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کی بابت فرمایا تھا اخواننا بغوا علينا ہمارے بھائی ہیں جو ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ قد غفرلہم اجمعین آمین۔

باب تاویل کرنے والوں کے بارے میں بیان

(۶۹۳۶) اور حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے خبر دی، ان دونوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں سورۃ الفرقان پڑھتے سنا جب غور سے سنا تو وہ بہت سی ایسی قراتوں کے ساتھ پڑھ رہے تھے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھایا تھا۔ قریب تھا کہ نماز ہی میں میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو ان کی چادر سے یا (انہوں نے یہ کہا کہ) اپنی چادر سے میں نے ان کی گردن میں پھندا ڈال دیا اور ان سے پوچھا کہ اس طرح تمہیں کس نے پڑھایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ جھوٹ بولتے ہو، واللہ یہ

۹- باب مَا جَاءَ فِي الْمُتَاوَلِينَ

۶۹۳۶- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِي أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يَقْرَأْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَذَلِكَ فَكَذْتُ أَسَاوِرَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأَنِي

سورت مجھے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں ابھی پڑھتے سنا ہے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے سورۃ الفرقان اور طرح پر پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائی تھی۔ آپ نے مجھے بھی سورۃ الفرقان پڑھائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر! انہیں چھوڑ دو۔ ہشام سورت پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح پڑھ کر سنایا جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی پھر فرمایا یہ قرآن سات قراتوں میں نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسانی ہو پڑھو۔

هَذِهِ السُّورَةُ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرُؤُهَا
فَانْطَلَقْتُ اَقْرَدُهُ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ
لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِنِّي سَمِعْتُ هَذَا
يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ
تُفَرِّقْهَا وَأَنْتَ أَفَرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسِلْنِي يَا عُمَرُ
اقْرَأْ يَا هِشَامُ)) فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي
سَمِعْتُهُ يَقْرُؤُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((هَكَذَا أَنْزِلْتُ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ: ((هَكَذَا
أَنْزِلْتُ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْزِلَ
عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ)).

[راجع: ۲۴۱۹]

نتیجہ باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام کے گلے میں جو چادر ڈالی ان کو کھینچتے ہوئے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ وہ ایک ناجائز قرات کرنے والے ہیں گویا تاویل کرنے والے ٹھہرے۔ المجتہد قد یخطئ ویصیب۔

(۶۹۳۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا، ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا“ تو صحابہ کو یہ معاملہ بہت مشکل نظر آیا اور انہوں نے کہا ہم میں کون ہو گا جو ظلم نہ کرتا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا مطلب حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں ہے جو انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا تھا کہ ”اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ بلاشبہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

۶۹۳۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا
وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ
عَلْقَمَةَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ
يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالُوا: إِنَّا لَمْ يَظْلَمْ
نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ كَمَا
تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ:
﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ
عَظِيمٌ﴾)) [لقمان: ۱۳]. [راجع: ۳۲]

ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ظلم کی تاویل شرک سے کی کیونکہ ظلم کے ظاہری معنی تو گناہ ہے جو ہر گناہ کو شامل ہے اور یہ تاویل خود شارع نے بیان کی تو ایسی تاویل بلا اتفاق مقبول ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جب انہوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ ان کو دوسرا صحیح معنی بتلادیا اور ان کی تاویل کو بھی قائم رکھا۔

(۶۹۳۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمود بن الربیع نے خبر دی، کہا کہ میں نے عثمان بن مالک رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے پھر ایک صاحب نے پوچھا کہ مالک بن الدخشن کہاں ہیں؟ ہمارے قبیلہ کے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کیا تم ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اس کا مقصد اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس صحابی نے کہا کہ ہاں یہ تو ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جو بندہ بھی قیامت کے دن اس کلمہ کو لے کر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

۶۹۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدَّخْشَنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تَقُولُونَهُ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْتَعِي بِذَلِكَ وَجْهَهُ اللَّهُ)) قَالَ: بَلَى قَالَ: ((لَئِنْ لَا يُؤَاوِي عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

[راجع: ۴۲۴]

باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں پر مواخذہ نہیں کیا جنہوں نے مالک کو منافق کہا تھا اس لیے کہ وہ تاویل کرنے والے تھے یعنی مالک کے حالات کو دیکھ کر اسے منافق سمجھتے تھے تو ان کا گناہ غلط ہوا۔

(۶۹۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ واصل شکاری نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن سلمی نے، ان سے فلاں شخص (سعید بن عبیدہ) نے کہ ابو عبد الرحمن اور حبان بن عطیہ کا آپس میں اختلاف ہوا۔ ابو عبد الرحمن نے حبان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی خون بہانے میں کس قدر جری ہو گئے ہیں۔ ان کا اشارہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اس پر حبان نے کہا انہوں نے کیا کیا ہے تیرا باپ نہیں۔ ابو عبد الرحمن نے کہا کہ علی کہتے تھے کہ مجھے، زبیر اور ابو مرثد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے بھیجا اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور جب روضہ خاخ پر پہنچو (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے)

۶۹۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَحَبِيبِ بْنِ عَطِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحَبِيبٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَرَأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدَّمَاءِ يَغْنِي عَلَيَّا قَالَ: مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ، قَالَ: شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ: قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: بَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالزُّبَيْرُ وَأَبَا مَرْثَدٍ، وَكُنَّا فَارِسًا قَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: هَكَذَا قَالَ

ابو سلمہ نے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے خلخ کے بدلے حاج کہا ہے۔ تو وہاں تھیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی اور اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین مکہ کو لکھا گیا ہے تم وہ خط میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم اپنے گھوڑوں پر دوڑے اور ہم نے اسے وہیں پکڑا جہاں آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ وہ عورت اپنے اونٹ پر سوار جارہی تھی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو آنحضرت کی مکہ کو آنے کی خبر دی تھی۔ ہم نے اس عورت سے کہا کہ تمہارے پاس وہ خط کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کا اونٹ بٹھادیا اور اس کے کجاوہ کی تلاشی لی لیکن اس میں کوئی خط نہیں ملا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس کوئی خط نہیں معلوم ہوتا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہمیں یقین ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غلط بات نہیں فرمائی پھر علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے خط نکال دے ورنہ میں تجھے ننگی کروں گا اب وہ عورت اپنے نیسے کی طرف جھکی اس نے ایک چادر کرپر باندھ رکھی تھی اور خط نکالا۔ اس کے بعد یہ لوگ خط آنحضرت کے پاس لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حاطب! تم نے ایسا کیوں کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! بھلا کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے صرف یہ تھا کہ میرا ایک احسان مکہ والوں پر ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائداد اور بال بچوں کو (ان کے ہاتھ سے) بچا لوں۔ بات یہ ہے کہ آپ کے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں جس کے مکہ میں ان کی قوم میں کے ایسے لوگ نہ ہوں جس کی وجہ سے اللہ ان کے بچوں اور جائداد پر کوئی آفت نہیں آنے دیتا۔ مگر میرا وہاں کوئی نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے بھلائی کے سوا ان کے بارے میں اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ عمر

أَبُو عَوَانَةَ حَاجَّ (فَإِنْ فِيهَا أَمْرًا مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَاتَّوْنِي بِهَا) فَأَنْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَذْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَكَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ؟ قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ، فَأَنْخَنَّا بِهَا بَعِيرَهَا فَاتَّبَعْنَاهَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبِي: مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثُمَّ خَلَفَ عَلَيَّ وَالَّذِي يُخْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَا جَرْدَنِكَ، فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُخْتَجِرَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ، فَأَتَوْنَا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَغْنِي فَأَضْرَبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي إِنْ لَا أَكُونُ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَبَالِي، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ. قَالَ: ((صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا

ﷺ نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں ہیں؟ تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے واقف تھا اور پھر فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے جنت تمہارے لیے لکھ دی ہے اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں (خوشی سے) آنسو بھر آئے اور عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو حقیقت کا زیادہ علم ہے۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ ”خالخ“ زیادہ صحیح ہے لیکن ابو عوانہ نے حاج ہی بیان کیا ہے اور لفظ حاج بدلا ہوا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے اور انہیں نے ”خالخ“ بیان کیا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالْمُؤْمِنِينَ دَغْنِي فَلَا ضَرْبَ غُنْفَةٍ قَالُ :
(أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا يُذْرِيكَ لَعَلَّ
اللَّهُ أَطْلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ أُوجِبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ) فَأَعْرَوْزَتْ
عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَكْثَرُ.
عَبْدُ اللَّهِ: خَاخِ اصْحَ، وَلَكِنْ كَذَلِكَ قَالَ
أَبُو عَوَانَةَ: خَاخِ وَخَاخِ تَصْخِيفٌ، وَهُوَ
مَوْضِعٌ وَهَشِيمٌ يَقُولُ: خَاخِ

[راجع: ۳۰۰۷]

سُيُورُ | یہ حدیث کئی بار اوپر گزر چکی ہے۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو خائن سمجھا ایک روایت کی بنا پر ان کو منافق بھی کہا مگر چونکہ حضرت عمرؓ کے ایسا خیال کرنے کی ایک وجہ تھی یعنی ان کا خط پکڑا جانا جس میں اپنی قوم کا نقصان تھا تو گویا وہ تاویل کرنے والے تھے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ نے ان سے کوئی مواخذہ نہیں کیا اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک بار جب آنحضرت ﷺ نے حاطب کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ سچا ہے تو پھر دوبارہ حضرت عمرؓ نے ان کو مار ڈالنے کی اجازت کیونکر چاہی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت کی رائے ملکی اور شرعی قانون ظاہری پر تھی جو شخص اپنے بادشاہ یا اپنی قوم کا راز دشمنوں پر ظاہر کرے اس کی سزا موت ہے اور ایک بار آنحضرت ﷺ کے فرمانے سے کہ وہ سچا ہے ان کی پوری نفسی نہیں ہوئی کیونکہ سچا ہونے کی صورت میں بھی ان کا عذر اس قاتل نہ تھا کہ اس جرم کی سزا سے وہ بری ہو جاتے جب آنحضرت ﷺ نے دوبارہ یہ فرمایا کہ اللہ نے بدر والوں کے سب قصور معاف فرما دیے ہیں تو حضرت عمرؓ کو تسلی ہو گئی اور اپنا خیال انہوں نے چھوڑ دیا اس سے بدری صحابہ کے جنتی ہونے کا اثبات ہوا۔ لفظ لا اہالک عربوں کے محاورہ میں اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص ایک عجیب بات کہتا ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ تیرا کوئی ادب سکھانے والا باپ نہ تھا جب ہی تو بے ادب رہ گیا۔ ابو عبد الرحمن عثمانی تھے اور حبان بن عطیہ حضرت علیؓ کے طرف دار تھے ابو عبد الرحمن کا یہ کہنا حضرت علیؓ کی نسبت صحیح نہ تھا کہ وہ بے وجہ شرعی مسلمانوں کی خونریزی کرتے ہیں انہوں نے جو کچھ کہا حکم شرعی کے تحت کہا ابو عبد الرحمن کو یہ بدگمانی یوں ہوئی کہ حضرت علیؓ کے سامنے رسول کریم ﷺ نے یہ بشارت سنائی تھی کہ جنگ بدر میں شرکت کرنے والے بخشے ہوئے ہیں اللہ پاک نے بدریوں سے فرمایا کہ اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أُوجِبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ تم جو چاہو عمل کرو میں تمہارے لیے جنت واجب کر چکا ہوں چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں اس لیے اب وہ اس بشارت خدا کی کے پیش نظر خون ریزی کرنے میں جری ہو گئے ہیں۔ ابو عبد الرحمن کا یہ گمان صحیح نہ تھا ناحق خون ریزی کرنا حضرت علیؓ سے بالکل بعید تھا۔ جو کچھ انہوں نے کیا شریعت کے تحت کیا یوں بشری لغزش امر دیگر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب کے بیٹے ہیں، نوجوانوں میں اولین اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ عمر دس سال یا پندرہ سال کی تھی۔ جنگ تبوک کے سوا سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ گندم گوں، بڑی بڑی آنکھوں والے، درمیانہ قد، بہت بال والے، چوڑی داڑھی والے، سر کے اگلے حصہ میں بال نہ تھے۔ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ ہوئے یہی شہادت عثمانؓ کا دن ہے۔ ایک خارجی عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے ۱۸ رمضان بوقت صبح

بروز جمعہ ۴۰ھ میں آپ کو شہید کیا۔ زخمی ہونے کے بعد تین رات زندہ رہے، ۶۳ سال کی عمر پائی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین نے نہلایا اور حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت دفن کئے گئے۔ مدت خلافت چار سال نو ماہ اور کچھ دن ہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ خلیفہ رابع برحق ہیں۔ بہت ہی بڑے دانش مند اسلام کے جرنیل، بہادر اور صاحب مناقب کثیرہ ہیں آپ کی محبت جزو ایمان ہے تینوں خلافتوں میں ان کا بڑا مقام رہا۔ بہت صائب الرائے اور عالم و فاضل تھے۔ صد افسوس کہ آپ کی ذات گرامی کو آڑ بنا کر ایک یہودی عبداللہ بن سبائے امت مسلمہ میں خانہ جنگی و فتنہ و فساد کو جگہ دی۔ یہ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے یہ فتنہ کھڑا کیا کہ خلافت کے وصی حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ ہیں، حضرت عثمان ناحق خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ رسول کریم ﷺ خلافت کے لیے حضرت علیؓ کو اپنا وصی بنا گئے ہیں، لہذا خلافت صرف حضرت علیؓ ہی کا حق ہے۔ عبداللہ بن سبائے یہ ایسی من گھڑت بات ایجاد کی تھی جس کا رسول کریم ﷺ اور بعد میں خلافت صدیقی و فاروقی و عثمانی میں کوئی ذکر نہیں تھا مگر نام چونکہ حضرت علیؓ جیسے عالی منقبت کا تھا اس لیے کتنے سادہ لوح لوگوں پر اس یہودی کا یہ جادو چل گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا اندوہناک واقعہ اسی فتنہ کی بناء پر ہوا۔ آپ بیاسی سال کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جبکہ آپ قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر پہنچے تھے کہ نہایت بے دردی سے شہید کئے گئے اور آپ کے خون کی دھار قرآن پاک کے ورق پر اسی آیت کی جگہ باکر پڑی۔ ﷺ۔ الحمد للہ حرمین شریفین کے سفر میں تین بار آپ کی قبر پر دعائے مسنون پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان سب بزرگوں کی زیارت نصیب کرے آمین۔ شہادت حضرت عثمان غنیؓ سے امت کا نظام ایسا منتشر ہوا جو آج تک قائم ہے اور شاید قیامت تک بھی نہ ختم ہو۔۔۔۔۔ فلیک علی الاسلام من کان باکیا

۱۰۔ کتاب الاکراہ

کتاب زبردستی کام کرانے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی اچھے کام کو چھڑانے یا برے کام کو کرانے کے لیے کسی کمزور و غریب پر زبردستی کرنا ہی اکراہ ہے۔ اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانا بھی جائز نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اکراہ اسلام میں کسی صورت میں جائز نہیں ہے بعض کاموں میں اکراہ کو نافذ قرار دیتے ہیں ان ہی کی تردید یہاں مقصود ہے اور یہی احادیث مندرجہ کا خلاصہ ہے۔ آج آزادی کے دور میں اس باب کو خاص نظر سے مطالعہ کی شدید ضرورت ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿اِلَّا مِنْ اٰخِرَةٍ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر اس پر گناہ نہیں کہ جس پر زبردستی کی جائے در آنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جس کا دل کفری کے لیے کھل جائے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو گا اور ان کے

لیے عذاب دردناک ہو گا اور سورہ آل عمران میں فرمایا یعنی یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے کو بچانے کے لیے کچھ بچاؤ کر لو۔ ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ یعنی تقیہ کرو۔ اور سورہ نساء میں فرمایا بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہیں گے کہ تم کس کام میں تھے وہ بولیں گے کہ ہم اس ملک میں بے بس تھے اور ہمارے لیے اپنے قدرت سے کوئی حمایتی کھڑا کر دے۔۔۔۔ آخر آیت تک۔ امام بخاری نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کمزور لوگوں کو اللہ کے احکام نہ بجالانے سے معذور رکھا اور جس کے ساتھ زبردستی کی جائے وہ بھی کمزور ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کام سے منع کیا ہے وہ اس کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور امام حسن بصری نے کہا کہ تقیہ کا جواز قیامت تک کے لیے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کے ساتھ چوروں نے زبردستی کی ہو (کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے) اور پھر اس نے طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی یہی قول ابن زبیر، شعبی اور حسن کا بھی ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

اعمال نیت پر موقوف ہیں

اس حدیث سے بھی امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ جس شخص سے زبردستی طلاق لی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ زبردستی کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ رافضیوں جیسا تقیہ بطور شعار جائز نہیں ہے۔

(۶۹۴۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال، عن ہلال بن أسامة أن أبا سلمة بن عبد الرحمن أخبره عن أبي هريرة أن النبي ﷺ كان يدعو في الصلاة: ((اللهم أنج عياش بن أبي ربيعة، وسلمة بن هشام، والنوليد، اللهم أنج المستضعفين من المؤمنين، اللهم اشدذ وطأتك على مضطر وأبعث عليهم سينن سني يوسف)). [راجع: ۷۹۷]

عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النحل : ۱۰۶] وَقَالَ : ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَالِمِ أَنْفُسِهِمْ﴾ [النساء : ۹۷] قَالُوا : فِيمَ كُنْتُمْ؟ قَالُوا : كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿وَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾ [النساء : ۷۵] فَعَدَّرَ اللَّهُ الْمُسْتَضْعَفِينَ الَّذِينَ لَا يَمْتَنِعُونَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُنْتَمِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أَمَرَ بِهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ : التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فِيمَنْ يُكْرَهُهُ اللَّصُوصُ فَيُطْلَقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ)).

۶۹۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ : ((اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَالنَّوْلَيْدَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضْطَرٍّ وَأَبْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ سَنَى يُوسُفَ)). [راجع: ۷۹۷]

اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ کمزور مسلمان مکہ کے کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار تھے۔ ان کے زور و زبردستی سے ان کے کفر کے کاموں میں شریک رہتے ہوں گے لیکن آپ نے دعائیں ان کو مومن فرمایا کہ اکراہ کی حالت میں مجبوری عند اللہ قبول ہے۔

باب جس نے کفر پر مار کھانے، قتل کئے جانے اور ذلت کو

اختیار کیا

(۶۹۴۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب الطائفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا، اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین خصوصیتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی شیرینی پالے گا اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ عزیز ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے کرے تیسرے یہ کہ اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا گوارا ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جاتا۔

۱- باب مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ

وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

۶۹۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ)). [راجع: ۱۶]

اس سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ قتل اور ضرب سب اس سے آسان ہے کہ آدمی آگ میں جلایا جائے وہ مار پیٹ یا ذلت یا قتل کو آسان سمجھے گا لیکن کفر کو گوارا نہ کرے گا۔ بعضوں نے کہا کہ قتل کا جب ڈر ہو تو کلمہ کفر منہ سے نکال دینا اور جان بچانا بہتر ہے مگر صحیح یہی ہے کہ ممبر کرنا بہتر ہے جیسا کہ حضرت بلالؓ کے واقعہ سے ظاہر ہے باقی تقیہ کرنا اس وقت ہماری شریعت میں جائز ہے جب آدمی کو اپنی جان یا مال جانے کا ڈر ہو پھر بھی تقیہ نہ کرے تو بہتر ہے۔ رافضیوں کا تقیہ بزدلی اور بے شری کی بات ہے وہ تقیہ کو جاوے جا اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ ان اللہ

(۶۹۴۲) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد نے، ان سے اسماعیل نے، انہوں نے قیس سے سنا، انہوں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ اسلام لانے کی وجہ سے (مکہ معظمہ میں) عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے باندھ دیا تھا اور اب جو کچھ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے اس پر اگر اُحد پہاڑ کلڑے کلڑے ہو جائے تو اسے ایسا ہونا ہی چاہیے۔

۶۹۴۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَادٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنَّ عُمَرَ مُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوْ انْقَضَ أَحَدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مُحَقَّقًا أَنْ يَنْقَضَ. [راجع: ۳۸۶۲]

باب کا مطلب یوں نکلا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی نے ذلت و خواری مار پیٹ گوارا کی لیکن اسلام سے نہ پھرے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قتل گوارا کیا مگر باغیوں کا کہنا نہ مانا تو کفر پر طریق اولیٰ وہ قتل ہو جانا گوارا کرتے۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا

کچھ ذکر پیچھے لکھا جا چکا ہے حضرت سعید بن زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔ بسن پر غصہ کر کے اسی نیک خاتون کی قرأت قرآن سن کر ان کا دل موم ہو گیا۔ سچ ہے۔

نمی دانی کہ سوز قرأت تو دگرگوں کرد تقدیر عمر را

(۶۹۴۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا حال زار بیان کیا آنحضرت ﷺ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم سے پہلے بہت سے نبیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کا حال یہ ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کو پکڑ لیا جاتا اور گڑھا کھود کر اس میں انہیں ڈال دیا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رد کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور لوہے کے کنگھے ان کے گوشت اور ہڈیوں میں دھنسا دیئے جاتے لیکن یہ آزمائشیں بھی انہیں اپنے دین سے نہیں روک سکتی تھیں اللہ کی قسم اس اسلام کا کام مکمل ہو گا اور ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک اکیلا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہو گا اور بکریوں پر سوا بھیرے کے خوف کے (اور کسی لوٹ وغیرہ کا کوئی ڈر نہ ہو گا) لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

۶۹۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إسماعيل، حَدَّثَنَا قيس، عَنْ خباب بن الارت قال: شكونا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متوسد بريدة له في ظل الكعبة فقلنا ((الآن تستنصر لنا ألا تدعو لنا فقال: قد كان من قبلكم يؤخذ الرجل فيخفر له في الأرض، فيجعل فيها فيجاء بالميسار فيوضع على رأسه فيجعل نصفين ويمشط بأمشاط الحديد ما دون لحمه وعظمه، فما يصده ذلك عن دينه، والله ليتمن هذا الأمر حتى يسير الراكب من صنعاء إلى حضرموت لا يخاف إلا الله والذئب على غنمه، ولكنكم تستعجلون)).

[راجع: ۳۶۱۲]

آپ کی یہ بشارت پوری ہوئی سارا عرب کافروں سے صاف ہو گیا ترجمہ باب اس سے نکلا کہ خباب نے کفار کی تکالیف پر صبر کیا صرف شکوہ کیا مگر اسلام پر قائم رہے۔ آپ نے خباب کی درخواست پر فوراً بددعا نہ کی بلکہ صبر کی تلقین فرمائی انبیاء کی یہی شان ہوتی ہے۔ آخر آپ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور آج اس چودھویں صدی کے خاتمہ پر عرب کا ملک امن کا ایک مثال گوارہ بنا ہوا ہے۔ یہ اسلام کی برکت ہے۔ اللہ اس حکومت سودیہ کو ہمیشہ قائم دائم رکھے آمین۔

۲- باب في بيع المَكْرَه وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

امام بخاری نے مضطر کی بیع جائز رکھی ہے اور باب کی حدیث سے اس پر سند لی۔ مضطر سے مراد وہ ہے جو مفلس ہو کر اپنا مال بیچے جیسے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶۹۴۴) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان

۶۹۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ

سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب ہم ”بیت المدراس“ کے پاس پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں آواز دی اے قوم یہود! اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہودیوں نے کہا ابو القاسم! آپ نے پہنچا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی مقصد ہے پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا اور یہودیوں نے کہا کہ ابو القاسم آپ نے پہنچا دیا آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ اور پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جس کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ جلاوطن ہونے سے پہلے اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : ((انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدْرَسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ : ((يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اسْلِمُوا تَسْلَمُوا)) فَقَالُوا : قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ : ((ذَلِكَ أُرِيدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ : فَقَالُوا قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ : ((اَعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاَعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ)). [راجع: ۳۱۶۷]

یہود مدینہ کی روز روز کی شرارتوں کی بناء پر آپ نے ان کو یہ اعلان دیا تھا۔ وہ اس وقت حربی کافر تھے۔ آپ نے ان کو اپنے اموال بیچنے کا اختیار دیا ایسی صورت میں بیچ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

باب جس کے ساتھ زبردستی کی جائے اس کا نکاح

جائز نہیں اور اللہ نے سورہ نور میں فرمایا تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں تاکہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی زندگی کا سامان جمع کرو اور جو کوئی ان پر جبر کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ کا بخشنے والا مہربان ہے۔

۳- باب لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهَةِ ﴿وَلَا تُكْرَهُوا قِتَابَتُكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ، إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَفُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْنَهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور : ۳۳].

یعنی جب لونڈی کا مالک زبردستی اس سے زنا کرائے تو سارا گناہ مالک کے سر پر رہے گا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جب لونڈی کے خلاف مرضی چلنا منع ہو تو آزاد شخص کی مرضی کے خلاف چلنا زبردستی اس کو نکاح پر مجبور کرنا حلال نہ وہ نکاح اور تامل سے بچنا چاہے تو یہ کیونکر جائز ہو گا۔

(۶۹۴۵) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن القاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے یزید بن حارثہ انصاری کے دو صاحبزادوں عبد الرحمن اور مجمع نے اور ان سے خساء بنت خدام انصاریہ نے کہ ان کے والد نے

۶۹۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ خَسَاءِ بِنْتِ

ان کی شادی کردی ان کی ایک شادی اس سے پہلے ہو چکی تھی (اور اب بیوہ تھیں) اس نکاح کو انہوں نے ناپسند کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر دی) تو آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔

[راجع: ۵۱۳۸]

تشیخ امام بخاری نے اس سے یہ دلیل لی کہ مکہ کا نکاح صحیح نہیں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ان کا نکاح صحیح ہوا ہی نہ تھا کیونکہ وہ ثیبہ بالغہ تھیں ان کی اجازت اور رضا بھی ضروری تھی ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں فرد نکاحا ہے اگر نکاح صحیح ہی نہ ہوتا تو آپ فرمادیتے کہ نکاح ہی نہیں ہوا اور حدیث میں یوں ہوتا فاطمہ نکاحا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے جبر سے ایک عورت سے نکاح کیا دس ہزار درم مقرر کر کے حالانکہ اس کا مهر مثل ایک ہزار تھا تو ایک ہزار لازم ہوں گے نو ہزار باطل ہو جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ کی وجہ سے جیسے مہر کی زیادتی باطل کہتے ہو ویسے ہی اصل نکاح کو بھی باطل کرو۔ (وحیدی)

۶۹۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَهُوَ ذُكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَنْصَاعِهِنَّ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَإِنَّ الْبُكَرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحِي فَتَسْكُتُ قَالَ: ((سَكَاتُهَا إِذْنُهَا)). [راجع: ۵۱۳۷]

۶۹۴۶- ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ابو عمرو نے جن کا نام ذکوان ہے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا لیکن کنواری لڑکی سے اگر اجازت لی جائے گی تو وہ شرم کی وجہ سے چپ سا دھ لے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

کنواری لڑکی سے بھی اجازت کی ضرورت ہے پھر زبردستی نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی ثابت کرنا ہے۔

۴- باب إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجْزُ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِي فِيهِ نَذْرًا، فَهُوَ جَائِزٌ بِرِغْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ.

باب اگر کسی کو مجبور کیا گیا اور آخر اس نے غلام ہیہ کیا یا بیچا تو نہ ہیہ صحیح ہو گا نہ بیع صحیح ہو گی اور بعض لوگوں نے کہا اگر مکہ سے کوئی چیز خریدے اور خریدنے والا اس میں کوئی نذر کرے یا کوئی غلام مکہ سے خریدے اور خریدنے والا اس کو مدبر کر دے تو یہ مدبر کرنا درست ہو گا۔

مدبر کے معنی کچھ رقم پر غلام سے معاملہ طے کر کے اسے اپنے پیچھے آزاد کر دینا ہیں۔

۶۹۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو الثَّغْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ

۶۹۴۷- ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کسی غلام کو مدبر بنایا اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی

ﷺ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت جابر ﷺ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک قطبی غلام تھا اور پہلے ہی سال مر گیا۔

نتیجہ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب غلام کا مدبر کرنا آنحضرت ﷺ نے لغو کر دیا حالانکہ اس کے مالک نے اپنی خوشی سے اس کو مدبر کیا تھا اور وجہ یہ ہوئی کہ وارثوں کے لیے اور کوئی مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو گویا وارثوں کی ناراضی کی وجہ سے جن کی ملک اس غلام سے متعلق بھی نہیں ہوئی تھی تدبیر ناجائز ٹھہری پس وہ تدبیر بائع کیونکہ جائز ہو سکتی ہے جس میں خود مالک ناراض ہوا اور وہ جبر سے کی جائے۔ مہلب نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے کہ مکہ کا بیع **مباح** ہے صحیح نہیں ہے لیکن حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر مکہ سے خریدے ہوئے غلام یا لونڈی کوئی آزاد کر دے یا مدبر کر دے تو خریدار (یہ تصرف جائز ہو گا۔ امام بخاری کے اعراض کا۔) کا حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے کلام میں منافیہ ہے اگر مکہ کی بیع صحیح اور مفید ملک ہے تو سب تصرفات خریدار کے درست ہونے چاہئیں اگر صحیح اور مفید ملک نہیں ہے تب نہ نذر صحیح ہونی چاہیے نہ مدبر کرنا اور نذر اور تدبیر کی صحت کا قائل ہونا اور پھر مکہ کی بیع صحیح نہ سمجھنا دونوں میں منافیہ ہے۔ (وحیدی)

۵- باب مِنَ الْإِكْرَاهِ كَرَّةً وَكُرَّةً

وَاحِدٌ کُزَّہ اور کُزَّہ کے معنی ایک ہی ہیں۔

تشیخ اکثر علماء کا یہی قول ہے بعضوں نے کہا کہ مفتاحہ کاف یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص زبردستی کرے اور کہہ مخمہ کاف یہ ہے کہ آپ ہی خود ایک کام کو ناپسند کرتا ہو اور کرے۔ (اس آیت سے عورتوں پر اکراہ اور زبردستی کرنے کی ممانعت نکلی باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

۶۹۴۸- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنصُورٍ، حَدَّثَنَا اسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: وَحَدَّثَنِي عَطَاءُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۖ هِيَ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْثُوا النِّسَاءَ كَرَّهَا الْآيَةُ. قَالَ: كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقُّ بِأَمْوَالِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَرَوَّجَهَا وَإِنْ شَاؤُوا زَوَّجُوهَا، وَإِنْ شَاؤُوا لَمْ يَزَوَّجُوهَا، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا

مختار ہے وہ جس سے چاہے شادی کرے اس پر زبردستی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

باب جب عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہو
تو اس پر حد نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں فرمایا اور جو کوئی ان کے ساتھ زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس زبردستی کے بعد معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

(۶۹۴۹) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، انہیں صفیہ بنت ابی عبید نے خبر دی کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک نے حصہ خمس کی ایک باندی سے صحبت کر لی اور اس کے ساتھ زبردستی کر کے اس کی بکارت توڑ دی تو حضرت عمرؓ نے غلام پر حد جاری کرائی اور اسے شریدر بھی کر دیا لیکن باندی پر حد نہیں جاری کی۔ کیونکہ غلام نے اس کے ساتھ زبردستی کی تھی۔ زہری نے ایسی کنواری باندی کے متعلق کہا جس کے ساتھ کسی آزاد نے ہم بستری کر لی ہو کہ حاکم کنواری باندی میں اس کی وجہ سے اس شخص سے اتنے دام بھر لے جتنے بکارت جاتے رہنے کی وجہ سے اس کے دام کم ہو گئے ہیں اور اس کو کوڑے بھی لگائے اگر آزاد مرد شبیہ لونڈی سے زنا کرے تب خریدے۔ اماموں نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اس کو کچھ مالی تاوان دینا پڑے گا بلکہ صرف حد لگائی جائے گی۔

(۶۹۵۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ علیہا السلام کو ساتھ لے کر ہجرت کی تو ایک ایسی بستی میں پہنچے جس میں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا ظالموں میں سے ایک ظالم رہتا تھا اس ظالم نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سارہ علیہا السلام کو اس کے پاس بھیجیں آپ نے سارہ کو بھیج دیا وہ ظالم ان

مِنْ أَهْلِهَا فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ بِذَلِكَ.

[راجع: ۴۵۷۹]

۶- باب إِذَا اسْتَكْرَهَتْ الْمَرْأَةُ
عَلَى الزَّوْنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور: ۳۳].

۶۹۴۹- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ ابْنَةَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِنَ الْخُمْسِ، فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى اقْتَضَاهَا، فَجَلَدَهُ عَمَرُ الْحَدِّ وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ: فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَقْتَرِعُهَا الْجُرُّ يُقِيمُ ذَلِكَ الْحَكْمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدَرِ قِيَمَتِهَا، وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَيْمَةِ غُرْمٌ وَلَكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

۶۹۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرِيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ - أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ - فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا، فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوْضًا

کے پاس آیا تو وہ وضو کر کے نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو تو مجھ پر کافر کو نہ مسلط کر پھر ایسا ہوا کہ وہ کم بخت بادشاہ اچانک خراٹے لینے اور گر کر پاؤں ہلانے لگا۔

وَتُصَلِّي فَقَالَتْ : اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَرَسُولِكَ، فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَعُطْتُ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ).

[راجع: ۲۲۱۷]

جیسے کسی کا گلا گھونٹو تو وہ زور زور سے سانس کی آواز نکالنے لگتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جو اس ظالم بادشاہ پر نازل ہوا مناسبت باب سے یہ ہے کہ ایسے آکراہ کے وقت جب خلاصی کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو ایسی حالت میں ایسی غلوت قاتل ملامت نہ ہوگی نہ حد واجب ہوگی یہی ترجمہ باب ہے بعد میں اس بادشاہ کا دل اتنا موم ہوا کہ اپنی بیٹی ہاجرہ نامی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا یہی ہاجرہ ہیں جن کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم کے خاندان کا کیا کہنا ہے، حج اور مکہ مکرمہ اور کعبہ مقدس یہ سب آپ ہی کے خاندان کی یادگاریں ہیں۔ صلی اللہ علیہم اجمعین۔

باب اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی کہے اور اس پر قسم کھائی اس ڈر سے کہ اگر قسم نہ کھائے گا تو کوئی ظالم اس کو مار ڈالے گا یا کوئی اور سزا دے گا اسی طرح ہر شخص جس پر زبردستی کی جائے اور وہ ڈرتا ہو تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرے ظالم کا ظلم اس پر سے دفع کرے اس کے بچانے کے لیے جنگ کرے اس کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ نہ دے پھر اگر اس نے مظلوم کی حمایت میں جنگ کی اور اس کے بچانے کی غرض سے ظالم کو مار ہی ڈالا تو اس پر قصاص لازم نہ ہو گا (نہ دیت لازم ہوگی) اور اگر کسی شخص سے یوں کہا جائے تو شراب پی لے یا مردار کھالے یا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کرے (یا اس کی دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کر دے یا کوئی عقد توڑ ڈال نہیں تو ہم تیرے دینی باپ یا بھائی کو مار ڈالیں گے تو اس کو یہ کام کرنے درست ہو جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس سے یوں کہا جائے تو شراب پی لے یا مردار کھالے نہیں تو ہم تیرے بیٹے یا باپ یا محرم رشتہ دار بھائی چچا ماموں وغیرہ کو مار ڈالیں گے تو اس کو یہ کام کرنے درست نہ ہوں گے نہ وہ مضطر کہلائے گا پھر ان بعض لوگوں نے اپنے قول کا دوسرے مسئلہ میں خلاف کیا۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص سے یوں کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو مار ڈالتے ہیں

۷- باب يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ أَنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الظَّالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوْلَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ، وَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ، أَوْ تَقْرُبَ بَدَنِي أَوْ تَهَبُ هَبَةً أَوْ تَحُلَّ عُقْدَةً، أَوْ لَتَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ)). وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَقْتُلَنَّ ابْنَكَ، أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَارِجَ مُحَرَّمٍ، لَمْ يَسْغَهُ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ: إِنْ قِيلَ لَهُ لَتَقْتُلَنَّ أَبَاكَ، أَوْ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ، أَوْ تَقْرُبَ بَدَنِي أَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ، وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُولُ: الْبَيْعُ وَالْهَبَةُ، وَكُلُّ

نہیں تو تو اپنا یہ غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کر لے یا غلام چیز بہہ کر دے تو قیاس یہ ہے کہ یہ سب معاملے صحیح اور نافذ ہوں گے مگر ہم اس مسئلہ میں استحسان پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بیچ اور بہہ اور ہر ایک عقد اقرار وغیرہ باطل ہو گا ان بعض لوگوں نے ناطہ وار اور غیر ناطہ وار میں بھی فرق کیا ہے جس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو فرمایا یہ میری بہن ہے اللہ کی راہ میں دین کی رو سے اور ابراہیم نخعی نے کہا اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی اور اگر قسم لینے والا مظلوم ہو تو اس کی نیت معتبر ہوگی۔

تشیع فقہائے حنفیہ نے ایک استحسان نکالا ہے قیاس خفی جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے وہ جس مسئلہ میں ایسے ہی قواعد اور اصول موضوعہ کا خلاف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کیا کریں قیاس تو یہی چاہتا تھا کہ ان اصول اور قواعد کے مطابق حکم دیا جائے مگر استحسان کی رو سے ہم نے اس مسئلہ میں یہ حکم دیا ہے۔ حضرت امام بخاری نے ان لوگوں کے بارے میں بتانا چاہا ہے کہ آپ ہی تو ایک قاعدہ مقرر کرتے ہیں پھر جب چاہیں آپ ہی استحسان کا بہانہ کر کے اس قاعدے کو توڑ ڈالتے ہیں یہ تو من مانی کارروائی ہوئی نہ شریعت کی پیروی ہوئی نہ قانون کی اور عینی نے جو استحسان کے جواز پر آیت **فَيُتِمُّونَ أَحْسَنَهُ** اور حدیث **مَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ** حسنا سے دلیل لی یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ آیت میں **يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ** سے قرآن مجید مراد ہے اور **مَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ** حسنا یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے مرفوعاً ثابت نہیں ہے اور حدیث موقوف کوئی حجت نہیں ہے علاوہ اس کے مسلمانوں سے اس قول میں جمع مسلمین مراد ہیں یا صحابہ اور تابعین ورنہ عینی کے قول پر یہ لازم آئے گا کہ تمام اہل بدعات اور فساق اور فجار جس بات کو اچھا صحیح سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہو اس کے سوا ہم یہ کہیں گے کہ اسی قول میں یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور اہل حدیث کا گروہ فقہاء کے استحسان کو برا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہوا بلکہ وہ استہجان یا استقباح ہوا لا حول ولا قوۃ الا باللہ (وحیدی)

(۶۹۵۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرے۔ اور جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور حاجت پوری کرے گا۔

غَفْدَةً فِي ذَلِكَ بَاطِلٌ، فَوَلُّوا بَيْنَ كُلِّ ذِي رَجَمٍ مُحَرَّمٌ، وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَمْرَأَتِهِ هَذِهِ أُخْتِي)) وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ: إِذَا كَانَ الْمُسْتَخْلَفُ ظَالِمًا فَيَبُتُّ الْحَافِلُ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَيَبُتُّ الْمُسْتَخْلَفُ.

۶۹۵۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلَمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ)). [راجع: ۲۲۴۲]

اسی حدیث کی رو سے اہل اللہ نے دوسرے حاجت مندوں کے لیے جہاں تک ان سے ہو سکا، کوشش کی ہے۔ اللہ رب العالمین بخاری شریف مطالعہ کرنے والے ہر بھائی بن کو اس حدیث شریف پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(۶۹۵۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن سلیمان واسطی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن آپ کلکیا خیال ہے جب وہ ظالم ہو گا پھر میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تم اسے ظلم سے روکنا کیونکہ یہی اس کی مدد ہے۔

۶۹۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ انصُرْهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَوْ رَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ انصُرْهُ قَالَ: ((تَحْجِزْهُ أَوْ تَمْنَعْهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ)). [راجع: ۲۴۴۳]

ان جملہ احادیث میں مختلف طریقوں سے اکراہ کا ذکر پایا جاتا ہے اس لیے حضرت مجتہد اعظم ان کو یہاں لائے دنیا میں مسلمان کے سامنے کبھی نہ کبھی اکراہ کی صورت پیش آ سکتی ہے اور آج کل تو قدم قدم پر ہر مسلمان کے سامنے یہ صورت حال درپیش ہے لہذا سوچ سمجھ کر اس نازک صورت سے گزرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، و ما توفیقی الا باللہ۔ کتاب الاکراہ ختم ہوئی۔ اب کتاب الحیل کو خوب غور سے مطالعہ کریں۔

۹۱- کتاب الحیل

کتاب شرعی حیلوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کرنے کو۔ اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہو گا۔ اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہو گا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لیے کیا جائے تو مباح ہو گا اگر ترک مستحب کے لیے کیا جائے تو مکروہ ہو گا اب علماء میں اختلاف ہے کہ پہلی قسم کا حیلہ کرنا صحیح ہے یا غیر صحیح اور نافذ ہے یا غیر نافذ اور ایسا حیلہ کرنے سے آدمی گنہگار ہو گا یا نہیں۔ جو لوگ صحیح اور جائز کہتے ہیں وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سے حجت لیتے ہیں کہ انہوں نے سو ککڑیوں کے بدل سو جھاڑوں کے تنکے لے کر مار دیے اور قسم پوری کر لی اور اس

حدیث سے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ناتواں شخص کے لیے جس نے زنا کاری کی تھی یہ حکم دیا کہ کھجور کی ڈالی لے کر جس میں سو شاخیں ہوں ایک ہی بار اس کو مار دو اور اس حدیث سے کہ ردی کھجور کے بدل بیج کر پھر روپیہ کے بدل عمدہ کھجور لے لے۔ جو لوگ ناجائز کہتے ہیں وہ اصحاب سبت اور یہود کی حدیث سے کہ چربی ان پر حرام کر دی گئی تھی تو بیج کر اس کی قیمت کھائی اور بیس کی حدیث لعن اللہ المحلل و المحلل لہ سے دلیل لیتے ہیں اور حنفیہ کے یہاں سبت سے شرعی حیلے منقول ہیں بلکہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان حیلوں میں ایک خاص کتاب لکھی ہے۔ تاہم محققین انصاف پسند حنفی علمائے کرام کہتے ہیں کہ صرف وہی حیلے جائز ہیں جو احقاق حق کے قصد سے کئے جائیں۔ مولانا وحید الزماں مرحوم کہتے ہیں کہ قول محقق اس باب میں یہ ہے کہ ضرورت شرعی سے یا کسی مسلمان کی جان اور عزت بچانے کے لیے حیلہ کرنا درست ہے، لیکن جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ صرف اپنا فائدہ کرنا منظور ہو اور دوسرے مسلمان بھائی کا اس سے نقصان ہو تا ہو تو ایسا حیلہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ جیسے ایک بخیل کی نقل ہے کہ وہ سال بھر کی زکوٰۃ سبت سے روپے اشرفیاں نکال کر ایک مٹی کے گھڑے میں بھرتا اور اوپر سے اناج وغیرہ ڈال کر ایک فقیر کو دے دیتا پھر وہ گھڑا قیمت دے کر اس فقیر سے خرید لیتا وہ یہ سمجھتا کہ اس میں غلہ ہی غلہ ہے اور غلہ کے نرخ سے تھوڑی سی زائد قیمت پر ان ہی کے ہاتھ بیچ ڈالتا ایسا حیلہ کرنا بلا اتفاق حرام اور ناجائز ہے۔ اس کتاب میں جائز اور ناجائز حیلوں پر بہت سی لطیف اشارات ہیں جن کو بنظر غور و بنظر انصاف مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہم ارنا الحق حقا آمین

باب حیلے چھوڑنے کا بیان

کیونکہ یہ حدیث ہے کہ ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے قسم وغیرہ میں یہ حدیث عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔ (۶۹۵۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے، ان سے علقمہ بن وقاص لیشی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے خطبہ میں سنا انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا اے لوگو! اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو اسے ہجرت (کا ثواب ملے گا) اور جس کی ہجرت کا مقصد دنیا ہوگی کہ جسے وہ حاصل کر لے یا کوئی عورت ہوگی جس سے وہ شادی کر لے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہو گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔

۱- باب في ترك الحيل

وَإِنَّ لِكُلِّ أَمْرٍ مَا نَوَى فِي الْإِيمَانِ وَغَيْرِهَا

۶۹۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهَاجَرَتْهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَتَزَوَّجُهَا فَهَاجَرَتْهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهَا)).

[راجع: ۱]

اس حدیث سے امام بخاری نے حیلوں کے عدم جواز پر دلیل لی ہے کیونکہ حیلہ کرنے والوں کی نیت دوسری ہوتی ہے اس لیے حیلہ ان کے لیے کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔

۲- باب فِي الصَّلَاةِ

باب نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان

(۶۹۵۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔

۶۹۵۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَخَذَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)).

[راجع: ۱۳۵۰]

اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں اگر آخر قعدہ کر کے آدمی گوز لگائے تو نماز پوری ہو جائے گی گویا یہ نماز پوری کرنے کا حیلہ ہے۔ اہلحدیث کہتے ہیں کہ نماز صحیح نہیں ہوگی کیونکہ سلام پھیرنا بھی نماز کا ایک رکن ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تحلیلہا التسليم تو گویا ایسا ہوا کہ نماز کے اندر حدیث ہوا اور ایسی نماز باب کی حدیث کی رو سے صحیح نہیں ہے۔

۳- باب فِي الزَّكَاةِ وَإِنْ لَا يُفَرِّقُ

باب زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان آنحضرت ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ کے ڈر سے جو مال اکٹھا ہوا اسے جدا جدا نہ کریں اور جو جدا جدا ہوا اسے اکٹھا نہ کریں۔

بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

(۶۹۵۵) ہم سے محمد بن عبداللہ الانصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا، اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں (زکوٰۃ) کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا جو رسول کریم ﷺ نے فرض قرار دیا تھا کہ متفرق صدقہ کو ایک جگہ جمع نہ کیا جائے اور نہ مجتمع صدقہ کو متفرق کیا جائے زکوٰۃ کے خوف سے۔

۶۹۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

[راجع: ۱۴۴۸]

اس میں یہ بھی تھا کہ جو مال جدا جدا دو مالکوں کا ہو وہ اکٹھا نہ کریں اور جو مال اکٹھا ہو (ایک ہی مالک کا) وہ جدا جدا نہ کیا جائے۔ بعض روایات میں ”غنم“ اور ”اہل“ کے لفظ بھی آتے ہیں یعنی بکری یا اونٹ میں سے زکوٰۃ لیتے وقت ان کی پرانی حالت کو باقی رکھا جائے اصل میں جس حساب سے زکوٰۃ لی جاتی ہے اس کے پیش نظر بعض اوقات اگر جانور مختلف لوگوں کے ہیں اور الگ الگ رہتے ہیں تو بعض صورتوں میں زکوٰۃ ان پر زیادہ ہو سکتی ہے اور انہیں اکٹھا کرنے سے زکوٰۃ میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف یکجا ہونے میں زکوٰۃ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور متفرق کرنے میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس حدیث میں اس کی اور زیادتی کی بنا پر رد کیا گیا ہے۔

۶۹۵۶- حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

(۶۹۵۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن

جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو سہیل نافع نے، ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے، اور ان سے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک دیہاتی (تمام بن ثعلبہ) رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال پریشان تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں۔ سو ان نمازوں کے جو تم نفلی پڑھو۔ اس نے کہا مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے روزے فرض کئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے روزے سو ان کے جو تم نفلی رکھو۔ اس نے پوچھا مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کتنی فرض کی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ کے مسائل بیان کئے۔ پھر اس دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ عزت بخشی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا ہے اس میں نہ میں کسی قسم کی زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس نے صحیح کہا ہے تو یہ کامیاب ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اگر اس نے صحیح کہا ہے تو جنت میں جائے گا اور بعض لوگوں نے کہا کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حصے تین تین برس کی دو اونٹیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں زکوٰۃ میں لازم آتی ہیں پس مگر کسی نے ان اونٹوں کو عہد آ تلف کر ڈالا (مثلاً ذبح کر دیا) یا اور کوئی حیلہ کیا تو اس کے اوپر سے زکوٰۃ ساقط ہوگی۔

بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: ((الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطْوُعَ شَيْئًا)) فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّيَامِ؟ فَقَالَ: ((شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطْوُعَ شَيْئًا)) قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ قَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطْوُعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ - أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ - إِنْ صَدَقَ)). وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عَشْرِينَ وَمِائَةً بَعِيرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوْ أَحْتَالَ فِيهَا لِرَوَّارٍ مِنَ الزَّكَاةِ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

[راجع: ۴۶]

تشیع | اہلحدیث کہتے ہیں کہ جو کوئی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اس قسم کے حیلے کرے گا تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہ ہوگی۔ حنفیہ نے ایک اور عجیب حیلہ لکھا ہے یعنی اگر کسی عورت کو اس کا خاوند نہ چھوڑتا ہو اور وہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہو تو خاوند کے بیٹے سے اگر زنا کرے تو خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ امام شافعی کا مناظرہ اس مسئلہ میں امام محمد سے بہت مشہور ہے۔ اہلحدیث کے نزدیک یہ حیلہ چل نہیں سکتا کیونکہ ان کے نزدیک مصاہرت کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہو سکتا۔

(۶۹۵۷) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ چنگبر اٹھو دھا بن کر آئے گا اس کا مالک اس

۶۹۵۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَكُونُ كَنْزٌ أَخَذَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کر رہا ہو گا اور کسے گا کہ میں تمہارا خزانہ ہوں۔ فرمایا واللہ وہ مسلسل تلاش کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور اڑدھا اسے لقمہ بنائے گا۔

شَجَاعًا أَفْرَعُ، يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ، وَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ قَالَ: وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَسْطُرَ يَدَهُ فَيَلْقِمَهَا فَاهُ).

[راجع: ۱۴۰۳]

(۶۹۵۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جانوروں کے مالک جنہوں نے ان کا شرعی حق ادا نہیں کیا ہو گا قیامت کے دن ان پر وہ جانور غالب کر دیئے جائیں گے اور وہ اپنی کھروں سے اسکے چہرے کو نوچیں گے اور بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر ایک شخص کے پاس اونٹ ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی اور اسلئے وہ کسی دن زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ کے طور پر اسی جیسے اونٹ یا بکری یا گائے یا دراہم کے بدلے میں بیچ دے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور پھر اس کا یہ بھی کہتا ہے کہ اگر وہ اپنے اونٹ کی زکوٰۃ سال پورے ہونے سے ایک دن یا ایک سال پہلے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

۶۹۵۸- وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَا رَبُّ النِّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تَسَلَّطَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخَبُّطٌ وَجْهُهُ بِأَخْفَافِهَا)). وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا، أَوْ بَغْنَمٍ أَوْ بَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمٍ فَوَارَا مِنَ الصَّدَقَةِ يَوْمَ احْتِيَالًا، فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ زَكَاةَ إِبِلِهِ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ يَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَارَتْ عَنْهُ. [راجع: ۱۴۰۲]

تشیع

اس حدیث کو امام بخاری اس لیے لائے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا اس میں مذکور ہے اور یہ عام ہے اس کو بھی شامل ہے جو کوئی حیلہ نکال کر زکوٰۃ اپنے اوپر سے ساقط کر دے۔

حضرت امام بخاری کا مطلب بعض لوگوں کا تناقض ثابت کرنا ہے کہ آپ ہی تو زکوٰۃ کا دینا سال گزرنے سے پہلے درست جانتے ہیں اس سے یہ نکلتا ہے کہ زکوٰۃ کا وجوب سال گزرنے سے پہلے ہی ہو جاتا ہے گو وجوب ادا سال گزرنے پر ہوتا ہے جب سال سے پہلے ہی زکوٰۃ کا وجوب ہو گیا تو اب مال کا بدل ڈالنا اس کے لیے کیونکر زکوٰۃ کو ساقط کر دے گا۔ الہمدیث کا یہ قول ہے کہ ان سب صورتوں میں اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اور ایسے حیلے بھانے کرنے کو الہمدیث قطعاً حرام کہتے ہیں۔

ما ابل حد شیم وغارانه شناسیم صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

(۶۹۵۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عتبہ نے، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں سوال کیا جو ان کی والدہ پر تھی اور ان کی وفات نذر پوری کرنے سے پہلے ہی ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی طرف سے پوری کر اس کے باوجود بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اونٹ کی تعداد میں ہو جائے تو اس میں چار بکریاں لازم ہیں۔ پس اگر سال پورا ہونے سے پہلے اونٹ

۶۹۵۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي نَذْرِ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تَوَقَّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْضِيهِ عَنْهَا)) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا بَلَغَتْ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ، فَإِنْ

کو بہہ کر دے یا اسے بچ دے۔ زکوٰۃ سے بچنے یا حیلہ کے طور پر تاکہ زکوٰۃ اس پر ختم ہو جائے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ یہی حال اس صورت میں ہے اگر اس نے ضائع کر دیا اور پھر مر گیا تو اس کے مال پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ، أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا
وَإِخْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ،
وَكَذَلِكَ إِنْ أَتَلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي
مَالِهِ. [راجع: ۲۷۶۱]

اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب مرجانے سے سنت ساقط نہ ہوئی اور ولی کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ مرنے سے یا حیلہ کرنے سے ساقط نہ ہوگی اور یہی بات درست ہے۔ حنفیہ کا کہنا یہ ہے کہ صاحب زکوٰۃ کے مرنے سے وارثوں پر لازم نہیں کہ اس کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب تھی وہ اس کے کل میں سے ادا کریں۔ حنفیہ کا یہ مسئلہ صریح حضرت سعد کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت سعد کی ماں مر گئی تھیں مگر جو ان کے ذمہ نذر رہ گئی تھیں آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ یہی حکم زکوٰۃ میں بھی ہونا چاہیے۔

باب

۴- باب

(۶۹۶۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”شغار“ سے منع فرمایا۔ میں نے نافع سے پوچھا۔ شغار کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہ کوئی شخص بغیر مہر کسی کی لڑکی سے نکاح کرتا ہے یا اس سے بغیر مہر کے اپنی لڑکی کا نکاح کرتا۔ ہے پس اس کے سوا کوئی مہر مقرر نہ ہو اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے نکاح شغار کر لیا تو نکاح کا عقد درست ہو گا اور شرط لغو ہوگی (اور ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہو گا) اور ہاں بعض لوگوں نے متعہ میں کہا ہے کہ وہاں نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے اور بعضے حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اور شغار دونوں جائز ہوں گے۔ اور شرط باطل ہوگی۔

۶۹۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشَّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشَّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةُ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتُهُ بَغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتُ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهَا أُخْتُهُ بَغَيْرِ صَدَاقٍ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ اِحْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشَّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. وَقَالَ فِي الْمُتَعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتَعَةُ وَالشَّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ: بَاطِلٌ. [راجع: ۵۱۱۲]

(۶۹۶۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے حسن اور عبد اللہ بن محمد بن علی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عورتوں کے متعہ میں کوئی حرج نہیں

۶۹۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ الْحَسَنِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتَعَةِ النِّسَاءِ

بَسَا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْخُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنَّ اخْتَالَ حَتَّى تَمْتَنَعَ فَالْنِكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. [راجع: ۴۲۱۶]

سمجھتے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کی لڑائی کے موقع پر متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے حیلہ سے متعہ کر لیا تو نکاح فاسد ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ نکاح جائز ہو جائے گا اور میعاد کی شرط باطل ہو جائے گی۔

تشیخ اس حدیث کو حضرت امام بخاری اس لیے لائے کہ متعہ کے باب میں جو ممانعت آئی ہے وہ اس لفظ سے ہے کہ نبی عن المتعہ اور شغار کی بھی ممانعت اسی لفظ سے ہے پھر ایک عقد کو صحیح کہنا اور دوسرے کو باطل کہنا جیسا کہ بعض الناس نے اختیار کیا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ حافظ نے کہا کہ دونوں میں حنفیہ یہ فرق کرتے ہیں کہ شغار اپنی اصل سے مشروع ہے لیکن اپنی صفت سے فاسد ہے اور متعہ اپنی اصل ہی سے غیر مشروع ہے۔ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بیٹی اس کو بیاہ دے گا۔ بس یہی ہر دو کا مہر ہے اور کوئی مہرنہ ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کسی نے حیلہ سے نکاح شغار کر لیا تو نکاح کا عقد درست ہو جائے گا اور شرط لغو ہوگی ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہو گا اور ان ہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے متعہ میں یہ کہا ہے کہ وہی نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے وہاں یوں نہیں کہا کہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل اور مہر مثل لازم ہو گا یہ ظاہر یہ ترجیح بلا مرجع ہے کیونکہ متعہ اور شغار دونوں کی ممانعت یکساں حدیث سے ثابت ہے بلکہ متعہ تو پہلے بعض حالات کی بنا پر حلال ہوا مگر شغار کبھی حلال نہیں ہوا اب متعہ قیامت تک کے لیے قطعاً حرام ہے۔ شغار یہ ہے کہ بلا مہر آپس میں عورتوں کا تبادلہ کرنا کسی کو بلا مہر بیٹی دینا اور اس کی بیٹی بھی بلا مہر لینا اور اس تبادلہ ہی کو مہر جانا کہ اگر وہ اس کی بیٹی کو چھوڑے گا تو وہ دوسرا بھی چھوڑ دے گا اس کو شبہہ کا نکاح کہتے ہیں یہ قطعاً حرام ہے۔

باب خرید و فروخت میں حیلہ اور فریب کرنا منع ہے اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو اس کو روک رکھے تاکہ اس کی وجہ سے گھاس بھی رکی رہے۔

(۶۹۶۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے ان سے ابو الزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچا ہوا بے ضرورت پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی گھاس بھی بچی رہے (اس میں بھی حیلہ سلازی سے روکا گیا ہے)

باب نجش کی کراہیت (یعنی کسی چیز کا خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھانا)
(۶۹۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے

۵- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِخْتِيَالِ فِي النُّيُوعِ، وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَالِ

۶۹۶۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَالِ)).

[راجع: ۲۳۵۳]

۶- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّاجَشِ

۶۹۶۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ

ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع نجش سے منع فرمایا۔

مَالِك، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ. [راجع: ۲۱۴۲]

یعنی محض بھٹ بول کر بھاؤ بڑھانا اور گاہکوں کو دھوکہ دینا جیسا کہ نیلام کرنے والے ایجنٹ بنا لیتے ہیں اور وہ لوگوں کو فریب دینے کے لیے بھاؤ بڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ دھوکہ دی بہت بری ہے۔ کتنے غریب اس دھوکہ میں آکر لٹ جاتے ہیں۔ لہذا ایسی حیلہ سازی سے بہت ہی زیادہ بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

باب خرید و فروخت میں دھوکہ دینے کی ممانعت۔

۷- باب مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي

الْبُيُوعِ

اور ایوب نے کہا، وہ کم بخت اللہ کو اس طرح دھوکہ دیتے ہیں جس طرح کسی آدمی کو (خرید و فروخت میں) دھوکہ دیتے ہیں اگر وہ صاف صاف کھول کر کہہ دیں کہ ہم اتنا نفع لیں گے تو یہ میرے نزدیک آسان ہے۔

وَقَالَ أَيُّوبُ: يُخَادِعُونَ اللَّهَ كَمَا يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا، لَوْ أَتَوْا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ..

(۶۹۶۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کچھ خرید کرو تو کہہ دیا کرو کہ اس میں کوئی دھوکہ نہ ہونا چاہیے۔

۶۹۶۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخَادِعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَافَةَ. [راجع: ۲۱۱۷]

اگر دھوکہ نکلا تو وہ مال سب کا سب واپس کرنے کا مجاز ہے۔

باب یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو اس کے ولی فریب دے کر

۸- باب مَا يُنْهَى مِنَ الْاِخْتِيَالِ

یعنی مہر مثل سے کم مہر مقرر کر کے نکاح کرے تو یہ منع

لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَا

ہے۔

يُكْمَلُ صَدَاقُهَا

(۶۹۶۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے کہ عروہ ان سے بیان کرتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر دوسری عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں“ آپ نے کہا کہ اس آیت میں ایسی یتیم لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی لڑکی کے مال اور اس کے حسن سے رغبت رکھتا ہو اور چاہتا ہو کہ عورتوں (کے مرغوبرہ کے متعلق) جو

۶۹۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ غُرُورَةٌ يُخَادِثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ [النساء: ۳] قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا. فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى

سب سے معمولی طریقہ ہے اس کے مطابق اس سے نکاح کرے تو ایسے ویلوں کو ان لڑکیوں کے نکاح سے منع کیا گیا ہے۔ سوا اس صورت کے کہ ولی مہر کو پورا کرنے میں انصاف سے کام لے۔ پھر لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَیَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔

[راجع: ۲۴۹۴]

آدمیوں کو اپنے زیر تربیت یتیم بچوں سے ظالمانہ طریق پر نکاح کر لینے سے منع کیا گیا۔ ایسے میں اگر وہ نکاح کرے گا تو اہل ظاہر کے نزدیک وہ نکاح صحیح نہ ہو گا اور جمہور کے نزدیک صحیح ہو جائے گا مگر اس کو مہر مثل دینا پڑے گا۔

تَشْرِیح

باب باب جب کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی اب لونڈی کے مالک نے اس پر دعویٰ کیا تو چھیننے والے نے یہ کہا کہ وہ لونڈی مرگئی۔ حاکم نے اس سے قیمت دلادی اب اس کے بعد مالک کو وہ لونڈی زندہ مل گئی تو وہ اپنی لونڈی لے لے گا اور چھیننے والے نے جو قیمت دی تھی وہ اس کو واپس کر دے گا یہ نہ ہو گا کہ جو قیمت چھیننے والے نے دی وہ لونڈی کامول ہو جائے، وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے گی کیونکہ مالک اس لونڈی کا مول اس سے لے چکا ہے یہ فتویٰ دیا ہے گویا جس لونڈی کی آدمی کو خواہش ہو اس کے حاصل کر لینے کی ایک تدبیر ہے کہ وہ جس کی چاہے گا اس کی لونڈی جبراً چھین لے گا جب مالک دعویٰ کرے گا تو کہہ دے گا کہ وہ مرگئی اور قیمت مالک کے پلے میں ڈال دے گا اس کے بعد بے فکری سے پرانی لونڈی سے مزے اڑاتا رہے گا کیونکہ اسکے خیال باطل میں وہ لونڈی اس کے لیے حلال ہو گئی حالانکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ایک دوسرے کے مال تم پر حرام ہیں اور فرماتے ہیں قیامت کے دن ہر دعا باز کے لیے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا (تاکہ سب کو اسکی دعا بازی کا حال معلوم ہو جائے)

(۶۹۶۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر

مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَتَهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ أَنْزَلِ اللَّهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ [النساء: ۱۲۷] فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۹- باب إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ

فَقَضَى بِقِيَمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيُرَدُّ الْقِيَمَةُ وَلَا تَكُونُ الْقِيَمَةُ ثَمَنًا.

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيَمَةَ وَفِي هَذَا اخْتِلَالٌ لِمَنْ اشْتَهَى جَارِيَةً رَجُلٌ لَا يَبِيعُهَا فَفَضَّهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتَّى يَأْخُذَ رُبُّهَا قِيَمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةً غَيْرَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ عَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۶۹۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْرِفُ بِهِ)).
 رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر
 دھوکہ دینے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جس کے

[راجع: ۳۱۸۸]

جس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں دغا بازی کیا کرتا تھا (خود آگے فرماتے ہیں کہ میں تم میں کا ایک بشر ہوں تم میں
 کوئی زبان دراز ہوتا ہے میں اگر اس کے بیان پر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں جب
 آپ کے فیصلے سے دوسرے کا مال حلال نہ ہو تو کسی قاضی کا فیصلہ موجب حلت کیونکر ہو سکتا ہے۔

باب

۱۰- باب

(۶۹۶۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے
 ہشام نے، ان سے عروہ نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ نے اور ان
 سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارا ہی جیسا
 انسان ہوں اور بعض اوقات جب تم باہمی جھگڑا لاتے ہو تو ممکن ہے
 کہ تم میں سے بعض اپنے فریق مخالف کے مقابلہ میں اپنا مقدمہ پیش
 کرنے میں زیادہ چالاکی سے بولنے والا ہو اور اس طرح میں اس کے
 مطابق فیصلہ کر دوں جو میں تم سے سنتا ہوں۔ پس جس شخص کے لیے
 بھی اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں تو وہ اسے نہ
 لے۔ کیونکہ اس طرح میں اسے جہنم کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں۔

۶۹۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ
 سَفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ
 ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
 قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ
 وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْخَنَ بِبُخْتِهِ مِنْ
 بَعْضٍ وَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ،
 فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا
 يَأْخُذْ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)).

[راجع: ۲۴۵۸]

وہ فقہاء اسلام غور کریں جو قاضی کا فیصلہ ظاہراً و باطناً نافذ سمجھتے ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی غلط اور ظلم و جور سے بھرپور ہو جیسے کسی کی
 عورت زبردستی پکڑ کر اس کا کسی قاضی کے یہاں دعویٰ کر دے، اس پر اپنی صفائی میں دو جھوٹے گواہ پیش کر دے اور قاضی مان لے تو
 ایسے مقدمات کے قاضی کے غلط فیصلے صحیح نہ ہوں گے خواہ کتنے ہی قاضی اسے مان لیں اور عاصب کے حق میں فیصلہ دے دیں مگر
 جھوٹ جھوٹ رہے گا۔

باب نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے تو کیا حکم ہے

۱۱- باب فِي النِّكَاحِ

کیا وہ عورت اس دعویٰ کرنے والے پر جو جانتا ہے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے، حلال ہو جائے گی؟

(۶۹۶۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے
 بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے
 اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کسی
 کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی
 اجازت نہ لے لی جائے اور کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے

۶۹۶۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ،
 حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ
 الْبُكَرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الْيَتِيمُ حَتَّى

جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ اس کی (کنواری کی) اجازت کی کیا صورت ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی اجازت ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کنواری لڑکی سے اجازت نہ لی گئی اور نہ اس نے نکاح کیا۔ لیکن کسی شخص نے حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ اس نے لڑکی سے نکاح کیا ہے اس کی مرضی سے اور قاضی نے بھی اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا۔ حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے کہ گواہی جھوٹی تھی اس کے باوجود اس لڑکی سے صحبت کرنے میں اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ نکاح صحیح ہو گا۔

(۶۹۶۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے قاسم نے کہ جعفر بن محمد کی اولاد میں سے ایک خاتون کو اس کا خطرہ ہوا کہ ان کا ولی (جن کی وہ زیر پرورش تھیں) ان کا نکاح کر دے گا۔ حالانکہ وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے قبیلہ انصار کے دو شیوخ عبد الرحمن اور مجمع کو جو جاریہ کے بیٹے تھے کہلا بھیجا انہوں نے تسلی دی کہ کوئی خوف نہ کریں۔ کیونکہ خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد نے ان کی ناپسندیدگی کے باوجود کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس نکاح کو رد کر دیا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن کو اپنے والد سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خنساء رضی اللہ عنہا آخر حدیث تک بیان کیا۔

بچپن میں جن بچیوں کا نکاح کر دیا جائے اور جوان ہو کر وہ اس کو ناپسند کریں تو ان کا بھی نکاح رد کر دیا جائے گا۔

(۶۹۷۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو سلمہ نے، اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بیوہ سے اس وقت تک شادی نہ کی جائے جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے اور کسی کنواری سے اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔ صحابہ نے پوچھا اس کی اجازت کا کیا طریقہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ یہ کہ وہ خاموش ہو جائے۔ پھر بھی

تُسْتَأْمَرُ)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((إِذَا سَكَتَتْ)).

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَمْ تُسْتَأْذِنْ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْنِ زَوْرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا، فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَّأَهَا. وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

[راجع: ۵۱۳۶]

۶۹۶۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوَّجَهَا وَلَيْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ جَارِيَةٍ قَالَا: فَلَا تَخْشَيْنِ فَإِنَّ خَنَسَاءَ بِنْتَ خِدَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ. قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَمَسَمَعْتُهُ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خَنَسَاءَ.

[راجع: ۵۱۳۸]

۶۹۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذِنَ)) قَالُوا: كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ)). وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْنِ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے دو جھوٹے گواہوں کے ذریعہ حیلہ کیا (اور یہ جھوٹ گھڑا) کہ کسی بیوہ عورت سے اس نے اس کی اجازت سے نکاح کیا ہے اور قاضی نے بھی اس مرد سے اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا جبکہ اس مرد کو خوب خبر ہے کہ اس نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے تو یہ نکاح جائز ہے اور اس کے لیے اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہو جائے گا۔

ایسے جھوٹ اور حیلہ پر اس کے جواز کا فیصلہ دینے والے قاضی صاحب عند اللہ سخت ترین سزا کے حق دار ہوں گے۔ اللہ ایسے حیلہ سے ہمیں بچائے۔ آمین۔

(۶۹۷۱) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ذکوان نے، اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کنواری لڑکی سے اجازت لی جائے گی۔ میں نے پوچھا کہ کنواری لڑکی شرمائے گی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کوئی شخص اگر کسی یتیم لڑکی یا کنواری لڑکی سے نکاح کا خواہش مند ہو۔ لیکن لڑکی راضی نہ ہو اس پر اس نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہوں کی گواہی اس کی دلائی کہ اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی ہے پھر جب وہ لڑکی جوان ہوئی اور اس نکاح سے وہ بھی راضی ہو گئی اور قاضی نے اس جھوٹی شہادت کو قبول کر لیا حالانکہ وہ بھی جانتا ہے کہ یہ سارا ہی جھوٹ اور فریب ہے۔ تب بھی اس سے جماع کرنا جائز ہے۔

زُورٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ تَبَّ بِأَمْرِهَا،
فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا بِإِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ
أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ، فَإِنَّهُ يَسْعُهُ هَذَا
النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمَقَامِ لَهُ مَعَهَا.
[راجع: ۵۱۳۶]

۶۹۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ)) قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَخْفِي؟ قَالَ: ((إِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنَّ هَوِيَّ رَجُلٍ جَارِيَةٍ يَتِيمَةٍ أَوْ بَكْرًا، فَأَثْبَتَ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْنِ زُورٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا، فَأَذْرَكَتْ فَرَضِيَّتِ الْيَتِيمَةَ فَقَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذَلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ.

[راجع: ۵۱۳۷]

ان جملہ احادیث بالا سے حضرت امام بخاری نے ”بعض الناس“ کے ایک نہایت ہی کھلے ہوئے غلط فیصلے کی تردید فرمائی ہے جیسا کہ روایات کے ذیل میں تشریح ہے فقہاء کی ایسی ہی حیلہ بازیوں کی قطعی کھولنا یا کتاب الحیل کا مقصد ہے جیسا کہ بنظر انصاف مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو گا شیخ سعدی نے ایسے ہی فقہائے کرام کے بارے میں کہا ہے

قیہان طریق جدل ساختند لم لاسلم ورا انداختند

کتنے ہی علماء احناف حق پسند ایسے بھی ہیں جو ان حیلہ سازیوں کو تسلیم نہیں کرتے وہ یقیناً ان سے مستثنیٰ ہیں جزاہم اللہ احسن

الجزاء

باب عورت کا اپنے شوہر یا سوکنوں کے ساتھ

۱۲- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ اخْتِيَالِ

الْمَرْأَةُ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ

حیلہ کرنے کی ممانعت

وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي ذَلِكَ.

اور جو اس باب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل کیا اس کا بیان

آیت کریمہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل الله لك تبغی مرضات ازواجک ---- مراد ہے یعنی اے نبی جو چیز آپ کے لیے حلال ہے آپ اسے اپنے اوپر کیوں حرام کیے آپ اپنی بیویوں کی رضا مندی ڈھونڈتے ہیں۔ یہ آیت واقعہ ذیل ہی کے متعلق نازل ہوئی تفصیل حدیث باب میں آرہی ہے۔

(۶۹۷۲) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد پسند کرتے تھے اور عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی ازواج سے (ان میں سے کسی کے حجرہ میں جانے کے لیے) اجازت لیتے تھے اور ان کے پاس جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ان کے یہاں اس سے زیادہ دیر تک ٹھہرے رہے جتنی دیر تک ٹھہرنے کا آپ کا معمول تھا۔ میں نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی قوم کی ایک خاتون نے شد کی ایک کچی انہیں ہدیہ کی تھی اور انہوں نے آنحضرت کو اس کا شربت پلایا تھا۔ میں نے اس پر کہا کہ اب میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک حیلہ کروں گی چنانچہ میں نے اس کا ذکر سودہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور کہا جب آنحضرت آپ کے یہاں آئیں تو آپ کے قریب بھی آئیں گے اس وقت تم آپ سے کہنا کہ یا رسول اللہ! شاید آپ نے مغفیر کھایا ہے؟ اس پر آپ جواب دیں گے کہ نہیں۔ تم کہنا کہ پھر یہ بوکس چیز کی ہے؟ آنحضرت ﷺ کو یہ بات بہت ناگوار تھی کہ آپ کے جسم کے کسی حصہ سے بو آئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اس کا جواب یہ دیں گے کہ حفصہ نے مجھے شد کا شربت پلایا تھا۔ اس پر کہنا کہ شد کی کھیوں نے غرظ کا رس چوسا ہو گا اور میں بھی آنحضرت سے یہی بات کہوں گی اور صفیہ تم بھی آنحضرت سے یہ کہنا چنانچہ جب آنحضرت ﷺ سودہ کے یہاں تشریف لے گئے تو ان کا بیان ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تمہارے خوف سے قریب تھا کہ میں اس وقت

۶۹۷۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْخُلُوءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَذْنُو مِنْهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا، أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي: أَهْدَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عَكَّةَ عَسَلٍ، فَسَقَتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْتَانِ لَهُ فَلَذَكْرَتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ قُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ فَإِنَّهُ سَيَذْنُو مِنْكَ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ مَغْفِيرَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ: لَا، فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْغُرْفُطُ، وَسَأَقُولُ: ذَلِكَ وَقَوْلِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ: تَقُولُ: سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَذَبْتُ أَنْ أَبَادِرَهُ بِالَّذِي قُلْتُ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقَا مِنْكَ، فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ:

آنحضرت ﷺ سے یہ بات جلدی میں کہہ دیتی جبکہ آپ دروازے ہی پر تھے۔ آخر جب آنحضرت ﷺ قریب آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مغفیر کھایا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر بوکیسی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے میں نے کہا اس شہد کی مکھیوں نے غرطہ کا رس چوسا ہو گا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب آپ تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ اس کے بعد جب پھر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شہد میں پھر آپ کو پلاؤں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بیان کیا ہے کہ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں۔ سبحان اللہ یہ ہم نے کیا کیا گویا شہد آپ پر حرام کر دیا۔ میں نے کہا چپ رہو۔

[راجع: ۴۹۱۲]

کہیں آنحضرت سن نہ لیں یا ہماری یہ بات ظاہر نہ ہو جائے۔ مگر اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس ساری بات چیت کا پردہ چاک کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ حیلہ سازی کرنا بہر حال جائز نہیں ہے کاش کتاب الحیل کے مصنفین اس حقیقت پر غور کر سکتے؟ ازدواج النبی بلاشبہ اہمات المؤمنین ہیں مگر عورت ذات تھیں جن میں کمزوریوں کا ہونا فطری بات ہے۔ غلطی کا ان کو احساس ہوا، یہی ان کی مغفرت کی دلیل ہے۔ اللہ ان سب پر ہماری طرف سے سلام اور اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آمین۔

باب طاعون سے بھاگنے کے لیے

حیلہ کرنا منع ہے

(۶۹۷۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد اللہ ابن عامر بن ربیعہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (سنہ ۱۸ھ ماہ ربیع الثانی میں) شام تشریف لے گئے۔ جب مقام سرغ پر پہنچے تو ان کو یہ خبر ملی کہ شام وبائی بیماری کی پلیٹ میں ہے۔ پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی سرزمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو اس میں داخل مت ہو، لیکن اگر کسی جگہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو وبا سے بھاگنے کے لیے تم وہاں سے نکلو بھی مت۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام سرغ سے واپس آ گئے۔

۱۳- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِخْتِيَالِ

فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ

۶۹۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرِغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرِغَ.

[راجع: ۵۷۲۹]

وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ عَمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر واپس ہو گئے تھے۔

یہ طاعون عمواس کا ذکر ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٦٩٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَسَمَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ: ((رَجُزٌ - أَوْ عَذَابٌ - غَذَبٌ بِهِ بَغْضُ الْأَمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْ بَقِيَّةٍ، فَتَذْهَبُ الْمَرَّةُ وَتَأْتِي الْأُخْرَى، فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بَارِضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ بَارِضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِنْهُ)).

(٦٩٧٤) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عامر ابن سعد بن ابی وقاص نے کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے طاعون کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے جس کے ذریعہ بعض امتوں کو عذاب دیا گیا تھا اس کے بعد اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور وہ کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی واپس آ جاتا ہے۔ پس جو شخص کسی سرزمین پر اس کے پھیلنے کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے لیکن اگر کوئی کسی جگہ ہو اور وہاں یہ وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے بھاگے بھی نہیں۔

[راجع: ٣٤٧٣]

تشریح | اس کا اصل سبب کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یونانی لوگ جدوار خطائی سے، ڈاکٹر لوگ ورم پر برف کا ٹکڑا رکھ کر اور بدوی لوگ داغ دے کر اس کا علاج کرتے ہیں مگر موت سے شاذ و نادر ہی بچتے ہیں۔ اس لیے مقام طاعون سے بھاگنا گویا موت سے بھاگنا ہے جو اپنے وقت پر ضرور آکر رہے گی۔ مولانا وحید الزماں مرحوم فرماتے ہیں کہ گھریا حملہ بدل لینا بستی چھوڑ کر پہاڑ پر چلے جانا تاکہ صاف آب و ہوا مل سکے فرار میں داخل نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

١٤- باب فِي الْهَبَةِ وَالشُّعَةِ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنَّ وَهَبَ هَبَةٌ أَلْفٌ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَّتْ عِنْدَهُ سِنِينَ، وَاخْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا، فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

باب ہبہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کئے اور یہ درہم موہوب کے پاس برسوں رہ چکے پھر واہب نے حیلہ کر کے ان کو لے لیا۔ ہبہ میں رجوع کر لیا۔ ان میں سے کسی پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی اور ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی حدیث کا خلاف کیا جو ہبہ میں وارد ہے اور باوجود سال گزرنے کے اس میں زکوٰۃ ساقط ہے۔

٦٩٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ

(٦٩٧٥) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بہہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو خود چاٹ جاتا ہے ہمارے لیے بری مثال مناسب نہیں۔

ابن عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هَيْبِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ، لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ)).

[راجع: ۲۵۸۹]

تَشْرِیح اس حدیث سے یہ نکلا کہ موہوب لہ کا قبضہ ہو جانے کے بعد پھر بہہ میں رجوع کرنا حرام اور ناجائز ہے اور جب رجوع ناجائز ہوا تو موہوب لہ پر ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہو گی۔ الہ حدیث کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب رجوع جائز ہوا گو مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے تو نہ واہب پر زکوٰۃ ہو گی نہ موہوب لہ پر اور یہ حیلہ کر کے دونوں زکوٰۃ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(۶۹۷۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم ہر اس چیز میں دیا تھا جو تقسیم نہ ہو سکتی ہو۔ پس جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ کر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ شفعہ کا حق پڑوسی کو بھی ہوتا ہے پھر خود ہی اپنی بات کو غلط قرار دیا اور کہا کہ اگر کسی نے کوئی گھر خریدا اور اسے خطرہ ہے کہ اس کا پڑوسی حق شفعہ کی بنا پر اس سے گھر لے لے گا تو اس نے اس کے سوجھے کر کے ایک حصہ اس میں سے پہلے خریدا اور باقی حصے بعد میں خریدے تو ایسی صورت میں پہلے حصے میں تو پڑوسی کو شفعہ کا حق ہو گا۔ گھر کے باقی حصوں میں اسے یہ حق نہیں ہو گا اور اس کے لیے جائز ہے کہ یہ حیلہ کرے۔

۶۹۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يَفْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُّفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الشُّفْعَةُ لِلْجَوَارِ ثُمَّ عَمِدَ إِلَى مَا شَدَّدَهُ فَأَنْطَلَقَهُ وَقَالَ: إِنْ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ، ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِي وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُّفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَخْتَالَ فِي ذَلِكَ. [راجع: ۲۲۱۳]

تَشْرِیح کیونکہ خریدار اس گھر کا شریک ہے اور شریک کا حق ہمسایہ پر مقدم ہے اور ان لوگوں نے خریدار کے لیے اس قسم کا حیلہ جائز رکھا حالانکہ اس میں ایک مسلمان کا حق تلف کرنا ہے اور ان فقہاء پر تعجب ہے جو ایسے حیلے کرنا جائز رکھتے ہیں۔

(۶۹۷۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن الشرید سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما آئے اور انہوں نے میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ

۶۹۷۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ قَالَ: جَاءَ الْمِسُورُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ مِنْكَبِي، فَأَنْطَلَقْتُ

رکھا پھر میں ان کے ساتھ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا تو ابو رافع نے اس پر کہا کہ اس کا چار سو سے زیادہ میں نہیں دے سکتا اور وہ بھی قسطوں میں دوں گا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مجھے تو اس کے پانچ سو نقد مل رہے تھے اور میں نے انکار کر دیا۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی زیادہ مستحق ہے تو میں اسے تمہیں نہ بیچتا۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے اس پر پوچھا کہ معمر نے اس طرح نہیں بیان کیا ہے۔ سفیان نے کہا لیکن مجھ سے تو ابراہیم بن میسرہ نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ شفع کو حق شفعہ نہ دے تو اسے حیلہ کرنے کی اجازت ہے اور حیلہ یہ ہے کہ جائداد کا مالک خریدار کو وہ جائداد بہہ کر دے پھر خریدار یعنی موہوب لہ اس بہہ کے معاوضہ میں مالک جائداد کو ہزار درہم مثلاً بہہ کر دے اس صورت میں شفع کو شفعہ کا حق نہ رہے گا۔

کیونکہ شفعہ بیع میں ہوتا ہے نہ کہ بہہ میں۔ ہم کہتے ہیں کہ بہہ بالعوض بھی بیع کے حکم میں ہے تو شفع کا حق شفعہ قائم رہنا چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ اس میں مالک کی حق تلفی کا ارادہ کرنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ایسے بہہ سے جس میں کسی کا نقصان نظر آرہا ہے بچیں اور ایسے ناجائز حیلوں سے دور رہیں اور اس حدیث پر عمل کریں جو بالکل واضح اور صاف ہے۔

۶۹۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَأَلَهُ يَتِيمًا بِأَرْبَعِمِائَةٍ مِنْقَالٍ فَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِصَفْقِهِ)) لَمَا أَغْضَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لَانِيهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

(۶۹۷۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن شریذ نے، ان سے ابو رافع نے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک گھر کی چار سو مثقال قیمت لگائی تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ مستحق ہے تو میں اسے تمہیں نہ دیتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی گھر کا حصہ خرید لیا اور چاہا کہ اس کا حق شفعہ باطل کر دے تو اسے اس گھر کو اپنے چھوٹے بیٹے کو بہہ کر دینا چاہیے۔ اب نابالغ پر قسم بھی نہیں ہوگی۔

اور اس حیلہ سے آسانی سے حق شفیع ختم ہو جائے گا کیونکہ نابالغ پر قسم بھی نہ آئے گی۔

باب عامل کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا

(۶۹۷۹) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بنی سلیم کے صدقات کی وصولی کے لیے عامل بنایا ان کا نام ابن اللثیمہ تھا پھر جب یہ عامل واپس آیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کا حساب لیا، اس نے سرکاری مال علیحدہ کیا اور کچھ مال کی نسبت کہنے لگا کہ یہ (مجھے) تحفہ میں ملا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا پھر کیوں نہ تم اپنے مال باپ کے گھر بیٹھے رہے اگر تم سچے ہو تو وہیں یہ تحفہ تمہارے پاس آجاتا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اب بعد! میں تم میں سے کسی ایک کو اس کام پر عامل بناتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے پھر وہ شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا تھا۔ اسے اپنے مال باپ کے گھر بیٹھا رہنا چاہیے تھا تاکہ اس کا تحفہ وہیں پہنچ جاتا۔ اللہ کی قسم تم میں سے جو بھی حق کے سوا کوئی چیز لے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہو گا۔ میں تم میں ہر اس شخص کو پہچان لوں گا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اونٹ اٹھائے ہو گا جو بلبلارہا ہو گایا گائے اٹھائے ہو گا جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی یا بکری اٹھائے ہو گا جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔ یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا۔

عالمین کے لیے جو اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری اموال کی تحصیل کے لیے مقرر ہوتے ہیں کوئی حیلہ ایسا نہیں کہ وہ لوگوں سے تحفہ تحائف بھی وصول کر سکیں وہ جو کچھ بھی لیں گے وہ سب حکومت اسلامی کے بیت المال ہی کا حق ہو گا۔

سفرائے مدارس کو بھی جو مشاہرہ پر کام کرتے ہیں یہ حدیث ذہن نشین رکھنی چاہیے۔ وباللہ التوفیق۔

۶۹۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، (۶۹۸۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان

۱۵ - باب احتیالِ الْعَامِلِ لِیَهْدِيَ لَهُ
۶۹۷۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنُ اللَّثِيمَةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسِبُهُ قَالَ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَهَلَا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيكَ هَدِيَّتُكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا)) ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَانِي اللَّهَ، فَيَأْتِي فَيَقُولُ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أَهْدَيْتَ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ، وَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بَغَيْرِ حَقِّهِ، إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا عَرَفْنَ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خَوَارٌ، أَوْ شَاةٌ تَبْعُرُ))، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ بَيَاضُ إِبْطِهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ؟)) بَصَرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي.

[راجع: ۹۲۵]

تَشْرِیح

کیا، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے، ان سے عمرو بن شرید نے اور ان سے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پڑوسی اپنے پڑوسی کا زیادہ حق دار ہے۔

اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی شخص نے ایک گھر بیس ہزار درہم کو خریدا (تو شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے) یہ حیلہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مالک مکان کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد ادا کرے اب بیس ہزار کے تکملہ میں جو باقی رہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم، اس کے بدل مالک مکان کو ایک دینار (اشرنی) دے دے۔ اس صورت میں اگر شفعہ اس مکان کو لینا چاہے گا تو اس کو بیس ہزار درہم پر لینا ہو گا ورنہ وہ اس گھر کو نہیں لے سکتا۔ ایسی صورت میں اگر بیع کے بعد یہ گھر (بائع کے سوا) اور کسی کا نکلا تو خریدار بائع سے وہی قیمت پھیر لے گا جو اس نے دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار (بیس ہزار درہم نہیں پھیر سکتا) کیونکہ جب وہ گھر کسی اور کا نکلا تو اب وہ بیع صرف جو بائع اور مشتری کے بیچ میں ہو گئی تھی باطل ہو گئی (تو اصل دینار پھرنا لازم ہو گا نہ کہ اس کے ثمن (یعنی دس ہزار اور ایک درہم) اگر اس گھر میں کوئی عیب نکلا لیکن وہ بائع کے سوا کسی اور کی ملک نہیں نکلا تو خریدار اس گھر کو بائع کو واپس اور بیس ہزار درہم اس سے لے سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری نے کہا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے آپس میں مکرو فریب کو جائز رکھا اور آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا ہے مسلمان کی بیع میں جو مسلمان کے ساتھ ہو نہ عیب ہونا چاہیے یعنی (بیاری) نہ خباثت نہ کوئی آفت۔

یہ حدیث کتاب البیوع میں عدا بن خالد کی روایت سے گزر چکی ہے۔ امام بخاری نے اس مسئلہ میں ان بعض لوگوں پر دو اعتراض کئے ہیں ایک تو مسلمانوں کے آپس میں فریب اور دغا بازی کو جائز رکھنا دوسرے ترجیح بلا مرجح کہ استحقاق کی صورت میں تو مشتری صرف نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار پھیر سکتا ہے اور عیب کی صورت میں پورے بیس ہزار پھیر سکتا ہے۔ حالانکہ بیس ہزار اس نے دیئے ہی نہیں۔ صحیح مذہب اس مسئلہ میں اہلحدیث کا ہے کہ مشتری عیب یا استحقاق ہر دو صورتوں میں بائع سے وہی ثمن پھیر لے گا جو اس نے بائع کو دیا ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک درہم اور شفعہ بھی اس قدر رقم دے کر اس جائداد کو مشتری سے لے سکتا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْجَارُ أَحَقُّ بِصَفْقِهِ)). [راجع: ۲۲۵۸]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَخْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَيَنْقُذَهُ تِسْعَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَمِائَةَ دِرْهَمٍ، وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ وَنَقْدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ أَلْفَ، فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ، فَإِنْ اسْتَحَقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ، وَهُوَ تِسْعَةُ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَمِائَةَ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارًا لِأَنَّ الْبَيْعَ حِينَ اسْتَحَقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدَّيْنَارِ، فَإِنْ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ: فَاجَازَ هَذَا الْخِذَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خَبْنَةَ وَلَا غَائِلَةَ)).

(۶۹۸۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن شرید نے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک گھر چار سو مشقال میں بیچا اور کہا کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی حق پڑوس کا زیادہ حق دار ہے تو میں آپ کو یہ گھر نہ دیتا (اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالتا)

۶۹۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قَالَ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، اَنَّ اَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِارْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ: لَوْ لَا اَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْجَارُ اَحَقُّ بِصَقْبِهِ))، مَا اَعْطَيْتُكَ.

[راجع: ۲۲۵۸]

حضرت ابو رافع نے حق جواری کی ادائیگی میں کسی حیلہ بہانے کو آڑ نہیں بنایا۔ صحابہ کرام اور جملہ سلف صالحین کا یہی طرز عمل تھا وہ جلوں بہانوں کی تلاش نہیں کرتے اور احکام شرع کو بجالانا اپنی سعادت جانتے تھے۔ کتاب الحیل کو اسی آگاہی کے لیے اس حدیث پر ختم کیا گیا ہے۔

۹۲- کتاب العمیر

کتاب خوابوں کی تعبیر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ معاملہ جو روح کو معلوم ہوتا ہے یہ سب اتصال عالم ملکوت کے اس کو رویا کہتے ہیں۔ دوسرے شیطانی خیال اور وساوس جو اکثر یہ سب فساد معدہ اور احتلا کے ہوا کرتے ہیں۔ ان کو عربی میں علم کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ رویا اللہ کی طرف سے ہے اور علم شیطان کی طرف سے۔ ہمارے زمانہ میں بعض بے وقوفوں نے ہر طرح کے خوابوں کو بے اصل خیالات قرار دیا ہے۔ ان کو تجربہ نہیں ہے کیونکہ وہ دن رات دنیا کے عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں خوب ڈٹ کر کھاتے پیتے ہیں ان کے خواب کہاں سے سچ ہونے لگے آدمی جیسی راستی اور پاکیزگی اور تقویٰ اور طہارت کا التزام کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس کے خواب سچے اور قابل اعتبار ہوتے جاتے ہیں اور جھوٹے شخص کے خواب اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔

باب اور رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خواب کے

ذریعہ ہوئی

۱- باب وَأَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

۶۹۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا
اللَيْثُ، عَنْ غَقِيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ
فَأَخْبَرَنِي غُرُوءٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
أَنَّهَا قَالَتْ : أَوَّلُ مَا بُدِيَءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ،
فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ
الصُّبْحِ، فَكَانَ يَأْتِي جِرَاءً فَيَتَحَنَّتُ فِيهِ
وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ
لِلذِّكِّ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَتَزَوِّدُهُ
لِمِثْلِهَا حَتَّى فُجِنَتْ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ
جِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ: ((اقْرَأْ))
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ
فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ
أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ،
فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي
الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا
أَنَا بِقَارِئٍ، فَعَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي
الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ((اقْرَأْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - حَتَّى بَلَغَ - مَا لَمْ
يَعْلَمْ)) فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى
دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي
زَمِّلُونِي)) فَوَزَّمُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرُّؤْيُ
فَقَالَ: ((يَا خَدِيجَةُ مَا لِي)) وَأَخْبَرَهَا
السَّخِرَ وَقَالَ: ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي))
فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا أَبَشِّرُكَ، فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ

(۶۹۸۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث
بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، اور ان سے
ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری نے کہا) کہ مجھ سے
عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عبد الرزاق
نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہا کہ مجھے
عروہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سونے کی حالت میں
سچے خواب کے ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو
خواب بھی دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں چلے جاتے اور اس میں تنہا خدا کی یاد
کرتے تھے۔ چند مقررہ دنوں کے لیے (یہاں آتے) اور ان دنوں کا
توشہ بھی ساتھ لاتے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس
تشریف لے جاتے اور وہ پھر اتنا ہی توشہ آپ کے ساتھ کر دیتیں یہاں
تک کہ حق آپ کے پاس اچانک آگیا اور آپ غار حرا ہی میں تھے۔
چنانچہ اس میں فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ پڑھئے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آخر
اس نے مجھے پکڑ لیا اور زور سے دابا اور خوب دابا جس کی وجہ سے مجھ
کو بہت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے۔
آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے
ایسا دابا کہ میں بے قابو ہو گیا یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا اور پھر
چھوڑ کر اس نے مجھ سے کہا کہ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے
پیدا کیا ہے۔ الفاظ ”مالم یعلم“ تک۔ پھر جب آپ حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ کے مونڈھوں کے گوشت (ڈر
کے مارے) پھڑک رہے تھے۔ جب گھر میں آپ داخل ہوئے تو فرمایا
کہ مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو چنانچہ آپ کو چادر اڑھا دی
گئی اور جب آپ کا خوف دور ہوا تو فرمایا کہ خدیجہ میرا حال کیا ہو گیا
ہے؟ پھر آپ نے اپنا سارا حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر

ہے۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، آپ خوش رہئے خداوند تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بات سچی بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مسلمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل بن عبد العزیٰ بن قصی کے پاس لائیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد کے بھائی کے بیٹے تھے۔ جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے اور وہ جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا عربی میں انجیل کا ترجمہ لکھا کرتے تھے، وہ اس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے پوچھا بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا وہ سنایا تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب تمہیں تمہاری قوم نکال دے گی اور زندہ رہتا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا یہ مجھے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ ہاں۔ جب بھی کوئی نبی و رسول وہ پیغام لے کر آیا جسے لے کر آپ آئے ہیں تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارے وہ دن پال لیے تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ کٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وجہ سے اتنا غم تھا کہ آپ نے کئی مرتبہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تاکہ اس پر سے اپنے آپ کو گرا دیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے سامنے آگئے اور کہا کہ یا محمد! آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ہوتا اور آپ واپس آجاتے لیکن جب وحی زیادہ دنوں تک رکی رہی تو آپ نے ایک مرتبہ اور ایسا ارادہ کیا لیکن جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو حضرت جبریل علیہ السلام سامنے آئے اور اسی طرح

اللہ أَبَدَا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرُّوحَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتُقْرِى الصَّنِيفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ. وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخُو أَبِيهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: أَيِ ابْنِ عَمِّ أَسْمَعَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: ابْنِ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْ مُخْرِجِي هُمْ؟)) فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِي وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمُكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَبَدَأَ حَتَّى حَزَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا بَلَغْنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مَرَارًا كُنِيَ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكَلَّمَا أَوْفَى بِلِزْوَةِ جَبَلٍ لِكُنِيَ يُلْقِي مِنْهُ نَفْسَهُ تَبْدَى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا، فَيَسْكُنُ لَذَلِكَ جَأَشُهُ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ، فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فِتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمَعْلُ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِلِزْوَةِ جَبَلٍ تَبْدَى

لَهُ جَبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ. [راجع: ۳]

کی بات پھر کہی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورۃ انعام میں لفظ فالق الاصبح سے مراد دن میں سورج کی روشنی اور رات میں چاند کی روشنی ہے۔

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ کے خواب سچے ہی ہوا کرتے تھے۔ مذہبی کتابوں کے دوسری زبانوں میں تراجم کا سلسلہ مدت مدید سے جاری ہے جیسا کہ حضرت ورقہ کے حال سے ظاہر ہے۔ ان کو جنت میں اچھی حالت میں دیکھا گیا تھا جو اس ملاقات اور ان کے ایمان کی برکت تھی، جو ان کو حاصل ہوئی۔

باب ۲- باب رؤیا الصالحین

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ ذُلِّكَ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ [الفتح: ۲۷]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ انا فتحنا میں فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ ”یقیناً تم مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ نے چاہا امن کے ساتھ کچھ لوگ اپنے سر کے بالوں کو منڈوائیں گے یا کچھ کتروائیں گے اور تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ بات معلوم تھی جو تمہیں معلوم نہیں ہے پھر اللہ نے سر درست تم کو ایک فتح (فتح خیر) کرا دی۔“

تشریح ہوا یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا کہ مسلمان لوگ مکہ میں داخل ہوئے ہیں، کوئی حلق کر رہا ہے، کوئی قصر، جب کافروں نے آپ کو مکہ میں نہ جانے دیا اور قربانی کے جانور وہیں حدیبیہ میں کاٹ دیئے گئے تو صحابہ نے کہا کہ آپ کا خواب برابر نہیں نکلا، اس وقت یہ آیت اتری۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کا خواب ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔ جھوٹ نہیں ہو سکتا اب اگر نہیں تو آئندہ پورا ہو گا اور پروردگار کو اپنی مصلحت خوب معلوم ہے۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں کو ایک فتح کرا دینا اس کو مناسب معلوم ہوا اور وہ فتح بھی صلح حدیبیہ ہے یا فتح خیبر۔ غرض صحابہ یہ سمجھے کہ ہر خواب کی تعبیر فوراً ظاہر ہونا ضروری ہے، یہ ان کی غلطی تھی۔ بعض خوابوں کی تعبیر سالہا سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر ساٹھ سال بعد ظاہر ہوئی۔

۶۹۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ)). [طرفہ فی: ۶۹۹۴]

۶۹۸۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ ثقفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

تشریح ان چھیالیس حصوں کا علم اللہ ہی کو ہے ممکن ہے اللہ نے اپنے رسول پاک کو بھی ان سے آگاہ فرما دیا ہو۔ ان حصوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ نیک خواب کی فضیلت مراد ہے۔

۳- باب الرؤیا مِنَ اللہ

باب اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

قرآنی آیت لہم البشری فی الحیوة الدنیا میں ایسی ہی بشارتوں پر اشارہ ہے۔

۶۹۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ۳۲۹۲]

۶۹۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَصْرُءُ)).

۶۹۸۳- ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے جو سعید کے بیٹے ہیں، کہا کہ میں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اچھے) خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

شیطان انسان کا بہر حال دشمن ہے وہ خواب میں بھی ڈراتا ہے۔

۶۹۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَصْرُءُ)).

۶۹۸۵- ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن الہاد نے، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بتا دیتا چاہیے لیکن اگر کوئی اس کے سوا کوئی ایسا خواب دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرے۔ یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۴- باب الرؤیا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

باب اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں

میں سے ایک حصہ ہے

تفسیر شریعہ

قوله من النبوة قال بعض الشراح كذا مر في جميع الطرق وليس في شئ منها بلفظ من الرسالة بدل من النبوة قال وكان السرفية ان الرسالة تزيد على النبوة بتبليغ الاحكام للمكلفين بخلاف النبوة المجردة فانها اطلاق بعض المغيبات وقد يقرر بعض الأنبياء شريعة من قبله ولا ياتي يحكم جديد مخالف لمن قبله فيؤخذ من ذالك ترجيح القول بان من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فامرہ بحکم یخالف حکم الشرح المستقر فی الظاهر انه لا یكون مشروعاً فی حقہ ولا فی حق غیرہ الی اخرہ (رح) لفظ من النبوة کے متعلق بعض شارحین کا قول ہے تمام طرق میں یہی لفظ وارد ہے اور اس کے بدل من الرسالة کا لفظ منقول نہیں ہے اس میں بعید یہ ہے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے بڑھ کر ہے رسالت کا مضمون مکلفین کے لیے احکام شرعیہ کی تبلیغ لازم ہے بخلاف نبوت کے جس کے معنی مجرد بعض نبوی چیزوں کی اللہ کی طرف سے خبر مل جانا ہے۔ بعض انبیاء اپنے پہلے کے رسولوں کی شریعت کو قائم کرتے ہیں اور کوئی نیا حکم نہیں لاتے جو اس کے قبل والے رسول کے خلاف ہو۔ اس سے یہ نکالا گیا ہے کہ کوئی شخص خواب میں بات رسول کریم ﷺ ہی سے سنے جو شریعت کے حکم ظاہر کے خلاف پڑتی ہو تو وہ اس کے حق میں اور دوسرے پیغمبر کے حق میں مشروع نہیں ہو

گاہاں تک کہ وہ اس کی تبلیغ کا بھی مکلف ہو ایسا نہیں ہے۔

(۶۹۸۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا اور ان کی تعریف کی کہ میں نے ان سے یمامہ میں ملاقات کی تھی، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ پس اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اسے اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور بائیں طرف تھوکتا چاہیے یہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور عبد اللہ بن یحییٰ سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن ابی قتادہ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا۔

۶۹۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَتَنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَالْخُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا خَلِمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّعْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ۳۲۹۲]

تفسیر اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ ظاہر نہیں ہوئی۔ زرکشی نے حضرت امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے غیر متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں زرکشی حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی طرح دقت نظر کہاں سے لاتے، اسی لیے اعتراض کر بیٹھے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ شروع میں یہ حدیث اس لیے لائے کہ آگے کی حدیث میں جس خواب کی نسبت یہ بیان ہوا ہے کہ وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اس سے مراد اچھا خواب ہے جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ جو خواب شیطان کی طرف سے ہو وہ نبوت کا جزو نہیں ہو سکتا۔ خواب کو مسلم کی روایت میں نبوت کے پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ اور ایک روایت میں ستر حصوں میں سے ایک حصہ اور طبرانی کی روایت چھتر حصوں میں سے ایک حصہ۔ ابن عبد البر کی روایت چھیس حصوں میں سے ایک حصہ۔ طبری کی روایت میں چوالیس حصوں میں سے ایک حصہ مذکور ہے۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ روز روز آنحضرت ﷺ کے علوم نبوت میں ترقی ہوتی جاتی اور نبوت کے نئے نئے حصے معلوم ہوتے جاتے جتنا جتنا علم بڑھتا جاتا اتنے ہی حصوں میں اضافہ ہو جاتا۔ قسطلانی نے کہا چھیالیس حصوں کی روایت ہی زیادہ مشہور ہے۔ (وحیدی)

(۶۹۸۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

۶۹۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ)).

(۶۹۸۸) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن المسیب نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۶۹۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ)). رَوَاهُ ثَابِتٌ وَحَمِيدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفہ فی : ۷۰۱۷].

۶۹۸۹- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالذَّرَّازْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ)).

۵- باب الْمُبَشِّرَاتِ

اتجھے خواب جو اللہ کی طرف سے خوش خبریاں ہوتے ہیں۔

۶۹۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَمْ يَنْقُ مِنَ النَّبُوءَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)).

نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس کی روایت ثابت، حمید، اسحاق بن عبد اللہ اور شعیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

(۶۹۸۹) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن ابی حازم اور عبد العزیز دروردی نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے، ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نیک خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

باب مبشرات کا بیان

(۶۹۹۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اتجھے خواب

جن کے ذریعہ بشارتیں ملتی ہیں۔ اولیاء اللہ کے بارے میں آیت لہم البشیر فی الحیوة الدنیا میں ان ہی مبشرات کا ذکر ہے۔ جس دن سے خدمت قرآن مجید و بخاری شریف کا کام شروع کیا ہے بت سے مبشرات اللہ نے خواب میں دکھائے ہیں۔

باب حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں فرمایا ”جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ میرے آگے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ بولے، میرے پیارے بیٹے! اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ وہ تمہاری دشمنی میں تم کو تکلیف

۶- باب رُؤْيَا يُوسُفَ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ. قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ

دینے کے لیے کوئی چال چل کر رہیں گے۔ بیشک شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں میری اولاد میں سے جن لے گا اور تمہیں خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور جیسے اس نے اپنا احسان مجھ پر اور تیرے دادا پر پہلے پورا کیا اسی طرح تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنا احسان پورا کرے گا (پیغمبری عطا کرے گا) بیشک تمہارا پروردگار بڑا علم والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔ ”اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں فرمایا ”اور یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے اسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا اور اسی نے میرے ساتھ کیسا احسان اس وقت کیا جب مجھے قید خانہ سے نکالا اور آپ سب کو جنگل سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کر دیتا ہے۔ بیشک وہی ہے علم والا حکمت والا۔ اے رب! تو نے مجھے حکومت بھی دی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا۔ اے آسمانوں اور زمین کے خالق! تو ہی میرا کار ساز دنیا و آخرت میں ہے۔ مجھے دنیا سے اپنا فرمانبردار اٹھا اور مجھے صالحین میں ملا دے۔ ”فاطر، بدیع، مبتدع، باری و خالق“ ہم معنی ہیں، بدء بادیہ سے ہے، یعنی جنگل اور دیہات۔

باب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصافات میں فرمایا ”پس جب اسماعیل ابراہیم (علیہما السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں پس تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل نے جواب دیا میرے والد! آپ کیجئے اس کے مطابق جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جبکہ وہ دونوں تیار ہو گئے اور اسے پیشانی کے بل بچھاڑا اور ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا بلاشبہ ہم اسی طرح احسان

عَدُوٌّ مُبِينٌ. وَكَذَلِكَ يَجْنِبُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿يوسف : ۴-۶﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْأَنْدَلُسِ مِنْ بَعْدِ أَنْ تَرَوُغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ. رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ [يوسف : ۱۰۰-۱۰۱] فَاطِرٌ وَالْبَدِيعُ وَالْمُبْدِئُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ مِنَ الْبَدَءِ بَادِئَةٌ.

۷- باب رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ: يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمُرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ. فَلَمَّا اسْلَمًا وَلْتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ [الصافات ۱۰۲-۱۰۵] قَالَ مُجَاهِدٌ: اسْلَمًا سَلَمًا مَا أَمَرَا

کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ ”مجاہد نے کہا کہ ”اسلما“ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں جھک گئے اس حکم کے سامنے جو انہیں دیا گیا تھا ”وتلہ“ یعنی ان کا منہ زمین سے لگا دیا۔ اوندھا لٹا دیا۔

باب خواب کا توارد یعنی ایک ہی خواب کئی آدمی دیکھیں
(۶۹۹۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ لوگوں کو خواب میں شب قدر (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی اور کچھ لوگوں کو دکھائی گئی کہ وہ آخری دس تاریخوں میں ہوگی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے آخری سات تاریخوں میں تلاش کرو۔

باب قیدیوں اور اہل شرک و فساد کے خواب کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اور (یوسف) کے ساتھ جیل خانہ میں دو اور جوان قیدی داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر خوان میں روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں، اس میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ آپ ہم کو ان کی تعبیر بتائیے، بیشک ہم تو آپ کو بزرگوں میں سے پاتے ہیں؟ وہ بولے جو کھانا تم دونوں کے کھانے کے لیے آتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ میں اس کی تعبیر تم سے بیان کر دوں گا۔ اس سے پہلے کہ کھانا تم دونوں کے پاس آئے یہ اس میں سے ہے جس کی میرے پروردگار نے مجھے تعلیم دی ہے میں تو ان لوگوں کا مذہب پہلے ہی سے چھوڑے ہوئے ہوں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے وہ انکاری ہیں اور میں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیم اور یعقوب اور اسحاق کا دین اختیار کر رکھا ہے۔ ہم کو کسی طرح لائق نہیں کہ اللہ کے ساتھ ہم کسی کو بھی شریک قرار

بِهِ وَتِلَّهٖ وَضَعَ وَجْهَهُ بِالْأَرْضِ۔

۸- باب التَّوَاتُرِ عَلَى الرُّؤْيَا

۶۹۹۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَنَسًا أَرَوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْوَاخِرِ وَأَنَّ أَنَسًا أَرَوْهَا فِي الْعَشْرِ الْوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْوَاخِرِ)). [راجع: ۱۱۵۸]

۹- باب رُؤْيَا أَهْلِ الشُّجُونِ

وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجْنَ فَتَيَانٍ قَالَ أَحَدُهُمَا: إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ: إِنِّي أَرَانِي أُحْمَلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْنَأُ بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ قَالَ: لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ يَا صَاحِبِي السَّجْنَ أَرَبَابَ

دیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے ہمارے اوپر اور کل لوگوں کے اوپر لیکن اکثر لوگ اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اے میرے قیدی بھائیو! جدا جدا بہت سے معبود اچھے یا اللہ! اکیلا اچھا جو سب پر غالب ہے؟ تم لوگ تو اسے چھوڑ کر بس چند فرضی خداؤں کی عبادت کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے کوئی بھی دلیل اس پر نہیں اتاری۔ حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے کہ سوا اس کے کسی کی پوجا پناہ کرو۔ یہی دین سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔ اے میرے دوستو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب ملازم بن کر پلایا کرے گا اور رہا دوسرا تو اسے سولی دی جائے گی۔ پھر اسکے سر کو پرندے کھائیں گے۔ وہ کام اسی طرح لکھا جا چکا ہے جس کی بابت تم دونوں پوچھ رہے ہو اور دونوں میں سے جس کے متعلق رہائی کا یقین تھا اس سے کہا کہ میرا بھی ذکر اپنے آقا کے سامنے کر دینا لیکن اسے اپنے آقا سے ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا تو وہ جیل خانہ میں کئی سال تک رہے اور بادشاہ نے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں اور انہیں کھائے جاتی ہیں سات دہلی گائیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ اے سردارو! مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے ماہر نہیں ہیں اور دو قیدیوں میں سے جس کو رہائی مل گئی تھی وہ بولا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد پڑا کہ میں ابھی اس کی تعبیر لائے دیتا ہوں؛ ذرا مجھے جانے دیجئے۔ اے یوسف! اے خوابوں کی سچی تعبیر دینے والے! ہم لوگوں کو مطلب تو بتائیے اس خواب کا کہ سات گائیں موٹی ہیں اور انہیں سات دہلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی اور خشک تاکہ میں لوگوں کے پاس جاؤں کہ ان کو بھی معلوم ہو جائے۔ (یوسفؑ نے) کہا تم سات سال برابر کاشتکاری کئے جاؤ پھر جو فصل کاٹو اسے اسکی بالوں ہی میں لگا رہنے دو۔ جز تھوڑی مقدار کے کہ اسی کو کھاؤ پھر اس

مُتَفَرِّقُونَ ﴿یوسف: ۳۶ - ۳۹﴾ وَقَالَ
الْقُضَيْلُ لِبَعْضِ الْأَتْبَاعِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ
﴿أَارْتَابَ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمْ اللَّهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ إِلَّا أَسْمَاءَ
سَمِئْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا
مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنْ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ يَا صَاحِبِي السَّجْنِ
أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبُّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ
فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ
الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ
أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بَضْعَ
سِنِينَ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَنَعِ بَقَرَاتٍ
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَنَعٌ عُجَافٌ وَسَنَعٌ
سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا
الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا
تَعْبُرُونَ قَالُوا: أَضْغَاثُ أَخْلَامٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَأْوِيلِ الْأَخْلَامِ بِعَالَمِينَ وَقَالَ الَّذِي نَجَا
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ
فَارْسِلُونِ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي
سَنَعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَنَعٌ عُجَافٌ
وَسَنَعٌ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي
أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ قَالَ :
تَزِرْ وَرْعُهُنَّ سِنِينَ ذَابًا فَمَا حَصَدْتُمْ
فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ
يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَنَعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا

قَدْ مَنَّ اللَّهُ لَكَ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُخْصِنُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُفْصَرُونَ وَقَالَ الْمَلِكُ: ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ: ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ ﴿يوسف: ٤٩-٥٠﴾

وَإِذْ ذَكَرْنَا: الْفَعْلَ مِنْ ذَكَرَ أُمَّةٌ قَرْنٍ وَيَقْرَأُ: أُمَّةٌ نِسْيَانٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُفْصَرُونَ الْإِغْنَابُ وَاللُّهُنَّ تُخْصِنُونَ: تَحْرُسُونَ.

کے بعد سات سال سخت آئیں گے کہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے جو تم نے جمع کر رکھا ہے۔ بجز اس تھوڑی مقدار کے جو تم بچ کے لیے رکھ چھوڑو گے پھر اسکے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کے لیے خوب بارش ہوگی اور اس میں وہ شیرہ بھی نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا کہ یوسف کو میرے پاس تو لاؤ پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو (یوسفؑ نے) کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ۔ ”واذکر“ ذکر سے افتعال کے وزن پر ہے۔ ”امۃ“ (یسکون میم) بمعنی قرن یعنی زمانہ ہے اور بعض نے ”امۃ“ (میم کے نصب کے ساتھ) پڑھا ہے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ ”یعصرون“ کا معنی انگور نچوڑیں گے اور تیل نکالیں گے۔ تھنوں ای اتحرسون یعنی حفاظت کرو گے۔

تفسیر اللہ پاک نے حضرت یوسفؑ کو خوابوں کی تعبیر کا معجزہ عطا فرمایا تھا ان کے حالات کے لیے سورہ یوسف کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق حاصل ہو سکتے ہیں اور حضرت یوسفؑ کی انقلابی زندگی وجہ بصیرت بن سکتی ہے۔ بچپن میں برادر اور کی بے وفائی کا شکار ہونا، مصر میں جاکر غلام بن کر فروخت ہونا اور عزیز مصر کے گھر جا کر ایک اور کڑی آزمائش سے گزرنا پھر وہاں اقتدار کا ملنا اور خاندان کو مصر بلانا جملہ امور بہت ہی غور طلب حالات ہیں۔

۶۹۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا غُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيَ لِأَجْنَتِهِ)). [راجع: ۳۳۷۲]

۶۹۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

مگر حضرت یوسفؑ کا جگر و حوصلہ تھا کہ اتنی مدت کے بعد بھی معاملہ کی صفائی تک جیل سے نکلتا پسند نہیں کیا۔

باب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا

۶۹۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

۱۰- باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ

۶۹۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو کسی دن مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ ابن سیرین نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص آپ کی صورت میں دیکھے۔

(۶۹۹۴) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن مختار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

(۶۹۹۵) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھ کو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلح خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے پس جو شخص کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں طرف کروٹ لے کر تین مرتبہ تھو تھو کرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے وہ خواب بد اس کو نقصان نہیں دے گا اور شیطان کبھی میری شکل میں نہیں آسکتا۔

(۶۹۹۶) ہم سے خالد بن غلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے زبیدی نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ اس روایت کی متابعت یونس نے اور زہری کے بھتیجے نے کی۔

(۶۹۹۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

يَقُولُ: ((مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ لَسِيرَانِي فِي الْقِطْعَةِ، وَلَا يَمْتَلِ الشَّيْطَانُ بِي)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَأَاهُ فِي صُورَتِهِ. [راجع: ۱۱۰]

تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔

۶۹۹۴- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبَنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى الشَّيْطَانَ لَا يَمْتَلِ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ)). [راجع: ۶۹۸۳]

۶۹۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَالْخُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَايَا بِي)). [راجع: ۳۲۹۲]

۶۹۹۶- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ))، تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ. [راجع: ۳۲۹۲]

۶۹۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،

سے لیٹ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن الملو نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((مَنْ رَأَى أَنِّي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي)).

خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا ہو جانا بڑی خوش نصیبی ہے، مبارک بادی ہو ان کو جن کو یہ روحانی دولت مبارکہ حاصل ہو۔ اللہم ارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ آمین یا رب العالمین۔

باب رات کے خواب کا بیان۔

۱۱- باب رؤیا اللیل

اس حدیث کو سمرہ نے روایت کیا ہے

رَوَاهُ سَمُرَةٌ.

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب اس باب سے یہ ہے کہ رات اور دن دونوں کا خواب معتبر اور برابر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رات کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ مفتاح الکلم کا مطلب یہ ہوا کہ باتوں میں الفاظ مختصر اور معانی بے انتہا ہوتے ہیں۔ بعض روایتوں میں جوامع الکلم کے لفظ ہیں اس سے مراد وہ ملک ہیں جہاں اسلام کی حکومت پہنچی اور مسلمانوں نے ان کو فتح کیا۔ یہ حدیث آپ کی نبوت کی مکمل دلیل ہے کہ ایسی پیشین گوئی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تنقلوہا کا مطلب اب تم ان کنجیوں کو لے رہے ہو۔

(۶۹۹۸) ہم سے احمد بن محمد بن المقدام العجلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد الرحمن الطفاوی نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے مفتاح الکلم دیئے گئے ہیں اور رب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے سامنے انہیں رکھ دیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کی کنجیوں کو الٹ پلٹ کر رہے ہو یا نکال رہے ہو یا لوٹ رہے ہو۔

۶۹۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّفَاوِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُعْطِيتُ مِفْتَاحَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمِفْتَاحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، حَتَّى وُضِعَتْ فِي يَدِي)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا. [راجع: ۲۹۷۷]

بعض نسخوں میں تنقلوہا بعض میں تنقلوہا بعض میں تنقلوہا ہے اس لیے یہ تین ترمیم سے لکھ دیئے گئے ہیں۔ فتوحات اسلامی میں جس قدر خزان مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی (وحیدی)

(۶۹۹۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رات مجھے کعبہ کے پاس (خواب میں) دکھایا گیا۔

۶۹۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے کسی سب سے خوبصورت آدمی کی طرح تھے، ان کے لمبے خوبصورت بال تھے، ان سب سے خوبصورت بالوں کی طرح جو تم دیکھ سکے ہو گے۔ ان میں انہوں نے کنگھا کیا ہوا تھا اور پانی ان سے ٹپک رہا تھا اور وہ دو آدمیوں کے سہارے یا (یہ فرمایا کہ) دو آدمیوں کے شانوں کے سہارے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک گھنگھریالے بال والے آدمی کو دیکھا جس کی ایک آنکھ کافی تھی اور انگور کے دانے کی طرح اٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

عالم رویا کی بات ہے یہ ضروری نہیں ہے نہ یہاں مذکور ہے کہ دجال کو آپ نے کہاں کس حالت میں دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت صاف موجود ہے کہ ان کو بیت اللہ میں بحالت طواف دیکھا مگر دجال کے لیے وضاحت نہیں ہے لہذا آگے سکوت بہتر ہے لا

تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔ (الحجرات: ۱)

(۷۰۰۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں نے رات میں خواب دیکھا ہے اور انہوں نے واقعہ بیان کیا اور اس روایت کی متابعت سلیمان بن کثیر، زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے زہری سے کی، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، اور زبیدی نے زہری سے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور شعیب اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے اور معمر نے اسے متصلاً نہیں بیان کیا لیکن بعد میں

﴿قَالَ: (أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ أَذْمِ الرُّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّمَمِ قَدْ رَجَلَهَا تَقَطَّرُ مَاءٌ مِنْكَيْنَا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالنَّبِيِّ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ: إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعَدٍ قَطَطٍ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))﴾ [راجع: ۳۴۴۰]

۷۰۰۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَرَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَحِبِي الزُّهْرِيُّ، وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ شُعَيْبٌ: وَاسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتَّى كَانَ

متصلاً بیان کرنے لگے تھے۔

بَعْدُہ۔

پورا واقعہ آگے باب من لم یروی الرؤیا لاول عابر الخ میں مذکور ہے۔

باب دن کے خواب کا بیان

اور ابن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ دن کے خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہیں

(۷۰۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانے کی چیز پیش کی اور آپ کا سر جھاڑنے لگیں۔ اس عرصہ میں آنحضرت ﷺ سو گئے پھر بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔

(۷۰۲) انہوں نے کہا کہ میں نے اس پر پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کئے گئے، اس دریا کی پشت پر، وہ اس طرح سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ اسحاق کو شک تھا (حدیث کے الفاظ ”ملوکاً علی الاسرة“ تھے یا ”مثل الملوك علی الاسرة“) انہوں نے کہا کہ میں نے اس پر عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا کی پھر آپ نے سر مبارک رکھا (اور سو گئے) پھر بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے پیش کئے گئے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کر دیں کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سب سے

۱۲- باب الرؤیا بالنہار

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ : عَنْ ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلَ رُؤْيَا اللَّيْلِ.

۷۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ، وَكَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمْتُهُ وَجَعَلْتُ تَقْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. [راجع: ۲۷۸۸]

۷۰۲- قَالَتْ : فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ نَجَبَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَةِ - أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَةِ -)) شَكَ إِسْحَاقُ قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلَى قَالَتْ : فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) فَوَكَّيْتُ الْبَحْرَ فِي زَمَانٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

فَصُرِعَتْ عَنْ ذَاتَيْهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

پہلے لوگوں میں ہوگی۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندری سفر پر گئیں اور جب سمندر سے باہر آئیں تو سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔

[راجعہ: ۲۷۸۹]

آنحضرت ﷺ کی نبوت کی اہم دلیل ایک یہ حدیث بھی ہے کسی شخص کے حالات کی ایسی صحیح پیشین گوئی کرنا جو پیغمبر کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ابن تین نے کہا، بعضوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی صحیح تھی۔

۱۳- باب رُؤْيَا النِّسَاء

باب عورتوں کے خواب کا بیان

کہتے ہیں کہ عورتیں اگر ایسا خواب دیکھیں جو ان کے مناسب حال نہ ہو تو وہ خواب ان کے خاوندوں کے لیے ہو گا۔ ابن قطن نے کہا کہ عورت کا نیک خواب بھی نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

(۷۰۰۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے انہیں خارجہ بن ثابت نے خبر دی، انہیں ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہ ایک انصاری عورت جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اس نے خبر دی کہ انہوں نے مہاجرین کے ساتھ سلسلہ اخوت قائم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی تو ہمارا قرعہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ پھر ہم نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد انہیں ایک بیماری ہو گئی جس میں ان کی وفات ہو گئی۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو انہیں غسل دیا گیا اور ان کے کپڑوں کا کفن دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا ابوالسائب (عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو، تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ نے عزت بخشی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے۔ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! پھر اللہ کے عزت بخشے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز (موت) ان پر آپکی ہے اور اللہ کی قسم میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ انہوں نے اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم

۷۰۰۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قُرْعَةً قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلَنَاهُ فِي آيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوَفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوَفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ أَا السَّائِبِ فَشَهِدَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَمَا يُذْرِيكَ إِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ)) فَقُلْتُ: يَا أَبَيِ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا هُوَ فَإِنَّ اللَّهَ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللَّهُ مَا أَذْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِهِ؟)) فَقَالَتْ: وَاللَّهُ لَا أَزْكِي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

[راجع: ۱۲۴۳]

اس کے بعد میں کبھی کسی کی برأت نہیں کروں گی۔

شاید یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی ہو جب سورہ فتح کی آیت لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر (الف: ۳۲) ہوئی ہو یا آپ نے تفصیلی حالات معلوم ہونے کی نفی کی ہو اور اجمالاً اپنی نجات کا یقین ہو جیسے آیت وان ادری ما یفعل بی ولا یحکم (الاحقاف: ۹) میں مذکور ہوا۔ پادریوں کا یہاں اعتراض کرنا لغو ہے۔ بندہ کیسا ہی مقبول اور بڑے درجہ کا ہو لیکن بندہ ہے حق تعالیٰ کی حرمت کے آگے وہ کانپتا رہتا ہے، نزدیکیاں راہیں بود حیرانی۔

۷۰۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا وَقَالَ : مَا أَذْرِي مَا يُفَعَّلُ بِهِ، قَالَتْ : وَأَخْزَنِي فَبِمَنْتُ . فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)).

(۷۰۰۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے یہی حدیث بیان کی اور بیان کیا کہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ) میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس کا مجھے رنج ہوا (کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات یقین کے ساتھ معلوم نہیں ہے) چنانچہ میں سو گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایک جاری چشمہ ہے۔ میں نے اس کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا نیک عمل ہے۔

[راجع: ۱۲۴۳]

کہتے ہیں وہ ایک صالح بیٹا سائب نامی چھوڑ گئے تھے جو بدر میں شریک ہوئے یا اللہ کی راہ میں ان کا چوک پر پہرہ دینا مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ نیک عمل قیامت تک بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

باب ۱۴- باب الْحُلُمِ مِنَ الشَّيْطَانِ

فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَنْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے پس اگر کوئی برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوک دے اور اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرے، یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔

۷۰۰۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَفُورَسَانِهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ الْحُلُمَ يَكْرِهُهُ فَلْيَنْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ)).

(۷۰۰۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی اور آپ کے شہسواروں میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے شیطان کی طرف سے پس تم میں جو کوئی برا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اس چاہئے کہ اپنے بائیں طرف تھوکے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگے وہ اسے ہرگز نقصان نہیں

پہنچا سکے گا۔

[راجع: ۳۲۹۲]

باب دودھ کو خواب میں دیکھنا

۱۵- باب اللبن

(۷۰۰۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمزہ ابن عبد اللہ نے خبر دی، ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس کا دودھ پیا۔ یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر میں نے اپنے ناخن میں ظاہر ہوتا دیکھا۔ اس کے بعد میں نے اس کا بچا ہوا دے دیا۔ آپ کا اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ صحابہ نے پوچھا آپ نے اس کی تعبیر کیا یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علم۔

۷۰۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرَّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي، ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلِي يَغْنِي عُمَرَ)) قَالُوا: فَمَا أَوَّلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)).

[راجع: ۸۲]

دودھ پینے کی تعبیر ہمیشہ علم و سعادت سے ہوتی ہے اللھم ارزقنا السعادة آمین۔

باب جب دودھ کسی کے اعضاء و ناخنوں سے پھوٹ نکلے تو کیا تعبیر ہے؟

۱۶- باب إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي

أَطْرَافِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ

(۷۰۰۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ان سے میرے والد ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس میں سے پیا، یہاں تک کہ میں نے سیرابی کا اثر اپنے اطراف میں نمایاں دیکھا۔ پھر میں نے اس کا بچا ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا جو صحابہ وہاں موجود تھے، انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کی تعبیر کیا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علم مراد ہے۔

۷۰۰۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرَّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي، فَأُعْطِيتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

قَالَ: ((الْعِلْمُ)). [راجع: ۸۲]

تفسیر: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت نکلے، حقیقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام علوم خصوصاً سیاست میں

اور مدبروں میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔

۱۷- باب القميص في المنام

۷۰۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يَغْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ ذُنُوبَ ذَلِكَ، وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ)) قَالُوا: مَا أَوْلَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الَّذِينَ)).

[راجع: ۲۳]

۱۸- باب جرّ القميص في المنام

شرح جرجر القميص في المنام قالوا وجه تعبیر القميص بالدين ان القميص يستر العورة في الدنيا والدين يسترها في الآخرة ويحجبها عن كل مكروه والاصل فيه قوله تعالى ولباس التقوى ذالك خير الاية والعرب تسمى عن الفضل والعفاف بالقميص ومنه قوله صلى الله عليه وسلم لعثمان ان الله سيلبسك قميصا فلا تخلعه واتفق اهل التعبير على ان القميص يعبر بالدين وان طوله يدل على بقاء آثار صالحه من بعده وفي الحديث ان اهل الدين يتفاضلون في الدين بالقلعة والكثرة والقوة والضعف (فتح الباری) مختصر مفہوم یہ کہ خواب میں قمیص کو پھینچنا اس کی تعبیر دین کے ساتھ ہے، اس لیے کہ قمیص دنیا میں بدن کو ڈھانپ لیتی ہے اور دین آخرت میں ہر تکلیف وہ چیز سے بچالے گا اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تقویٰ کا لباس خیر ہی خیر ہے اور عرب لوگ فضل اور پاک دامنی کو قمیص سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا کہ اللہ پاک تم کو ایک قمیص (مراد خلافت) پہنائے گا اس کو اتارنا مت جبکہ شریک لوگ آپ کے جسم سے اسے اتارنا چاہیں گے اور علمائے تعبیر کا اتفاق ہے کہ قمیص کی تعبیر دین سے ہے اور قمیص کا طویل ہونا اس کے مرنے کے بعد اس کے نیک آثار کے بقا کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے کہ دیندار لوگ دین میں قلت اور کثرت اور ضعف اور قوت کی بنا پر کم و بیش ہوتے ہیں۔

۷۰۰۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا غَفِيلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ

باب خواب میں قمیص کرتے دیکھنا

(۷۰۰۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوامامہ بن سہل نے بیان کیا، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض کی قمیص تو صرف سینے تک کی ہے اور بعض کی اس سے بڑی ہے اور آنحضرت ﷺ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دین۔

باب خواب میں کرتے کا گھسیٹنا

(۷۰۰۹) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، کہا ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو ابوامامہ بن سہل نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے

فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو اپنے سامنے پیش ہوتے دیکھا۔ وہ قمیص پہنے ہوئے تھے، ان میں بعض کی قمیص تو سینے تک کی تھی اور بعض کی اس سے بڑی تھی اور میرے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پیش کئے گئے تو ان کی قمیص (زمین سے) گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ آپ نے فرمایا کہ دین اس کی تعبیر ہے۔

کرتہ بدن کو چھپاتا ہے گرمی سردی سے بچاتا ہے دین بھی روح کی حفاظت کرتا ہے، اسے برائی سے بچاتا ہے۔

باب خواب میں سبزی

یا ہرا بھرا باغ دیکھنا

(۷۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد الجعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حری بن عمارہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا جس میں حضرت سعد بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ گزرے تو لوگوں نے کہا کہ یہ اہل جنت میں سے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ اس طرح کی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ ان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں جس کا انہیں علم نہیں ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک ستون ایک ہرے بھرے باغ میں نصب کیا ہوا ہے اس ستون کے اوپر کے سرے پر ایک حلقہ (عروہ) لگا ہوا تھا اور نیچے منصف تھا۔ منصف سے مراد خادم ہے پھر کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ، میں چڑھ گیا اور میں نے حلقہ پکڑ لیا، پھر میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ کا جب انتقال ہو گا تو وہ العروۃ الوثقی کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرْضُو عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكُفْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعُرْضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْتَرُهُ)) قَالُوا: مَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الَّذِينَ)) [راجع: ۲۳]

۱۹- باب الخضر في المنام

والرؤیة الخضراء

۷۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَّارَةَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ: كُنْتُ فِي حَلَقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ قَالُوا: كَذًا وَكَذًا قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا: مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عُمُودٌ وَضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، فَنُصِبَ فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي اسْفَلِهَا مِصْفٌ وَالْمِصْفُ وَالْوَصِيفُ لَقِيلٌ: ارْقَهِ فَرَقَيْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَمُوتُ عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ

الْوُثْقَى)) [راجع: ۳۸۱۳]

یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ ہو گا، باغ سے مراد اسلام ہے، کنڈا سے بھی دین اسلام مراد ہے۔

باب خواب میں عورت کا منہ کھولنا

(۷۰۱۱) ہم سے عبید اللہ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ ایک شخص تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے لیے جا رہا تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، ان کے (چہرے سے) پردہ ہٹاؤ۔ میں نے پردہ اٹھایا کہ وہ تمہیں تمہیں تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی انجام تک پہنچائے گا۔

باب خواب میں ریشم کے کپڑے کا دیکھنا

(۷۰۱۲) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے شادی کرنے سے پہلے مجھے تم دو مرتبہ دکھائی گئیں، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کھولو اس نے کھولا تو وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کے پاس سے ہے تو وہ خود ہی اسے انجام تک پہنچائے گا۔ پھر میں نے تمہیں دیکھا کہ فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ کھولو! اس نے کھولا تو اس میں تم تھیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے جو ضرور پورا ہو گا۔

باب ہاتھ میں کنجیاں خواب میں دیکھنا

(۷۰۱۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت

۲۰- باب كَشَفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

۷۰۱۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُرَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَخْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَانْكِحْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْنُضِهِ)). [راجع: ۳۸۹۵]

یہی مرضی ہے تو ضرور پوری ہو کر رہے گی۔

۲۱- باب ثِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

۷۰۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُرَيْتُكَ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكَ مَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَخْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ: اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْنُضِهِ. ثُمَّ أُرَيْتُكَ يَخْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ: اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْنُضِهِ)).

[راجع: ۳۸۹۵]

۲۲- باب الْمَفَاتِيحِ فِي الْبَيْدِ

۷۰۱۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں جو اجماع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور میری مدد رعب کے ذریعہ کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں انہیں رکھ دیا گیا۔ اور محمد نے بیان کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ”جو اجماع الکلم“ سے مراد یہ ہے کہ بہت سے امور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتابوں میں لکھے ہوئے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور یا اسی جیسے میں جمع کر دیا ہے۔

باب کندے یا حلقے کو خواب میں پکڑ کر اس سے لٹک جانا

(۷۱۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عون نے (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے معاذ نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے محمد نے، ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے (خواب) دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اور باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے جس کے اوپر کے سرے پر ایک حلقہ ہے۔ کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر میرے پاس خادم آیا اور اس نے میرے کپڑے چڑھا دیئے پھر میں اوپر چڑھ گیا اور میں نے حلقہ پکڑ لیا، ابھی میں اسے پکڑے ہی ہوئے تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ باغ اسلام کا باغ تھا اور وہ ستون اسلام کا ستون تھا اور وہ حلقہ عروۃ الوثقی تھا۔ تم ہمیشہ اسلام پر مضبوطی سے جھے رہو گے یہاں تک کہ تمہاری وفات ہو جائے گی۔

باب خواب میں ڈیرے کا ستون

تکیہ کے نیچے دیکھنا

باب خواب میں رنگین ریشمی کپڑا دیکھنا اور ہمشت میں

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّغْبِ، وَبَيَّنَّا أَنَا نَائِمٌ أَنِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ مُحَمَّدٌ، وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأُمْرِ الْوَاحِدِ، وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ)). [راجع: ۲۹۷۷]

۲۳- باب التعلیق بالغرۃ والحلقۃ

۷۰۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَوَسَطِ الرُّوْضَةِ عُمُودٌ فِي أَعْلَى الْعُمُودِ غُرَّةٌ فَقِيلَ ارْقُدْ، قُلْتُ: لَا اسْتَطِيعُ فَاتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْغُرَّةِ فَانْتَهَيْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((بَلَّكَ الرُّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ، وَذَلِكَ الْعُمُودُ عُمُودُ الْإِسْلَامِ، وَبَلَّكَ الْغُرَّةُ الْغُرَّةُ الْوُثْقَى، لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ)). [راجع: ۳۸۱۳]

۲۴- باب عُمُودِ الْفُسْطَاطِ

تَحْتَ وَسَادَتِهِ

۲۵- باب الْإِسْتَبْرَقِ وَذُخُولِ

الجنة في المنام

۷۰۱۵- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوَى بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ، إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ.

[راجع: ۴۴۰]

۷۰۱۶- فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ - أَوْ قَالَ - إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

[راجع: ۱۱۲۲]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر اشارہ ہے جو آیت لہم البشری کے تحت بشارت الہی ہے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا

(۷۰۱۷) ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عوف سے سنا، ان سے محمد بن سیرن نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ محمد بن سیرن رضی اللہ عنہ (جو کہ علم تعبیر کے بہت بڑے عالم تھے) نے کہا نبوت کا حصہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خواب تین طرح کے ہیں۔ دل کے خیالات، شیطان کا ڈرانا اور اللہ کی طرف سے خوش خبری۔ پس اگر کوئی شخص کوئی خواب میں بری چیز دیکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے محمد بن سیرن نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو

۲۶- باب القيد في المنام

۷۰۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَاحٍ، حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكُذْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ مِثْقَةِ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوَّةِ، وَمَا كَانَ مِنَ النَّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ)) قَالَ: مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ قَالَ: وَكَانَ يَقَالُ: الرُّؤْيَا ثَلَاثُ حَدِيثِ النَّفْسِ وَتَخَوُّفِ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقْصُهُ عَلَى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ فَلْيَصِلْ قَالَ:

ناپسند کرتے تھے اور قید دیکھنے کو اچھا سمجھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ قید سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔ اور قتادہ، یونس، ہشام اور ابوہلال نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور بعض نے یہ ساری روایت حدیث میں شمار کی ہے لیکن عوف کی روایت زیادہ واضح ہے اور یونس نے کہا کہ قید کے بارے میں روایت کو میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہی سمجھتا ہوں۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ طوق ہمیشہ گردنوں ہی میں ہوتے ہیں۔

وَكَانَ يَكْرَهُ الْعُلَّ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ: الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. وَرَوَى قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهَشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَذْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلُّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَثِينٌ وَقَالَ يُونُسُ: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَغْنَاقِ.

اور بیڑیاں ہاتھوں میں آیت غلت ایدہم میں ہاتھوں کی بیڑیاں مذکور ہیں۔

باب خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا

(۷۰۱۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے اور ان سے حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو انہیں میں کی ایک خاتون ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کے قیام کے لیے قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے یہاں ٹھہرنے کے لیے نکلا۔ پھر وہ بیمار پڑے، ہم نے ان کی تیمارداری کی لیکن ان کی وفات ہو گئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو میں نے کہا ابو السائب! تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی بات (موت) ان تک پہنچ چکی ہے اور میں اللہ سے ان کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں رسول اللہ ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ ام

۲۷- باب العَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي السَّمَاءِ
۷۰۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: طَارَ لَنَا غُفْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، فَاشْتَكَى فَمَرَضْنَاهُ حَتَّى تَوَفَّى، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَنْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ فَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ قَالَ: ((وَمَا يُدْرِيكَ؟)) قُلْتُ: لَا أَذْرِي وَاللَّهِ قَالَ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ مَا أَذْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ)). قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَوَ اللَّهِ لَا أَزْكِي أَحَدًا بَعْدَهُ، قَالَتْ: وَرَأَيْتُ

لِغُثْمَانٍ فِي النَّوْمِ غَيْثًا تَجْرِي، فَجَنَّتْ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ
(ذَاكَ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ)).

[راجع: ۱۱۲۴۳]

العلماء نے کہا کہ واللہ! اس کے بعد میں کسی انسان کی پاکی نہیں بیان
کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے
خواب میں ایک جاری چشمہ دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے حاضر ہو کر
آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا نیک
عمل ہے جس کا ثواب ان کے لیے جاری ہے۔

کتنے ہیں کہ یہ عثمان بہت ملدار آدمی تھے، خواب میں جو دیکھا اس سے ان کے صدقہ جاریہ مراد ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے
یہاں یہ بتلایا کہ چشمہ سے نیک عمل کی تعبیر ہوتی ہے جس طرح لوگ حتیٰ کہ جانور بھی چشمہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی
طرح سے ایک مسلمان کا نیک عمل بہت سی مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ خیر الناس من یفیع الناس کا یہی مطلب ہے۔

باب خواب میں کنوئیں سے پانی کھینچنا یہاں تک کہ لوگ
سیراب ہو جائیں

اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

۲۸- باب نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبَيْتِ
حَتَّى يَرَوِيَ النَّاسُ
رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۷۰۱۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے
شعیب بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا،
کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا (خواب میں) میں ایک کنوئیں
سے پانی کھینچ رہا تھا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی آگئے۔ اب
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول پانی کھینچا۔ ان
کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت کرے آمین۔ اس
کے بعد حضرت عمر بن الخطاب نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
سے لے لیا اور وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول بن گیا۔ میں نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا پانی کھینچنے میں کسی کو ماہر نہیں دیکھا۔ انہوں نے
خوب پانی نکالا یہاں تک کہ لوگوں نے اونٹوں کے لیے پانی سے حوض
بہر لیے۔

۷۰۱۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا
صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا عَلَى بَيْتٍ أَنْزَعُ
مِنْهَا، إِذْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُو
بَكْرٍ الدُّوْلُو فَزَنَعَ دُونًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي
نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ
بَنِي الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ
فِي يَدِهِ غَرَبًا فَلَمْ أَرْ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ
يَفْرِي قَرِيْبُهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ)).

[راجع: ۳۶۳۴]

باب ایک یا دو ڈول پانی کمزوری کے
ساتھ کھینچنا

(۷۰۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان

۲۹- باب نَزْعِ الذُّنُوبِ وَالذُّنُوبَيْنِ
مِنَ الْبَيْتِ بِضَعْفٍ
۷۰۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا

کیا، کہا ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خواب کے سلسلے میں فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جمع ہو گئے ہیں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ایک یا دو ڈول پانی کھینچا اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ بڑا ڈول بن گیا۔ میں نے لوگوں میں سے کسی کو اتنی مہارت کے ساتھ پانی نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگوں نے حوض بھر لیے۔

(۷۰۲۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید نے خبر دی، انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا۔ اس پر ایک ڈول تھا۔ جتنا اللہ نے چاہا میں نے اس میں سے پانی کھینچا، پھر اس ڈول کو ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے پھر وہ بڑا ڈول بن گیا اور اسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا۔ میں نے کسی ماہر کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح کھینچتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کے لیے اونٹوں کے حوض بھر دیئے۔ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنے تھانوں پر لے جا کر بیٹھا دیا۔

باب خواب میں آرام کرنا راحت لینا

(۷۰۲۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے خبر دی، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں حوض پر ہوں اور لوگوں کو سیراب کر رہا ہوں پھر میرے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے

زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُوَيْبَا النَّبِيِّ ﷺ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَزَرَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْرِى فَرِيَةً حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ)). [راجع: ۳۶۳۴]

۷۰۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ وَعَلَيْهَا ذَلُومٌ، فَزَرَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قَحَافَةَ، فَزَرَعَ مِنْهَا ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرَبًا، فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرِ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ)).

[راجع: ۳۶۶۴]

۳۰- باب الاستراحة في المنام

۷۰۲۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ اسْقِي النَّاسَ، فَاتَانِي أَبُو

اور مجھے آرام دینے کے لیے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انہوں نے دو ڈول کھینچے ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور ان سے ڈول لے لیا اور برابر کھینچتے رہے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو کر چل دیئے اور حوض سے پانی لبالب اہل رہا تھا۔

وہ حضرات بہت ہی قابل تعریف ہیں جو خواب میں ہی رسول اللہ ﷺ کو آرام و راحت پہنچائیں وہ ہر دو بزرگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ قیامت تک کے لیے رسول کریم ﷺ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

باب خواب میں محل دیکھنا

(۷۰۲۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے محل کے ایک کنارے ایک عورت وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ بتایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہاں سے لوٹ گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس پر رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

تشریح آپ تو تمام مومنین کے ولی اور مثل والد بزرگوار کے ہیں۔ دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزیز بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں۔ داماد اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہوتا ہے، اس پر کون غیرت کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بیوی کا نام ام سلیم تھا، وہ اس وقت تک زندہ تھیں۔ بہر حال خواب میں محل دیکھنا مبارک ہے۔

(۷۰۲۴) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک سونے کا محل مجھے نظر آیا۔ میں نے پوچھا یہ کس

بکرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوُ مِنْ يَدَي لِيُرِيحَنِي، فَزَعَ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ)). [راجع: ۳۶۶۴]

۳۱- باب القَصْرِ فِي الْمَنَامِ

۷۰۲۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِیَ اللَّیْثُ، حَدَّثَنِیَ عَقِيلٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ قُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعْلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ؟. [راجع: ۳۲۴۲]

۷۰۲۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا غُنَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرِ مِنْ ذَهَبٍ،

کا ہے؟ کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اے ابن الخطاب! مجھے اس کے اندر جانے سے تمہاری غیرت نے روک دیا ہے جسے میں خوب جانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ)) قَالَ: وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

[راجع: ۳۶۷۹]

باب خواب میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا

(۷۰۲۵) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا وہاں ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہاں سے لوٹ کر چلا آیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رودیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا آپ پر غیرت کروں گا۔

۳۲- باب الوضوء في المنام
۷۰۲۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُذْبِرًا)) فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: عَلَيْكَ يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ؟ [راجع: ۳۲۴۲]

آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کو خواب میں وضو کرتے دیکھا یہی باب سے مناسبت ہے وہ عورت جسے اس حالت میں دیکھا جائے بڑی ہی قسمت والی ہوتی ہے۔

باب خواب میں کسی کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھنا

(۷۰۲۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں سالم بن عبد اللہ ابن عمر نے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اچانک ایک صاحب نظر پڑے، گندم گوں بال لکھے ہوئے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان

۳۳- باب الطَّوَّافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ
۷۰۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آذَمَ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ

(سارا لیے ہوئے تھے) ان کے سر سے پانی نپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، پھر میں مڑا تو ایک دوسرا شخص سرخ، بھاری جسم والا، گھٹکریا لے بال والا اور ایک آنکھ سے کانا جیسے اس کی آنکھ پر خشک انگور ہو نظر پڑا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ دجال ہے دجال۔ اس کی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی یہ عبدالعزیٰ بنی مصطلق میں تھا جو خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔

باب جب کسی نے اپنا بچا ہوا دودھ خواب میں
کسی اور کو دیا

(۷۰۲۷) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ میں سویا ہوا تھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے پاس لایا گیا اور اس میں سے اتنا پیا کہ سیرابی کو میں نے ہر رگ و پے میں پایا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ فرمایا کہ علم اس کی تعبیر ہے۔

رَأْسُهُ مَاءً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعَدَ الرَّأْسِ أَعْوَزَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا الدُّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهَ شَبَهَا ابْنِ قَطَنٍ وَ ابْنِ قَطَنٍ)) رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خَزَاعَةَ. [راجع: ۳۴۰]

۳۴- باب إِذَا أُعْطِيَ فَضْلُهُ غَيْرُهُ

فِي النَّوْمِ

۷۰۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَتَيْتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى لَأَرَى الرَّؤْيَ يَجْرِي، ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلَهُ عُمَرَ)) قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)).

[راجع: ۸۲]

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم نبوی کے بھی پورے طور پر حامل تھے۔ بہت ہی برے ہیں وہ لوگ جو ایسے فداے رسول ﷺ کی تنقیص کریں اللہ ان کو نیک ہدایت کرے۔ آمین۔ خواب میں دودھ پینے سے علوم دین کی تحصیل اس کی تعبیر ہے۔

باب خواب میں آدمی اپنے تئیں

بے ڈر دیکھے

(۷۰۲۸) مجھ سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی

۳۵- باب الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ

فِي الْمَنَامِ

۷۰۲۸- حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانُوا

اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خواب دیکھتے تھے اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے، آنحضرت ﷺ اس کی تعبیر دیتے جیسا کہ اللہ چاہتا۔ میں اس وقت نو عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھی یہ میری شادی سے پہلے کی بات ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔ چنانچہ جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ! اگر تو میرے اندر کوئی خیر و بھلائی جانتا ہے تو مجھے کوئی خواب دکھا۔ میں اسی حال میں (سو گیا اور میں نے دیکھا کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے۔ میں ان دونوں فرشتوں کے درمیان میں تھا اور اللہ سے دعا کرتا جا رہا تھا کہ اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے دکھایا گیا (خواب ہی میں) کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور اس نے کہا درو نہیں تم کتنے اچھے آدمی ہو اگر تم نماز زیادہ پڑھتے۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے اور جہنم کے کنارے پر لے جا کر مجھے کھڑا کر دیا تو جہنم ایک گول کنویں کی طرح تھی اور کنویں کے منکوں کی طرح اس کے بھی منکے تھے اور ہر دو منکوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور میں نے اس میں کچھ لوگ دیکھے جنہیں زنجیروں میں لٹکا دیا گیا تھا اور ان کے سر نیچے تھے۔ (اور پاؤں اوپر) ان میں سے بعض قریش کے لوگوں کو میں نے پہچانا بھی۔ پھر وہ مجھے دائیں طرف لے کر چلے۔

(۷۰۲۹) بعد میں میں نے اس کا ذکر اپنی بن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے، آنحضرت ﷺ نے یہ (سن کر) فرمایا۔ عبد اللہ مرد نیک ہے۔ (اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا) نافع کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب سے یہ خواب دیکھا وہ نفل نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔ منکے جن پر موٹھ کی لکڑیاں کھڑی کرتے ہیں۔

يَزُونَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَيَقْصُوْنَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُ
فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ وَأَنَا غُلَامٌ
حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ
أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ
لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا بَرَى هَؤُلَاءِ؟ فَلَمَّا
أَضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ
تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا، فَبَيَّنَا أَنَا كَذَلِكَ
إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، يُقْبِلَانِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا
بَيْنَهُمَا أَذْعُو: اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ
جَهَنَّمَ، ثُمَّ أَرَانِي لَقِينِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ
مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ: لَنْ تُرَاعَ نِعَمَ الرَّجُلِ
أَنْتَ لَوْ تَكْثُرُ الصَّلَاةَ، فَاَنْطَلَقُوا بِي حَتَّى
وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ
مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبَنَرِ لَهُ قُرُونٌ كَقُرُونِ الْبَنَرِ
بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ
حَدِيدٍ، وَأَرَى فِيهَا رِجَالًا مُعْلَقِينَ
بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوسُهُمْ أَسْفَلَ لِقَمِهِمْ، عَرَفْتُ فِيهَا
رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَاَنْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ
الْيَمِينِ. [راجع: ۴۴۰]

۷۰۲۹- فَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَصَصْتُهَا
حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ))
فَقَالَ نَافِعٌ: لَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ
الصَّلَاةَ. [راجع: ۱۱۲۲]

۳۶- باب الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

۷۰۳۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًا غَرَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا فَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعْبَرُهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَمِثْتُ فَأَرَيْتُ مَلَكَينِ أَتَانِي فَأَنْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرٌ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَأَنْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَةٌ كَطَيِّ الْبَنَرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ.

[راجع: ۴۴۰]

۷۰۳۱- فَزَعَمْتُ حَفْصَةُ أَنَّهَا فَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ)). قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْدُ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. [راجع: ۱۱۲۲]

باب خواب میں دائیں طرف لے جاتے دیکھنا

(۷۰۳۰) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان غیر شادی شدہ تھا تو مسجد نبوی میں سوتا تھا اور جو شخص بھی خواب دیکھتا وہ آنحضرت ﷺ سے اس کا تذکرہ کرتا۔ میں نے سوچا، اے اللہ! اگر تیرے نزدیک مجھ میں کوئی خیر ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا جس کی آنحضرت ﷺ مجھے تعبیر دیں۔ پھر میں سویا اور میں نے دو فرشتے دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے لے چلے۔ ان دونوں سے تیسرا فرشتہ بھی آگیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ دو رو نہیں تم نیک آدمی ہو۔ پھر وہ دونوں فرشتے مجھے جسم کی طرف لے گئے تو وہ کنویں کی طرح تہ تہ تھی اور اس میں کچھ لوگ تھے جن میں سے بعض کو میں نے پہچانا بھی۔ پھر وہ دونوں فرشتے مجھے دائیں طرف لے چلے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کا تذکرہ اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔

(۷۰۳۱) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جب آنحضرت ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے۔ کاش وہ رات میں نماز زیادہ پڑھا کرتا۔ زہری نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد وہ رات میں نفلی نماز زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوجوانی کے نیک اعمال خداوند قدوس کو بہت زیادہ پسند ہیں کیونکہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابھی نوجوان تھے اور فرشتے ان کو نیک اعمال یعنی نماز نفل و تہجد کی طرف ترغیب دے رہے تھے۔

باب خواب میں پرالہ دیکھنا

(۷۰۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد

۳۷- باب الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

۷۰۳۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمزہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس میں سے پیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ علم سے تعبیر لی۔

باب جب خواب میں کوئی چیز اڑتی ہوئی نظر آئے

(۷۰۳۳) مجھ سے سعید بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابو عبیدہ بن نشیط نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جو انہوں نے بیان کیا تھا۔

(۷۰۳۴) تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو سونے کے کنگن میرے ہاتھ میں رکھے گئے ہیں تو مجھے اس سے تکلیف پہنچی اور ناگواری ہوئی پھر مجھے اجازت دی گئی اور میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ دو جھوٹے پیدا ہوں گے۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک تو العنسی تھا جسے یمن میں فیروز نے قتل کیا اور دوسرا مسیلہ۔

باب جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے دیکھے

(۷۰۳۵) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے بریدہ نے، ان سے ان کے دادا ابوبردہ نے، ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہ

اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَتَيْتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) قَالُوا: فَمَا أَوَّلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)). [راجع: ۸۲]

۳۸- باب إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

۷۰۳۳- حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ. [راجع: ۳۶۲۰]

۷۰۳۴- فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وَضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَفَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأَذِنَ لِي فَفَخَّخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلُهُمَا كَذَابَيْنِ يَخْرُجَانِ)) فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيُرَوِّزُ بِالْيَمَنِ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

[راجع: ۳۶۲۱]

۳۹- باب إِذَا رَأَى بَقْرًا تُنَحَّرُ

۷۰۳۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلَبِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَنْبَرُ، وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أَخَذَ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ، وَثَوَابِ الصَّدَقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)).

[راجع: ۳۶۲۲]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں۔ میرا ذہن اس طرف گیا کہ یہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ مدینہ یعنی یثرب ہے اور میں نے خواب میں گائے دیکھی (ذبح کی ہوئی) اور یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اور اللہ کے یہاں ہی خیر ہے تو اس کی تعبیر ان مسلمانوں کی صورت میں آئی جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خیر اور سچائی کے ثواب کی صورت میں دیا یعنی وہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد (دوسری فتوحات کی صورت میں) دی۔

یمامہ مکہ اور یمن کے درمیان ایک بستی ہے۔ ہجر بحرین کا پایہ تخت تھا یا یمن کا ایک شہر اس روایت میں گائے کے ذبح ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو مسند احمد میں ہے۔ اس میں صاف یوں ہے بقر النحر ثواب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ گائے کا اس حال میں خواب میں دیکھنا کچھ بے گناہ لوگوں کا دکھ میں مبتلا ہونا مراد ہے جیسا کہ جنگ احد میں ہوا۔ خیر سے مراد وہ فتوحات ہیں جو بعد میں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

باب خواب میں پھونک مارتے دیکھنا

(۷۰۳۶) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم الحنظلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے ہمام بن منبہ نے بیان کیا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب امتوں سے آخری امت اور سب امتوں سے پہلی امت ہیں۔

۴۰ - باب النفخ في المنام

۷۰۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ)).

[راجع: ۲۳۸]

(۷۰۳۷) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن رکھ دیئے گئے جو مجھے بہت شاق گزرے۔ پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں میں ہوں ایک صنعاء کا اور دوسرا یمامہ کا۔

۷۰۳۷ - وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوَضِعَ فِي يَدَيَّ سَوَادَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبَّرَا عَلَيَّ وَأَهْمَانِي فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلَتْهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ

وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ)). [راجع: ۳۶۲۱]

تشیخ | صنعاء میں ایک شخص اسود عسی نامی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ میں مسیلہ کذاب نے بھی یہی ڈھونگ رکھایا۔ اللہ نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا۔ لفظ فنفخہ کے ذیل میں حافظ صاحب فرماتے ہیں ولی ذالک اشارة الى حقارة امرهما لان شان الذى ينفخ فيذهب بالنفخ ان يكون فى غاية الحقارة الخ، (یعنی آپ کے پھونک دینے میں ان دونوں کی حقارت پر اشارہ ہے۔ اس لیے پھونکنے کی کیفیت میں ہے کہ جس چیز کو پھونکا جائے وہ پھونکنے سے چلی جائے وہ چیز انتہائی حقیر اور کمزور ہوتی ہے جیسے ریت مٹی ہاتھوں کے اوپر سے پھونک سے اڑا دیتے ہیں وہ سونے کے نگن نظر آئے جو پھونکنے سے تو فوراً اڑ گئے وہ ختم ہو گئے۔ اسود عسی کو فیروز نے یمن میں ختم کیا اور مسیلہ کذاب جنگ یمامہ میں وحشی ہڈیٹھ کے ہاتھوں ختم ہوا۔ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

۴۱- باب إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ
مِنْ كُورَةٍ فَاسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ.
باب جب کسی نے دیکھا کہ اس نے کوئی چیز کسی طاق سے نکالی اور اسے دوسری جگہ رکھ دیا

(۷۰۳۸) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا جیسے ایک سیاہ عورت پر آگندہ بال، مدینہ سے نکلی اور مہیجہ میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ مہیجہ جحفہ کو کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا جحفہ نامی بستی میں چلی گئی۔

۷۰۳۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَانِيَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ، حَتَّى قَامَتْ بِمَهْجَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا)). [طرفاه في : ۷۰۳۹، ۷۰۴۰].

باب سیاہ عورت کو خواب میں دیکھنا

(۷۰۳۹) ہم سے ابوبکر المقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں خواب کے سلسلے میں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں نے ایک پر آگندہ بال، سیاہ عورت دیکھی کہ وہ مدینہ سے نکل کر مہیجہ چلی گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ مدینہ کی وبا مہیجہ منتقل ہو گئی ہے۔ مہیجہ جحفہ کو کہتے ہیں۔

۴۲- باب الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ
۷۰۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْمَقْدَمِيُّ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَدِينَةِ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَانِيَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ، حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْجَةٍ فَتَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْجَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ)). [راجع : ۷۰۳۸]

باب پر آگندہ بال عورت خواب میں دیکھنا

(۷۰۴۰) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے

۴۳- باب الْمَرْأَةُ الثَّانِيَةِ الرَّأْسِ
۷۰۴۰- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ،

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ نَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهَيَّعَةٍ، فَأَوَلَّتْ أَنْ وَبَاءَ الْمَدِينَةَ نَقَلَ إِلَى مَهَيَّعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ)).

[راجع: ۷۰۳۸]

ابو بکر بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ایک پرانگندہ بال کالی عورت دیکھی جو مدینہ سے نکلی اور مہیہ میں جا کر ٹھہر گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ مدینہ کی وبا مہیہ یعنی جحفہ منتقل ہو گئی۔

تفسیر قال المهلب هذه الرؤيا المعبرة وهي مما ضرب به المثل ووجه التمثيل انه شق من اسم السوداء السوء والداء فتناول خروجها بما جمع اسمها (فتح الباري) يعني ملب نے کہا کہ خواب خود تعبیر کردہ شدہ ہے۔ اس میں سوداء نامی سیاہ عورت کو دیکھا گیا جو لفظ سوء یعنی برائی اور داء بمعنی بیماری ہے پس اس کا نام ہی ایسا ہے جس سے خود تعبیر ظاہر ہے۔ بری بیماری مدینہ سے نکل کر جحفہ نامی بستی میں چل گئی جو مدینہ سے چھ میل دور ہے اس بستی کی آب و ہوا آج تک خراب اور مرطوب ہے اور الحمد للہ مدینہ منورہ کی آب و ہوا بہت عمدہ اور صحت بخش ہے۔

باب جب خواب میں تلوار ہلائے

(۷۰۴۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ ابن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے، مجھ کو یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت ﷺ نے یوں فرمایا کہ میں نے ایک تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر احد کی جنگ میں مسلمانوں کے شہید ہونے کی صورت میں سامنے آئی پھر دوبارہ میں نے اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی شکل میں ہو گئی۔ اس کی تعبیر فتح اور مسلمانوں کے اتفاق و اجتماع کی صورت میں سامنے آئی۔

تفسیر ملب نے کہا کہ اس خواب میں صحابہ کرام کے حملوں کو تلوار سے تعبیر کیا گیا اور اس کے ہلانے سے آنحضرت ﷺ کا اسوہ جنگ مراد ہے اور ٹوٹنے سے مراد وہ جانی نقصان جو جنگ میں پیش آیا اور جوڑنے سے احد کے بعد مسلمانوں کا پھر متحد ہو کر جنگ کے لیے تیار ہونا اور کامیابی حاصل کرنا۔ (فتح)

باب جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا

(۷۰۴۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے،

۴۴- باب إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ ۷۰۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَنْدَرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أَصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ)). [راجع: ۳۶۲۲]

۴۵- باب مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ

۷۰۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

ان سے ایوبؑ نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے دو جو کے دانوں کو قیامت کے دن جوڑنے کے لیے کہا جائے گا اور وہ اسے ہرگز نہیں کر سکے گا (اس لیے مار کھاتا رہے گا) اور جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے جو اسے پسند نہیں کرتے یا اس سے بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جو کوئی تصویر بنائے گا اسے عذاب دیا جائے گا اور اس پر زور دیا جائے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے جو وہ نہیں کر سکے گا۔ اور سفیان نے کہا کہ ہم سے ایوبؑ نے یہ حدیث موصولاً بیان کی اور قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ جو اپنے خواب کے سلسلے میں جھوٹ بولے۔ اور شعبہ نے کہا، ان سے ابو ہاشم الرمائی نے، انہوں نے عکرمہ سے سنا اور ان سے ابو ہریرہؓ نے (کا قول موقوفاً) جو شخص مورت بنائے، جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے، جو شخص کان لگا کر دوسروں کی باتیں سنے۔

ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جو کسی کی بات کان لگا کر سننے کے پیچھے لگا اور جس نے غلط خواب بیان کیا اور جس نے تصویر بنائی (ایسی ہی حدیث نقل کی موقوفاً ابن عباس سے) خالد حذاء کے ساتھ اس حدیث کو ہشام بن حسان فردوسی نے بھی عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا۔

(۷۰۴۳) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عمرؓ کے غلام عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمرؓ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بدترین جھوٹ یہ

سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُتِفَ أَنْ يَغْفِدَ بَيْنَ شَعْرَتَيْنِ، وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ غَذَبٍ وَكُتِفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). قَالَ سُفْيَانُ: وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ: مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاةٍ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَائِيِّ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَوْلُهُ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ اسْتَمَعَ.

یعنی یہی حدیث نقل کی۔

۰۰۰۰۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ. تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ. [راجع: ۲۲۲۵]

۷۰۴۳۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

((مِنْ أَلْفَرَى الْفَرَى أَنْ يُرَى عَيْنِيهِ مَا لَمْ تَرَ))
 ہے کہ انسان خواب میں ایسی چیز کے دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔

لفظ الفری اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا جھوٹ۔ قال ابن بطال الفریة الکذب العظيمة يتعجب منها یعنی تعجب خیر بہت بڑے جھوٹ کو کہتے ہیں۔ یہ جھوٹا خواب بنانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

باب جب کوئی برا خواب دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے
 اور نہ اس کا کسی سے ذکر کرے

(۷۰۴۴) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد ربہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں (برے) خواب دیکھتا تھا اور اس کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا تھا۔ آخر میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی خواب دیکھتا اور میں بھی بیمار پڑ جاتا۔ آخر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں پس جب کوئی اچھے خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اسے عزیز ہو اور جب برا خواب دیکھے تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور شیطان کے شر سے اور تین مرتبہ تھو تھو کر دے اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرے پس وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۶-۴ باب إِذَا رَأَى مَا يُكْرَهُ فَلَا يُخْبِرُ بِهَا وَلَا يَذْكُرُهَا

۷۰۴۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا لَمُتْرَضِي، حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرَضِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يُكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتَفَلَّ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)).

[راجع: ۲۳۹۲]

(۷۰۴۵) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور در اور دی نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس پر اسے اللہ کی تعریف کرنی چاہیے اور اسے بیان بھی کرنا چاہیے اور جب کوئی خواب ایسا دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ کی

۷۰۴۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْذُّرَّاورِذِيُّ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللَّهِ، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيَحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يُكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ

پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

باب اگر پہلی تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا

(۷۰۴۶) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ کوئی زیادہ اور کوئی کم اور ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پہلے آپ نے آکر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ چڑھ گئے۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے، میں اس کی تعبیر بیان کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا، سایہ سے مراد دین اسلام ہے اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی شیرینی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں، بعض کم اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد وہ سچا طریق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعہ اللہ آپ کو اٹھالے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب آپ کے خلیفہ اول اسے پکڑیں گے وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے ان کا بھی یہی حال ہو گا۔ پھر چوتھے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا

مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرُهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَصُرَّهٗ)۔

۴۷- باب مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ

عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِْبْ۔

۷۰۴۶- حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظِلَّةً تَنْطَفِئُ السَّمَنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْبِرُ وَالْمُسْتَقِيلُ وَإِذَا سَبَبَ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وَصَلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَأَيِّ أَنْتَ وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي فَأَعْبِرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اعْبُرْ)) قَالَ: أَمَّا الظِّلَّةُ فَإِلَاسْلَامٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطَفِئُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمَنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطَفِئُ، فَالْمُسْتَكْبِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ، فَيُعْلِيكَ اللَّهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوصِلُ لَهُ

وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتائیے کیا میں نے جو تعبیر دی ہے وہ غلط ہے یا صحیح۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض کی غلط۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ پس واللہ! آپ میری غلطی کو ظاہر فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم نہ کھاؤ۔

اس خواب کی تفصیل بیان کرنے میں بڑے بڑے اندیشے تھے۔ اس لیے آپ نے سکوت مناسب سمجھا۔ اس خواب سے آپ کو رنج ہوا کہ ایک خلیفہ میرا آفتوں میں گرفتار ہو گا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

وقال المہلب توجہ تعبیر ابابکر ان الظلة نعمة من نعم الله على اهل الجنة وكذلك كانت على بنی اسرائیل الخ، (خ) یعنی مہلب نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعبیر کی توجیہ یہ ہے کہ سایہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر اللہ نے بادلوں کا سایہ ڈالا۔ ایسا ہی اہل جنت پر سایہ ہو گا۔ اسلام ایسا ہی مبارک سایہ ہے جس کے سایہ میں مسلمان کو تکالیف سے نجات ملتی ہے اور اس کو دنیا اور آخرت میں نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح شد میں شفا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ ایسا ہی قرآن مجید بھی شفا ہے۔ انہ شفاء ورحمة للمؤمنین وہ سننے میں شد جیسی حلاوت رکھتا ہے۔

باب ۴۸ - باب تعبیر الرؤیا بعد صلاة الصبح

بیان کرنا

الصبح

اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ یہ جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عورت سے خواب بیان کرنا نہ چاہئے، نہ سورج نکلنے سے پہلے۔ ان کا یہ کہنا بے دلیل ہے۔ حدیث ذیل میں آپ نے سورج نکلنے سے پہلے خواب صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا، یہی باب سے مناسبت ہے۔ حدیث ذیل میں کئی دوزخیوں کا حال ذکر ہوا ہے ہر مسلمان کو ان سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تعبیر الرویا بعد صلوة الصبح فیہ اشارة الى ضعف ما اخرجه عبدالرزاق عن معمر عن سعید بن عبدالرحمن عن بعض علماء ہم قال من نقص رویاک علی امرأة ان تخیر بها حتی تطلع الشمس الخ، (خ)۔

(۷۰۷)۔ حدیثنا مؤمل بن ہشام ابو ہشام حدیثنا اسماعیل بن ابراہیم، حدیثنا عوف، حدیثنا ابو رجاء، حدیثنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یکنی ان یقول لاصحابہ: ((هل رأى احد منکم من رؤیا؟))۔ قال: فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص، وإنه قال لنا ذات غداة: ((إنه اتانی اللیلة آتیان وإنهما ابتغانی وإنهما قالاً

(۷۰۷)۔ حدیثنا مؤمل بن ہشام ابو ہشام حدیثنا اسماعیل بن ابراہیم، حدیثنا عوف، حدیثنا ابو رجاء، حدیثنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یکنی ان یقول لاصحابہ: ((هل رأى احد منکم من رؤیا؟))۔ قال: فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص، وإنه قال لنا ذات غداة: ((إنه اتانی اللیلة آتیان وإنهما ابتغانی وإنهما قالاً

قال: فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص، وإنه قال لنا ذات غداة: ((إنه اتانی اللیلة آتیان وإنهما ابتغانی وإنهما قالاً

شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا، پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا، لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھاتا اور اس لیے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا کہ مجھ سے انہوں نے کہا کہ آگے بڑھو، آگے بڑھو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آٹکڑا لیے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ (عوف نے) بیان کیا کہ بعض دفعہ ابو رجاء (راوی حدیث) نے ”فیشق“ کہا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اس طرح برابر ہو رہا ہے) فرمایا کہ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو، آگے چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) چنانچہ ہم آگے چلے پھر ہم ایک تور جیسی چیز پر آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی۔ کہا کہ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چلو چلو۔ فرمایا کہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ

لِي: انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بَصْخَرَةٌ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالْبَصْخَرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَنْلُغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَذُّدُ الْحَجَرُ هَهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرُ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصْبَحَ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرْءُ الْأَوَّلَى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِكُلُوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقْمِي وَجْهِهِ فَيَشْرُ شِرْ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخَرَهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ) قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ: فَيَشْقُ قَالَ: ((ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصْبَحَ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرْءُ الْأَوَّلَى قَالَ: قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ النَّوْرِ)) قَالَ: فَأَخْبَسْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((فَإِذَا فِيهِ لَفْظٌ وَأَصْوَاتٌ)) قَالَ: فَاطْلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَنَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضُوا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَ لِي انْطَلِقْ؟ فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ))

خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ بھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا وہ پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ آگے چلو آگے چلو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بد صورت آدمی کے پاس پہنچے جتنے بد صورت تم نے دیکھے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ بد صورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے۔ اس باغ کے درمیان میں بہت لمبا ایک شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے یہ بچے کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے، میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھے ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوا دیا۔ وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بد صورت۔ (آنحضرت صلی اللہ

حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : (أَحْمَرُ مِثْلِ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِئِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يُسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْعُرُ لَهُ فَاهُ فَيَلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرُ لَهُ فَاهُ، فَالْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا؟ قَالَ : قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهٍ الْمَنْظَرِ كَأَكْرَهٍ مَا أَنْتَ رَاءَ رَجُلًا مَرَاةً، وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحْشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا؟ قَالَ : قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَاذَ أَرَى رَأْسَهُ طَوِيلًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وَلَدَانِ رَأَيْتُهُمْ قَطُ قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ : قَالَا لِي : انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَاهُمَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرِ رَوْضَةً قَطُ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ : قَالَا لِي ارْزُقْ فِيهَا قَالَ : فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَاتَيْنَاهُمَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَةٍ بَلْبِنَ ذَهَبٍ وَلَبِنَ فِضَّةٍ فَاتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفَتِّحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رَجُلَانِ شَطْرَ مَنْ خَلْفَهُمَا كَأَحْسَنَ مَا أَنْتَ رَاءَ، وَشَطْرَ كَأَقْبَحَ مَا أَنْتَ رَاءَ قَالَ : قَالَا

علیہ وسلم نے) فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی اس کا پانی انتہائی سفید تھا وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جاچکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جاسکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب و غریب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔ پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبر اکدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چری جاری تھی۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا جو دنیا میں پھیل جاتی اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے اور وہ شخص جو بد صورت ہے اور جنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جنم کا داروغہ مالک نامی ہے اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔ بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا مشرکین

لَهُمْ اَذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ، قَالَ :
وَإِذَا نَهْرٌ مُّغْتَرَضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ
الْمَخْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذْهَبُوا فَوْقَهُوا فِيهِ
ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ
عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ :
قَالَ لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ
قَالَ : فَسَمَا بَصْرِي صُعْدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ
الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ : قَالَا لِي هَذَاكَ مَنْزِلُكَ
قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا : بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي
فَأَدْخَلَهُ قَالَا : أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ
قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِنْذُ اللَّيْلَةِ
عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ قَالَ : قَالَا لِي
أَمَّا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي
أَتَيْتُ عَلَيْهِ يُبْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ
يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرُفُّصُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ
الْمَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتُ عَلَيْهِ
يُشْرَسِرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخَرُهُ إِلَى قَفَاهُ
وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ
فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا الرَّجُلُ
وَالنِّسَاءُ الْغُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التُّنُورِ
فَإِنَّهُمْ الزُّنَاةُ وَالزُّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي
أَتَيْتُ عَلَيْهِ يَسْتَبِحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحَجَرَ
فَإِنَّهُ آكِلُ الرُّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرْبِيُّ الْمَرْأَةُ
الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحْشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا،
فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنٌ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ
الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرُّوَضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ

کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں) اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بد صورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

مَوْلُودٌ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ) قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ- وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرَ مِنْهُمْ قَبِيحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا نَبَّاهُ))

نبیوں کے خواب بھی وحی کا حکم رکھتے ہیں۔ اس عظیم خواب کے اندر آنحضرت ﷺ کو بہت سے دوزخیوں کے عذاب کے نظارے دکھلائے گئے۔ پہلا شخص قرآن شریف پڑھا ہوا حافظ، قاری، مولوی تھا جو نماز کی ادائیگی میں مستعد نہیں تھا۔ دوسرا شخص جھوٹی باتیں پھیلانے والا، افواہیں اڑانے والا، جھوٹی احادیث بیان کرنے والا تھا۔ تیسرے زنا کار مرد اور عورتیں تھیں جو ایک تور کی شکل میں دوزخ کے عذاب میں گرفتار تھے۔ خون اور پیپ کی نہریں غوطہ لگانے والا، سود بیاج کھانے والا انسان تھا۔ بد صورت انسان دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والا دوزخ کا دار و نہ تھا۔ عظیم طویل بزرگ ترین انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جن کے ارد گرد معصوم بچے بچیاں تھیں جو بچپن ہی میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں وہ سب حضرت سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے زیر سایہ جنت میں کھیلتے پلتے ہیں۔ یہ ساری حدیث بڑے ہی غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اس سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ مشرکین اور کفار کے معصوم بچوں کے بارے میں اختلاف ہے مگر بہتر ہے کہ اس بارے میں سکوت اختیار کر کے معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیا جائے ایسے جزوی اختلافات کو بھول جانا آج وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اس حدیث پر پارہ نمبر ۲۸ کا اختتام ہو جاتا ہے۔ سارا پارہ اہم مضامین پر مشتمل ہے جن کی پوری تفصیل کے لیے دفاتر درکار ہیں جن میں سیاسی، اخلاقی، سماجی، مذہبی، فقہی بہت سے مضامین شامل ہیں۔ مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اونچے پایہ کے لائق ترین قائد انسانیت کی پاکیزہ مجلس ہے جس میں انسانیت کے اہم مسائل کا تذکرہ مختلف عنوانات سے ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ آخر میں خوابوں کی تعبیرات کے مسائل ہیں جو انسان کی روحانی زندگی سے بہت زیادہ تعلقات رکھتے ہیں۔ انسانی تاریخ میں کتنے انسانوں کے ایسے حالات ملتے ہیں کہ محض خواب کی بنا پر ان کی دنیا عظیم ترین حالات میں تبدیل ہو گئی اور یہ چیز کچھ اہل اسلام ہی سے متعلق نہیں ہے بلکہ اغیار میں بھی خوابوں کی دنیا مسلم ہے یہاں جو تعبیرات بیان کی گئی ہیں وہ سب حقائق ہیں جن کی صحت میں ایک ذرہ برابر بھی شک و شبہ کی کسی مومن مرد و عورت کے لیے گنجائش نہیں ہے۔

یا اللہ : آج اس پارہ اٹھائیس کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں اس میں جہاں بھی قلم لغزش کھا گئی ہو اور کوئی لفظ کوئی جملہ کوئی مسئلہ تیری اور تیرے حبیب رسول کریم ﷺ کی مرضی کے خلاف قلم پر آگیا ہو میں نہایت عاجزی و انکساری سے تیرے دربار عالیہ میں اس کی معافی کے لیے درخواست پیش کرتا ہوں۔ ایک نہایت عاجز کمزور مریض گنہگار تیرا حقیر ترین بندہ ہوں جس سے قدم قدم لغزشوں کا امکان ہے۔ اس لیے میرے پروردگار تو اس غلطی کو معاف فرما دے اور تیرے رسالت مآب ﷺ کے ارشادات عالیہ کے اس عظیم پاکیزہ ذخیرے کی اس خدمت کو قبول فرما کر قبول عام عطا کر دے اور اسے نہ صرف میرے لیے بلکہ میرے جملہ معزز شائقین اور کاتبین کے لیے میرے ماں باپ اور اہل و عیال کے لیے اور میرے سارے معزز معاونین کرام کے لیے اسے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرما کر اسے تمام شائقین کرام کے لیے ذریعہ سعادت و ارباب بنائو۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین!

صل وسلم علی حبیبک سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

محمد داؤد راز

مقیم مسجد اہلحدیث نمبر۔ ۴۱۲۱ جمیری گیٹ دہلی بھارت

۲۳ / صفر المظفر سنہ ۱۴۳۹ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتیسواں پارہ

۹۳ - کتاب الفتن

کتاب فتنوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱ - باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ انفال میں یہ فرمانا کہ

تَعَالَى : ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ [الأنفال : ۲۵] .
وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْذِرُ مِنَ الْفِتَنِ .

”اور اس فتنہ سے جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا (بلکہ ظالم و غیر ظالم عام خاص سب اس میں پس جاتے ہیں) اس کا بیان اور آنحضرت ﷺ جو اپنی امت کو فتنوں سے ڈراتے اس کا ذکر۔

﴿تَشِيح﴾ فتنے سے مراد یہاں ہر ایک آفت ہے دینی ہو یا دنیاوی لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرایا کھوٹا پن معلوم ہو۔ کبھی فتنہ عذاب کے معنی میں آتا ہے جیسے اس آیت میں ذوقوا فتنکم کبھی آزمائے کے معنی میں۔ یہاں فتنے سے مراد گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی اور مداہنت کرنا، پھوٹ، نا اتفاقی، بدعت کا شیوع، جماد میں سستی وغیرہ۔ امام احمد اور ہزار نے مطرف بن عبد اللہ بن قیس سے نکالا۔ میں نے جنگ جمل کے دن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہی لوگوں نے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نہ بچایا وہ مارے گئے اب ان کے خون کا دعویٰ کرنے آئے ہو۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ آیت پڑھی واتقوا فتنۃ لا تصیب الذین ظلموا منکم خاصۃ اور یہ گمان نہ تھا کہ ہم ہی لوگ اس فتنے میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک جو ہونا تھا وہ ہوا یعنی اس بلا میں ہم لوگ خود گرفتار ہوئے۔

یہ اللہ پاک کا محض فضل و کرم ہے کہ حد سے زیادہ ناساعد حالات میں بھی نظر ثانی کے بعد آج یہ پارہ کاتب صاحب کے حوالہ کر رہا ہوں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ خیریت کے ساتھ حکیل بخاری شریف کا شرف عطا فرمائے اور اس خدمت عظیم کو ذریعہ نجات اخروی بنائے اور شفاعت رسول کریم ﷺ سے بہرہ اندوز کرے۔ ربنا لاتواخذنا ان نسینا أو اخطانا آمین یا رب العالمین۔

۷۰۴۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا (۷۰۴۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن

سری نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ اُلٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے وقت دعا کرتے ”اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنہ میں پڑ جائیں۔“

ان احادیث کا مطالعہ کرنے والوں کو غور کرنا ہو گا کہ وہ کسی قسم کی بدعت میں مبتلا ہو کر شفاعت رسول کریم ﷺ سے محروم نہ ہو جائیں۔ بدعت وہ بدترین کام ہے جس سے ایک مسلمان کے سارے نیک اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور بدعتی حوض کوثر اور شفاعت نبوی سے محروم ہو کر خائب و خاسر ہو جائیں گے یا اللہ! ہر بدعت اور ہر برے کام سے بچائیو، آمین۔ یا اللہ! اس حدیث پر ہم بھی تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں یعنی دین سے بے دین ہو جائیں یا فتنہ میں پڑ کر ہم تباہ ہو جائیں۔ یا اللہ! ہماری بھی یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

(۷۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے ابو وائل کے غلام مغیرہ ابن مقسم نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے لئے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے کھینچ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا نئی باتیں نکال لی تھیں۔

نئی باتوں سے بدعات مروجہ مراد ہیں جیسے تہیج، فاتحہ، چہلم، تعزیر پرستی، عرس، قوالی وغیرہ وغیرہ اللہ سب بدعات سے بچائے۔ آمین۔

(۷۰۵۰-۵۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں

بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيَّ فَيُوْخِلُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ: أَمْتِي فَيَقُولُ: لَا تَذَرِي مَشَايَا عَلَيَّ الْفَقْهَرَى)) قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَغْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

[راجع: ۶۵۹۳]

سُيُورُجُ ان احادیث کا مطالعہ کرنے والوں کو غور کرنا ہو گا کہ وہ کسی قسم کی بدعت میں مبتلا ہو کر شفاعت رسول کریم ﷺ سے محروم نہ ہو جائیں۔ بدعت وہ بدترین کام ہے جس سے ایک مسلمان کے سارے نیک اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور بدعتی حوض کوثر اور شفاعت نبوی سے محروم ہو کر خائب و خاسر ہو جائیں گے یا اللہ! ہر بدعت اور ہر برے کام سے بچائیو، آمین۔ یا اللہ! اس حدیث پر ہم بھی تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں یعنی دین سے بے دین ہو جائیں یا فتنہ میں پڑ کر ہم تباہ ہو جائیں۔ یا اللہ! ہماری بھی یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

(۷۰۴۹) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، لِيَرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتَ لَأَنَّا وَلَهُمْ اخْتَلَجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ: لَا تَذَرِي مَا اخْتَلَجُوا بَعْدَكَ)).

[راجع: ۶۵۷۵]

(۷۰۵۰، ۷۰۵۱) - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

گا جو وہاں پہنچے گا تو اس کا پانی پئے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیسا نہیں ہو گا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے سل بنیٹہ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی۔ ابو سعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا، لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ اعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)) قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ وَأَنَا أَخَذْتُهُمْ هَذَا فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتُ سَهْلًا فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي)).

[راجع: ۶۵۸۳، ۸۵۸۴]

تشریح یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہو گا اگر بدعتی یا دوسرے گنہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں۔ معاذ اللہ دین میں نئی بات۔ یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے ان بدعتیوں کو پہلے آنحضرت ﷺ کے پاس لا کر پھر جو ہٹا لے جائیں گے، اس سے یہ مقصود ہو گا کہ ان کو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں۔

قسمت کی بد نصیبی ٹوٹی کہاں کند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا
یا اس لیے کہ دوسرے مسلمان ان کا حال پر امتثال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ بدعت سے۔

۲- باب قول النبی ﷺ: ((سَتَرُونَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكَرُونَهَا)) وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اضْبُرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

باب نبی کریم ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد تم بعض کام دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے اور عبد اللہ بن زید بن عامر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (انصار سے) یہ بھی فرمایا کہ تم ان کاموں پر صبر کرنا یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر آکر مجھ سے ملو۔

کچھ باتیں اپنی مرضی کے خلاف دیکھو گے ان پر صبر کرنا اور امت میں اتفاق کو قائم رکھنا۔

(۷۰۵۲) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بنیٹہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

۷۰۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ:

نے ہم سے فرمایا، تم میرے بعد بعض کام ایسے دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس سلسلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انہیں ان کا حق ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةَ أُمُورٍ تَنْكِرُونَهَا)). قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُّوا اللَّهَ حَقَّكُمْ)).

[راجع: ۳۶۰۳]

تشریح یعنی اللہ سے دعا کرو کہ اللہ ان کو انصاف اور حق رسائی کی توفیق دے۔ جیسے ثوری کی روایت میں ہے یا اللہ ان کے بدل تم پر دوسرے حاکم جو عادل اور منصف ہوں مقرر کرے۔ مسلم اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ یا رسول اللہ! ہم ان سے لڑیں نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ معلوم ہوا کہ جب مسلمان حاکم نماز پڑھنا بھی چھوڑ دے تو پھر اس سے لڑنا اور اس کا خلاف کرنا درست ہو گیا۔ بے نمازی حاکم کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔ اس پر تمام اہل حدیث کا اتفاق ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جاہلیت والوں کی طرح مرے گا یعنی جیسے جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کا بھی نہ ہو گا۔ دوسری روایت میں یوں ہے جو شخص جماعت سے بالشت برابر جدا ہو گیا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔ ابن بطلان نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا حاکم کو ظالم یا فاسق ہو اس سے بغاوت کرنا درست نہیں البتہ اگر صریح کفر اختیار کرے تب اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جس کو قدرت ہو اس کو اس پر جہاد کرنا واجب ہے۔ آج کل کے بعض ائمہ مساجد لوگوں سے اپنی امامت کی بیعت لے کر بیعت نہ کرنے والوں کو جاہلیت کی موت کا فتویٰ سناتے ہیں اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں۔ یہ سب فریب خوردہ ہیں۔ یہاں مراد خلیفہ اسلام ہے جو صحیح معنوں میں اسلامی طور پر صاحب اقتدار ہو۔

(۷۰۵۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے جعد صیرفی نے، ان سے ابورجاء عطار دی نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسند بات دیکھے تو صبر کرے (خلیفہ) کی اطاعت سے اگر کوئی بالشت بھر بھی باہر نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۷۰۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنِ الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَيْئًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)).

[طرفاء فی: ۷۰۵۴، ۷۱۴۳]

خلیفہ اسلام کی اطاعت سے مقصد یہ ہے کہ معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر قانون شکنی کر کے لاقانونیت نہ پیدا کی جائے ورنہ عہد جاہلیت کی یاد تازہ ہو جائے گی فتنہ و فساد زور پکڑ جائے گا۔

(۷۰۵۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے جعد ابی عثمان نے بیان کیا، ان سے ابورجاء العطار دی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے امیر کی کوئی ناپسند چیز دیکھی تو اسے چاہیے کہ صبر کرے اس لیے کہ جس نے

۷۰۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعَطَّارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ

فَلْيُضْرِبُوا عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ مَن لَّارَقَ الْجَمَاعَةَ شِيْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)).
جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی اختیار کی اور اسی حال میں مرا تو وہ
جاہلیت کی سی موت مرے گا۔

[راجع: ۷۰۵۳]

نتیجہ امام احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے گو تم اپنے تئیں حکومت کا حق دار سمجھو جب بھی اس رائے پر نہ چلو بلکہ حاکم وقت کی اطاعت کرو، اس کا حکم سنو، یہاں تک کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو بن لڑے بڑے تم کو حکومت مل جائے۔ ابن حبان اور امام احمد کی روایت میں ہے گو یہ حاکم تمہارا مال کھائے، تمہاری پیٹھ پر مار لگائے یعنی جب بھی مبر کرو۔ اگر کفر کرے تو اس سے لڑنے پر تم کو مواخذہ نہ ہو گا۔ دوسری روایت میں یوں ہے جب تک وہ تم کو صاف اور صریح گناہ کی بات کا حکم نہ دے۔ تیسری روایت میں ہے جو حاکم اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جو تم کو ایسی باتوں کا حکم کریں گے جن کو تم نہیں پہچانتے اور ایسے کام کریں گے جن کو تم برا جانتے ہو تو ایسے حاکموں کی اطاعت کرنا تم کو ضروری نہیں یہ جو فرمایا اللہ کے پاس تم کو دلیل مل جائے گی یعنی اس سے لڑنے اور اس کی مخالفت کرنے کی سند تم کو مل جائے گی۔ اس سے یہ نکلا کہ جب تک حاکم کے قول و فعل کی تاویل شرعی ہو سکے اس وقت تک اس سے لڑنا یا اس پر خروج کرنا جائز نہیں البتہ اگر صاف و صریح وہ شرع کے مخالف حکم دے اور قواعد اسلام کے برخلاف چلے جب تو اس پر اعتراض کرنا اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑنا درست ہے۔ داؤدی نے کہا اگر ظالم حاکم کا معزول کرنا بغیر فتنہ اور فساد کے ممکن ہو تب تو واجب ہے کہ وہ معزول کر دیا جائے ورنہ مبر کرنا چاہیے۔ بعضوں نے کہا ابتداء فاسق کو حاکم بنانا درست نہیں اگر حکومت ملتے وقت عادل ہو پھر فاسق ہو جائے اس پر خروج کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خروج اس وقت تک جائز نہیں جب تک اعلانیہ کفر نہ کرے، اگر اعلانیہ کفر کی باتیں کر لے لگے اس وقت اس کو معزول کرنا واجب ہے۔

(۷۰۵۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے، ان سے بسر بن سعید نے، ان سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا کہ ہم غبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے وہ مریض تھے اور ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے کوئی حدیث بیان کیجئے جس کا نفع آپ کو اللہ تعالیٰ پہنچائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے لیلۃ العقبہ میں سنا ہے کہ آپ نے ہمیں بلایا اور ہم نے آپ سے بیعت کی۔

۷۰۵۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بَكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللَّهُ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعَنَا.

[راجع: ۱۸]

(۷۰۵۶) انہوں نے بیان کیا کہ جن باتوں کا آنحضرت ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ خوشی و ناگواری، جنگی اور کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ

۷۰۵۶- فَقَالَ: فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَنْفَرَةٍ عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا

کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں اگر وہ اعلانیہ کفر کریں تو تم کو اللہ کے پاس دلیل مل جائے گی۔

(۷۵۷) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے، ایک صاحب (خود اسید) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں عمرو بن عاص کو حاکم بنادیا اور مجھے نہیں بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ انصاری میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے تو قیامت تک صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آلو۔

حضرت اسید بن خضیر انصاری اسی لیلۃ العقبہ ثانیہ میں موجود تھے سنہ ۲ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میری امت کی تباہی چند بیوقوف لڑکوں کی حکومت سے ہوگی

(۷۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا سعید نے خبر دی، کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صادق و مصدوق سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند چھو کروں کے ہاتھ سے ہوگی۔ مروان نے اس پر کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ان کے خاندان کے نام لے کر بتلانا چاہوں تو بتلا سکتا ہوں۔ پھر جب بنی مروان شام کی حکومت پر قابض ہو گئے تو میں اپنے دادا کے ساتھ ان کی طرف جاتا تھا جب وہاں انہوں نے نوجوان لڑکوں کو دیکھا تو کہا کہ شاید یہ انہی میں سے ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ کو زیادہ علم ہے۔

كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ لِيَهْ بُرْهَانًا.
[طرفہ فی : ۷۲۰۰].

۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرْغَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ خُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَعْمَلْتَ فَلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي؟ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرَةَ فَأَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي)). [راجع: ۳۷۹۲]

۳- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((هَلَاكَ أُمِّي عَلَى يَدَيِ أَغْلِمَةِ سَفَهَاءَ))

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((هَلَكَةُ أُمِّي عَلَى يَدَيِ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)) فَقَالَ مَرْوَانُ: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٌ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فَلَانٍ وَبَنِي فَلَانٍ لَفَعَلْتُ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكَوا بِالشَّامِ، فَإِذَا رَأَوْهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَانًا قَالَ لَنَا عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ؟ فَلْنَا: أَنْتَ أَغْلِمُ. [راجع: ۳۶۰۴]

انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت ﷺ سے سنے تھے مگر رد کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ قسطلانی نے کہا اس بلا سے مراد وہ اختلاف ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اخیر خلافت میں ہوا یا وہ جنگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں

ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا ہے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھو کروں کی حکومت سے۔ اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اور اگر نہ مانو تو وہ تم کو تباہ کر دیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک بلا سے جو نزدیک آگئی ہے عرب کی خرابی ہونے والی ہے

۴- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَيَلُغَرَبِ مِنَ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ))

(۷۰۵۹) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عربوں کی تباہی اس بلا سے ہوگی جو قریب ہی آگئی ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے اتنا سوراخ ہو گیا اور سفیان نے نوے یا سو کے عدد کیلئے انگلی باندھی پوچھا گیا کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں صالحین بھی ہوں گے؟ فرمایا ہاں جب بدکاری بڑھ جائے گی (تو ایسا ہی ہوگا)۔

۷۰۵۹- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ، عَنْ غُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ النَّوْمِ مُحَمَّرًا وَجْهَهُ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتِلْ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَذَمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)) وَعَقَدَ سَفْيَانُ بَسْمِعِينَ أَوْ مِائَةَ قِيلَ أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). [راجع: ۳۳۴۶]

نوے کا اشارہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے گلے کی انگلی کی نوک اس کی جزیرہ جملی اور سو کا اشارہ بھی اس کے قریب قریب ہے۔ برائی سے مراد زنا یا اولاد زنا کی کثرت ہے دیگر فتنے و فجور بھی مراد ہیں۔ یاجوج ماجوج کی سد آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اتنی کھل گئی تھی تو اب معلوم نہیں کتنی کھل گئی ہوگی اور ممکن ہے برابر ہو گئی ہو یا پہاڑوں میں چھپ گئی ہو اور جغرافیہ والوں کی نگاہ اس پر نہ پڑی ہو۔ یہ مولانا وحید الزماں کا خیال ہے۔ اپنے نزدیک واللہ اعلم بالصواب امنا بما قال رسول اللہ ﷺ۔

(۷۰۶۰) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے پھر فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں فتنوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بارش کے قطروں کی

۷۰۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيَّ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيَّ، عَنْ غُرْوَةَ، عَنْ أَسَمَةَ بِنْتِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطَمٍ مِنْ أَطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: ((فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتْنَ تَقَعُ خِلَالَ بَيُوتِكُمْ كَوَقْعِ

طرح تمہارے گھروں میں داخل ہو رہے ہیں۔

[الفطر: ۱۸۷۸]

تشیخ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور آپ کی جدائی کے بعد جلد فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ قضاہ، ام ایمن کے بیٹے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے والد ماجد جناب عبد اللہ کی لونڈی تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو گود میں پالا تھا۔ اسامہ حضرت کے محبوب حضرت زید کے بیٹے تھے اور زید بھی آپ کے بہت محبوب غلام تھے۔ وفات نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی اور بعد میں یہ وادی القریٰ میں رہنے لگے تھے بعد شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

حضرت زینب بنت جحش امہات المؤمنین سے ہیں ان کی والدہ کا نام امیہ ہے جو عبد المطلب کی بیٹی ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ حضرت زینب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی بیوی ہیں۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی اور سنہ ۵ھ میں یہ آنحضرت ﷺ کے حرم محترم میں داخل ہو گئی تھیں۔ کوئی عورت دینداری میں ان سے بہتر نہ تھی۔ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی، سب سے زیادہ سچ بولنے والی، سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں۔ وفات نبوی کے بعد آپ کی بیویوں میں سب سے پہلے سنہ ۲۰ یا ۲۱ھ میں بعمر ۵۳ سال مدینے میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہا وارضاه۔

باب فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان

۵- باب ظُہُورِ الْفِتَنِ

(۷۰۶۱) ہم سے عیاش بن الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الاعلیٰ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سوید بن مسیب نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ! یہ ہرج کیا چیز ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قتل! قتل! اور یونس اور زہری کے بھیجے نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حمید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔

۷۰۶۱- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقَارِبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيَلْقَى الشُّحُّ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّمَ هُوَ؟ قَالَ: ((الْفِتْلُ الْفِتْلُ)). وَقَالَ شُعَيْبٌ: وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۸۵]

تشیخ یعنی لوگ عیش و عشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے، ان کو ایک سال ایسا گزرے گا جیسے ایک ماہ۔ ایک ماہ ایسے جیسے ایک ہفتہ۔ ایک ہفتہ ایسے جیسے ایک دن یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے یا شر اور فساد نزدیک آجائے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یا دولت اور حکومتیں جلد جلد بدلنے اور مٹنے لگیں گی یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ میں سے برکت جاتی رہے گی جو کام اگلے لوگ ایک ماہ میں کرتے تھے وہ ایک سال میں بھی پورا نہ ہو گا۔ شعیب کی روایت کو امام بخاری نے کتاب الادب میں اور یونس کی روایت کو امام مسلم نے صحیح میں اور لیث کی روایت کو طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان چاروں نے معمر کا خلاف کیا۔ انہوں نے زہری کا شیخ اس حدیث میں حمید کو بیان کیا اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے دونوں طریقوں کو صحیح سمجھا جب تو ایک طریق یہاں بیان کیا اور ایک کتاب الادب میں کیونکہ

احتمال ہے زہری نے اس حدیث کو سعید بن مسیب اور حمید دونوں سے سنا ہو۔

(۷۰۶۳-۷۰۶۴) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ ان دونوں حضرات نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اتر پڑے گی اور علم اٹھالیا جائے گا اور ہرج ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج قتل ہے۔

۷۰۶۲، ۷۰۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ)).

[طرفہ فی: ۷۰۶۶ والحديث: ۷۰۶۳]

طرفہ فی: ۷۰۶۴، ۷۰۶۵]

(۷۰۶۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما بیٹھے اور گفتگو کرتے رہے پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے جن میں علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت اتر پڑے گی اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی اور ہرج قتل ہے۔

۷۰۶۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ: جَلَسَ عَبْدُ اللَّهِ وَأَبُو مُوسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ)). [راجع: ۷۰۶۳]

(۷۰۶۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا اور ان سے ابو داؤد نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود اور موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اسی طرح۔ حرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

۷۰۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَثَلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ. الْقَتْلُ.

[راجع: ۷۰۶۳]

حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری ہیں جو مکہ میں اسلام لائے اور ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه اور حبشی زبان میں ہرج قتل کے معنی میں ہے۔

(۷۰۶۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے واصل نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور میرا خیال ہے کہ اس حدیث کو انہوں

۷۰۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، وَأَخْبِيَهُ رَفَعَهُ قَالَ: ((بَيْنَ يَدَيِ

نے مرفوعاً بیان کیا، کہا کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہوں گے، جن میں علم ختم ہو جائے گا اور جمالت غالب ہوگی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشی زبان میں ہرج بمعنی قتل ہے۔

(۷۰۶۷) اور ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ وہ حدیث جانتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہرج کے دنوں وغیرہ کے متعلق بیان کی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ بد بخت ترین لوگوں میں سے ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

علم دین کا خاتمہ قیامت کی علامت ہے۔ جب علم دین اٹھ جائے گا مرے ہی لوگ رہ جائیں گے ان ہی پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

باب ہر زمانہ کے بعد دوسرے آنے والے زمانہ کا اس سے

بدتر آنا

(۷۰۶۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے زبیر بن عدی نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حجاج کے طرز عمل کی شکایت کی، انہوں نے کہا کہ صبر کرو کیونکہ تم پر جو دور بھی آتا ہے تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے بھی برا ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ میں نے یہ تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔

اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ کبھی کبھی بعد کا زمانہ اگلے زمانہ سے بہتر ہو جاتا ہے مثلاً کوئی بادشاہ عادل اور قبیح سنت پیدا ہو گیا جیسے عمر بن عبدالعزیز جن کا زمانہ حجاج کے بعد تھا وہ نہایت عادل اور قبیح سنت تھے کیونکہ ایک آدھ شخص کے پیدا ہونے سے اس زمانہ کی فضیلت اگلے زمانہ پر لازم نہیں آتی۔

(۷۰۶۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے۔ (دوسری سند امام بخاری نے کہا) اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ہند بنت الحارث القراسیہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ

السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرَجِ يَزُولُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ) قَالَ أَبُو مُوسَى: وَالْهَرَجُ: الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ. [راجع: ۷۰۶۲]

۷۰۶۷- وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ: تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَيَّامَ الْهَرَجِ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُنْذِرُكُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءُ)).

۶- بَابُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي

بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

۷۰۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحِجَاكِ فَقَالَ: ((اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ، حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ)). سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ کبھی کبھی بعد کا زمانہ اگلے زمانہ سے بہتر ہو جاتا ہے مثلاً کوئی بادشاہ عادل اور قبیح سنت پیدا ہو گیا جیسے عمر بن عبدالعزیز جن کا زمانہ حجاج کے بعد تھا وہ نہایت عادل اور قبیح سنت تھے کیونکہ ایک آدھ شخص کے پیدا ہونے سے اس زمانہ کی فضیلت اگلے زمانہ پر لازم نہیں آتی۔

۷۰۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْقُرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اسْتَقِظَ رَسُولُ

گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اللہ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا خزانے نازل کئے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں ان حجرہ والیوں کو کوئی بیدار کیوں نہ کرے آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ بہت سی دنیا میں کپڑے باریک پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

یہ وہ ہوں گی جو دنیا میں حد سے زیادہ باریک کپڑے پہنتی ہیں جس میں اندر کا جسم صاف نظر آتا ہے ایسی عورتیں قیامت کے دن ننگی اٹھیں گی۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جو ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے

(۷۰۷۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔

(۷۰۷۱) ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔

بلکہ کافر ہے اگر مسلمان پر ہتھیار اٹھانا حلال جانتا ہے اگر درست نہیں جانتا تو ہمارے طریق سنت پر نہیں ہے اس لیے کیونکہ ایک امر حرام کا ارتکاب کرنا ہے۔

(۷۰۷۲) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن رافع نے) بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھڑوا دے اور پھر وہ کسی مسلمان کو مار کر اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔

اللہ ﷻ لَيْلَةً فَرِعَا يَقُولُ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ، مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيَنَّ رَبُّ كَاسِيَةً فِي الدُّنْيَا غَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ۱۱۵]

۷- باب قول النبي ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

یعنی مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

۷۰۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). [راجع: ۶۸۷۴]

۷۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

۷۰۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسَّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي لَعْلَ الشَّيْطَانِ يَنْزِعُ فِي يَدَيْهِ، فَيَقْعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ)).

تشیخ | اس طرح کہ دنیا سے دین کے عالم گزر جائیں گے اور جو لوگ باقی رہیں گے وہ ہمہ تن دنیا کے کمانے میں غرق ہوں گے، ان کو دینی علوم کا بالکل شوق ہی نہیں رہے گا۔ ہمارے زمانہ میں یہ آثار شروع ہو گئے ہیں۔ ہزار ہا لکھو کھ ہا مسلمان اپنے بچوں کو صرف انگریزی تعلیم دلاتے ہیں، قرآن و حدیث سے بالکل بے بہرہ رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ کچھ کچھ جو دین کے عالم رہ گئے ہیں، قیامت کے قریب یہ بھی نہ رہیں گے۔ علم دین کو محض بے کار سمجھ کر اس کی تحصیل چھوڑ دیں گے، کیونکہ اچھے لوگ قیامت سے پہلے اٹھ جائیں گے۔ جیسے امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا جو حریر سے زیادہ ملائم ہوگی اس کے گلے ہی جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو گا وہ اٹھ جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے قیامت تب تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ قیامت اچھے لوگوں پر بھی قائم ہوگی کیونکہ اس حدیث میں قیامت تک سے یہ مراد ہے کہ اس ہوا چلنے تک جس کے گلے ہی ہر ایک مومن مرجائے گا اور کفار ہی دنیا میں رہ جائیں گے انہی پر قیامت آئے گی۔ قطلانی۔

(۷۰۷۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا ابو محمد! تم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صاحب تیرے کرم مسجد میں سے گزرے تو ان سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیر کی نوک کا خیال رکھو۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے سنا ہے۔

۷۰۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، قَالَ : قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ : مَرَّ رَجُلٌ بِسَيِّهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَمْسِكْ بِنَصَالِهَا)) قَالَ : نَعَمْ.

[راجع: ۴۵۱]

(۷۰۷۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب مسجد میں تیرے کرم گزرے جن کے پھل باہر کو نکلے ہوئے تھے تو انہیں حکم دیا گیا کہ ان کی نوک کا خیال رکھیں کہ وہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دیں۔

۷۰۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْنِهِمْ قَدْ أَبْدَى نَصُولَهَا فَأَمَرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنَصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا. [راجع: ۴۵۱]

(۷۰۷۵) ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ اس کی نوک کا خیال رکھے یا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے انہیں تھامے رہے۔ کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

۷۰۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبَلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نَصَالِهَا، أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ)). [راجع: ۴۵۲]

تَشْرِیح ان جملہ احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ ناحق خون ریزی کو کتنی بری نظر سے دیکھتے ہیں کہ قدم قدم پر اس بارے میں انتہائی احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی جس طرح بعض احکام کو ملحوظ رکھا ہے، کاش ان احادیث کو بھی یاد رکھتے اور باہمی قتل و غارت سے پرہیز کرتے تو ملی حالات اس قدر خراب نہ ہوتے مگر صد افسوس کہ آج مسلمان ان خانہ جنگیوں کے نتیجہ میں صدمہ ٹولیوں میں تقسیم ہو کر اپنی طاقت مار تار کر چکا ہے۔ کاش یہ لفظ کسی بھی دل والے بھائی کے دل میں اتر سکیں۔

۸- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ

میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا

((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ))

(۷۰۷۶) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا، کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

۷۰۷۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَيَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).

[راجع: ۴۸]

تَشْرِیح یعنی بلا وجہ شرعی لڑنا کفر ہے۔ یعنی کافروں کا سا فعل ہے جیسے کافر مسلمانوں سے ناحق لڑتے ہیں ایسے ہی اس شخص نے بھی کیا گویا کافروں کی طرح عمل کیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان سے لڑا وہ کافر ہو گیا جیسے خارجیوں کا مذہب ہے اس لیے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا: 'وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا (الحجرات: ۹) اور دونوں گروہوں کو مومن قرار دیا اور صحابہ نے آپس میں لڑائیاں کیں گو ایک طرف والے خطائے اجتہادی میں تھے مگر کسی نے ان کو کافر نہیں کہا۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ والوں کے حق میں فرمایا اخواننا بغوا علينا۔ خارجی مردود مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر سارے مسلمانوں کو کافر قرار دینے لگے۔ بس اپنے ہی تئیں مسلمان سمجھے اور پھر یہ لطف کہ ان خارجیوں ہی مردودوں نے مسلمانوں کے سردار جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے ہی قتل کیا۔ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان اور اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا۔ کو جب یہ لوگ کافر ہوئے تو تم کو اسلام کہاں سے نصیب ہوا؟

(۷۰۷۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو واقد نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

۷۰۷۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي وَاقِدٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۷۴۲]

(۷۰۷۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن سیرین نے

۷۰۷۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ،

بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے بیان کیا اور ایک دوسرے شخص (حمید بن عبدالرحمن) سے بھی سنا جو میری نظر میں عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے اچھے ہیں اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو یوم النحر میں خطبہ دیا اور فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ بیان کیا کہ (اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے) ہم یہ سمجھے کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ کیا یہ البلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا خون، تمہارے مال، تمہاری عزت اور تمہاری کھال تم پر اسی طرح حرمت والے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ کیا میں نے پہنچا دیا؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ پس میرا یہ پیغام موجود لوگ غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں کیونکہ بہت سے پہنچانے والے اس پیغام کو اس تک پہنچائیں گے جو اس کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض بعض کی گردن مارنے لگو۔ پھر جب وہ دن آیا جب عبد اللہ عمرو بن حضری کو جاریہ بن قدامہ نے ایک مکان میں گھیر کر جلا دیا تو جاریہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا ذرا ابوبکرہ کو تو جھانکو وہ کس خیال میں ہے۔ انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں۔ عبد الرحمن بن ابی بکرہ کہتے ہیں مجھ سے میری والدہ ہالہ بنت غلیظ نے کہا کہ ابوبکرہ نے کہا اگر یہ لوگ (تین جاریہ کے لشکر والے) میرے گھر میں بھی گھس آئیں اور مجھ کو مارنے لگیں تو بھی میں ان پر ایک بانس کی چھڑی بھی نہیں چلاؤں گا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَلَا تَذَرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ: حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) أَلَيْسَتْ بِالْبَلَدَةِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهُ رَبُّ مُبْلَغٍ يَبْلُغُهُ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ))، فَكَانَ كَذَلِكَ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرُوقِ ابْنِ الْحَضَرَمِيِّ حِينَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قَدَامَةَ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوا: هَذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَحَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

[راجع: ۶۷]

چہ جائیکہ تمہارا سے لڑوں کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث سن چکے تھے کہ مسلمان کو مارنا اس سے لڑنا کفر ہے۔ عبد اللہ بن عمرو حضری کا قصہ یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا بصرے میں آیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بصرے

والوں کو بھی اغوا کر کے علیؑ پر حملہ کر دے گویا معاویہؓ کی یہ سیاسی چال تھی۔ جب علیؑ بڑھنے لگے یہ سنا تو جاریہ ابن قدامہ کو اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ حضری ایک مکان میں چھپ گیا۔ جاریہ نے اس کو گھیر لیا اور مکان میں آگ لگا دی اور حضری مکان سمیت جل کر خاک ہو گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۸ ہجری کا ہے اور ابن ابی شیبہ اور طبری نے بیان کیا نکالا کہ عبداللہ بن عباسؓ جو علیؑ کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے وہ وہاں سے نکلے اور زیاد بن سمیہ کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ اس وقت معاویہؓ نے موقع پا کر عبداللہ بن عمرو حضری کو بھیجا کہ جا کر بصرے پر قبضہ کرے، وہ بنی حنیم کے محلہ میں اترا اور عثمانؓ کی طرف جو لوگ تھے وہ اس کے شریک ہو گئے۔ زیاد نے حضرت علیؑ کو اس واقعہ کی خبر کی اور مدد چاہی۔ حضرت علیؑ نے پہلے امین بن عیینہ ایک شخص کو روانہ کیا لیکن وہ دغا سے مار ڈالا گیا پھر جاریہ بن قدامہ کو بھیجا، انہوں نے حضری کو اس کے چالیس یا ستر فقاء سمیت ایک مکان میں گھیر لیا اور اس میں آگ لگا دی۔ حضری اور اس کے ساتھی سب جل کر خاک ہو گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

۷۰۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ،
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي
كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

(۷۰۷۹) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔

[راجع: ۱۷۳۹]

نمائے نبوی یہ تھا کہ آپس میں لڑنا جھگڑنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے یہ کافروں کا طریقہ ہے پس تم ہرگز یہ شیوہ اختیار نہ کرنا مگر افسوس کہ مسلمان بہت جلد اس پیغام رسالت کو بھول گئے۔ اناللہ وانا اسفل۔

۷۰۸۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُذَرِّكِ سَمِعْتُ
أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ جَرِيرٍ، عَنْ جَدِّهِ
جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي
حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِبِ النَّاسَ)) ثُمَّ
قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۲۱]

(۷۰۸۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے علی بن مدرک نے بیان کیا، کہا میں نے ابو زرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا، ان سے ان کے دادا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا لوگوں کو خاموش کر دو پھر آپ نے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

تشریح: قرون خیر میں ان احادیث نبوی کو بھلا دیا گیا اور جو بھی خانہ جنگیاں ہوئی ہیں وہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے بے حد افسوس ناک ہیں۔ آج چودھویں صدی کا خاتمہ ہے مگر ان باہمی خانہ جنگیوں کی یاد تازہ ہے بعد میں تقلیدی مذاہب نے بھی باہمی خانہ جنگی کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا گیا اور ابھی تک یہ جھگڑے باقی ہیں۔ اللہ امت کو نیک سمجھ عطا کرے، آمین یا رب العالمین۔

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک ایسا فتنہ اٹھے گا جس

۹- باب تَكُونُ فِتْنَةُ الْقَاعِدِ فِيهَا

خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ

۷۰۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدٍ اللَّهُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلَجًا أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)).

[راجع: ۳۶۰۱]

تَشْرِيفٌ

سے بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہو گا (۷۰۸۱) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن المسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑا ہونے والا ان میں چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا ان میں دوڑنے والے سے بہتر ہو گا، جو دور سے ان کی طرف جھانک کر بھی دیکھے گا تو وہ ان کو بھی سمیٹ لیں گے۔ اس وقت جس کسی کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا بچاؤ کا مقام مل سکے وہ اس میں چلا جائے۔

تاکہ ان فتنوں سے محفوظ رہے۔ مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں آپس میں پیدا ہو اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ حق کس طرف ہے، ایسے وقت میں گوشہ نشینی بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا اس شر سے ہجرت کر جائے جہاں ایسا فتنہ واقع ہو اگر وہ آفت میں مبتلا ہو جائے اور کوئی اس کو مارنے آئے تو صبر کرے۔ مارا جائے لیکن مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھائے۔ بعضوں نے کہا اپنی جان و مال کو بچا سکتا ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے تو امام کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنا جائز ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا اور اکثر اکابر صحابہ نے ان کے ساتھ ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باغی گروہ کا مقابلہ کیا اور یہی حق ہے مگر بعض صحابہ جیسے سعد اور ابن عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہم دونوں فریق سے الگ ہو کر گھر میں بیٹھے رہے۔

(۷۰۸۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے فتنے برپا ہوں گے کہ ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ اگر کوئی ان کی طرف دور سے بھی جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے بھی سمیٹ لیں گے ایسے وقت جو کوئی اس سے کوئی پناہ کی جگہ پالے اسے اس کی پناہ لے لینی چاہیئے۔

۷۰۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلَجًا أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)).

[راجع: ۳۶۰۱]

۱۰- باب إِذَا التَّقَى الْمُسْلِمَانِ

بِسَيْفَيْهِمَا

۷۰۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ
الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ
يُسَمِّهِ، عَنْ الْحَسَنِ قَالَ: خَرَجْتُ
بِسَلَاحِي لِيَالِي الْفَتَنِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ
فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ نَصْرَةَ ابْنِ
عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: ((إِذَا تَوَاجَعَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا
فَكَلَّاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) قِيلَ: فَهَذَا
الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ أَرَادَ
قَتْلَ صَاحِبِهِ)) قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ:
فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِأَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ
عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا: إِنَّمَا
رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَخْنَفِ
بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ. [راجع: ۳۱]

- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهَذَا
وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ،
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ وَهَشَامٌ وَمَعْلَى بْنُ
زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَخْنَفِ، عَنْ أَبِي
بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ، عَنْ
أَيُّوبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ. وَقَالَ غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ،
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

باب جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے
سے بھڑ جائیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷۰۸۳) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد
بن زید نے بیان کیا، ان سے ایک شخص نے جس کا نام نہیں بتایا، ان
سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ باہمی فسادات کے
دنوں میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا تو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے راستے میں ملاقات ہو
گئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں کا جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں
رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے کی (جنگ جمل وصفین میں) مدد کرنی
چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ لوٹ جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے
کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر
آجائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔ پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا
(کہ وہ بھی ناری ہو گیا) فرمایا کہ وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ
کئے ہوئے تھا۔ حماد بن زید نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث ایوب اور
یونس بن عبید سے ذکر کی، میرا مقصد تھا کہ یہ دونوں بھی مجھ سے یہ
حدیث بیان کریں، ان دونوں نے کہا کہ اس حدیث کی روایت حسن
بصری نے اخنف بن قیس سے اور انہوں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کی۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے یہی
حدیث بیان کی اور مؤمل بن زید نے ہشام بن ہشام نے کہا کہ ہم سے نادب زید نے
بیان کیا، کہا ہم سے ایوب، یونس، ہشام اور معلی بن زیاد نے امام حسن
بصری سے بیان کیا، ان سے اخنف بن قیس اور ان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ
نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور اس کی روایت معمر نے بھی
ایوب سے کی ہے اور اس کی روایت بکار بن عبد العزیز نے اپنے باپ
سے کی اور ان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اور غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے
شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ربیع بن جراش نے،
ان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور سفیان ثوری نے بھی

سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ. اس حدیث کو منصور بن معتمر سے روایت کیا، پھر یہ روایت مرفوعہ نہیں ہے۔

بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو نسائی میں یوں ہے۔ اذا حمل الرجلان تسلمان السلاح احدهما على الاكثر فاواهما على اشرف جهنم فاذا قتل احدهما الاخرهما في النار (ترجمہ وہی ہے جو مذکور ہوا) ہتھیار لے کر نکلنے والے اخف بن قیس تھے نہ کہ حضرت امام حسن بصری۔ مطلب یہ کہ عمرو بن عبید نے غلطی کی جو اخف کا نام چھوڑ دیا۔ یہ ففتوں کا سلسلہ آج کل بھی جاری ہے جو جمہوری دور کی نام نہاد آزادی میں الیکشن کے دوران دیکھا جاسکتا ہے۔ سند میں جن کا نام نہیں لیا وہ بقول بعض عمرو بن عبید تھا۔ ایسے لاقانونی دور میں اپنی عزت اور جان کی حفاظت کا یہی راستہ بہتر ہے جو حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ سب متفرق ٹولیوں سے بالکل الگ ہو کر وقت گزاریں کسی باہمی جھگڑنے والی ٹولی میں شرکت نہ کریں خواہ نتیجہ میں کتنی ہی تکالیف کا سامنا ہو۔

۱۱- باب كَيْفَ الْأَمْرِ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةً
باب جب کسی شخص کی امامت پر اعتماد نہ ہو تو لوگ کیا کریں؟

(۷۰۸۴) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن جابر نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبید اللہ الحضرمی نے بیان کیا، انہوں نے ابو ادریس خولانی سے سنا، انہوں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر میں کمزوری ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہوگی؟ فرمایا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں اچھی ہوں گی لیکن بعض میں تم برائی دیکھو گے۔ میں نے پوچھا کیا پھر دور خیر کے بعد دور شر آئے گا؟ فرمایا کہ ہاں جہنم کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں جھٹک دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ان کی کچھ صفت

۷۰۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكَانَتْ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةً أَنْ يُذِرْكِنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَفِيهِ دَخْنٌ)) قُلْتُ: وَمَا دَخْنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيٍ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)) قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاءَ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ: ((هُمْ مِنْ

بیان کیجئے۔ فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔ میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا کہ پھر ان تمام لوگوں سے الگ ہو کر خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔

جَلَدْنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا) قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَذَرَكَى ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)) قُلْتُ: ((لَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟)) قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعْصُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُذْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ))۔ [راجع: ۳۶۰۶]

تشیخ (۱) محدثین نے کہا کہ پہلی برائی سے وہ فتنے مراد ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئے اور دوسری بھلائی سے جو عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ تھا، وہ مراد ہے اور ان کے بعد کا اس زمانہ میں کوئی خلیفہ عادل ہوتا تبع سنت، کوئی ظالم ہوتا بدعت جیسے خلفاء عباسیہ میں مامون رشید بڑا ظالم گزرا پھر متوکل علی اللہ اچھا تھا۔ اس نے امام احمد کو قید سے خلاصی دی اور معتزلہ کی خوب سرکوبی کی۔ بعضوں نے کہا پہلی برائی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل، دوسری بھلائی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ مراد ہے اور دھوکے سے خارجیوں اور رافضیوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری برائی سے بنی امیہ کا زمانہ مراد ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر برا کہا جاتا ہے، میں (وحید الزماں) کہتا ہوں آنحضرت ﷺ کی مراد اس حدیث سے واللہ اعلم یہ ہے کہ ایک زمانہ تک تو جو نقشہ میرے زمانہ میں ہے یہی چلتا رہے گا اور بھلائی قائم رہے گی یعنی کتاب و سنت کی پیروی کرتے رہیں گے جیسے سنہ ۴۰۰ھ تک رہا اس کے بعد برائی پیدا ہوگی یعنی لوگ تقلید شخصی میں گرفتار ہو کر کتاب و سنت سے بالکل منہ موڑ لیں گے بلکہ قرآن و حدیث کی تحصیل بھی چھوڑ دیں گے۔ قرآن و حدیث کے بدل دوسری کتابیں پڑھنے لگیں گے۔ دین کے مسائل بعوض قرآن و حدیث کے ان کتابوں سے نکالے جائیں گے۔

(۲) یعنی ان کی جماعت میں جا کر شریک ہونا ان کی تعداد بڑھانا منع ہے۔ ابویعلیٰ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جو شخص کسی قوم کی جماعت کو بڑھائے وہ ان ہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے کاموں سے راضی ہو وہ گویا خود وہ کام کر رہا ہے۔ اس حدیث سے اہل بدعات اور فسق کی مجلسوں میں شریک اور ان کا شمار بڑھانے کی ممانعت نکلتی ہے گویا آدمی ان کے اعتقاد اور عمل میں شریک نہ ہو جو کوئی حال قال چراناں عرس گانے بجانے کی محفل میں شریک ہو وہ بھی بدعتیوں میں گنا جائے گا گو ان کاموں کو اچھا نہ جانتا ہو۔ (از وحید الزماں)

باب مفسدوں اور ظالموں کی جماعت کو

بڑھانا منع ہے

فسادی اور ظالم لوگوں کی حمایت کرنا ان کی تعداد میں اضافہ کرنا سچے مسلمان کے لیے کسی طرح جائز نہیں ہے، تشریح نمبر ۲ مذکورہ بالا اس سے متصل جان کر مطالعہ کیجئے۔

۱۲- باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَتَّرَ سَوَادُ

الْفِتَنِ وَالظُّلَمِ

(۷۰۸۵) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو الاسود نے بیان کیا، یا لیس نے ابو الاسود سے بیان کیا کہ اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا (یعنی عبد اللہ

۷۰۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا حَيَوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ: عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قُطِعَ

بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام والوں سے مقابلہ کرنے کے لیے اور میراث نام اس میں لکھ دیا گیا۔ پھر میں عکرمہ سے ملا اور میں نے انہیں خبر دی تو انہوں نے مجھے شرکت سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ پھر کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ کچھ مسلمان جو مشرکین کے ساتھ رہتے تھے وہ رسول کریم ﷺ کے خلاف (غزوات) میں مشرکین کی جماعت کی زیادتی کا باعث بنے۔ پھر کوئی تیر آتا اور ان میں سے کسی کو لگ جاتا اور قتل کر دیتا یا انہیں کوئی تلوار سے قتل کر دیتا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”بلاشک وہ لوگ جن کو فرشتے فوت کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔“

حضرت عکرمہ کا مطلب یہ تھا کہ یہ مسلمان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نہیں نکلتے تھے بلکہ کافروں کی جماعت بدھانے کے لیے نکلے تب اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم اور گنہگار ٹھہرایا پس اسی قیاس پر جو لشکر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکلے گا یا ان کے ساتھ جو نکلے گا گنہگار ہو گا گو اس کی نیت مسلمانوں سے جنگ کرنے کی نہ ہو۔ من کنز سواد قوم الخ کا یہی مطلب ہے۔

باب جب کوئی برے لوگوں میں رہ جائے تو کیا کرے؟

(۷۰۸۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا، ان سے حذیفہ نے بیان کیا، کہا ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو احادیث فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی دوسری کا انتظار ہے۔ ہم سے آپ نے فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں نازل ہوئی تھی پھر لوگوں نے اسے قرآن سے سیکھا، پھر سنت سے سیکھا اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا تھا کہ ایک شخص ایک نیند سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال دی جائے گی اور اس کا نشان ایک دھبہ جتنا باقی رہ جائے گا، پھر وہ ایک نیند سوئے گا اور پھر امانت نکالی جائے گی تو اس کے دل میں آبلے کی طرح اس کا نشان باقی رہ جائے گا، جیسے تم نے کوئی چنگاری اپنے پاؤں پر گرا لی ہو اور اس کی وجہ سے آبلہ پڑ جائے، تم اس میں سو جن دیکھو گے لیکن اندر کچھ نہیں ہو گا اور لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن کوئی امانت ادا کرنے والا نہیں ہو گا۔ پھر کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں

عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعَثْتُ فَاسْتَبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَنَسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكْفَرُونَ سِوَاةَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيَصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ [النساء : ۹۷] . [راجع ۴۵۹۶]

تشریح

۱۳- باب إِذَا بَقِيَ فِي حِثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ ۷۰۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)). وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيُظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَسْخِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ فَيَبْقَى فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَحْمٍ دَخَرَتْهُ عَلَى رَجُلِكَ فَنَقِطُ فَتَرَاهُ مُنْتَبِهًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيَقَالُ: إِنَّ فِي بَيْتِي فَلَانٌ رَجُلًا

ایک امانت دار آدمی ہے اور کسی کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کس قدر عقلمند، کتنا خوش طبع، کتنا دلاور آدمی ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا اور مجھ پر ایک زمانہ گزر گیا اور میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ تم میں سے کس کے ساتھ میں لین دین کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اسے میرے حق کے ادا کرنے پر مجبور کرتا اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم لوگ اس کو دباتے ایمانداری پر مجبور کرتے۔ لیکن آج کل تو میں صرف فلاں فلاں لوگوں سے ہی لین دین کرتا ہوں۔

[راجع: ۶۴۹۷]

یہ خیر القرون کا حال بیان ہو رہا ہے۔ آج کل تو امانت دیانت کا جتنا بھی جنازہ نکل جائے کم ہے۔ کتنے دین کے دعویدار ہیں جو امانت دیانت سے بالکل کورے ہیں۔ اس حدیث سے غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کرنا بھی ثابت ہوا بشرطیکہ کسی خطرے کا ڈر نہ ہو۔ حذیفہ بن یمان سنہ ۳۵ھ میں مدائن میں فوت ہوئے، شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے چالیس روز بعد آپ کی وفات ہوئی (بخاری)

۱۴ - باب التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

باب فتنہ فساد کے وقت جنگل میں جا رہنا

(۷۰۸۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ حجاج کے یہاں گئے تو اس نے کہا کہ اے ابن الاکوع! تم گاؤں میں رہنے لگے ہو کیا اگلے پاؤں پھر گئے؟ کہا کہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے شادی کر لی اور وہاں ان کے بچے بھی پیدا ہوئے۔ وہ برابر وہیں رہے، یہاں تک کہ وفات سے چند دن پہلے مدینہ آ گئے تھے۔

۷۰۸۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ. وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ خَرَجَ سَلْمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا، فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى أَقْبَلَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِلَيَالٍ فَتَزَلَ الْمَدِينَةَ.

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے حضرت سلمہ بن الاکوع نے ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۷۷ھ میں وفات پائی (بخاری)

آج بھی فتنوں کا زمانہ ہے ہر جگہ گھر گھر نفاق و شقاق ہے۔ باہمی غلو ص کا پتہ نہیں۔ ایسے حالات میں بھی سب سے تمنا یہی ہوتی ہے، کچھ مولانا قسم کے لوگ لوگوں سے بیعت لے کر ان احادیث کو پیش کرتے ہیں، یہ ان کی کم عقلی ہے۔ یہاں بیعت خلافت مراد ہے اور فتنے سے اسلامی ریاست کا شیرازہ بکھر جانا مراد ہے۔

(۷۰۸۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ لے کر پہاڑی کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ وہ فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لیے وہاں بھاگ کر آجائے گا۔

۷۰۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ عَنَمٌ يَنْتَعِبُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)).

[راجع: ۱۹]

فتنوں سے بچنے کی ترغیب ہے اس حد تک کہ اگر بستی چھوڑ کر پہاڑوں میں رہ کر بھی فتنہ سے انسان بچ سکے تب بھی چنا بہتر ہے۔ یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے کہ انسان اپنے دین کو بایں صورت بھی بچا سکے اور تنہائی میں اپنا وقت کاٹ لے۔

باب فتنوں سے پناہ مانگنا

۱۵- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

(۷۰۸۹) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے سوالات کئے آخر جب لوگ بار بار سوال کرنے لگے تو آنحضرت ﷺ منبر پر ایک دن چڑھے اور فرمایا کہ آج تم مجھ سے جو سوال بھی کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر شخص کا سر اس کے کپڑے میں چھپا ہوا تھا اور وہ رو رہا تھا۔ آخر ایک شخص نے خاموشی توڑی۔ اس کا جب کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا دوسرے باپ کی طرف پکارا جاتا۔ انہوں نے کیا یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ فرمایا تمہارے والد حذافہ ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ سامنے آئے اور عرض کیا ہم اللہ سے کہ وہ رب ہے، اسلام سے کہ وہ دین ہے، محمد سے کہ وہ رسول ہیں راضی ہیں اور آزمائش کی برائی سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خیر و شر آج جیسا دیکھا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میرے سامنے جنت و دوزخ کی صورت پیش کی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے قریب دیکھا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ یہ بات اس آیت کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے کہ ”اے لوگو! جو ایمان

۷۰۸۹- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى أَخَفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ)) فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسُهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَأَحَى يُذْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ فَقَالَ: ((أَبُوكَ حَذَافَةُ)) ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ، إِنَّهُ صَوَّرَتْ لِي الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الْحَاطِطِ)) قَالَ قَتَادَةُ: يُذَكِّرُ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

لائے ہو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو اگر وہ ظاہر کر دی جائیں جو تمہیں بری معلوم ہوں“

(۷۹۰ء) اور عباس النری نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہر شخص کپڑے میں اپنا سر لپیٹے ہوئے رو رہا تھا اور فتنے سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا یوں کہہ رہا تھا کہ میں اللہ کی فتنہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۷۹۱ء) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید و معتمر کے والد نے قتادہ سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر یہی حدیث آنحضرت ﷺ سے نقل کی، اس میں بجائے سوء کے شر کا لفظ ہے۔

أَمُونًا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ ﴿۱۰۱﴾ [المائدة: ۱۰۱]۔ [راجع: ۹۳]
۷۰۹۰- وَقَالَ عَبَّاسُ النَّرْسِيِّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ بِهَذَا وَقَالَ: كُلُّ رَجُلٍ لَأَقْرَأُ رَأْسَهُ هِيَ تَوْبُهُ يَنْكِي وَقَالَ عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ. [راجع: ۹۳]
۷۰۹۱- وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَقَالَ: عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

[راجع: ۹۳]

تشریح (۱) اس روایت کے لانے سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ سعید کی روایت میں خیر یا شر شک کے ساتھ مذکور ہے۔ جتنے صحابہ وہاں موجود تھے، سب رونے لگے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ بوجہ کثرتِ سوالات بالکل رنجیدہ ہو گئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا رنجیدہ ہونا خدا کے غضب کی نشانی ہے۔ جب کثرتِ سوالات سے آپ کو غصہ آیا تو خیال کرنا چاہیے کہ جو شخص آپ کے ارشادات کو سن کر اس پر عمل نہ کرے اور دوسرے چیلے چاڑوں کی بات سنے اس پر آپ کا غصہ کس قدر ہوگا اور اس کو خدا کے غضب سے کتنا ڈرنا چاہیے۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ اہل ہند کی غفلت اور بے اعتنائی اور حدیث اور قرآن کو چھوڑ دینے کی سزا میں کئی سال سے ان پر طاعون کی بلا نازل ہوئی ہے، معلوم نہیں آئندہ اور کیا عذاب اترتا ہے۔ ابھی یہ پارہ ختم نہیں ہوا تھا یعنی ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں پنجاب سے خبر آئی کہ وہاں سخت زلزلہ ہوا اور ہزاروں لاکھوں مکانات تہ خاک ہو گئے اور جو بچ رہے ہیں ان کی بھی حالت تباہ ہے نہ رہنے کو گھر نہ بیٹھنے کا ٹھکانا۔ غرض اہل ہند کسی طرح خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور تعصب اور ناحق شناسی نہیں چھوڑتے، معلوم نہیں آئندہ اور کیا عذاب آنے والے ہیں۔ یا اللہ! سچے مسلمانوں پر رحم کر اور ان کو ان عذابوں سے بچا دے آمین یا رب العالمین۔ مولانا وحید الزماں مرحوم آج سے ۷۵ سال پہلے کی باتیں کر رہے ہیں مگر آج سنہ ۱۳۹۸ھ میں بھی آندھرا پردیش اور علاقہ میوات میں پانی کے طوفان نے عذابوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

۱۶- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْفِتْنَةُ

باب نبی کریم ﷺ کا فرمانا کہ فتنہ مشرق کی طرف سے

اٹھے گا

مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ))

(۷۹۲ء) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے معمر نے بیان

۷۰۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ

’کیا‘ ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ منبر کے ایک طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنہ ادھر ہے، فتنہ ادھر ہے جدھر شیطان کی سینگ طلوع ہوتی ہے یا ”سورج کی سینگ“ فرمایا۔

الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْمَنْبَرِ فَقَالَ: ((الْفِتْنَةُ هَهُنَا، الْفِتْنَةُ هَهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ - أَوْ قَالَ - قَرْنُ الشَّمْسِ)). [راجع: ۳۱۰۴]

مراد مشرق ہے، شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج پر رکھ دیتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ شیطان کے لیے ہو۔
(۷۰۹۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے آگاہ ہو جاؤ، فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

۷۰۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ: ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ۳۱۰۴]

مدینہ کے پورب کی طرف عراق، عرب، ایران وغیرہ ممالک واقع ہوئے ہیں۔ ان ہی ممالک سے بہت سے فتنے شروع ہوئے۔ تاریخوں کا فتنہ بھی ادھر ہی سے شروع ہوا، جنہوں نے بہت سے اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

(۷۰۹۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے، ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ میرا گمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ طلوع ہو گا۔

۷۰۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظَنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ۱۰۳۷]

تشریح یعنی دجال جو مشرق کے ملک سے آئے گا۔ اسی طرف سے یاجوج ماجوج آئیں گے نجد سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو بلندی پر واقع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا نہیں فرمائی کیونکہ ادھر سے بڑی بڑی آفتوں کا ظہور ہونے والا تھا۔ حضرت حسین بھی اسی سرزمین میں شہید ہوئے۔ کوفہ، بابل وغیرہ یہ سب نجد میں داخل ہیں۔ بعضے بے وقوفوں نے نجد کے فتنے سے محمد بن عبد الوہاب کا نکتا مراد رکھا ہے، ان کو یہ معلوم نہیں کہ محمد بن عبد الوہاب تو مسلمان اور موحد تھے۔ وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت

کی طرف جلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے، ان کا ٹکنا تو رحمت تھا نہ کہ فتنہ اور اہل مکہ کو جو رسالہ انہوں نے لکھا ہے اس میں سراسر یہی مضامین ہیں کہ توحید اور اتباع سنت اختیار کرو اور شرکی بدعی امور سے پرہیز کرو، اونچی اونچی قبریں مت بناؤ، قبروں پر جا کر نذرین مت چڑھاؤ، منقش مت مانو۔ یہ سب امور تو نہایت عمدہ اور سنت نبوی کے موافق ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اونچی قبروں کو گرانے کا حکم دیا تھا پھر محمد بن عبدالوہاب نے اگر اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی پیروی کی تو کیا قصور کیا۔ صلی اللہ حبیبہ محمد وبارک وسلم۔

(۷۰۹۵) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خلف بن عبداللہ طحان نے بیان کیا، ان سے بیان ابن بصیر نے، ان سے ویرہ بن عبدالرحمن نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس برآمد ہوئے تو ہم نے امید کی کہ وہ ہم سے کوئی اچھی بات کریں گے۔ اتنے میں ایک صاحب حکیم نامی ہم سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے اور پوچھا اے ابو عبدالرحمن! ہم سے زمانہ فتنہ میں قتال کے متعلق حدیث بیان کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تمہیں معلوم بھی ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ تمہاری ماں تمہیں روئے۔ محمد ﷺ فتنہ رفع کرنے کے لیے مشرکین سے جنگ کرتے تھے، شرک میں پڑنا یہ فتنہ ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کی لڑائی تم لوگوں کی طرح بادشاہت حاصل کرنے کے لیے ہوتی تھی؟

۷۰۹۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَلْفٌ، عَنْ بَيَّانٍ، عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ : فَبَاذَرْنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِّثْنَا عَنْ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللَّهُ يَقُولُ : ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ : هَلْ تَذَرِي مَا الْفِتْنَةُ تَكِلْنَكَ أُمْلَكَ؟ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

[راجع: ۳۱۳۰]

ﷺ | عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ خیال تھا کہ جب مسلمانوں میں آپس میں فتنہ ہو تو لڑنا درست نہیں۔ دونوں طرف والوں سے الگ رہ کر خاموش گھر میں بیٹھنا چاہیئے۔ اسی لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے شریک رہے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ اس شخص نے گویا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جواب دیا کہ اللہ تو فتنہ رفع کرنے کا حکم دیتا ہے اور تم فتنے میں لڑنا منع کرتے ہو آیت وقتلوہم حتی لا تكون فتنۃ (البقرہ: ۱۹۳) میں فتنہ سے مراد شرک ہے۔ یعنی مشرکوں سے لڑو تاکہ دنیا میں توحید پھیلے۔ اسلامی لڑائی صرف توحید پھیلانے کے لیے ہوتی ہے۔ فتنے سے متعلق لفظ مشرق والی حدیث کی مزید تشریح پارہ ۳۰ کے خاتمہ پر ملاحظہ کی جائے (راز)

باب اس فتنے کا بیان جو فتنہ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار کر

۱۷- باب الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

اٹھے گا

الْبَحْرِ

ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے بیان کیا کہ سلف فتنہ کے وقت ان اشعار سے مثال دینا پسند کرتے تھے۔ جن میں امراء القیس نے کہا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : عَنْ خَلْفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوا يَسْتَجِبُونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهَذِهِ الْأَيَّاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ أَمْرُ الْقَيْسِ :

ابتدا میں اک جوان عورت کی صورت ہے یہ جنگ

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ فِتْنَةً

دیکھ کر ناداں اسے ہوتے ہیں عاشق اور دنگ
جبکہ بھڑکے شعلے اس کے پھیل جائیں ہر طرف
تب وہ ہو جاتی ہے بوڑھی اور بدل جاتی ہے رنگ
ایسی بد صورت کو رکھے کون چوندا ہے سفید
سوگھنے اور چونے سے اس کے سب ہوتے ہیں تنگ

امراء القیس کے اشعار کا مندرجہ بالا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزمان نے کیا ہے۔ جبکہ نثر میں ترجمہ اس طرح ہے۔ ”اول مرحلہ پر جنگ ایک نوجوان لڑکی معلوم ہوتی ہے جو ہر نادان کے برکانے کے لیے اپنی زیب و زینت کے ساتھ دوڑتی ہے۔ یہاں تک کہ جب لڑائی بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں تو ایک راندی بیوہ بڑھیا کی طرح پیٹھ پھیر لیتی ہے، جس کے بالوں میں سیاہی کے ساتھ سفیدی کی ملاوٹ ہو گئی ہو اور اس کے رنگ کو ناپسند کیا جاتا ہو اور وہ اس طرح بدل گئی ہو کہ اس سے بوس و کنار کو ناپسند کیا جاتا ہو۔“

(۷۰۹۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے پوچھا تم میں سے کسے فتنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انسان کا فتنہ (آزمائش) اس کی بیوی، اس کے مال، اس کے بچے اور پروسی کے معاملات میں ہوتا ہے جس کا کفارہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنہ کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ امیر المؤمنین تم پر اس کا کوئی خطرہ نہیں اس کے اور تمہارے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ بیان کیا کہ توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر تو وہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کے متعلق جانتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں، جس طرح میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات آئے گی کیونکہ میں نے ایسی بات بیان کی تھی جو بے بنیاد نہیں تھی۔ ہمیں ان سے یہ

تَسْعَى بِزِينَتِهَا لِكُلِّ جَهْلٍ
حَتَّى إِذَا اشْتَغَلَتْ وَشَبَّ صِبْرُهَا
وَلَتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيلٍ
شَمْطَاءَ يُنْكِرُ لَوْنَهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْيِيلِ

امراء القیس کے اشعار کا مندرجہ بالا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزمان نے کیا ہے۔ جبکہ نثر میں ترجمہ اس طرح ہے۔ ”اول مرحلہ پر جنگ ایک نوجوان لڑکی معلوم ہوتی ہے جو ہر نادان کے برکانے کے لیے اپنی زیب و زینت کے ساتھ دوڑتی ہے۔ یہاں تک کہ جب لڑائی بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں تو ایک راندی بیوہ بڑھیا کی طرح پیٹھ پھیر لیتی ہے، جس کے بالوں میں سیاہی کے ساتھ سفیدی کی ملاوٹ ہو گئی ہو اور اس کے رنگ کو ناپسند کیا جاتا ہو اور وہ اس طرح بدل گئی ہو کہ اس سے بوس و کنار کو ناپسند کیا جاتا ہو۔“

۷۰۹۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ سَمِعْتُ حَذِيفَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكْفَرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ. قَالَ: لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنْ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ عُمَرُ: أَيُّكَسَرُ الْبَابُ أَمْ يَفْتَحُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ: إِذَنْ لَا يَغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ: أَجَلٌ. قُلْنَا لِحَذِيفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَغْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةٌ، وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَاطِ فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مِنَ الْبَابِ

پوچھتے ہوئے ڈر لگا کہ وہ دروازہ کون تھے۔ چنانچہ ہم نے مسروق سے کہا (کہ وہ پوچھیں) جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ کون تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

[راجع: ۵۲۵]

تورے جانے سے ان کی شہادت مراد ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سبحان اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات مسلمانوں کی پشت پناہ تمام آفتوں اور بلاؤں کی روک تھی۔ جب سے یہ ذات مقدس اٹھ گئی مسلمان مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ آئے دن ایک ایک آفت ایک ایک مصیبت۔ اگر حضرت عمرؓ زندہ ہوتے تو ان جاہل درویشوں اور صوفیوں کی جو معاذ اللہ ہر چیز کو خدا اور عابد اور معبود کو ایک سمجھتے ہیں، پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان بدعتی گور پرستوں اور پیر پرستوں اور ان رافضیوں اور خارجیوں، دشمنان صحابہ و اہل بیت کی کچھ دال کھنے پاتی کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ یا اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اور ایک شخص کو مسلمانوں میں بھیج دے جو اسلام کا جھنڈا از سر نو بلند کرے اور دشمنان اسلام کو سرنگوں کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔ (وحیدی)

(۷۰۹۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شریک بن عبداللہ نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے باغات میں کسی باغ کی طرف اپنی کسی ضرورت کے لیے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آنحضرت ﷺ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں حضرت کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انہیں کنوئیں میں لٹکالیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہیں رہیں، میں آپ کے لیے اجازت لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ! ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ وہ اندر آگئے اور آنحضرت ﷺ کی دائیں جانب آکر انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنوئیں میں لٹکالیا۔ اتنے میں عمرؓ آئے۔ میں نے کہا تھرو میں آنحضرت ﷺ سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپ سے عرض کیا) آپ نے فرمایا ان کو بھی اجازت

فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنْ الْبَابُ قَالَ: عُمَرُ.

۷۰۹۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، وَخَرَجْتُ فِيهِ إِثْرَهُ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطُ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ: لَا كُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَأْمُرْنِي فَلَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قَفِّ الْبَيْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَذَلَّاهُمَا فِي الْبَيْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى اسْتَأْذَنَ لَكَ فَوَقَّفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ فَقَالَ: ((أَنْذَنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ)) فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَذَلَّاهُمَا فِي الْبَيْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى

دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔ خیر وہ بھی آئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آنحضرت ﷺ کے بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں۔ اور کنویں کی منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا کہ یہیں رہیے یہاں تک کہ آپ کے لیے آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگ لوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انہیں پہنچے گی۔ پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنویں کے کنارے پر آگئے پھر انہوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں پاؤں لٹکالے، پھر میرے دل میں بھائی (غالبا ابو بردہ یا ابو رہم) کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا کہ وہ بھی آجاتے، ابن المسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان حضرت کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی الگ بقیع غرقہ میں ہے۔

[راجع: ۳۶۷۴]

تشریح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلا سے باغیوں کا بلوہ، ان کو گھیر لینا، ان کے ظلم اور تعدی کی شکایتیں کرنا، خلافت سے اتار دینے کی سازشیں کرنا مراد ہے گو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے مگر ان پر یہ آفتیں نہیں آئیں بلکہ ایک نے دھوکے سے ان کو مار ڈالا وہ بھی عین نماز میں۔ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان کی نسبت یہ فرمایا کہ ایک بلا یعنی فتنے میں مبتلا ہوں گے اور یہ فتنہ بہت بڑا تھا اسی کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

(۷۰۹۸) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے کہ میں نے ابو وائل سے سنا، انہوں نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) سے گفتگو کیوں نہیں کرتے (کہ عام مسلمانوں کی شکایات کا خیال رکھیں) انہوں نے کہا کہ میں نے (خلوت میں) ان سے گفتگو کی ہے لیکن (فتنہ کے) دروازہ کو کھولے بغیر کہ اس طرح میں سب سے پہلے اس دروازہ کو کھولنے والا ہوں گا میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی شخص سے جب وہ دو آدمیوں پر امیر بنا دیا جائے یہ کہوں کہ تو سب سے بہتر ہے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں۔ آپ نے

اسْتَأْذَنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَنْذَنُ لَكَ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ)) فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَذَلَّاهُمَا فِي الْبَنْرِ، فَأَمْتَلَا الْقُفَّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى اسْتَأْذَنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَنْذَنُ لَكَ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهَا)) فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبَنْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ ذَلَّاهُمَا فِي الْبَنْرِ فَجَعَلْتُ أَمْنِي أَخَا لِي وَأَذْعُوا اللَّهَ أَنْ يَأْتِي. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ أَجْتَمَعَتْ هَهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

۷۰۹۸- حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: قِيلَ لَأَسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا؟ قَالَ: قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيُطْحَنُ فِيهَا كَطْحَنِ

فرمایا کہ ایک شخص کو (قیامت کے دن) لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ اس میں اس طرح چکی پیسے گا جیسے گدھا پیٹتا ہے۔ پھر دوزخ کے لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے، اے فلاں! کیا تم نیکیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکا نہیں کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ میں اچھی بات کے لیے کہتا تو ضرور تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور بری بات سے روکتا بھی تھا لیکن خود کرتا تھا۔

الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ
فَيَقُولُونَ أَيُّ فَلَانٍ آلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ:
إِنِّي كُنْتُ أَمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ
وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ)).

[راجع: ۳۲۶۷]

تشیخ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ میری نسبت تم لوگ یہ خیال نہ کرنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک بات سمجھانے میں مدد دیتا اور سستی کرتا ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کی اس وجہ سے کہ وہ حاکم ہیں خواہ خواہ خوشامد کے طور پر تعریف کرتا ہوں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دو آدمیوں پر بھی حاکم بنے میں اس کی تعریف کرنے والا نہیں، اس لیے کہ حکومت بڑے مؤاخذہ کی چیز ہے۔ حاکم کو عدل اور انصاف اور رعایا کی پوری خبرگیری کا انتظام کرنا چاہیے تو حاکم شخص کے لیے یہی غنیمت ہے کہ حکومت کی وجہ سے اور مؤاخذہ میں گرفتار نہ ہو چہ جائیکہ بھلائی اور ثواب حاصل کرے۔ اسامہ نے اس دوزخی آدمی سے یہ حدیث بیان کر کے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ تم میری نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک صلاح دینے میں کوتاہی کرتا ہوں کیا میں قیامت کے دن اپنا حال اس شخص کا سا کر لوں گا جو انتزاعیوں کو اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح گھومے گا یعنی اگر میں تم لوگوں کو یہ کہوں گا کہ بری بات دیکھنے پر منع کیا کرو اور جو کوئی برا کام کرے اس کو سمجھا کر ایسے کام سے باز رکھا کروں اور خود میں ایسا نہ کروں بلکہ برے کاموں کو دیکھ کر خاموش رہ جاؤں تو میرا حال اسی شخص کا سا ہوتا ہے۔

باب

۱۸- باب

(۷۰۹۹) ہم سے عثمان بن عفیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ان سے حسن نے اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے زمانہ میں مجھے ایک کلمہ نے فائدہ پہنچایا جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ فارس کی سلطنت والوں نے بوران نامی کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہو۔

۷۰۹۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا
عُوفٌ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ:
لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ
النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ فَارِسًا مَلَكَوا ابْنَةَ كِسْرَى
قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)).

[راجع: ۴۴۲۵]

تشیخ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل فریق کی سردار تھیں، نتیجہ ناکامی ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مطلب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھڑکانے والے چند منافق قسم کے فسادی لوگ تھے۔ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے بہانے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اپنا جادو چلا کر ان کو سردار فوج بنا لیا اور جنگ جمل واقع ہوئی، جس میں سراسر منافق یہودی صفت لوگوں کا ہاتھ تھا۔

۷۱۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
(۷۱۰۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ

بن آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو مریم عبد اللہ بن زیاد الاسدی نے بیان کیا کہ جب طلحہ زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر چڑھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ان سے نیچے تھے۔ پھر ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئی ہیں اور خدا کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: لَمَّا صَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ لِقَدَمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَغْلَاهُ وَقَامَ عَمَارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَارًا يَقُولُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَاللَّهُ إِنَّهَا لَزَوْجَةٌ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ.

شیخ عمار رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں اور خلیفہ کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ اسامی علی کی روایت میں یوں ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لڑنے کے لیے براہِ گنہتہ کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پیغام سنایا ”میں لوگوں کو خدا کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں وہ بھانگیں نہیں اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ میری مدد کرے گا اور اگر میں ظالم ہوں تو اللہ مجھ کو تباہ کرے گا۔ خدا کی قسم طلحہ زبیر رضی اللہ عنہما نے خود مجھ سے بیعت کی پھر بیعت تو ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے۔ عبد اللہ بن بدیل کہتے ہیں جنگ شروع ہوتے وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کباوے کے پاس آیا، میں نے کہا ام المؤمنین جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں آپ کے پاس آیا، آپ نے خود فرمایا کہ اب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا اور پھر اب آپ خود اس سے لڑنا چاہتی ہیں یہ کیا بات ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر ان کے اونٹ کی کوچیں کالی گئیں پھر میں اور ان کے بھائی محمد بن ابی بکر دونوں اترے اور کباوے کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو گھر میں زنانہ میں بھیج دیا۔

(۱۰۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی غنیہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا اور ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ کوفہ میں عمار رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا کہ بلاشبہ وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں لیکن تم ان کے بارے میں آزمائے گئے ہو۔

۷۱۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِیَّةٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَارٌ عَلَى مَنبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ: إِنَّهَا زَوْجَةٌ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيتُمْ. [راجع: ۳۷۷۲]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ہیں۔ تیرا نوے سال کی عمر میں سنہ ۳۷ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہ وارضاه۔ یہ جملہ حضرات آخرت میں ونز عمامہ من صدورہم من غل آیت کے مصداق ہوں گے، ان شاء اللہ

(۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴) ہم سے بدل بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عمرو نے خبر دی کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما دونوں عمار بن یاسرؓ کے پاس گئے جب انہیں علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ لوگوں کو لڑنے کے لیے تیار کریں۔ ابو موسیٰ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما دونوں عمار رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے جب سے تم مسلمان ہوئے ہو ہم نے کوئی بات اس سے زیادہ بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں جلدی کر رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے بھی جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو تمہاری کوئی بات اس سے بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں کو ایک ایک کپڑے کانیا جوڑا پہنایا پھر تینوں مل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔

(۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق بن سلمہ نے کہ میں ابو مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے ساتھ والے جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمہارے سوا ان میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ عیب بیان کر سکتا ہوں۔ (لیکن تم ایک بے عیب ہو) اور جب سے تم نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اختیار کی، میں نے کوئی عیب کا کام تمہارا نہیں دیکھا، ایک یہی عیب کا کام دیکھتا ہوں، تم اس دور میں یعنی لوگوں کو جنگ کے لیے اٹھانے میں جلدی کر رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ابو مسعود رضی اللہ عنہ تم سے اور تمہارے ساتھی ابو موسیٰ اشعری سے جب سے تم دونوں نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مالدار آدمی تھے کہ اے غلام! دو حلقے لاؤ۔

۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو، سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَارٍ حِينَ بَعَثَهُ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَفِرُّهُمْ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَارٌ: مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا خُلَّةً، خُلَّةً، ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ. [طرفہ فی : ۷۱۰۶].

[طرفہ فی : ۷۱۰۵]. [طرفہ فی : ۷۱۰۷]. حَدَّثَنَا ۷۱۰۵، ۷۱۰۶، ۷۱۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَارٍ فَقَالَ: أَبُو مَسْعُودٍ: مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَغْيَبَ عِنْدِي مِنْ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَارٌ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ ﷺ أَغْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَكَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ خُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى

وَالْأُخْرَى عَمَارًا وَقَالَ : رُوْحًا لِيهِ اِلٰی
چنانچہ انہوں نے ایک حلقہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسرا عمار رضی اللہ عنہ کو اور
کہا کہ آپ دونوں بھائی کپڑے پن کر جمعہ پڑھنے چلیں۔

[راجع: ۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴]

تشیع ہوا یہ تھا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہی کو قائم رکھا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک فوج کثیر کے ساتھ بصرے تشریف لے گئیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ کر ان کے ساتھ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیار رکھ اور حق کی مدد کر۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سائب بن مالک اشعری سے رائے لی۔ انہوں نے بھی رائے دی کہ غلیفہ وقت کے حکم پر چلنا چاہیے لیکن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہ سنا اور اٹھا لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ جنگ کا ارادہ نہ کرو۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا حاکم کیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا۔ ادھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ جا کر کیا کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب ابن حنیف کو گرفتار کر لیا۔ یہ تو علانیہ بغاوت اور عہد شکنی ٹھہری اور ایسے لوگوں سے لڑنا بموجب نص قرآنی فقاتلوا الیٰ تبغی حتی تنفی الیٰ امر اللہ (الحجرات: ۹) ضرور تھا اور عمار رضی اللہ عنہ کی رائے بالکل صائب تھی کہ غلیفہ وقت کی تعمیل حکم میں دیر نہ کرنا چاہیے اور آنحضرت ﷺ نے خود علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا یا علی! تم بیعت توڑنے والوں اور باغیوں سے لڑو گے۔ کہتے ہیں جب جنگ جمل شروع ہوئی سنہ ۳۶ ہجری ۱۵ جمادی الاولیٰ کو تو ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہنے لگے تم ان لوگوں سے کیسے لڑتے ہو انہوں نے کہا میں حق پر لڑتا ہوں۔ وہ کہنے لگا وہ بھی یہی کہتے ہیں ہم حق پر لڑتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان سے بیعت شکنی اور جماعت کو چھوڑ دینے پر لڑتا ہوں۔ غفر اللہ لہم اجمعین۔

باب ۱۹ - باب إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ
باب جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو سب قسم

کے لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں

بِقَوْمٍ عَذَابًا

(۷۱۰۸) ہم سے عبد اللہ بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمزہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو اس قوم میں ہوتے ہیں پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

۷۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَىٰ أَعْمَالِهِمْ)).

[راجع: ۲۷۰۴]

آیت قرآنی و اتقوا فتنه لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ سچ کہا ہے کہ چنے کے ساتھ گیوں پس جاتا ہے۔

باب نبی ﷺ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمانا
میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ پاک اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو

۲۰ - باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ((إِنَّ ابْنِي هَذَا أَسِيدٌ وَلَعَلَّ اللَّهُ

أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

جو آپس میں لڑائی چاہتے ہوں گے مگر ان کے اقدام صلح سے وہ جنگ ختم ہو جائے گی۔ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے فساد کو ختم کرا دیا جو بے حد قابل تعریف ہے۔

۷۱۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى وَلَقِيَهُ بِالْكُوفَةِ جَاءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ: أَذْخَلَنِي عَلَى عِيسَى فَأَعْطَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ: أَرَى كَتِيبَةً لَا تُؤَلِّي حَتَّى تُذَبِّرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَنْ لِنِزَارِي الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ لَقَاءَهُ فَقَوْلُ لَهُ الصُّلْحُ قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)).

(۷۱۰۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل ابو موسیٰ نے بیان کیا اور میری ان سے ملاقات کوفہ میں ہوئی تھی۔ وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے عیسیٰ (منصور کے بھائی اور کوفہ کے والی) کے پاس لے چلو تاکہ میں اسے نصیحت کروں۔ غالباً ابن شبرمہ نے خوف محسوس کیا اور نہیں لے گئے۔ انہوں نے اس پر بیان کیا کہ ہم سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب حسن بن علی امیر معاویہؓ کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو عمرو بن عاص نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ میں ایسا لشکر دیکھتا ہوں جو اس وقت تک واپس نہیں جاسکتا جب تک اپنے مقابل کو بھگا نہ لے۔ پھر امیر معاویہؓ نے کہا کہ مسلمانوں کے اہل و عیال کا کون کفیل ہو گا؟ جواب دیا کہ میں۔ پھر عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمن بن سرہ نے کہا کہ ہم امیر معاویہؓ سے ملتے ہیں (اور ان سے صلح کے لیے کہتے ہیں) حسن بصری نے کہا کہ میں نے ابوبکرؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسنؓ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔

شرح

حضرت حسنؓ کے اس اقدام سے مسلمانوں میں ایک بڑی جنگ ٹل گئی جبکہ حالات حضرت حسنؓ کے لیے سازگار تھے مگر آپ نے اس خانہ جنگی کو حسن تدبیر سے ختم کر دیا۔ اللہ پاک آپ کی روح پاک پر ہزار ہا رحمت نازل فرمائے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی سچی ہو گئی جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ اللہم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ پھر یہ دونوں حضرت حسنؓ کے پاس آئے اور صلح کی تجویز ٹھہر گئی۔ اور انہوں نے صلح کر لی۔ حضرت حسنؓ کے مقدمہ لشکر کے سردار قیس بن سعد تھے۔ یہ دونوں لشکر کوفہ کے قریب ایک دوسرے سے ملے۔ حضرت حسنؓ نے ان لشکروں کی تعداد پر نظر ڈال کر حضرت معاویہؓ کو پکارا فرمایا میں نے اپنے پروردگار پاس جو ملنے والا ہے اس کو اختیار کیا اگر خلافت اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے تو مجھ کو ملنے والی نہیں اور اگر میرے لیے لکھی ہے تو میں نے تم کو دے ڈالی۔ اس وقت حضرت معاویہؓ کے لشکر والوں نے کعبہ کی اور مغیرہ بن شعبہؓ نے یہ حدیث سنائی ان ابنی ہذا سید اخیر تک۔ پھر حضرت حسنؓ نے خطبہ سنایا اور خلافت معاویہؓ کے سپرد کر دی، اس شرط پر کہ وہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتے رہیں۔ لوگ حضرت حسنؓ کو کہنے لگے یا عار

المسلمین یعنی مسلمانوں کے تنگ۔ آپ نے جواب دیا العار خیر من النار۔ جو صلح نامہ قرار پایا تھا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد پھر خلافت حضرت حسن کو ملے گی۔ محمد بن قدامہ نے یہ سند صحیح اور ابن ابی خثیمہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی شرط پر بیعت کی تھی۔

(۷۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا کہ عمرو نے بیان کیا، انہیں محمد بن علی نے خبر دی، انہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حرمہ نے خبر دی۔ عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حرمہ کو دیکھا تھا۔ حرمہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا، اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگ جمل و صفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو ان سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں بھی آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں معلوم ہوئی (حرمہ کہتے ہیں کہ) چنانچہ انہوں نے کوئی چیز نہیں دی۔ پھر میں، حسن، حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری پر اتنا مال لدوا دیا جتنا کہ اونٹ اٹھانہ سکتا تھا۔

۷۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أَسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرُو : وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ : أَرْسَلَنِي أَسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ : إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ : مَا خَلَفَ صَاحِبُكَ ؟ فَقُلْ لَهُ : يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتُ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَخْبَيْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ ، وَلَكِنْ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنِ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْفَرُوا لِي رَاحِلَتِي .

تفسیر: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت ام ایمن کے بطن سے پیدا ہوئے جو آپ کے والد جناب عبد اللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی جس نے آنحضرت ﷺ کی پرورش کی تھی۔ حضرت اسامہ آنحضرت ﷺ کے محبوب ترین خادم تھے۔ وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القریٰ میں سنہ ۵۳ھ میں شہید ہوئے، رضی اللہ عنہ۔

باب کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے پھر اس کے پاس سے نکل کر دوسری بات کہنے لگے

۲۱- باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

تو یہ دغا بازی ہے۔

(۷۱۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادموں اور لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر عذر کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا اکھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اس شخص

۷۱۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ : لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

(یزید) کی بیعت اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کی ہے اور میرے علم میں کوئی عذر اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ کسی شخص سے اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی جائے اور پھر اس سے جنگ کی جائے اور دیکھو مدینہ والو! تم میں سے جو کوئی یزید کی بیعت کو توڑے اور دوسرے کسی سے بیعت کرے تو مجھ میں اور اس میں کوئی تعلق نہیں رہا، میں اس سے الگ ہوں۔

وَاِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لَا أَغْلَمُ غَدْرًا أَغْظَمَ مِنْ أَنْ يَبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَإِنِّي لَا أَغْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ لِي هَذَا الْأَمْرَ إِلَّا كَانَتْ الْفَصِيلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ).

[راجع: ۳۱۸۸]

تشریح ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھا تو اس سے بیعت کرنی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کرنے کے بعد یزید کے نائب عثمان بن محمد ابن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی۔

(۷۱۱۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شہاب نے، بیان کیا ان سے جوف نے بیان کیا، ان سے ابو منہال نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن زیاد اور مروان شام میں تھے اور ابن زبیرؓ نے مکہ میں اور خوارج نے بصرہ میں قبضہ کر لیا تھا تو میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو برزہؓ سلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ جب ہم ان کے گھر میں ایک کمرہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جو ہانس کا بنا ہوا تھا، ہم ان کے پاس بیٹھ گئے اور میرے والد ان سے بات کرنے لگے اور کہا اے ابو برزہ! آپ نہیں دیکھتے لوگ کن باتوں میں آفت اور اختلاف میں الجھ گئے ہیں۔ میں نے ان کی زبان سے سب سے پہلی بات یہ سنی کہ میں جو ان قریش کے لوگوں سے ناراض ہوں تو محض اللہ کی رضامندی کے لیے، اللہ میرا اجر دینے والا ہے۔ عرب کے لوگو! تم جانتے ہو پہلے تمہارا کیا حال تھا تم گمراہی میں گرفتار تھے، اللہ نے اسلام کے ذریعہ اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ تم کو اس بری حالت سے نجات دی۔ یہاں تک کہ تم اس رتبہ کو پہنچے۔ (دنیا کے حاکم اور سردار بن گئے) پھر اسی دنیا نے تم کو خراب کر دیا۔ دیکھو! یہ شخص جو شام میں حاکم بن بیٹھا ہے یعنی مروان دنیا کے لیے لڑ رہا ہے۔ یہ لوگ جو تمہارے سامنے ہیں (خوارج) واللہ! یہ لوگ صرف دنیا کے لیے لڑ رہے ہیں اور وہ جو مکہ میں ہے عبد اللہ بن زبیرؓ واللہ! وہ

۷۱۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زَيْدٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبُ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبُ الْفُرَّاءِ بِالْبَصْرَةِ، فَاِنْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ غَلِيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ، فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَعِظِمُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ؟ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي اخْتَسَبْتُ عِنْدَ اللَّهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاحِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذَّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّامِ وَاللَّهُ إِنْ يُقَاتِلْ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

بھی صرف دنیا کے لیے لڑ رہا ہے۔

وَاللّٰهُ اِنْ يُقَاتِلُوْنَ اِلَّا عَلٰى دُنْيَا وَاِنْ ذَاكَ
الَّذِىْ بِمَكَّةَ وَاللّٰهُ اِنْ يُقَاتِلْ اِلَّا عَلٰى دُنْيَا.

[طرفہ بی: ۷۲۷۱]

(۷۱۱۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واصل احدب نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے حذیفہ بن الیمان نے بیان کیا کہ آج کل کے منافق نبی کریم ﷺ کے زمانے کے منافقین سے بدتر ہیں۔ اس وقت چھپاتے تھے اور آج اس کا حکم کھلا اظہار کر رہے ہیں۔

(۷۱۱۴) ہم سے خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے ابو الشفاء نے بیان کیا اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاق تھا آج تو ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا ہے۔

۷۱۱۳- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلِ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ شَرُّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوا يَوْمِيذٍ يُسْرُونَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُونَ.

۷۱۱۴- حَدَّثَنَا خَلَادٌ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ.

۲۲- بَاب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى

يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ

۷۱۱۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ)). [راجع: ۸۵]

باب قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کریں

(۷۱۱۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش! میں بھی اسی کی جگہ ہوتا۔

تشیع

زمانہ کے حالات اتنے خراب ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی سے تنگ آکر موت کی آرزو کریں گے۔ آرزو کریں گے کاش ہم بھی مرکز قبر میں گڑ گئے ہوتے کہ یہ آفتیں اور بلائیں نہ دیکھتے۔ بعضوں نے کہا یہ اس وقت ہو گا جب قیامت کے قریب فتنوں کی کثرت ہوگی، دین ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہو گا کیونکہ گمراہ کرنے والوں کا ہر طرف سے زہر ہو گا۔ ایماندار مغلوب ہوں گے وہی یہ آرزو کریں گے لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے ”دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر سے گزرے گا اس پر لوٹ جائے گا کہ کاش میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کہنا اس کا کچھ دینداری کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ بلاؤں اور آفتوں کی وجہ سے۔“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ”ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر موت بکثرت ہوتی تو لوگ اس کو مول لینے پر مستعد ہو جاتے۔“

۲۳- بَاب تَغْيِيرِ الزَّمَانِ حَتَّى يَعْبُدُوا

باب قیامت کے قریب زمانہ کا رنگ بدلنا اور عرب میں پھر

الْأَوَّلَانِ

بت پرستی کا شروع ہونا

۷۱۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ ذُنُسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ، وَذُو الْخَلَصَةِ طَاعِيَةٌ ذُنُسٍ النَّهْيِ كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ)).

(۷۱۱۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کا ذوالخلصہ کا (طواف کرتے ہوئے) کھوے سے کھوا چھلے گا اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

تشریح چوتھے منکات سے مراد یہ ہے کہ اس کے گرد طواف کریں گی معلوم ہوا کہ کعبے کے سوا اور کسی قبر یا جھنڈے یا شدے یا بت کا طواف کرنا شرک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پہلے شرک اور بت پرستی عورتوں سے نکلے گی کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں، جلدی سے کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں، حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت تک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ بدء الاسلام غرینا وسعود کما بدء۔ عرب ہی کے ملک سے سارے جہان میں توحید پھیلی ہے۔ قیامت کے قریب وہاں بھی شرک ہونے لگے گا۔ دوسرے ملکوں کا کیا پوچھنا وہ تو اب بھی شرک اور مشرکوں سے پٹے پڑے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک لات اور عزیٰ کی پھر سے پرستش نہ شروع ہوگی۔ تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کریں گے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ بنی عامر کی عورتوں کے مونڈھے ذی الخلفہ کے پاس نہ لڑیں اور نکر نہ کھائیں۔ ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صاحب دنیا میں اسی لیے تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری کریں شرک اور کفر اور بت پرستی کی کڑوڑیں۔ بس جو شخص شرک اور شرک کے مقامات کو میٹھے۔ بتوں اور تھانوں اور جھنڈوں اور قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کیا جاتا ہے، ان سے دلی نفرت کرے وہی درحقیقت پیغمبر صاحب کا پیرو ہے اور یوں تو ہر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں پیغمبر کا عاشق ہوں، پر علانیہ شرک ہوتے دیکھتا ہے اور منہ سے ایک حرف نہیں نکالتا ایسا زبانی دعویٰ کچھ کام نہیں آئے گا۔

۷۱۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ، عَنْ نُورٍ، عَنْ أَبِي الْفَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاةٍ)).

(۷۱۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابوالفیتھ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان کا ایک شخص (بادشاہ بن کر) نکلے گا اور لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا۔

[راجع: ۳۵۱۷]

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمن بن مخرہ ہے۔ جنگ خیبر میں مسلمان ہو کر اصحاب صفہ میں داخل ہوئے اور صحبت نبوی میں ہمیشہ حاضر رہے۔ ۷۸ سال کی عمر میں سنہ ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ایک چھوٹی سی بی بی پال رکھی تھی، اسی سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاه۔ قیامت کے قریب ایک ایسا قحطی بادشاہ ہو گا۔

۲۴- باب خُرُوجِ النَّارِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ((أَوَّلُ أَصْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَخْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ)).

۷۱۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الِئِمَّانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَغْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى)).

یہ آگ نکل چکی ہے جس کی تفصیل حضرت نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اپنی کتاب اقتراب الساعۃ میں لکھی ہے۔

۷۱۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَخْشِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ لِمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا)).

قَالَ عُقْبَةُ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((يَخْشِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ)).

تو خزانے کے بدل پہاڑ کا لفظ ہے۔

۲۵- باب

۷۱۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا مَعْبُدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ

باب ملک حجاز سے ایک آگ کا نکلنا

اور انس جویش نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی علامتوں میں سے ایک آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

(۷۱۱۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زہری نے خبر دی کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔

(۷۱۱۹) ہم سے عبد اللہ بن سعید الکندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقبہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا حفص بن عاصم نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

عقبہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناب نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ البتہ انہوں نے یہ الفاظ کہے کہ (فرات سے) سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو گا۔

باب

(۷۱۲۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے معبد نے بیان کیا، انہوں نے حارثہ

بن وہب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کرو کیونکہ غنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب ایک شخص اپنا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ مسدد نے بیان کیا کہ حارثہ عبید اللہ بن عمر کے ماں شریک بھائی تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ دور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں گزر چکا ہے یا قیامت کے قریب آئے گا جب لوگ بہت تھوڑے رہ جائیں گے۔

(۷۱۲۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں گی۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔ تقریباً تیس دجال۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوگی اور زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج سے مراد قتل ہے اور یہاں تک کہ تمہارے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی بلکہ بہہ پڑے گا اور یہاں تک کہ صاحب مال کو اس کا فکر دامن گیر ہو گا کہ اس کا صدقہ قبول کون کرے اور یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا لیکن جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور یہاں تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں میں آپس میں فخر کریں گے۔ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر عمارات بنائیں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں بھی اسی جگہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے گا۔ پس جب وہ اس طرح طلوع ہو گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہو گا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا جو

وہب قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَصَدَّقُوا فَمَسِيَّتِي عَلَى نَاسٍ زَمَانٍ يَمُشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مِنْ يَقْبَلُهَا)) قَالَ مُسَدَّدٌ: حَارِثَةُ أَخُو عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَأُمِّهِ. [راجع: ۱۴۱۱]

۷۱۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِتْنَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوْتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَحَتَّى يُفْضِيَ الْعِلْمُ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ، فَيَفِضَ حَتَّى يَهُمُّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَغْرِضَهُ يَقُولُ الَّذِي يَغْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ، وَحَتَّى يَطَّوَّلَ النَّاسُ فِي الْبُيُوتِ، وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ يَغْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ، فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا،

پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان کے ساتھ اچھے کام نہ کئے ہوں اور قیامت اچانک اس طرح قائم ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہو گا اور اسے ابھی بچ نہ پائے ہوں گے نہ لپیٹ پائے ہوں گے اور قیامت اس طرح برپا ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر واپس ہوا ہو گا کہ اسے کھا بھی نہ پایا ہو گا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہو گا اور اس میں سے پانی بھی نہ پیا ہو گا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ اس نے اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھایا ہو گا اور ابھی اسے کھایا بھی نہ ہو گا۔

وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرُّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَبْغِيَانِهِ وَلَا بَطْوِيَانِهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ انصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقَحِيهِ فَلَا يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا)).

[راجع: ۸۵]

ان میں بہت سی علامات موجود ہیں اور باقی بھی قریب قیامت ضرور وجود میں آکر رہیں گی۔

باب دجال کا بیان

۲۷- باب ذِکْرِ الدَّجَالِ

ذِکْرُ الدَّجَالِ

دجال دجل سے نکلا ہے جس کے معنی حق کو چھپانا اور طمع سازی کرنا، جادو اور شعبہ بازی کرنا، ہر شخص کو جس میں یہ صفیتیں ہوں دجال کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اوپر گزرا کہ امت میں تمیں کے قریب دجال پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ ہمارے زمانہ میں جو ایک مرزا قادیان میں پیدا ہوا ہے وہ بھی ان تمیں میں کا ایک ہے اور بڑا دجال وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہو گا۔ عجیب عجیب شعبے دکھائے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا لیکن مردود کانا ہو گا۔ یہ باب اسی کے حالات میں ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی تم میں سے نے دجال نکلا تو اس سے دور رہے یعنی جہاں تک ہو سکے اس کے پاس نہ جائے۔ باوجود اس بات کے کہ اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ پانی کی نہریں ہوں جب بھی وہ اللہ کے نزدیک اس لائق نہ ہو گا کہ لوگ اس کو خدا سمجھیں کیونکہ وہ کانا اور عیب دار ہو گا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ مرقوم ہو گا جس کو دیکھ کر سب مسلمان پہچان لیں گے کہ یہ جعلی، مردود ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کوئی تم میں سے مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا اور دجال کو لوگ دنیا میں دیکھیں گے تو معلوم ہوا وہ جھوٹا ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں دنیا میں بیداروں میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔

(۱۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے قیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا کہ وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔

۷۱۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: قَالَ لِي الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي: ((مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ)) قُلْتُ: لَأَنْهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلٌ خُبْرٍ وَنَهْرٌ مَاءٍ قَالَ: ((أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ)). [راجع: ۳۰۵۷]

حضرت مغیرہ بن شعبہ خندق کے دن مسلمان ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے کارکن تھے۔ سنہ ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔ دجال موعود کا آثار برحق ہے۔

تفسیر

(۷۱۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے امام بخاریؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا دجال داہنی آنکھ سے کانا ہو گا اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور۔

(۷۱۲۴) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال آئے گا اور مدینہ کے ایک کنارے قیام کرے گا۔ پھر مدینہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے نتیجے میں ہر کافر اور منافق نکل کر اس کی طرف چلا جائے گا۔

(۷۱۲۵) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے دادا ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے، انہوں نے ابوبکر سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ نے فرمایا مدینہ والوں پر دجال کا رعب نہیں پڑنے کا اس دن مدینہ کے ساتھ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے (پہرہ دیتے) ہوں گے۔

لفظ دجال دجل سے ہے جس کے معنی بھڑکا فساد برپا کرنے والے، لوگوں کو فریب دھوکا میں ڈالنے والے کے ہیں۔ بڑا دجال آخر زمانے میں پیدا ہو گا اور چھوٹے چھوٹے دجال بکثرت ہر وقت پیدا ہوتے رہیں گے جو غلط مسائل کے لیے قرآن کو استعمال کر کے لوگوں کو بے دین کریں گے، قبر پرست وغیرہ بتاتے رہیں گے۔ اس قسم کے دجال آج کل بھی بہت ہیں۔

(۷۱۲۶) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ پر مسیح دجال کا رعب نہیں پڑے گا۔ اس وقت

۷۱۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَغْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنَةٌ طَلْفِيَّةٌ)).

۷۱۲۴- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَجِيءُ الدَّجَالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ)). [راجع: ۱۸۸۱]

۷۱۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

[راجع: ۱۸۷۹]

تفسیر

۷۱۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ

اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر پہرہ دار دو فرشتے ہوں گے۔ علی بن عبد اللہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے صالح بن ابراہیم سے روایت کیا، ان سے ان کے والد ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ میں بصرہ گیا تو مجھ سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بیان کی۔

رُغِبُ الْمَسِيحِ، لَهَا يَوْمِيذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانٌ)). قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِهَذَا. [راجع: ۱۸۷۹]

اس سند کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کا سماع ابوبکرہ سے ثابت ہو جائے کیونکہ بعض محدثین نے ابراہیم کی روایت ابوبکرہ سے منکر سمجھی ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم مدنی ہیں اور ابوبکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اپنی وفات تک بصرہ میں رہے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال دور سے آپ کا روضہ مبارکہ دیکھ کر کہے گا۔ احاہ محمد کا یہی سفید عمل ہے۔

(۷۱۲۷) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، البتہ میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی اور وہ یہ کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

۷۱۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَتَانِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَنْذِرُكُمْوَهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَغْوَرُ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوَرَ)). [راجع: ۳۰۵۷]

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنے پیغمبر گزرے ہیں، سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ کانا ہونا ایک بڑا عیب ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔

(۷۱۲۸) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا (پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟

۷۱۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَاتِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبَطُ الشَّعْرِ يَنْطَفُ أَوْ يَهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا:

میرے ساتھ کے لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو موٹے شخص پر نظر پڑی جو سرخ تھا اس کے بال گھنگھریالے تھے، ایک آنکھ کا کانا تھا، اس کی ایک آنکھ انور کی طرح اٹھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس کی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی۔

یہ ایک شخص تھا جو عہد جاہلیت میں مر گیا تھا اور قبیلہ خزاعہ سے تھا۔

(۷۱۲۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔

(۷۱۳۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں عبد الملک نے، انہیں ربیع نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی اور اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی اور پانی آگ ہوگا۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

ابن مَرْتَمٍ ثُمَّ ذَهَبَتْ، اَلْتَفَتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ اَحْمَرٌ جَفَدُ الرَّاسِ، اَغْوَزُ الْعَيْنِ كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَائِفَةً قَالُوا : هَذَا الدَّجَالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهِ ابْنِ قَطَنِ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ). [راجع: ۳۴۴۰]

۷۱۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ اَنْ عَائِشَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَعِيْذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ. [راجع: ۸۳۲]

۷۱۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، اَخْبَرَنِيْ أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ حَذِيفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الدَّجَالِ: ((اِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَتَارُهُ مَاءً بَارِدًا وَمَاؤُهُ نَارٌ)) قَالَ أَبُو مَسْعُوْدٍ: اَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۳۴۵۰]

دوسری روایت میں یوں ہے تم میں سے جو کوئی اس کا زمانہ پائے تو اس کی آگ میں چلا جائے۔ وہ نہایت شیریں ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ دجال ایک شعبہ باز اور ساحر ہو گا پانی کو آگ، آگ کو پانی کر کے لوگوں کو بتلائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرنے کے لیے الٹا کر دے گا، جن لوگوں کو وہ پانی دے گا ان کے لیے وہ پانی آگ ہو جائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا ان کے حق میں آگ پانی ہو جائے گی۔ جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آگ اور پانی دونوں مختلف حقیقتیں ہیں۔ ان میں انقلاب کیسے ہو گا درحقیقت وہ پرلے سرے کے بیوقوف ہیں یہ انقلاب تو رات دن دنیا میں ہو رہا ہے۔ عناصر کا کون و فساد برابر جاری ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی دجال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو درحقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں وہ دوزخی ہو گا اور جس کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا اس کے حق میں یہ آگ ٹھنڈا پانی ہوگی یعنی قیامت کے دن وہ بھٹی ہو گا اس کو بہشت کا ٹھنڈا پانی ملے گا۔

(۷۱۳۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو نبی بھی مبعوث کیا گیا تو انہوں نے اپنی قوم کو

۷۱۳۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بُعِثَ

نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، إِلَّا إِنَّهُ
أَعْوَرَ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ
عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ). فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ
وَأَبْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

کالے جھوٹے سے ڈرایا۔ آگاہ رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا
نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوا ہے۔
اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ
سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

[طرفہ فی: ۷۴۰۸]

تشیع یہ دونوں احادیث اوپر احادیث الانبیاء میں موصولاً گزر چکی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ مومن اس کو پڑھ لے گا خواہ
لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو اور کافر نہ پڑھ سکے گا گو لکھا پڑھا بھی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہو گی۔ نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ
حقیقتاً یہ لفظ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا۔ بعضوں نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کے دل میں ایمان کا ایسا
نور دے گا کہ وہ دجال کو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ کافر جعل ساز بد معاش ہے اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دے گا وہ سمجھے گا کہ دجال
سچا ہے۔ دوسری روایت میں ہے یہ شخص مسلمان ہو گا اور لوگوں سے پکار کر کہہ دے گا مسلمانوں یہی وہ دجال ہے جس کی خبر آنحضرت
ﷺ نے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال آرے سے اس کو چروا ڈالے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ تلوار سے دو نیم کر دے گا
اور یہ جلاتا کچھ دجال کا معجزہ نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر کو معجزہ نہیں دیتا بلکہ خدا کا ایک فعل ہو گا جس کو وہ اپنے سچے بندوں کے
آزمانے کے لیے دجال کے ہاتھ پر ظاہر کرے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ولی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ شریعت پر قائم ہو،
اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہو اور مروے کو بھی زندہ کر کے دکھائے جب بھی اس کو نائب دجال سمجھنا چاہیے۔

۲۸- باب لَا يَدْخُلُ الدَّجَالُ الْمَدِينَةَ

۷۱۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا
سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَما
حَدَّثَنَا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَالِ، فَكَانَ فِيمَا
يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ: ((يَأْتِي الدَّجَالُ وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نَقَابَ الْمَدِينَةِ،
فَيَنْزِلُ بَعْضَ السَّبَاحِ الَّذِي تَلْبِي الْمَدِينَةَ،
فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ
- أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ - فَيَقُولُ: أَشْهَدُ
أَنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حَدِيثُهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ
هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشْكُونُ فِي الْأَمْرِ؟

۷۱۳۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر
دی، ان سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول کریم ﷺ
نے ہم سے دجال کے متعلق ایک طویل بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ کے
ارشادات میں یہ بھی تھا کہ آپ نے فرمایا دجال آئے گا اور اس کے
لیے ناممکن ہو گا کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہو۔ چنانچہ وہ مدینہ
منورہ کے قریب کسی شور زمین پر قیام کرے گا۔ پھر اس دن اس کے
پاس ایک مرد مومن جائے گا اور وہ افضل ترین لوگوں میں سے ہو گا
اور اس سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی جو رسول کریم
ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا تھا۔ اس پر دجال کہے گا کیا تم دیکھتے ہو اگر
میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کروں تو کیا تمہیں میرے معاملہ میں
شک و شبہ باقی رہے گا؟ اس کے پاس والے لوگ کہیں گے کہ نہیں۔
چنانچہ وہ اس صاحب کو قتل کر دے گا اور پھر اسے زندہ کر دے گا۔

اب وہ صاحب کہیں گے کہ واللہ! آج سے زیادہ مجھے تیرے معاملہ میں پہلے اتنی بصیرت حاصل نہ تھی۔ اس پر دجال پھر انہیں قتل کرنا چاہے گا لیکن اس مرتبہ اسے مار نہ سکے گا۔

فَيَقُولُونَ: لَا يَقْتُلُهُ ثُمَّ يُخَيِّبُهُ فَيَقُولُ: وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلِّطُ عَلَيْهِ).

[راجع: ۱۸۸۲]

امت کا یہ بہترین شخص ہو گا جس کے ذریعہ سے دجال کو شکست فاش ہوگی۔

(۷۱۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نعیم بن عبد اللہ بن الحکم نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں نہ یہاں طاعون آسکتی ہے اور نہ دجال آسکتا ہے۔

۷۱۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمِّرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ)).

[راجع: ۱۸۸۰]

(۷۱۳۴) مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال مدینہ تک آئے گا تو یہاں فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ چنانچہ نہ دجال اس کے قریب آسکتا ہے اور نہ طاعون (ان شاء اللہ)

۷۱۳۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا، فَلَا يَقْرُبُهَا الدَّجَالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). [راجع: ۱۸۸۱]

باب یاجوج و ماجوج کا بیان

۲۹- باب يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ

صحیح یہ ہے کہ یاجوج ماجوج آدمی ہیں یا فث بن نوح کی اولاد سے۔ بعضوں نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں مگر حوا کی اولاد نہیں۔ آدم کا نطفہ مٹی میں مل گیا تھا اس سے پیدا ہوئے مگر یہ قول محض بے دلیل ہے۔ ابن مردودہ اور حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں یا فث بن نوح کی اولاد سے۔ ان میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار اولاد اپنی نہیں دیکھ لیتا اور ابن ابی حاتم نے نکالا آدمیوں اور جنوں کے دس حصہ ہیں ان میں نو حصے یاجوج ماجوج ہیں ایک حصے میں باقی لوگ۔ کعب سے منقول ہے یاجوج ماجوج کے لوگ کئی قسم کے ہیں۔ بعضے تو شمشاد کے درخت کی طرح لمبے، بعضے طول عرض دونوں میں چار چار ہاتھ، بعضے اتنے بڑے کان رکھتے ہیں کہ ایک کو بچھلتے ایک کو اوڑھ لیتے ہیں اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا یاجوج ماجوج کے لوگ ایک ایک بالشت دو دو بالشت کے لوگ ہیں۔ بہت لمبے، ان میں وہ ہیں جو تین بالشت کے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا ابن ابی حاتم نے ان کے اشکال اور حالات اور قد و قامت اور کانوں کے باب میں عجیب عجیب احادیث نقل کی ہیں۔ جن کی سندیں صحیح نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں جتنا صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں۔ آدمیوں کی قیامت کے قریب وہ نہایت ہجوم کریں گے اور ہر بستی میں گھس آئیں گے اس کو تباہ اور برباد کریں گے، واللہ اعلم۔

(۷۱۳۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے اور ان سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے داخل ہوئے، آپ فرما رہے تھے کہ بتا ہی ہے عربوں کے لیے اس برائی سے جو قریب آچکی ہے۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کی قریب والی انگلی کو ملا کر ایک حلقہ بنایا۔ اتنا سن کر زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں نیک صالح لوگ بھی زندہ ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب بدکاری بہت بڑھ جائے گی۔

(۷۱۳۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سد یعنی یاجوج و ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے۔ وہیب نے نوے کا اشارہ کر کے بتلایا۔

۷۱۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَرِعَا يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلِّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ اقْتَرَبَ، فَتُحِ الْيَوْمَ مِنْ رَذْمٍ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ مِنْهُ هَذِهِ)) وَخَلَقَ بِإِصْبِغِهِ الْإِبْهَامَ وَالْيَمِي تَلِيَهَا قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). [راجع: ۳۳۴۶]

۷۱۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُفْتَحُ الرِّدْمُ رَذْمٌ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ)) مِنْهُ هَذِهِ وَعَقْدٌ وَهَيْبٌ تَسْعِينَ.

[راجع: ۳۳۴۷]

نتیجہ ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگ اس میں شبہ کرتے ہیں کہ جب یاجوج و ماجوج اتنی بڑی قوم ہے کہ اس میں کا کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار آدمی اپنی نسل کے نہیں دیکھ لیتا تو یہ قوم اس وقت دنیا کے کس حصہ میں آباد ہے۔ اہل جغرافیہ نے تو ساری زمین کو چھان ڈالا ہے یہ ممکن ہے کہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ ان کی نظر سے رہ گیا ہو مگر اتنا بڑا ملک جس میں ایسی کثیر التعداد قوم بستی ہے نظر نہ آتا قیاس سے دور ہے۔ دوسرے اس زمانہ میں لوگ بڑے بڑے اونچے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں ان میں ایسے ایسے سوراخ کرتے ہیں جس میں سے ریل چلی جاتی ہے تو یہ دیوار ان کو کیونکر روک سکتی ہے؟ سخت سے سخت چیز دنیا میں فولاد ہے اس میں بھی باسانی سوراخ ہو سکتا ہے کتنی ہی اونچی دیوار آلات کے ذریعہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں۔ ڈائنامیٹ سے اس کو دم بھر میں گرا سکتے ہیں۔ ان شبہوں کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ دیوار اب تک موجود ہے اور یاجوج و ماجوج کو روکے ہوئے ہے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ضرور موجود تھی اور اس وقت تک دنیا میں صنعت اور آلات کا ایسا رواج نہ تھا تو یاجوج و ماجوج

کی وحشی قومیں اس دیوار کی وجہ سے رکی رہنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ رہا یہ کہ یا جوج ماجوج کے کسی شخص کا نہ مرنا جب تک وہ ہزار آدمی اپنی نسل سے نہ دیکھ لے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسی وقت تک کا بیان ہو جب تک آدمی کی عمر ہزار دو ہزار سال تک ہوا کرتی تھی نہ کہ ہمارے زمانہ کا جب عمر انسانی کی مقدار سو برس یا ایک سو بیس برس رہ گئی ہے۔ آخر یا جوج ماجوج بھی انسان ہیں ہماری عمروں کی طرح ان کی عمریں بھی گھٹ گئی ہوں گی اب یہ جو آثار صحابہ اور تابعین سے منقول ہیں کہ ان کے قد و قامت اور کان ایسے ہیں، ان کی سندیں صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں اور جغرافیہ والوں نے جن قوموں کو دیکھا ہے انہیں میں سے دو بڑی قومیں یا جوج اور ماجوج ہیں۔

۹۴۔ کتاب الأحکام

کتاب حکومت اور قضا کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَشْرِیح کتاب الاحکام کے ذیل میں حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والاحکام جمع حکم والمراد بیان آدابہ وشروطہ وکذا الحاکم ویتناول لفظ الحاکم الخلیفۃ والقاضی فذکرہما یتعلق بكل منها والحکم الشرعی عند الاصولیین خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالافتضاء والتخییر ومادۃ الحکم من الاحکام وهو الاتقان للشیئی ومنعہ من العیب باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فی هذا اشارۃ من المصنف الی ترجیح القول بالصائر الی ان الایۃ نزلت فی طاعة الامراء خلافا لمن قال نزلت فی العلماء وقد رجح ذالک ایضاً الطبری الخ (فتح الباری) خلاصہ یہ ہے کہ لفظ احکام حکم کی جمع ہے مراد حکومت کے آداب اور شرائط ہیں جو اس کتاب میں بیان ہوں گے ایسا ہی لفظ حاکم ہے جو خلیفہ اور قاضی ہر دو پر مشتمل ہے۔ پس ان کے متعلق ضروری امور یہاں مذکور ہوں گے اور حکم شرعی اصولیوں کے نزدیک مکلفین کے لیے امور خداوندی ہیں جو ضروری ہوں یا مستحب اور لفظ احکام مادہ لفظ حکم ہے اور وہ کسی کار ثواب کو بجالانا یا ممنوعات شرعیہ سے رک جانا ہر دو پر بولا جاتا ہے۔

۱۔ باب قول اللہ تعالیٰ: باب اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے

﴿اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی

سرداروں کا حکم مانو

الامر منکم﴾ [النساء : ۵۹]۔

تَشْرِیح اسلام کا آخری نصب العین ایک خالص عدل و مساوات و آزادی پر مبنی حکومت کا قیام بھی ہے جیسا کہ بہت سی آیات قرآنی سے یہ امر ثابت ہے چنانچہ یہی ہوا کہ رسول کریم ﷺ اپنے عہد آخر میں عرب میں ایک آزاد اسلامی حکومت قائم فرما کر دنیا سے رخصت ہوئے اور بعد میں خلفائے راشدین سے اس کا دائرہ عرب و عجم میں دور دور تک وسیع ہوتا گیا۔ رسول کریم

ﷺ نے اس سلسلہ کی بھی بیشتر ہدایات فرمائیں۔ ایسی ہی احادیث کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب الاحکام میں جمع فرمایا ہے جسے آیت قرآنی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء: ۵۹) سے شروع فرمایا۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد خلفائے اسلام کی اطاعت بھی ضروری قرار دی تھی جو قوی و ملی نظم و نسق کو قائم رکھنے کے لیے بے حد ضروری ہے ساتھ ہی یہ اصول بھی قرار پایا کہ لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق خلفائے اسلام یا دیگر ائمہ اسلام کی اطاعت کتاب و سنت کی حد تک ہے اگر کسی جگہ اس کی اطاعت میں کتاب و سنت سے تصادم ہوتا ہو تو وہاں بہر حال ان کی فرمانبرداری کو چھوڑنا اور کتاب و سنت کو لازم پکڑنا ضروری ہو گا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی بالکل بجا ہے کہ جب میرا کوئی مسئلہ کوئی فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کو لازم پکڑو۔ دیگر ائمہ کرام کے بھی ایسے ہی ارشادات ہیں جو کتاب حجتہ اللہ البالغہ اور رسالہ الانصاف و عقد الجید مؤلفات حضرت حجتہ السند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں دیکھے جاسکتے ہیں، واللہ التوفیق۔

(۷۱۳۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ ابن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۷۱۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي)). [راجع: ۲۹۵۷]

لیکن اگر امیر کا حکم قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ کر قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہو گا۔

(۷۱۳۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن دینار نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، آگاہ ہو جاؤ، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المؤمنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھروالوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھروالوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور کسی شخص کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا

۷۱۳۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَلَا إِمَامَ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَّةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فِكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ

کے بارے میں پرش ہوگی۔

رَعِيَّتِهِ))۔ [راجع: ۸۹۳]

مقصد یہ ہے کہ ذمہ داری کا دائرہ حکومت و خلافت سے ہٹ کر ہر ادنیٰ سے ادنیٰ ذمہ دار پر بھی شامل ہے۔ ہر ذمہ دار اپنے حلقہ کا ذمہ دار اور مسئول ہے۔

باب امیر اور سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش قبیلے سے ہونا

۲- باب الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

چاہیئے۔

تشریح یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث کا لفظ ہے جس کو طبرانی نے نکالا لیکن چونکہ وہ بخاری کی شرط پر نہ تھی اس لیے اس کو نہ لا سکے۔ جمہور علماء سلف اور خلف کا یہی قول ہے کہ امامت اور خلافت کے لیے قرشی ہونا شرط ہے اور غیر قرشی کی امامت اور خلافت صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث سے استدلال کر کے انصار کے دعویٰ کو رد کیا، جب وہ کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے رہے ایک قریش میں سے اور تمام صحابہ نے اس پر اتفاق کیا گویا صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ غیر قرشی کے لیے خلافت نہیں ہو سکتی البتہ خلیفہ وقت کا وہ نائب رہ سکتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے اور خلفاء راشدین نے اور خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ نے اپنے اپنے عہد میں غیر قرشی لوگوں کو اپنا نائب اور عامل مقرر کیا ہے۔ حافظ نے کہا خارجی اور معتزلیوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا وہ غیر قرشی کی امامت اور خلافت جائز رکھتے ہیں۔ ابن طیب نے کہا ان کا قول التفات کے لائق نہیں ہے۔ جب حدیث سے ثابت ہے کہ قریش کا حق ہے اور ہر قرن میں مسلمانوں نے اسی اصول پر عمل کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا سب علماء کا یہی مذہب ہے کہ امام کے لئے قرشی ہونا شرط ہے اور یہ اجماعی مسائل میں سے ہے اور خارجی اور معتزلی نے یہ شرط نہیں رکھی ان کا قول تمام مسلمانوں کے خلاف ہے۔

(۷۱۳۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ میں قریش کے ایک وفد کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قبیلہ قحطان کا ایک بادشاہ ہو گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر غصہ ہوئے اور کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق کی پھر فرمایا اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، یہ تم میں سے جاہل لوگ ہیں۔ پس تم ایسے خیالات سے بچتے رہو جو تمہیں گمراہ کر دیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا۔ کوئی بھی ان سے اگر دشمنی کرے گا تو اللہ اسے رسوا کر دے گا لیکن اس وقت تک

۷۱۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكًا مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُولَئِكَ جَهَالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُصِلُ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهَ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا

أَقَامُوا الدِّينَ)). تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ. [راجع: ۳۵۰۰]

جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ اس روایت کی متابعت نعیم نے ابن المبارک سے کی ہے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے اور ان سے محمد بن جبیر نے۔

تخطائی کی بابت حدیث مذکور کو علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شاید یہ سمجھے کہ اوائل زمانہ اسلام میں شاید ایسا ہو گا یہ غلط ہے اور آنحضرت ﷺ نے امارت کو قریش کے ساتھ خاص کیا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت ایک وقت ایسا آئے گا جب قحطانی شخص بادشاہ ہو گا۔ امر خلافت اسلامی قریش کے ساتھ مخصوص ہے جب تک وہ دین کو قائم رکھیں۔

۷۱۴۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ هَذَا الْأُمَرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ أَتْنَانُ)). [راجع: ۳۵۰۱]

(۱۴۰۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امر خلافت اس وقت تک قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو شخص بھی باقی رہیں گے۔

اور جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ اگر دین کو چھوڑیں گے تو امر خلافت دیگر اقوام کے حوالہ ہو جائے گا۔

۳- باب أَجْرٍ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾.

باب جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اس کا ثواب کیونکہ اللہ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی گنہگار ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ کریں ان کو ثواب ملے گا۔

۷۱۴۱- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عُبَادٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَاسْلَطَهُ عَلَى هَلَكِهِ فِي الْحَقِّ، وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [راجع: ۷۳]

(۱۴۱۷) ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رشک بس دو آدمیوں پر ہی کیا جانا چاہئے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور پھر اس نے وہ حق کے راستے میں بے دریغ خرچ کیا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دین کا علم (قرآن و حدیث) کا دیا ہے وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے۔

یعنی اور لوگ رشک کے قابل ہی نہیں ہیں یہ دو شخص البتہ رشک کے قابل ہیں کیونکہ ان دونوں شخصوں نے دین اور دنیا دونوں حاصل کر لیے، دنیا میں نیک نام ہوئے اور آخرت میں شاد کام۔ بعضے بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی گزرے ہیں جن کو یہ دونوں نعمتیں سرفراز ہوئی ہیں ان پر بے حد رشک ہوتا ہے۔ نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم بھی دیا تھا اور دولت بھی عنایت فرمائی تھی۔ انہوں نے اپنی دولت بہت سے نیک کاموں میں جیسے اشاعت کتب حدیث وغیرہ میں صرف

کی اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے اور ان کی نیکیاں قبول فرمائے۔

۴- باب - السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ
باب امام اور بادشاہ اسلام کی بات سننا اور ماننا واجب ہے
مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً
جب تک وہ خلاف شرع اور گناہ کی بات کا حکم نہ دے

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اسلام اگر کسی حبشی غلام کو بھی عامل مقرر کرے تو اس کی اطاعت واجب ہوگی۔ حبشی غلام کا غلیفہ ہونا مراد نہیں ہے۔

۷۱۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنْ اسْتَعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسُهُ زِينَةً)).
(۷۱۴۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو، خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے جس کا سرمئی کی طرح چھوٹا ہو۔

[راجع: ۶۹۳]

یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کی بھی اطاعت ضروری ہے بشرطیکہ معصیت الہی کا حکم نہ دیں۔

۷۱۴۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ الْجَعْفَدِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَزِيدُهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيُضْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شَيْئًا فَيَمُوتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)).
(۷۱۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے جعد نے بیان کیا اور ان سے ابو رجاء نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنے امیر میں کوئی برا کام دیکھا تو اسے صبر کرنا چاہیے کیونکہ کوئی اگر جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

[راجع: ۷۰۵۳]

جماعت سے الگ ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ حاکم اسلام سے باغی ہو کر اس کی اطاعت سے نکل جائے جیسا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خارجیوں نے کیا تھا ایسا کرنا ملی نظام کو توڑنا اور عہد جاہلیت کی سی خود سری میں گرفتار ہونا ہے جو اہل جاہلیت کا شیوہ تھا۔ مسلمان کو ایسی خود سری کی حالت میں مرنا عہد جاہلیت والوں کی سی موت مرنا ہے جو مسلمان کے لیے کسی طرح زیبا نہیں ہے۔

۷۱۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ

(۷۱۴۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے،

بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)). [راجع: ۲۹۵۵]

جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔

امیر ہوں یا امام مجتہد غلطی کا امکان سب سے ہے، اس لیے غلطی میں ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی سے اندھی تقلید کی جڑ کٹتی ہے۔ آج کل کسی امام مسجد کا امام و خلیفہ بن بیٹھنا اور اپنے نہ ماننے والوں کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرانا اس حدیث کا مذاق اڑانا ہے اور ”لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل“ کا مصداق بننا ہے جب کہ ایسے امام اغیار کی غلامی میں رہ کر خلیفہ کلا کر خلافت اسلامی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۷۱۴۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابو عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا آنحضرت ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔ اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

غلط باتوں میں اطاعت جائز نہیں ہے۔ یہ امیر لشکر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی انصاری رضی اللہ عنہ تھے غصہ میں ان سے یہ بات ہوئی غصہ ٹھنڈا ہونے تک وہ آگ بھی ٹھنڈی ہو گئی۔

باب جسے بن مانگے سرداری ملے تو اللہ اس کی مدد کرے گا

۷۱۴۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا، فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالْدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا تَبَغْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)). [راجع: ۳۳۴۰]

۵- باب مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللَّهُ

اس کی سرداری نیک نامی سے گزرے گی اور جو شخص مانگ کر عمدہ حاصل کرے گا اللہ کی مدد اس کے شامل حال نہ ہوگی۔

(۷۱۴۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حسن نے اور ان سے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبدالرحمن! حکومت کے طالب نہ بننا کیونکہ اگر تمہیں مانگنے کے بعد حکومت ملی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر تمہیں وہ بلا مانگے ملی تو اس میں تمہاری (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور اگر تم نے قسم کھائی ہو پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور وہ کام کرو جس میں بھلائی ہو۔

۷۱۴۶- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلِمَةٍ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أَعْنَتْ عَلَيْهَا، وَإِذَا خَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفَّرَ يَمِينَكَ، وَأَنْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)). [راجع: ۶۶۲۲]

غلط بات پر خواہ مخواہ اڑے رہنا کوئی دانشمندی نہیں ہے اگر غلط قسم کی صورت ہو تو اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

باب جو شخص مانگ کر حکومت یا سرداری لے اس کو اللہ

۶- بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وَكَلِمَةً

پاک چھوڑ دے گا وہ جانے اس کا کام جانے

إِلَيْهَا

(۷۱۴۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے حسن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عبدالرحمن ابن سمرہ! حکومت طلب مت کرنا کیونکہ اگر تمہیں مانگنے کے بعد امیری ملی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر تمہیں مانگنے بغیر ملی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر تم کسی بات پر قسم کھاؤ اور پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو وہ کرو جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔

۷۱۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلِمَةٍ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أَعْنَتْ عَلَيْهَا، وَإِذَا خَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَانْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ)). [راجع: ۶۶۲۲]

اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حاکم اعلیٰ اپنی حکومت میں قاتل ترین افراد کو تلاش کر کے امور حکومت ان کے حوالے کرے اور جو لوگ خود لالچی ہوں ان کو کوئی ذمہ داری کا منصب سپرد نہ کرے۔ ایسے لوگ ادائیگی میں کامیاب نہیں ہوں گے، الا

بِسْمِ اللَّهِ

ماشاء اللہ۔

باب حکومت اور سرداری کی حرص کرنا

۷- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى

الإِمَارَةُ

منع ہے

(۷۱۴۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید المقبری نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم حکومت کا لالچ کرو گے اور یہ قیامت کے دن تمہارے لیے باعث ندامت ہوگی۔ پس کیا ہی بہتر ہے دودھ پلانے والی اور کیا ہی بری ہے دودھ چھڑانے والی۔ اور محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن حمران نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سعید المقبری نے، ان سے عمر بن حکم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا قول (موقوفاً) نقل کیا۔

۷۱۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَتَسْتَكُونُونَ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبَنَسَتْ الْفَاطِمَةُ)) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمُرَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلُهُ:

تو اس طریق میں دو باتیں اگلے طریق کے خلاف ہیں ایک تو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں عمر بن حکم کا واسطہ ہوتا، دوسرے شیخینے حدیث کو موقوفاً نقل کرنا۔

سبحان اللہ آنحضرت ﷺ نے کیا عمدہ مثال دی ہے۔ آدمی کو حکومت اور سرداری ملتے وقت بڑی لذت ہوتی ہے، خوب روپیہ کماتا ہے، مزے اڑاتا ہے لیکن اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سدا قائم رہنے والی چیز نہیں، ایک دن چھن جائے گی تو جتنا مزہ اٹھایا ہے وہ سب کرکرا ہو جائے گا اور اس رنج کے سامنے جو سرداری اور حکومت جاتے وقت ہو گا یہ خوشی کوئی چیز نہیں ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ جس کام کے انجام میں رنج ہو اس کو تھوڑی سی لذت کی وجہ سے ہرگز اختیار نہ کرے۔ عاقل وہی کام کرتا ہے جس میں رنج اور دکھ کا نام نہ ہو، نری لذت ہی لذت ہو گو یہ لذت مقدار میں تھوڑی ہو لیکن اس لذت سے بدرجما بہتر ہے جس کے بعد رنج سنا پڑے، لاجول ولا قوتہ الا باللہ۔ دنیا کی حکومت پر سرداری اور بادشاہت درحقیقت ایک عذاب الیم ہے۔ اسی لیے عقلمند بزرگ اس سے ہمیشہ بھاگتے رہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے مار کھائی قید میں رہے مگر حکومت قبول نہ کی۔ دوسری حدیث میں ہے جو شخص عدالت کا حاکم یعنی قاضی (جج) بنایا گیا وہ بن چھری ذبح کیا گیا۔

(۷۱۴۹) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے بریدہ نے، ان سے ابورودہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے دو آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمیں کہیں کا حاکم بنا دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسے شخص کو یہ ذمہ داری نہیں سونپتے جو اسے طلب کرے اور نہ اسے دیتے ہیں جو اس کا حریص ہو۔

۷۱۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمَرْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ: مِثْلُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّا لَا نُؤَلِّي هَذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ)).

۸- باب مَنْ اسْتَرْعَى رَعِيَّةً فَلَمْ

يَنْصَحَ

۷۱۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَخْطُهَا بِنَصِيحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ)).

باب جو شخص رعیت کا حاکم بنے اور ان کی خیر خواہی نہ

کرے اس کا عذاب

(۷۱۵۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الاشہب نے بیان کیا، ان سے حسن نے کہ عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا، تو معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سنا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے حالانکہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہے۔ طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ عبید اللہ بن زیاد ایک ظالم سفاک چھوکر تھا جس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم بنایا تھا وہ بہت خوریزی کیا کرتا آخر معقل بن یسار صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو نصیحت کی کہ ان کاموں سے باز رہ اخیر تک۔

(۷۱۵۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حسین الجعفی نے خبر دی کہ زائدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے اور ان سے حسن نے بیان کیا کہ ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے پھر عبید اللہ بھی آئے تو معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کا حاکم بنایا گیا اور اس نے ان کے معاملہ میں خیانت کی اور اسی حالت میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ صحابہ شجرہ میں سے ہیں۔ سنہ ۶۰ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب جو شخص بندگان خدا کو ستائے (مشکل میں پھانسے) اللہ

اس کو ستائے گا (مشکل میں پھنساے گا)

(۷۱۵۲) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے، ان سے جریری نے، ان سے طریف ابو تیممہ نے بیان کیا کہ میں صفوان

۹- باب مَنْ شَاقَّ

شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

۷۱۵۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ طَرِيفٍ

اور جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا۔ صفوان اپنے ساتھیوں (شاگردوں) کو وصیت کر رہے تھے، پھر (صفوان اور ان کے ساتھیوں نے جندب رضی اللہ عنہ سے) پوچھا، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو لوگوں کو ریاکاری کے طور پر دکھانے کے لیے کام کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی ریاکاری کا حال لوگوں کو سنا دے گا اور فرمایا کہ جو لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا، پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے انسان کے جسم میں اس کا پیٹ سڑتا ہے پس جو کوئی طاقت رکھتا ہو کہ پاک و طیب کے سوا اور کچھ نہ کھائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے اور جو کوئی طاقت رکھتا ہو وہ چلو بھرو بھا کر (یعنی ناحق خون کر کے) اپنے تئیں بہشت میں جانے سے نہ روکے۔ جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا، کون صاحب اس حدیث میں یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا؟ کیا جندب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں وہی کہتے ہیں۔

باب چلتے چلتے راستہ میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا، یحییٰ بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا اور شعبی نے اپنے گھر کے

دروازے پر فیصلہ کیا

(۷۱۵۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص مسجد کی چوکھٹ پر آکر ہم سے ملا اور دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس پر وہ شخص خاموش سا ہو گیا، پھر اس نے کہا یا رسول اللہ!

أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ: شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشَقِّقِ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالُوا: أَوْصَانَا فَقَالَ: إِنْ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلءٍ كَفَّهُ مِنْ دَمِ أَهْرَاقِهِ فَلْيَفْعَلْ)). قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدُبٌ قَالَ: نَعَمْ جُنْدُبٌ.

[راجع: ۶۴۹۹]

۱۰ - باب الْقَضَاءِ وَالْفَتْيَا فِي

الطَّرِيقِ وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ.

۷۱۵۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَعْدَدْتَ

میں نے بہت زیادہ روزے، نماز اور صدقہ قیامت کے لیے نہیں تیار کئے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

لَهَا؟) فَكَانَ الرَّجُلُ اسْتِكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)).

[راجع: ۳۶۸۸]

باب یہ بیان کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی دربان نہیں تھا

(۷۱۵۴) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے ثابت البنانی نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے گھر کی ایک عورت سے کہہ رہے تھے فلائی کو پہچانتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ بتلایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس عورت نے جواب دیا۔ آپ میرے پاس سے چلے جاؤ، میری مصیبت آپ پر نہیں پڑی ہے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ وہاں سے ہٹ گئے اور چلے گئے۔ پھر ایک صاحب ادھر سے گزرے اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے تم سے کیا کہا تھا؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے انہیں پہچانا نہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ کے یہاں کوئی دربان نہیں پایا پھر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو صدمہ کے شروع میں ہی ہوتا ہے۔

۱۱- باب مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَابٌ

۷۱۵۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبَنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لَامِرَةً مِنْ أَهْلِهَا: تَعْرِفِينَ فَلَانَةً؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ: ((اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي)) فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خَلَوْتَ مِنْ مُصِيبَتِي قَالَ: فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: مَا عَرَفْتُهُ قَالَ: إِنَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَابًا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ)).

[راجع: ۱۲۵۲]

روایت میں آپ کے ہاں دربان نہ ہونا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

باب ماتحت حاکم قصاص کا حکم دے سکتا ہے

بڑے حاکم سے اجازت لینے کی

ضرورت نہیں

۱۲- باب الْحَاكِمُ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجِبَ عَلَيْهِ ذُنُوبُ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ

اور قصاص کی طرح حد بھی ہے تو ہر ملک کا عامل حدود اور قصاص شرع کے موافق جاری کر سکتا ہے۔ بڑے بادشاہ یا خلیفہ

يُفْتِي وَهُوَ غَضَبًا؟

۷۱۵۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ : كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسَجِسْتَانَ بَانَ لَا تَقْضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضَبًا فَلَانِي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((لَا يَقْضِيَنَّ حَكْمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبًا)).

ہے یا نہیں

(۷۱۵۸) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے کہا کہ میں نے عبد الرحمن ابن ابی بکر سے سنا، کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے (عبید اللہ) کو لکھا اور وہ اس وقت بھستان میں تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرنا جب تم غصہ میں ہو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔

جج صاحبان کے لیے بہت بڑی نصیحت ہے، غصہ کی حالت میں انسانی ہوش و حواس مختل ہو جاتے ہیں اس لیے اس حالت میں فیصلہ نہیں دینا چاہیے۔

۷۱۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا قَالَ : فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ : ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفَرِينَ فَلَايَكُنْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ، فَإِنَّ فِيهِمْ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [راجع: ۹۰]

(۷۱۵۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہیں قیس ابن ابی حازم نے، ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں واللہ صبح کی جماعت میں فلاں (امام معاذ بن جبل یا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما) کی وجہ سے شرکت نہیں کر پاتا کیونکہ وہ ہمارے ساتھ اس نماز کو بہت لمبی کر دیتے ہیں۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو وعظ و نصیحت کے وقت اس سے زیادہ غضب ناک ہوتا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ آپ اس دن تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض نمازیوں کو نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے کیونکہ جماعت میں بوڑھے، بچے اور ضرورت مند سب ہی ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کتنے بھی غضب ناک ہوں آپ کے ہوش و حواس قائم ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس حالت میں آپ کا یہ ارشاد بالکل بجا تھا۔ اس سے امام کو سبق لینا چاہیے کہ مقتدی کا لحاظ کتنا ضروری ہے۔

۷۱۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ : أَخْبَرَنِي سَالِمٌ

(۷۱۶۰) ہم سے محمد بن ابی یعقوب الکرمانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، محمد نے بیان کیا کہ مجھے سالم نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عمر

نبیؐ نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حالت حیض میں تھیں (آمنہ بنت غفار) طلاق دے دی، پھر عمرؓ نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ بہت خفا ہوئے پھر فرمایا انہیں چاہیئے کہ وہ رجوع کر لیں اور انہیں اپنے پاس رکھیں، یہاں تک کہ جب وہ پاک ہو جائیں پھر حائضہ ہوں اور پھر پاک ہوں تب اگر چاہے تو اسے طلاق دے دے۔

آپ نے بحالت خفگی فتویٰ دیا۔ یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے۔

باب قاضی کو اپنے ذاتی علم کی رو سے معاملات میں حکم دینا درست ہے (نہ کہ حدود اور حقوق اللہ میں) یہ بھی جب کہ بدگمانی اور تمت کا ڈر نہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہند (ابوسفیان کی بیوی) کو یہ حکم دیا تھا کہ تو ابوسفیانؓ کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو دستور کے موافق تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو اور یہ اس وقت ہو گا جب معاملہ مشہور ہو۔

(۱۶۱ھ) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئیں اور کہا یا رسول اللہ! روئے زمین کا کوئی گھرانہ ایسا نہیں تھا جس کے متعلق اس درجہ میں ذلت کی خواہشمند ہوں جتنا آپ کے گھرانہ کی ذلت و رسوائی کی میں خواہشمند تھی لیکن اب میرا یہ حال ہے کہ میں سب سے زیادہ خواہشمند ہوں کہ روئے زمین کے تمام گھرانوں میں آپ کا گھرانہ عزت و سربلندی والا ہو۔ پھر انہوں نے کہا کہ ابوسفیانؓ بخیل آدمی ہیں، تو کیا میرے لیے کوئی حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر لے کر) اپنے اہل و عیال کو کھلاؤں؟ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم انہیں دستور کے مطابق کھلاؤ۔

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((لِيرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمَسِّكُهَا، حَتَّى تَطْهَرُ ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهَرُ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُطْلَقَهَا فَلْيُطْلَقْهَا)). [راجع: ۴۹۰۸]

۱۴- باب مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ

يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ

إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونُ وَالتُّهْمَةُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِهَنْدٍ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ)) وَذَلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرٌ مَشْهُورٌ.

۷۱۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتِ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذَلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَانِكَ، وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعَزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَانِكَ، ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أَطْعِمَ الَّذِي لَهُ عِيَالُنَا؟ قَالَ لَهَا: ((لَا حَرَجَ عَلَيْكَ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنَ مَعْرُوفٍ)). [راجع: ۲۲۱۱]

اس مقدمہ کے متعلق آپ کو ذاتی علم تھا اسی وثوق پر آپ نے یہ حکم دے دیا۔

باب مہری خط پر گواہی دینے کا بیان

کہ یہ فلاں شخص کا خط ہے) اور کون سی گواہی اس مقدمہ میں جائز ہے اور کون سی ناجائز اور حاکم جو اپنے ثابوں کو پروانے لکھے۔ اسی طرح ایک ملک کا قاضی دوسرے ملک کے قاضی کو، اس کا بیان اور بعض لوگوں نے کہا حاکم جو پروانے اپنے ثابوں کو لکھے ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ مگر حدود شرعیہ میں نہیں ہو سکتا کیونکہ ڈر ہے کہ پروانہ جعلی نہ ہو (پھر خود ہی کہتے ہیں کہ قتل خطا میں پروانے پر عمل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اس کی رائے پر مثل مالی دعویٰ کے ہے حالانکہ قتل خطا مالی دعویٰ کی طرح نہیں ہے بلکہ ثبوت کے بعد اس کی سزا مالی ہوتی ہے تو قتل خطا اور عمد دونوں کا حکم ایک رہنا چاہیئے۔ (دونوں میں پروانے کا اعتبار نہ ہونا چاہیئے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو حدود میں پروانے لکھے ہیں اور عمر بن عبدالعزیز نے دانت توڑنے کے مقدمہ میں پروانہ لکھا اور ابراہیم نخعی نے کہا ایک قاضی دوسرے قاضی کے خط پر عمل کر لے جب اس کی ہر اور خط کو پچھانتا ہو تو یہ جائز ہے اور شعبی مہری خط کو جو ایک قاضی کی طرف سے آئے جائز رکھتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں عبدالملک بن یحییٰ (بصرہ کے قاضی) اور ایاس بن معاویہ (بصری کے قاضی) اور حسن بصری اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ (بصری کے قاضی) اور عبداللہ بن بریدہ (مرو کے قاضی) اور عامر بن عبیدہ (کوفہ کے قاضی) اور عباد بن منصور (بصری کے قاضی) ان سب سے ملا ہوں۔ یہ سب ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام بغیر گواہوں کے منظور کرتے۔ اگر فریق ثانی جس کو اس خط سے ضرر ہوتا ہے یوں کہے کہ یہ خط جعلی ہے تو اس کو حکم دیں گے کہ اچھا اس کا ثبوت دے اور قاضی کے خط پر سب سے پہلے ابن ابی لیلیٰ (کوفہ کے قاضی) اور سوار بن عبداللہ (بصری کے قاضی) نے گواہی چاہی اور ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین

۱۵ - باب الشہادۃ علی الخط

الْمَخْتُومَ وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِمْ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَمَالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ: إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطًا فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزُعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبِتَ الْقَتْلُ فَالْخَطُّ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ، وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَمَالِهِ فِي الْحُدُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنِّ كُسَيْرَتِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ، إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْحَاتَمَ، وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ، وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ: شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلَى قَاضِيًا الْبَصْرَةَ، وَإِيَّاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِي بَرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيدَةَ وَعَبَادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كِتَابَ الْقَضَا بِغَيْرِ مَخْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ أَذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيْتَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. وَقَالَ لَنَا

نے کہا، ہم سے عبید اللہ بن حمرز نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن انس بصری کے پاس اس مدعی پر گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص پر میرا حق اتنا آتا ہے اور وہ کوفہ میں ہے پھر میں ان کا خط لے کر قاسم بن عبد الرحمن کوفہ کے قاضی کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو منظور کیا اور امام حسن بصری اور ابو قلابہ نے کہا وصیت نامہ پر اس وقت تک گواہی کرنا مکروہ ہے جب تک اس کا مضمون نہ سمجھ لے ایسا نہ ہو وہ ظلم اور خلاف شرع ہو۔ اور آنحضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خط بھیجا کہ یا تو اس (شخص یعنی عبد اللہ بن سہل) مقتول کی دیت دو جو تمہاری بستی میں مارا گیا ہے ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور زہری نے کہا اگر عورت پردے کی آڑ میں ہو اور آواز وغیرہ سے تو اسے پہچانتا ہو تو اس پر گواہی دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۷۱۶۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے انس بن مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اہل روم کو خط لکھنا چاہا تو صحابہ نے کہا کہ رومی صرف مرگاہوا خط ہی قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے چاندی کی ایک مہربنائی گویا میں اس کی چمک کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور اس پر کلمہ ”محمد رسول اللہ“ نقش تھا۔

اسی حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے نکالا کہ خط پر عمل ہو سکتا ہے بالخصوص جب وہ مخوم ہو تو شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

باب قاضی بننے کے لیے کیا کیا شرطیں ہونی ضروری ہیں

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے یہ عہد لیا ہے کہ خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے نہ ڈریں اور میری آیات کو معمولی قیمت کے بدلے میں نہ بیچیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ”اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے، پس تم لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن سخت عذاب ہو گا

اَبُو نَعِيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ جَنَّتْ بِكِتَابٍ مِنْ مُوسَى ابْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيْتَةَ أَنِّي لِي عِنْدَ فَلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو قِلَابَةَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيَّ وَصِيَّةً حَتَّى يَعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا يَذَرِي لَعَلَّ فِيهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ ((إِنَّمَا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِنَّمَا أَنْ تُوْذُوا بِحَرْبٍ)). وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: فِي شَهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السُّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا فَلَا تَشْهَدْ.

۷۱۶۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصْبِهِ وَنَفْسُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. [راجع: ۶۵]

۱۶- باب مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ؟

وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَى وَلَا يَخْشَوْا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوا بِأَيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ثُمَّ قَرَأَ: هَٰذَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿[الصافات: ۲۶]﴾
 وَقَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّائِيُّونَ وَالْأَخْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوْنَ النَّاسَ وَاخْشَوْنَا وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِنَا ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ [المائدة: ۴۴]
 بِمَا اسْتُحْفِظُوا: اسْتَوْدِعُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ. وَقَرَأَ ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ. وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ. فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [الأنبياء: ۷۸، ۷۹] فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلْمِ دَاوُدَ وَلَوْ لَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ هَذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقَضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَتَى عَلَى هَذَا بِعِلْمِهِ وَعَدَرَ هَذَا بِاجْتِهَادِهِ.
 وَقَالَ مُزَاجِمُ بْنُ زُفَرٍ: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِي مِنْهُنَّ خَصْلَةٌ كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهَمًا حَلِيمًا عَفِيفًا صَلِيحًا عَالِمًا سَوْلًا عَنِ الْعِلْمِ.

بوجہ اس کے جو انہوں نے حکم الہی کو بھلا دیا تھا۔“ اور امام حسن بصری نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”بلاشبہ ہم نے توریت نازل کی، جس میں ہدایت اور نور تھا اس کے ذریعہ انبیاء جو اللہ کے فرمانبردار تھے، فیصلہ کرتے رہے۔ ان لوگوں کے لیے انہوں نے ہدایت اختیار کی اور پاک بازار اور علماء (فیصلہ کرتے ہیں) اس کے ذریعہ جو انہوں نے کتاب اللہ کو یاد رکھا اور وہ اس پر نگہبان ہیں۔ پس لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ہی ڈرو اور میری آیات کے ذریعہ دنیا کی تھوڑی پونجی نہ خریدو اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو وہی منکر ہیں۔ بما استحفظوا ای بما استودعوا من کتاب اللہ اور امام حسن بصری نے سورۃ انبیاء کی یہ آیت بھی تلاوت کی (اور یاد کرو) داؤد اور سلیمان کو جب انہوں نے کھیتی کے بارے میں فیصلہ کیا جب کہ اس میں ایک جماعت کی بکریاں گھس پڑیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ پس ہم نے فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو نبوت اور معرفت دی تھی“ پس سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اور داؤد علیہ السلام کو ملامت نہیں کی۔ اگر ان دو انبیاء کا حال جو اللہ نے ذکر کیا ہے نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ قاضی تباہ ہو رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان کی تعریف ان کے علم کی وجہ سے کی ہے اور داؤد علیہ السلام کو ان کے اجتہاد میں معذور قرار دیا اور مزاحم بن زفر نے کہا کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہ پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے کوئی ایک خصلت بھی نہ ہو تو اس کے لیے باعث عیب ہے۔ اول یہ کہ وہ دین کی سمجھ والا ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ بردبار ہو۔ تیسرے وہ پاک دامن ہو، چوتھے وہ قوی ہو، پانچویں یہ کہ عالم ہو، علم دین کی دوسروں سے بھی خوب معلومات حاصل کرنے والا ہو۔

اس لیے اصول قرار پایا کہ مجتہد کو غلطی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے پس قاضی سے بھی غلطی کا امکان ہے۔ اللہ اسے معذور رکھے گا اور اس کی غلطی پر مؤاخذہ نہ کرے گا۔ الا ان یشاء اللہ۔ صلیبا کا ترجمہ یوں بھی ہے کہ وہ حق اور انصاف کرنے پر خوب پکا اور مضبوط ہو۔ آیت میں حضرت داؤد کے فیصلے کا غلط ہونا مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ کبھی پیغمبروں سے بھی اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر وہ اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ ان کو مطلع کر دیتا ہے۔ مجتہدین سے غلطی کا ہونا عین ممکن

ہے۔ ان کی غلطی پر جسے رہنمائی اندھی تھلید ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا اتخذوا احبارہم ودرہانہم اربابا من دون اللہ الایۃ۔ شافعیہ نے کہا قضا کی شرط یہ ہے کہ آدمی مسلمان متقی پرہیزگار مکلف آزاد مرد سننا دیکھتا بولتا ہو تو کافریا نابالغ یا مجنون یا غلام لونڈی یا عورت یا خنثی یا فاسق بہرے یا گونگے یا اندھے کی قضا درست نہیں ہے۔ اہل حدیث اور شافعیہ کے نزدیک قضا کے لیے مجتہد ہونا ضروری ہے یعنی قرآن اور حدیث اور ناخ اور منسوخ کا عالم ہونا اسی طرح قضایائے صحابہ اور تابعین سے واقف ہونا اور ہر مقدمہ میں اللہ کی کتاب کے موافق حکم دے۔ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ملے تو حدیث کے موافق اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو صحابہ کے اجماع کے موافق اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو جس کا قول قرآن و حدیث کے زیادہ موافق دیکھے اس پر حکم دے اور اہل حدیث اور محققین علماء نے مقلد کی قضا جائز نہیں رکھی اور یہی صحیح ہے۔

۱۷- باب رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ

اور قاضی شریع قضا کی تنخواہ لیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (یتیم کا) نگراں اپنے کام کے مطابق خرچہ لے گا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی (خلیفہ ہونے پر) بیت المال سے بقدر کفایت تنخواہ لی تھی۔

جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ حکومت اور قضا کی تنخواہ لینا درست ہے مگر بقدر کفاف ہونا نہ کہ حد سے آگے بڑھنا۔

۷۱۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ابْنُ أُمِّتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أَحْدِثْ أَنْتَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيَ الْعَمَالَةُ جَرَّهَتْهَا؟ فَقُلْتُ: بَلَى: فَقَالَ عُمَرُ: مَا تُرِيدُ إِلَيَّ ذَلِكَ؟ قُلْتُ: إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عَمَلَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ: لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِيهِ الْغَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أُعْطَانِي مَرَّةً مَلَا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فْتَمَوْلُهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا

(۷۱۶۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں نمر کے بھانجے سائب بن یزید نے خبر دی، انہیں حویطب بن عبدالعزیٰ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن السعدی نے خبر دی کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے زمانہ خلافت میں آئے تو ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا مجھ سے جو یہ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے کہ تمہیں لوگوں کے کام سپرد کئے جاتے ہیں اور جب اس کی تنخواہ دی جاتی ہے تو تم اسے لینا پسند نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا اس سے مقصد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خوشحال ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ میں نے بھی اس کا ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے آنحضرت ﷺ مجھے عطا کرتے تھے تو میں عرض کر دیتا تھا کہ اسے مجھ سے زیادہ اس کے ضرورت مند کو عطا فرما دیجئے۔ آخر آپ نے ایک مرتبہ مجھے مال عطا کیا اور میں نے وہی بات دہرائی کہ اسے ایسے شخص کو دے دیجئے جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آپ نے فرمایا کہ اسے لو اور اس کے مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کرو۔ یہ مال

جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے نہ خواہشمند ہو اور نہ اسے مانگا تو اسے لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔

(۷۶۴) اور زہری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مجھے عطا کرتے تھے تو میں کہتا کہ آپ اسے دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، پھر آپ نے مجھے ایک مرتبہ مال دیا اور میں نے کہا کہ آپ اسے ایسے شخص کو دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو اور اس کے مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کر دو۔ یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے خواہشمند نہ ہو اور نہ اسے تم نے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔

سبحان اللہ آنحضرت ﷺ نے وہ بات بتلائی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مال کو نہ لیتے صرف واپس کر دیتے تو اس میں اتنا فائدہ نہ تھا جتنا لے لینے میں اور پھر اللہ کی راہ میں خیرات کرنے میں۔ کیونکہ صدقہ کا ثواب بھی اس میں حاصل ہوا۔ تحقیق فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ مال کے رد کرنے میں بھی نفس کو ایک غرور حاصل ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو اسے مال لے لینا چاہیے پھر لے کر خیرات کر دے یہ نہ لینے سے افضل ہو گا۔ آج کل دینی خدمات کرنے والوں کے لیے بھی یہی بہتر ہے کہ تنخواہ بقدر کفاف لیں، غمی ہوں تو نہ لیں یا لے کر خیرات کر دیں۔

باب جو مسجد میں فیصلہ کرے

یا لعلان کرائے

اور عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر کے پاس لعلان کرا دیا اور شریح قاضی اور شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں فیصلہ کیا اور مروان نے زید بن ثابت کو مسجد میں منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کا حکم دیا اور امام حسن بصری اور زرارة بن ادنیٰ دونوں مسجد کے باہر ایک دالان میں بیٹھ کر قضا کا کام کیا کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ عین مسجد میں بیٹھ کر وہ فیصلے کرتے تھے۔

(۷۶۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان

جَاءَكَ مِنَ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرَفٍ، وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَلَا فَلَا تُبَغِّهْ نَفْسَكَ)).

[راجع: ۱۴۷۳]

۷۱۶۴- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَغْطِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، حَتَّى أَغْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: أَغْطِيهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرَفٍ، وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُبَغِّهْ نَفْسَكَ)).

[راجع: ۱۴۷۳]

شُرِّحَ

۱۸- باب مَنْ قَضَى وَلَا عَنَ فِي

الْمَسْجِدِ

وَلَا عَنَ عُمَرُ عِنْدَ مَنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَضَى شُرِّحَ وَالشُّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْمَنْبَرِ، وَكَانَ الْحَسَنُ وَزَرَارَةُ بْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي الرُّحْبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ. [راجع: ۴۲۳]

۷۱۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دولعان کرنے والوں کو دیکھا۔ میں اس وقت پندرہ سال کا تھا اور ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی گئی تھی۔

سہل بن سعد ساعدی انصاری ہیں یہ آخری صحابی ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے سال وفات سنہ ۹۱ھ ہے۔

(۷۶۶) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں بنی ساعدہ کے ایک فرد سہل رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا آنحضرت ﷺ کا اس بارے میں کیا خیال ہے اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھے کیا اسے قتل کر سکتا ہے؟ پھر دونوں (میاں بیوی) میں میری موجودگی میں لعان کرایا گیا۔

باب حد کا مقدمہ مسجد میں سنا پھر جب حد لگانے کا وقت آئے تو مجرم کو مسجد کے باہر لے جانا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس مجرم کو مسجد سے باہر لے جاؤ اور حد لگاؤ۔ (اس کو ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے وصل کیا) اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(۷۶۷) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تھے اور انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا لیکن جب اس نے اپنے ہی خلاف چار مرتبہ گواہی دی تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تم پاگل ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور رجم کر دو۔

(۷۶۸) ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس شخص کو عید گاہ پر رجم کیا تھا۔

سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنِينَ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ فُرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۷۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَلْتُهُ؟ فَلَاعَنَّا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ. [راجع: ۴۲۳]

۱۹- بَاب مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدِّ أَمْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ لِيَقَامَ وَقَالَ عُمَرُ: أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَذْكُرْ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

۷۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرِضْ عَنْهُ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ ارْتَبَعَ قَالَ: ((أَبَاكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)).

[راجع: ۵۲۷۱]

۷۶۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ لِمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى. رَوَاهُ يُونُسُ وَ مَعْمَرٌ

اس کی روایت یونس، معمر اور ابن جریج نے زہری سے کی، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے جابر بن عبد اللہ نے نبی کریم ﷺ سے رجم کے سلسلے میں یہی حدیث ذکر کی۔

وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ رَجَمَ فِي الرُّجْمِ.

[راجع: ۵۲۷۰]

عید گاہ کے قریب ان کو رجم کیا گیا۔ یہ شخص ماعز بن مالک اسلمی مدنی ہے جو بحکم نبوی سنگسار کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب فریقین کو امام کا نصیحت کرنا

(۱۶۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ میں ایک انسان ہوں، تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو۔ ممکن ہے تم میں سے بعض اپنے مقدمہ کو پیش کرنے میں فریق ثانی کے مقابلہ میں زیادہ چرب زبان ہو اور میں تمہاری بات سن کر فیصلہ کر دوں تو جس شخص کے لیے میں اس کے بھائی (فریق مخالف) کا کوئی حق دلا دوں۔ چاہیے کہ وہ اسے نہ لے کیونکہ یہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دیتا ہوں۔

۲۰- باب مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخَصُومِ

۷۱۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنكُمْ تُخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ الْخَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي نَحْوَ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)) . [راجع: ۲۴۵۸]

تشریح: معلوم ہوا کہ کسی بھی قاضی کا غلط فیصلہ عند اللہ صحیح نہیں ہو سکتا گو وہ نافذ کر دیا جائے، غلط غلط ہی رہے گا۔ اس حدیث سے امام مالک اور شافعی اور احمد اور ابوالخدیث اور جمہور علماء کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے لیکن اس کے فیصلے سے جو شے حرام ہے وہ حلال نہیں ہوتی نہ حلال حرام ہوتی ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول رد ہو گیا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو بتلا دیتا تو معلوم ہو جاتا۔

باب اگر قاضی خود عمدہ قضا حاصل ہونے کے بعد

یا اس سے پہلے ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اس کی بنا پر

فیصلہ کر سکتا ہے؟

اور شریح (مکہ کے قاضی) سے ایک آدمی (نام نامعلوم) نے کہا تم اس مقدمہ میں گواہی دو۔ انہوں نے کہا تو بادشاہ کے پاس جا کر کہنا تو میں وہاں دوں گا۔ اور عکرمہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر تو خود اپنی آنکھ سے کسی کو زنا یا چوری کا جرم کرتے دیکھے اور تو امیر ہو تو کیا اس کو حد لگا دے گا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ

۲۱- باب الشَّهَادَةُ تَكُونُ عِنْدَ

الْحَاكِمِ فِي وَلَايَتِهِ الْقَضَاءُ أَوْ قَبْلَ

ذَلِكَ لِلْخَصْمِ

وَقَالَ شَرِيحُ الْقَاضِي: وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ: أَنْتَ الْأَمِيرُ حَتَّى أَشْهَدَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: قَالَ غَمْرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى حَدِّ زَنَا أَوْ سَرَقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيرٌ فَقَالَ:

نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آخر تیری گواہی ایک مسلمان کی گواہی کی طرح ہوگی یا نہیں۔ عبدالرحمن نے کہا بے شک سچ کہتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر لوگ یوں نہ کہیں کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے بڑھا دیا تو میں رجم کی آیت اپنے ہاتھ سے مصحف میں لکھ دیتا۔ اور معاذ سلمی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے چار بار زنا کا اقرار کیا تو آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور یہ منقول نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے اقرار پر حاضرین کو گواہ کیا ہو۔ اور حماد بن ابی سلیمان (استاد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) نے کہا اگر زنا کرنے والا حاکم کے سامنے ایک بار بھی اقرار کر لے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور حکم بن عقیبہ نے کہا جب تک چار بار اقرار نہ کر لے سنگسار نہیں ہو سکتا۔

تشریح اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ باب کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر قاضی خود عمدہ قضا حاصل ہونے کے بعد یا قبل ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اس کی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے یعنی اپنی شہادت اور واقفیت کی بنا پر اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کو خود اپنے علم یا گواہی پر فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ ایسا مقدمہ بادشاہ وقت یا دوسرے قاضی کے پاس رجوع ہونا چاہیے اور اس قاضی کو مثل دوسرے گواہوں کے وہاں گواہی دینا چاہیے۔

(۷۱۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے عمر بن کثیر نے، ان سے ابو قتادہ کے غلام ابو محمد نافع نے اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے حنین کی جنگ کے دن فرمایا، جس کے پاس کسی مقتول کے بارے میں جسے اس نے قتل کیا ہو گواہی ہو تو اس کا سامان اسے ملے گا۔ چنانچہ میں مقتول کے لیے گواہ تلاش کرنے کے لیے کھڑا ہوا تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو میرے لیے گواہی دے سکے، اس لیے میں بیٹھ گیا۔ پھر میرے سامنے ایک صورت آئی اور میں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا تو وہاں بیٹھے ہوئے ایک صاحب نے کہا کہ اس مقتول کا سامان جس کا ابو قتادہ ذکر کر رہے ہیں، میرے پاس ہے۔ انہیں اس کے لیے راضی کر دیجئے (کہ وہ یہ ہتھیار وغیرہ مجھے دے دیں) اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو نظر انداز کر کے جو اللہ اور اس کے رسول

شَهِادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: صَدَقْتُ قَالَ عُمَرُ: لَوْ لَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكُنْتُ آيَةً الرُّجْمِ بِيَدِي وَأَقْرَأَ مَا عَزَّ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالزُّنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذَكَّرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْهَدَ مِنْ حَضْرَةِ وَقَالَ حَمَادُ: إِذَا أَقْرَأَ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ: أَرْبَعًا.

۷۱۷۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مُوَلَّى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلْبُهُ)) فَقُمْتُ لِأَتَمِسَّ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ فَلَمْ أَرِ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي، فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَأَ لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي قَالَ فَارْصِدْ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَلَّا لَا يُعْطِيهِ أَصْبَغُ مِنْ فَرِيَشٍ وَيَدْعُ أَسَدًا مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَاهُ إِلَيَّ فَأَشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا، فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأْتَلَتْهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ: الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بِعِلْمِهِ شَهْدَ بِذَلِكَ فِي وَلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا، وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِأَخَرٍ بِحَقٍّ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِي قَوْلٍ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَذْغُو بِشَاهِدَيْنِ، فَيُخْضِرُهُمَا إِفْرَارَةً وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ: مَا سَمِعَ أَوْ رَأَى فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ: بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ، وَإِنَّمَا يُرَدُّ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَقْضِي بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ: لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يُنْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُونَ عِلْمٍ غَيْرِهِ مَعَ أَنْ عِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنْ فِيهِ تَعَرُّضٌ لِتُهْمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنِّ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةٌ)).

[راجع: ۲۱۰۰]

کی طرف سے جنگ کرتا ہے وہ قریش کے معمولی آدمی کو ہتھیار نہیں دیں گے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور انہوں نے ہتھیار مجھے دے دیئے اور میں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ یہ پہلا مال تھا جو میں نے (اسلام کے بعد) حاصل کیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن صالح نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے کہ ”پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان دلا دیا، اور اہل حجاز امام مالک وغیرہ نے کہا کہ حاکم کو صرف اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا درست نہیں۔ خواہ وہ معاملہ پر عہدہ قضا حاصل ہونے کے بعد گواہ ہوا ہو یا اس سے پہلے اور اگر کسی فریق نے اس کے سامنے دوسرے کے لیے مجلس قضا میں کسی حق کا اقرار کیا تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس بنیاد پر وہ فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ دو گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے اقرار کرائے گا۔ اور بعض اہل عراق نے کہا ہے کہ جو کچھ قاضی نے عدالت میں دیکھا یا سنا اس کے مطابق فیصلہ کرے گا لیکن جو کچھ عدالت کے باہر ہو گا اس کی بنیاد پر دو گواہوں کے بغیر فیصلہ نہیں کر سکتا اور انہیں میں سے دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کی بنیاد پر بھی فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ امانت دار ہے۔ شہادت کا مقصد تو صرف حق کا جاننا ہے پس قاضی کا ذاتی علم گواہی سے بڑھ کر ہے۔ اور بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ اموال کے بارے میں تو اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا اور اس کے سوا میں نہیں کرے گا اور قاسم نے کہا کہ حاکم کے لیے درست نہیں کہ وہ کوئی فیصلہ صرف اپنے علم کی بنیاد پر کرے اور دوسرے کے علم کو نظر انداز کر دے گو قاضی کا علم دوسرے کی گواہی سے بڑھ کر ہے لیکن چونکہ عام مسلمانوں کی نظر میں اس صورت میں قاضی کے متسم ہونے کا خطرہ ہے اور مسلمانوں کو اس طرح بدگمانی میں مبتلا کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بدگمانی کو ناپسند کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ صفیہ میری بیوی ہیں۔

جب دو انصاریوں نے آپ کو مسجد سے باہر ان کے ساتھ چلتے دیکھا تھا تو ان کی بدگمانی دور کرنے کے لیے آپ نے یہ فرمایا تھا جس کی تفصیل آگے والی حدیث میں وارد ہے۔ تو اگر حاکم یا قاضی نے کسی شخص کو زنا یا چوری یا خون کرتے دیکھا تو

ﷺ

صرف اپنے علم کی بنا پر مجرم کو سزا نہیں دے سکتا جب تک باقاعدہ شہادت سے ثبوت نہ ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں قیاس تو یہ تھا کہ ان سب مقدمات میں بھی قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا جائز ہوتا لیکن میں قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں اور استحسان کے رو سے یہ کہتا ہوں کہ قاضی ان مقدمات میں اپنے علم کی بنا پر حکم نہ دے۔

(۷۱۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے جناب زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ نے کہ صفیہ بنت جحش رضی اللہ عنہا (رات کے وقت) نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں (اور آنحضرت ﷺ مسجد میں معتمد تھے) جب وہ واپس آنے لگیں تو آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ آئے۔ اس وقت دو انصاری صحابی ادھر سے گزرے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ ہیں۔ ان دونوں انصاریوں نے کہا، سبحان اللہ (کیا ہم آپ پر شبہ کریں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔ اس کی روایت شعیب ابن مسافر ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے کی ہے، ان سے علی بن حسین نے اور ان سے صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے یہی واقعہ نقل کیا ہے۔

باب جب حاکم اعلیٰ دو شخصوں کو کسی ایک جگہ ہی کا حاکم مقرر کرے تو انہیں یہ حکم دے کہ وہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں

(۷۱۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو عقدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی بروہہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے والد (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا کہ آسانی پیدا کرنا اور سختی نہ کرنا اور خوش خبری دینا اور نفرت نہ دلانا اور آپس میں اتفاق رکھنا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہمارے ملک میں شہد کا نمیز (تج) بتایا جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ نصر بن شمس

۷۱۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْثَمِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُصَيْنٍ، فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ)) قَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)). رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ، وَابْنُ أَبِي عَتِيْقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَغْنِي ابْنُ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۷۱۷۱]

۲۲- باب أمر الوالي إذا وجّه أميرين إلى موضع أن يتطاولا ولا يتعاصيا

۷۱۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا الْقَعْدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسْرًا وَلَا تُعَسِّرَا، وَيَسْرًا وَلَا تَنْفَرَا، وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: إِنَّهُ يُصْنَعُ بَارِضِنَا الْبَنُغُ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)). وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

ابوداؤد طیالسی، یزید بن ہارون اور وکیع نے شعبہ سے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے دادا نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی۔

باب حاکم دعوت قبول کر سکتا ہے

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی دعوت قبول کی

(۷۱۷۳) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، کہا مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدیوں کو چھڑاؤ اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۲۶۱]

۲۳- باب إجابة الحاكم الدعوة

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۷۱۷۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((فُكِّرُوا الْعَلَانِيَّ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ)).

[راجع: ۳۰۴۶]

باب حاکموں کو جو ہدیے تحفے دیئے جائیں ان کا بیان

۲۴- باب هدايا العُمَّال

ان کا لینا ان کے لیے قطعاً ناجائز ہے وہ سارا مال بیت المال کا ہے۔

(۷۱۷۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، انہوں نے عروہ سے سنا، انہیں حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسد کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تحصیلدار بنایا، ان کا نام ابن الامیہ تھا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں دیا گیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، سفیان ہی نے یہ روایت بھی کی کہ ”پھر آپ منبر پر چڑھے“ پھر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا، اس عامل کا کیا حال ہو گا جسے ہم تحصیل کے لیے بھیجتے ہیں پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔ کیوں نہ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھا رہا اور دیکھا ہوتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عامل جو چیز بھی (ہدیہ کے طور پر) لے گا اسے قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر اونٹ

۷۱۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأَثْبَةِ عَلَى صَدَقَةٍ: فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ، قَالَ سُفْيَانٌ أَيْضًا: فَصَعِدَ الْمَنْبَرُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعُهُ فَيَأْتِي يَقُولُ: هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي، فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُمَا لَهُ أَمْ لَا. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ، إِنْ كَانَ

ہو گا تو وہ اپنی آواز نکالتا آئے گا، اگر گائے ہوگی تو وہ اپنی آواز نکالتی آئے گی، بکری ہوگی تو وہ بولتی آئے گی، پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ ہم نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی اور آپ نے فرمایا کہ میں نے پہنچا دیا! تین مرتبہ یہی فرمایا۔ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم سے زہری نے بیان کی اور ہشام نے اپنے والد سے روایت کی، ان سے ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور دونوں آنکھوں نے دیکھا اور زید بن ثابت صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھ کیونکہ انہوں نے بھی یہ حدیث میرے ساتھ سنی ہے۔ سفیان نے کہا زہری نے یہ لفظ نہیں کہا کہ میرے کانوں نے سنا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا حدیث میں خوار کا لفظ ہے یعنی گائے کی آواز یا جوار کا لفظ جو لفظ تجارون سے نکلا ہے جو سورہ مومنوں میں ہے یعنی گائے کی آواز نکالتے ہوں گے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فقہائے بزرگ اصحاب سے ہیں۔ عہد صدیقی میں انہوں نے قرآن کو جمع کیا اور عہد عثمانی میں نقل کیا۔ ۵۶ سال کی عمر میں سنہ ۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا

(۱۷۷) ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی، انہیں نافع نے خبر دی، انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی، کہا کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے (آزاد کردہ غلام) سالم مہاجر اولین کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم قبائلیں امامت کیا کرتے تھے۔ ان اصحاب میں ابو بکر، عمر، ابو سلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے۔

بَعِيرًا لَهُ رُعَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا جُؤَارٌ، أَوْ شَاةٌ تَغْرُؤُ) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْهِ ابْطِيْهِ ((أَلَا هَلْ بَلَغْتُ)) ثَلَاثًا. قَالَ سَفِيَّانُ: قَصَصَهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعَ أَذْنَآيَ وَأَبْصَرْتُهُ غَنِيٍّ وَسَلُّوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِي، وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أَذْنِي. خُوَارٌ: صَوْتُ وَالْجُؤَارُ مِنْ تَجَاوَرُونَ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

[راجع: ۹۲۵]

۲۵- باب استِقْضَاءِ الْمَوَالِي

وَاسْتِعْمَالِهِمْ

جائز ہے جیسا کہ حدیث ذیل سے ثابت ہے۔
۷۱۷۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَوْمَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسْجِدٍ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ. [راجع: ۶۹۲]

اس کی وجہ یہ تھی کہ سالم قرآن کے بڑے قاری تھے جب کہ دوسری حدیث میں ہے قرآن چار شخصوں سے سیکھو۔ عبد اللہ بن مسعود اور سالم مولى ابو حذیفہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک بار میں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے میں دیر لگائی۔ آپ نے وجہ پوچھی۔ میں نے کہا ایک قاری کو نہایت عمدہ طور سے میں نے قرآن پڑھتے سنا۔ یہ سنتے ہی آپ چادر لے کر باہر نکلے دیکھا تو وہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص بنایا۔ سالم رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے جو آزاد کردہ غلام تھے، اسی سے غلام کو حاکم یا قاضی بنانا ثابت ہوا، بشرطیکہ وہ اہلیت رکھتا ہو۔

باب لوگوں کے چودھری یا نقیب بنانا

۲۶- باب الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

خاندان کے نمائندے بنانا حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔

(۷۱۷۶-۷۱۷۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے جب مسلمانوں نے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو اجازت دی تو فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ پس واپس جاؤ اور تمہارا معاملہ ہمارے پاس تمہارے نقیب یا چودھری اور تمہارے سردار لائیں۔ چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ذمہ داروں نے ان سے بات کی اور پھر آنحضرت ﷺ کو آکر اطلاع دی کہ لوگوں نے دلی خوشی سے اجازت دے دی ہے۔

۷۱۷۶، ۷۱۷۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ حِينَ أُذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِنَقِي سَبْعِي هَوَازِنَ فَقَالَ ((إِنِّي لَا أَذِرِي مَنْ أُذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)) فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَبِئُوا وَأُذِنُوا.

[راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

باب بادشاہ کے سامنے منہ در منہ خوشامد کرنا پیٹھ پیچھے اس

کو برا کہنا منع ہے

۲۷- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ

السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ : غَيْرَ ذَلِكَ.

کیونکہ یہ وغباری اور نفاق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں کچھ ہو اور باطن میں کچھ ہی نفاق ہے۔

(۷۱۷۸) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے، اور ان سے ان کے والد نے، کہ کچھ لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے حاکموں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے حق میں وہ باتیں کہتے ہیں کہ باہر آنے کے بعد ہم اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اسے نفاق کہتے تھے۔

۷۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فنَقُولُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

(۷۹۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عراک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدترین شخص دورِ خا ہے۔ کسی کے سامنے اس کا ایک رخ ہوتا ہے اور دوسرے کے سامنے دوسرا رخ برتا ہے۔

۷۱۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَؤُلَاءَ بِوَجْهِهِ)).

[راجع: ۳۴۹۴]

منہ دیکھی بات کرنا اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں ایسے لوگ سب کی نظروں میں غیر محترم ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی مقام نہیں رہتا۔

باب ایک طرفہ فیصلہ کرنے کا بیان

(۷۱۸۰) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ (ان کے شوہر) ابوسفیان بخیل ہیں اور مجھے ان کے مال میں سے لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دستور کے مطابق اتنا لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو۔

۲۸- باب الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

۷۱۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَخْذَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ ﷺ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ۲۲۱۱]

آپ نے ابوسفیان کی غیر حاضری میں فیصلہ دے دیا یہی باب سے مطابقت ہے۔ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کی اور ماں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا کی خلافت قاروقی میں وفات پائی رضی اللہ عنہا

باب اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے مسلمان بھائی کا مال ناحق دلا دے تو اس کو نہ لے کیونکہ حاکم کے فیصلہ سے نہ حرام حلال ہو سکتا ہے نہ حلال حرام ہو سکتا ہے

۲۹- باب مَنْ قَضَى لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنْ قَضَاءُ الْحَاكِمِ لَا يُجِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا

(۷۱۸۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی۔ آپ نے اپنے حجرہ کے دروازے پر جھکڑے کی آواز سنی تو باہر ان کی طرف نکلے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں اور میرے پاس لوگ مقدمے لے کر آتے ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے

۷۱۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بَبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ

ایک فریق دوسرے فریق سے بولنے میں زیادہ عمدہ ہو اور میں یقین کر لوں کہ وہی سچا ہے اور اس طرح اس کے موافق فیصلہ کر دوں۔ پس جس شخص کے لیے بھی میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے وہ چاہے اسے لے یا چھوڑ دے، میں اس کو درحقیقت دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابوامیہ ہیں۔ پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں۔ سنہ ۴ھ میں ان کے انتقال کے بعد حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ ۸۳ سال کی عمر میں سنہ ۵۹ھ میں فوت ہو کر بقیع غرقہ میں دفن ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما۔

(۷۱۸۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی (کا لڑکا) میرا ہے۔ تم اسے اپنی پرورش میں لے لینا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور مجھے اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کی تھی۔ پھر عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی لونڈی کا لڑکا ہے اور انہیں کے فراش پر پیدا ہوا۔ چنانچہ یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے بھائی کا لڑکا ہے، انہوں نے مجھے اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی لونڈی کا لڑکا ہے اور انہیں کے فراش پر پیدا ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ بچہ فراش کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پھر ہے۔ پھر آپ نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ آپ نے لڑکے کی عتبہ سے مشابہت دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو موت تک نہیں دیکھا۔

يَا أَيُّهَا الْخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ
أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَخْبِسْ أَنْهُ صَادِقٌ
فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ بِحَقٍّ
مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا
أَوْ لِيَتْرُكْهَا)). [راجع: ۲۴۵۸]

۷۱۸۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ
الرُّبَيْعِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا
قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ عَهْدَ إِلَى
أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ
زَمْعَةَ مِنِّي فَأَقْبَضَهُ إِلَيْكَ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ
الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي: قَدْ كَانَ
عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ
أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ
فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ
وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي
وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
(هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ) ثُمَّ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْغَايِرِ
الْحَجَرُ)) ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ:
(اِخْتَجِبِي مِنْهُ) لَمَّا رَأَى مِنْ شَبْهِهِ بَعْثَةَ
فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى.

[راجع: ۲۰۵۳]

سبحان اللہ! امام بخاری رحمہ اللہ کے باریک فہم پر آفریں۔ انہوں نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ اگر قاضی

کی قضا ظاہر اور باطن یعنی عند الناس و عند اللہ دونوں طرح نافذ ہو جاتی جیسے حنیفہ کہتے ہیں تو جب آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بچہ زمرہ کا بیٹا ہے تو سودہ کا بھائی ہو جاتا اور اس وقت آپ سودہ کو اس سے پردہ کرنے کا کیوں حکم دیتے۔ جب پردے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قضائے قاضی سے باطنی اور حقیقی امر نہیں بدلتا گو ظاہر میں وہ سودہ کا بھائی ٹھہرا مگر حقیقتاً عند اللہ بھائی نہ ٹھہرا اسی وجہ سے پردہ کا حکم دیا۔

باب کنوئیں اور اس جیسی چیزوں کے مقدمات فیصل کرنا

(۷۱۸۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں منصور اور اعمش نے ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی قسم کھائے جو جھوٹی ہو جس کے ذریعہ وہ کسی دوسرے کا مال مار لے تو اللہ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (اس کی تصدیق میں) نازل فرمائی ”بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی پونجی کے بدلے خریدتے ہیں“ (الایہ)

۳۰- باب الْحُكْمِ فِي الْبَيْتِ وَنَحْوِهَا

۷۱۸۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَخْلِفُ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْطَعُ مَالًا، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران ۷۷] الْآيَةَ.

[راجع: ۲۳۵۶]

(۷۱۸۳) اتنے میں اشعث رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ ابھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے حدیث بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور ایک اور شخص کے بارے میں، میرا ان سے کنوئیں کے بارے میں جھگڑا ہوا تو آنحضرت ﷺ نے (مجھ سے) کہا کہ تمہارے پاس کوئی گواہی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر فریق مقابل کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ پھر تو یہ (جھوٹی) قسم کھالے گا۔ چنانچہ آیت ”بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد کو“ الخ نازل ہوئی۔

۷۱۸۴- فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ: فِي نَزَلَتْ وَلِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بَيْتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَاكَ بَيِّنَةٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَلْيَخْلِفْ)) قُلْتُ: إِذَا يَخْلِفُ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ الْآيَةَ.

[راجع: ۲۳۵۷]

اس سے کنوئیں وغیرہ کے مقدمات ثابت ہوئے اور یہ بھی کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔

باب نأحق مال اڑانے میں جو وعید ہے وہ تھوڑے اور بہت

دونوں مالوں کو شامل ہے

اور ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے کہ دعویٰ تھوڑا ہو یا بہت سب کا فیصلہ یکساں ہے

۳۱- باب الْقَضَاءِ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: عَنْ ابْنِ شُبْرَمَةَ الْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ.

(۷۱۸۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی، ان سے ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی اور ان کی طرف نکلے۔ پھر ان سے فرمایا، میں تمہارے ہی جیسا انسان ہوں، میرے پاس لوگ مقدمہ لے کر آتے ہیں، ممکن ہے ایک فریق دوسرے سے زیادہ عمدہ بولنے والا ہو اور میں اس کے لیے اس حق کا فیصلہ کر دوں اور یہ سمجھوں کہ میں نے فیصلہ صحیح کیا ہے (حالانکہ وہ صحیح نہ ہو) تو جس کے لیے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو بلاشبہ یہ فیصلہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے۔

[راجع: ۲۴۵۸]

معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ اگر غلط ہو تو وہ نافذ نہ ہوگا۔

۳۲- باب يَبِيعُ الْإِمَامُ عَلَى النَّاسِ

أَمْوَالَهُمْ وَصِيَّاعَهُمْ وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ ﷺ مُدَبِّرًا مِنْ نَعِيمِ بْنِ النُّحَامِ

یہ حدیث آگے آ رہی ہے۔

۷۱۸۶- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَغْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِيَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ. [راجع: ۲۱۴۱]

باب حاکم (بے وقوف اور غائب) لوگوں کی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کو بیچ سکتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے ایک مدبر غلام نعیم بن نحام کے ہاتھ بیچ ڈالا

(۷۱۸۶) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن کھیل نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے صحابہ میں سے ایک نے اپنے ایک غلام کو مدبر بنادیا ہے (کہ ان کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا) چونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ دیا اور اس کی قیمت انہیں بھیج دی۔

باب کسی شخص کی سرداری میں نافرمانی سے لوگ طعنہ دیں اور حاکم ان کے طعنہ کی پرواہ نہ کرے

۳۳- باب مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا

(۷۱۸۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا لیکن ان کی سرداری پر طعن کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اگر آج تم ان کی امارت کو مطعون قرار دیتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی امارت کو بھی مطعون قرار دیا تھا اور خدا کی قسم وہ امارت کے لیے سزاوار تھے اور وہ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

تشیع اندیشی سے خالی نہ تھا۔ ہوا یہ تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان رومی کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے بیٹے کو اس لیے سردار بنایا کہ وہ اپنے باپ کے مارنے والوں سے بڑے جوش کے ساتھ لڑیں گے۔ دوسرے یہ کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل کو ذرا تسلی ہو گی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے بیٹا بنایا تھا جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو ایک اکلوتا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ چھوڑ گئے۔ آنحضرت ﷺ ان کو بے انتہا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ران پر ان کو بٹھاتے اور ایک ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے یا اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ اس حدیث کے لانے سے یہاں یہ غرض ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے لغو طعن و تشنیع پر کچھ خیال نہیں کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو سرداری سے علیحدہ نہیں کیا۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی بے اصل شکایات پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں معزول کر دیا کیونکہ ہر زمانہ اور ہر موقع کی مصلحت جد اگانہ ہوتی ہے گو سعد رضی اللہ عنہ کی شکایات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیں تو بے اصل نکلیں مگر کسی فتنے یا فساد کے ڈر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا علیحدہ ہی کر دینا قرین مصلحت نظر آیا اور آنحضرت ﷺ کو ایسے کسی فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ تھا۔ بہر حال یہ امر امام کی رائے کی طرف مفوض ہے۔

باب الداء الخصم کا بیان

یعنی اس شخص کا بیان جو ہمیشہ لوگوں سے لڑتا جھگڑتا رہے۔ لُذَّاء یعنی ٹیڑھی

سورۃ مریم میں جو ہے وندربہ قومًا لُذَّاء۔ یہاں لُذَّاء کا معنی ٹیڑھی اور کج ہے یعنی گمراہی کی طرف جانے والے۔

(۷۱۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ

۷۱۸۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعَثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ: ((إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ۳۷۳۰]

تشیع اندیشی سے خالی نہ تھا۔ ہوا یہ تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان رومی کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے بیٹے کو اس لیے سردار بنایا کہ وہ اپنے باپ کے مارنے والوں سے بڑے جوش کے ساتھ لڑیں گے۔ دوسرے یہ کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل کو ذرا تسلی ہو گی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے بیٹا بنایا تھا جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو ایک اکلوتا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ چھوڑ گئے۔ آنحضرت ﷺ ان کو بے انتہا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ران پر ان کو بٹھاتے اور ایک ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے یا اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ اس حدیث کے لانے سے یہاں یہ غرض ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے لغو طعن و تشنیع پر کچھ خیال نہیں کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو سرداری سے علیحدہ نہیں کیا۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی بے اصل شکایات پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں معزول کر دیا کیونکہ ہر زمانہ اور ہر موقع کی مصلحت جد اگانہ ہوتی ہے گو سعد رضی اللہ عنہ کی شکایات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیں تو بے اصل نکلیں مگر کسی فتنے یا فساد کے ڈر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا علیحدہ ہی کر دینا قرین مصلحت نظر آیا اور آنحضرت ﷺ کو ایسے کسی فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ تھا۔ بہر حال یہ امر امام کی رائے کی طرف مفوض ہے۔

۳۴- باب الألداء الخصم وهو

الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ

لُذَّاءٌ : غَوَجًا

۷۱۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلْدُّ الْخَصِيمُ)).

[راجع: ۲۴۵۷]

باب جب حاکم کا فیصلہ ظالمانہ ہو یا علماء کے خلاف ہو تو وہ رد کر دیا جائے گا

۳۵- باب إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

اس کا ماننا ضروری نہ ہو گا۔

(۷۱۸۹) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، انہیں ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا (جب انہیں اسلام کی دعوت دی) تو وہ ”اسلمنا“ (ہم اسلام لائے) کہہ کر اچھی طرح اظہار اسلام نہ کر سکے بلکہ کہنے لگے کہ صبا صبا (ہم اپنے دین سے پھر گئے، ہم اپنے دین سے پھر گئے) اس پر خالد رضی اللہ عنہ انہیں قتل اور قید کرنے لگے اور ہم میں سے ہر شخص کو اس کے حصہ کا قیدی دیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ اس پر میں نے کہا کہ واللہ! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ پھر ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں اس سے برأت ظاہر کرتا ہوں جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کیا۔ دو مرتبہ۔

۷۱۸۹- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدًا ح. وَحَدَّثَنِي نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُخْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا فَقَالُوا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنْ أَسِيرِهِ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِّنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، فَذَكَّرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ)) مَرَّتَيْنِ.

[راجع: ۴۳۳۹]

آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاکم تھے مگر ان کے غلط فیصلے کو ساتھیوں نے نہیں مانا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت

ہوتا ہے۔ سچ ہے لاطاعة للمخلوق في معصية الخالق۔

باب امام کسی جماعت کے پاس آئے اور ان میں باہم صلح کرا

۳۶- باب الْإِمَامُ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ

بَيْنَهُمْ

(۷۱۹۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو حازم المدینی نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد الساعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں باہم لڑائی ہو گئی۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور ان کے یہاں صلح کرانے کے لیے تشریف لائے۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا (مدینہ میں) تو بلال رحمہ اللہ نے اذان دی اور اقامت کسی۔ آپ نے ابو بکر رحمہ اللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے، اتنے میں آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے ابو بکر رحمہ اللہ نماز ہی میں تھے، پھر آنحضرت ﷺ لوگوں کی صف کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور ابو بکر رحمہ اللہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس صف میں آگئے جو ان سے قریب تھی۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی آمد کو بتانے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارے۔ ابو بکر رحمہ اللہ جب نماز شروع کرتے تو ختم کرنے سے پہلے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا رکتا ہی نہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے پیچھے دیکھا لیکن آنحضرت ﷺ نے اشارہ کیا کہ نماز پوری کریں اور آپ نے اس طرح ہاتھ سے اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا اشارہ کیا۔ ابو بکر رحمہ اللہ تھوڑی دیر نبی کریم ﷺ کے حکم پر اللہ کی حمد کرنے کے لیے ٹھہرے رہے، پھر آپ اٹے پاؤں پیچھے آگئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز پوری کرنے کے بعد آپ نے فرمایا، ابو بکر! جب میں نے اشارہ کر دیا تھا تو آپ کو نماز پوری پڑھانے میں کیا چیز مانع تھی؟ انہوں نے عرض کیا، ابن ابی قحافہ کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امامت کرے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (نماز میں) جب کوئی معاملہ پیش آئے تو مردوں کو سحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہیے۔

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں آپ صلح کرانے گئے، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا، اس میں امام کی کسر شان نہیں ہے بلکہ یہ اس کی خوبی ہوگی۔

۷۱۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدِينِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ قَبْلَةَ الَّذِي نَبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصَلِّحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتِ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَنَ بِلَالٍ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ: وَصَفَّحَ الْقَوْمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى النَّصْفِیْحَ لَا يُمْسِكُ عَلَيْهِ انْتَفَتْ فَرَأَى النَّبِيَّ ﷺ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ امْضِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَبَّثَ أَبُو بَكْرٍ هُنَا يَحْمَدُ اللَّهَ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ ذَلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذَا أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُونَ مَضِيَّتَ)) قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِأَبْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَوْمَ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ: ((إِذَا نَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسِّحِ الرِّجَالُ، وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ)).

[راجع: ۶۸۴]

باب فیصلہ لکھنے والا امانت دار اور عقلمند ہونا چاہیے

(۷۱۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ ابو ثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جنگ یمامہ میں بکثر (قاری صحابہ کی) شہادت کی وجہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا قتل بہت ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ دوسری جنگوں میں بھی اسی طرح وہ شہید کئے جائیں گے اور قرآن اکثر ضائع ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید کو (کتابی صورت میں) جمع کرنے کا حکم دیں۔ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں کوئی ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! یہ تو کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں برابر مجھ سے کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح اس معاملے میں میرا بھی سینہ کھول دیا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ کا تھا اور میں بھی وہی مناسب سمجھنے لگا جسے عمر رضی اللہ عنہ مناسب سمجھتے تھے۔ زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جوان ہو، عقلمند ہو اور ہم تمہیں کسی بارے میں متم بھی نہیں سمجھتے تم آنحضرت ﷺ کی وحی بھی لکھتے تھے، پس تم اس قرآن مجید (کی آیات) کو تلاش کرو اور ایک جگہ جمع کر دو۔ زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ واللہ! اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا مکلف کرتے تو اس کا بوجھ بھی میں اتنا نہ محسوس کرتا جتنا کہ مجھے قرآن مجید کو جمع کرنے کے حکم سے محسوس ہوا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ کس طرح ایسا کام کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! یہ خیر ہے۔ چنانچہ مجھے آمادہ کرنے کی وہ کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا جس کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا اور میں بھی وہی

۳۷-باب یُسْتَجِبُ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا قَلِيلًا

۷۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدٍ اللَّهُ أَبُو ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتُلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا تَنْهَمُكَ قَدْ كُنْتُ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلٍ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجِعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى

مناسب خیال کرنے لگا جسے وہ لوگ مناسب خیال کر رہے تھے۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کی تلاش شروع کی۔ اسے میں کھجور کی چھال، چڑے وغیرہ کے ٹکڑوں، پتے پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا۔ میں نے سورۃ توبہ کی آخری آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر تک خزیمہ یا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی اور اس کو سورت میں شامل کر لیا۔ (قرآن مجید کے یہ مرتب) صحیفے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے جب تک وہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی، پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور آخر وقت تک ان کے پاس رہے۔ جب آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وفات دی تو وہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا کہ ”اللخاف“ کے لفظ سے ٹھیکری مراد ہے جسے خزف کہتے ہیں۔

[راجع: ۲۸۰۷]

باب کا مضمون اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اہم تحریر کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔

باب امام کا اپنے نائبوں کو

اور قاضی کا اپنے عملہ کو لکھنا

(۱۹۲ء) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن ابی لیلیٰ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابولیلیٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سہل نے، ان سے سہل بن ابی حشمہ نے، انہیں سہل اور ان کی قوم کے بعض دوسرے ذمہ داروں نے خبر دی کہ عبد اللہ بن سہل اور محبہ رضی اللہ عنہا خیبر کی طرف (کھجور لینے کے لیے) گئے۔ کیونکہ تنگ دستی میں مبتلا تھے، پھر محبہ کو بتایا گیا کہ عبد اللہ کو کسی نے قتل کر کے گڑھے یا کنویں میں ڈال دیا ہے۔ پھر وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا کہ واللہ! تم نے ہی قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا واللہ! ہم نے انہیں نہیں قتل کیا۔ پھر وہ واپس آئے اور اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے ذکر کیا۔ اس کے بعد وہ اور ان کے بھائی حویصہ جو ان سے بڑے تھے اور عبد الرحمن بن سہل رضی اللہ عنہ آئے،

فَتَبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الْغُسْبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرُّجَالِ، فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ [التوبة: ۱۲۸] إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَافُ: يَعْنِي الْخَزَفَ.

۳۸- باب کتاب الحاکم إلی

عُمَالِهِ وَالْقَاضِي إلی أُمَنَائِهِ

۷۱۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي لَيْلَى ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلٍ بْنِ أَبِي حُثَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كِبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَبِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأَخْبَرَ مُحَبِّصَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ - أَوْ عَيْنٍ - فَأَتَى يَهُودٌ فَقَالُوا: أَنْتُمْ وَاللَّهُ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا: مَا قَتَلْنَاهُ وَاللَّهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَآخُوهُ حَوَيْصَةُ، وَهُوَ أَكْبَرُ

پھر محیصہ رضی اللہ عنہا نے بات کرنی چاہی کیونکہ آپ ہی خبر میں موجود تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ بڑے کو آگے کرو، بڑے کو۔ آپ کی مراد عمر کی بڑائی تھی۔ چنانچہ حویصہ نے بات کی، پھر محیصہ نے بھی بات کی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس مقدمہ میں لکھا۔ انہوں نے جواب میں یہ لکھا کہ ہم نے انہیں نہیں قتل کیا ہے۔ پھر آپ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا آپ لوگ قسم کھا کر اپنے شہید ساتھی کے خون کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں (کیونکہ جرم کرتے دیکھا نہیں تھا) پھر آپ نے فرمایا، کیا آپ لوگوں کے بجائے یہودی قسم کھائیں (کہ انہوں نے قتل نہیں کیا ہے)؟ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں اور وہ جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف سے سوا نوٹوں کی دیت ادا کی اور وہ اونٹ گھر میں لائے گئے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

[راجعہ: ۲۷۰۲]

آپ نے یہودیوں کو اس مقدمہ قتل کے بارے میں سوالنامہ لکھوا کر بھیجا اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

باب کیا حاکم کیلئے جائز ہے کہ وہ کسی ایک شخص کو معاملات کی دیکھ بھال کیلئے بھیجے

(۷۱۹۳ - ۷۱۹۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابو ہریرہ اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے۔ پھر دوسرے فریق کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی کہا کہ یہ صحیح کہتے ہیں، ہمارا فیصلہ کتاب اللہ سے کر دیجئے۔ پھر دیہاتی نے کہا، میرا لڑکا اس شخص کے یہاں مزدور تھا، پھر اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ

مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ، فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِمُحِصَةَ: ((كَبُرَ كِبَرُ)) يُرِيدُ السَّنَ. فَتَكَلَّمَ حَوِصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحِصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنْ يَذُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِنَّمَا أَنْ يُؤْذُوا بِحَرْبٍ)) فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قُتِلَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَوِصَةَ وَمُحِصَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ: ((أَتَخْلِفُونَ وَتَسْتَحْقِقُونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ)) قَالُوا: لَا قَالَ: ((أَتَخْلِفُ لَكُمْ يَهُودٌ)) قَالُوا: لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غُنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أَذْخَلَ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ: فَرَكَصَنِي مِنْهَا نَاقَةٌ.

۳۹- باب هل يجوز للحاكم أن يبعث رجلاً وحده للنظر في الأمور؟

۷۱۹۳، ۷۱۹۴- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ غَبِيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَغْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَقَالُوا لِي: عَلَى

تمہارے لڑکے کا حکم اسے رجم کرنا ہے لیکن میں نے اپنے لڑکے کی طرف سے سو بکریوں اور ایک باندی کا فدیہ دے دیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شریدر ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ باندی اور بکریاں تو تمہیں واپس ملیں گی اور تیرے لڑکے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کے لیے جلا وطن ہونا ہے اور انیس (جو ایک صحابی تھے) سے فرمایا کہ تم اس کی بیوی کے پاس جاؤ اور اسے رجم کرو۔ چنانچہ انیس بیٹھے اس کے پاس گئے اور اسے رجم کیا۔

تو آنحضرت ﷺ نے انیس کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا اور انیس کے سامنے اس کے اقرار کا وہی حکم ہوا جیسے وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے اقرار کرتی اگر انیس گواہ بنا کر بھیجے گئے ہوتے تو ایک شخص کی گواہی پر اقرار کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ حافظ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر امام محمد کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ قاضی کسی شخص کے اقرار پر کوئی حکم نہیں دے سکتا، جب تک دو عادل شخصوں کو جو قاضی کی مجلس میں رہا کرتے ہیں اس کے اقرار پر گواہ نہ بنا دے اور جب وہ دونوں اس کے اقرار پر گواہی دیں تب قاضی ان کی شہادت کی بنا پر حکم دے۔

باب حاکم کے سامنے مترجم کا رہنا

اور کیا ایک ہی شخص ترجمانی کیلئے کافی ہے۔

(۱۹۵ء) اور خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی تحریر سیکھیں، یہاں تک کہ میں یہودیوں کے نام آنحضرت ﷺ کے خطوط لکھتا تھا اور جب یہودی آپ کو لکھتے تو ان کے خطوط آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن حاطب سے پوچھا، اس وقت ان کے پاس علی، عبد الرحمن اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے کہ یہ لونڈی کیا کہتی ہے؟ عبد الرحمن بن حاطب نے کہا کہ امیر المؤمنین یہ آپ کو اس کے متعلق بتاتی ہے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے (جو یرغوس نام کا غلام تھا) اور ابو جہرہ نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کرتا تھا اور بعض لوگوں (امام محمد اور امام شافعی) نے کہا ہے کہ حاکم کے لیے دو ترجموں کا ہونا ضروری ہے۔

إِنَّكَ الرُّجْمُ، فَقَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِعَائَةِ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا: إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدٌ مِائَةً وَتَغْرِيبٌ عَامٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَفْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدٌ)) ((مِائَةً وَتَغْرِيبٌ عَامٌ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ)) ((لَوْجَلٍ)) ((فَاعْذُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَارْجُمَهَا)) فَقَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَارْجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

تَشْرِيحُ

۴۰ - باب تَرْجُمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ

يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ؟

۷۱۹۵- وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتَّى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ: وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هَذِهِ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ: تُخْبِرُكَ بِصَاحِبَيْهِمَا الَّذِي صَنَعَ بِهِمَا وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ: كُنْتُ أُنَرِّجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

نتیجہ ترجمان ایک بھی کافی ہے جب وہ ثقہ اور عادل ہو۔ امام مالک کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاری کا بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے لیکن شافعی نے کہا جب حاکم فریقین یا ایک فریق کی زبان نہ سمجھتا ہو تو وہ محض عادل بطور مترجم کے ضرور ہیں جو حاکم کو اس کا بیان ترجمہ کر کے سنائیں۔ خارجیہ کے قول کو امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں وصل کیا۔ کہتے ہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسے ذہین تھے کہ پندرہ دن کی محنت میں یہود کی کتابت پڑھنے لگے اور لکھنے لگے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی زبان اور تحریر دونوں سیکھنا درست ہیں، خصوصاً جب ضرورت ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا مجھ کو یہودیوں سے لکھوانے میں اطمینان نہیں ہوتا۔ لونڈی نے اپنی زبان میں کہا کہ فلاں غلام یہ غوس نامی نے مجھ سے زنا کیا اور کہا کہ میں حاملہ ہوں۔ اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ابو جمرہ کی یہ حدیث پیچھے کتاب العلم میں موصولاً گزر چکی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ترجمہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے شہادت پر قیاس کیا ہے۔ یہاں سے ان لوگوں کا جواب ہو گیا جو کہتے ہیں امام بخاری نے بعض الناس کے لفظ سے امام ابو حنیفہ کی تحقیر کی ہے کیونکہ بعض الناس کوئی تحقیر کا کلمہ نہیں اگر تحقیر کا کلمہ ہوتا تو امام شافعی کے لیے کیونکر استعمال کرتے۔

(۷۱۹۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے انہیں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلا بھیجا، پھر اپنے ترجمان سے کہا، ان سے کہو کہ میں ان کے بارے میں پوچھوں گا۔ اگر یہ مجھ سے جھوٹ بات کہے تو اسے جھٹلا دیں۔ پھر پوری حدیث بیان کی، پھر اس نے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ اگر تمہاری باتیں صحیح ہیں تو وہ شخص اس ملک کا بھی مالک ہو جائے گا جو اس وقت میرے قدموں کے نیچے ہے۔

۷۱۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لَتَرْجُمَانِي: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذَّبُوهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. [راجع: ۷]

نتیجہ یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہرقل کا فعل کیا حجت ہے وہ تو کافر تھا۔ نصرانیوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو ہرقل کافر ہے مگر اگلے پیغمبروں کی کتابوں اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو گویا پہلی شریعتوں میں بھی ایک ہی مترجم کا ترجمہ کرنا کافی سمجھا جاتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہرقل کے فعل سے غرض نہیں بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو اس امت کے عالم تھے اس قصے کو نقل کیا اور اس پر یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک شخص کا ترجمہ غیر کافی تھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک شخص کی مترجمی کافی سمجھتے تھے۔

باب امام کا اپنے عاملوں سے حساب طلب کرنا

(۷۱۹۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن سلیمان نے خبر دی، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو حمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الاتیہ کو بنی سلیم کے صدقہ کی وصولیابی کے لیے عامل بنایا۔ جب وہ آنحضرت ﷺ

۴۱- باب مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

۷۱۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْإِتْيَةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ، فَلَمَّا جَاءَ

کے پاس (وصولیابی کر کے) آئے اور آنحضرت ﷺ نے ان سے حساب طلب فرمایا تو انہوں نے کہا یہ تو آپ لوگوں کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے مال باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھے رہے، اگر تم سچے ہو تو وہاں بھی تمہارے پاس ہدیہ آتا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ ابا بعد! میں کچھ لوگوں کو بعض ان کاموں کے لیے عامل بناتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپے ہیں، پھر تم میں سے کوئی ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر کیوں نہ وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھا رہا تاکہ وہیں اس کا ہدیہ پہنچ جاتا۔ پس خدا کی قسم تم میں سے کوئی اگر اس مال میں سے کوئی چیز لے گا۔ ہشام نے آگے کا مضمون اس طرح بیان کیا کہ بلا حق کے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس طرح لائے گا کہ وہ اس کو اٹھائے ہوئے ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں اسے پہچان لوں گا جو اللہ کے پاس وہ شخص لے کر آئے گا۔ اونٹ جو آواز نکال رہا ہو گا یا گائے جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی یا بکری جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی اور فرمایا کیا میں نے پہنچا دیا۔

جس حکومت کے عمال اور افسران بددیانت ہوں گے اس کا ضرور ایک دن بیڑا غرق ہو گا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس سخت تشبیہ کے ساتھ اس عامل سے باز پرس فرمائی اور اس کی بددیانتی پر آپ نے سخت لفظوں میں اسے ڈانٹا۔ (ﷺ)

باب امام کا خاص مشیر جسے بطانہ بھی کہتے ہیں یعنی رازدار

دوست

(۱۹۸ھ) ہم سے اصمغ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ نے جب بھی کوئی نبی بھیجا کسی کو خلیفہ بنایا تو اس کے ساتھ دو رفیق تھے ایک تو انہیں نیکی کے لیے کتا اور اس پر ابھارتا اور دوسرا انہیں برائی کے لیے کتا اور اس پر ابھارتا۔ پس معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَاسِبُهُ قَالَ: هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَيْتُ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَيْبِكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِنَّا وَلَآئِنِّي اللَّهُ فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَيْتُ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَ اللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا)) قَالَ هِشَامٌ: ((بَغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللَّهُ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَا عُرْفَنَ مَا جَاءَ اللَّهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بِقَرَّةٍ لَهَا خُورٌ، أَوْ شَاةٍ تَبْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِئِهِ ((أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟)). [راجع: ۹۲۵]

۴۲ - باب بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِهِ

مَشُورَتِهِ الْبَطَانَةُ: الدُّخْلَاءُ.

۷۱۹۸- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ، بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحْضُرُهُ عَلَيْهِ

رکھے۔ اور سلیمان بن بلال نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا، کما جھ کو ابن شہاب نے خبر دی (اس کو اسماعیل نے وصل کیا) اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے بھی، ان دونوں نے ابن شہاب سے یہی حدیث (اس کو بیہقی نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے یوں روایت کی۔ مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کا قول (یعنی حدیث کو موقوفاً نقل کیا) اور امام اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا، مجھ سے زہری نے بیان کیا، کما جھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین اور سعید بن زیاد نے اس کو ابوسلمہ سے روایت کیا، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (یعنی ابوسعید کا قول) اور عبداللہ بن ابی جعفر نے کہا، مجھ سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا، انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے ابویوب سے، کما میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔

وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحْضُهُ عَلَيْهِ، فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ تَعَالَى)). وَقَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ يَحْيَى، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهَذَا وَعَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنْ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلُهُ: وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانٌ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ۶۶۱۱]

تشریح اس کو امام نسائی نے وصل کیا۔ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو بھی شیطان برکھانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے دام میں نہیں آتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو معصوم رکھنا چاہتا ہے۔ باقی دوسرے خلیفے اور بادشاہ کبھی بدکار مشیر کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور برے کام کرنے لگتے ہیں۔ بعضوں نے کما نیک رفتی سے فرشتہ اور برے رفتی سے شیطان مراد ہے۔ بعضوں نے کما نفس امارہ اور نفس مطمئنہ مراد ہیں۔ اوزاعی کی روایت کو امام احمد نے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا۔ ان دونوں نے راوی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا اور اوپر کی روایتوں میں ابوسعید تھے اور عبداللہ بن ابی حسین اور سعید کی روایتوں کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا۔ سند میں تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں ابوسلمہ پر راویوں کا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کوئی کہتا ہے ابوسعید سے، کوئی کہتا ہے ابویوب سے، کوئی ابوسعید سے موقوفاً نقل کرتا ہے کوئی مرفوعاً۔

باب امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے؟

(۱۹۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کما جھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے کہا کہ مجھ کو عبادہ بن الولید نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے خبر دی، ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں۔

۴۳ - باب كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ ۷۱۹۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمُنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ.

[راجع: ۱۸]

۷۲۰۰- وَأَنْ لَا تَنَارُغَ الْأُمَمَ أَهْلَهُ وَأَنْ
نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ
فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

[راجع: ۷۰۵۶]

(۷۲۰۰) اور اس شرط پر کہ جو شخص سرداری کے لائق ہو گا (مثلاً) قریش میں سے ہو اور شرع پر قائم ہو) اس کی سرداری قبول کر لیں گے اس سے جھگڑا نہ کریں گے اور یہ کہ ہم حق کو لے کر کھڑے ہوں گے یا حق بات کہیں گے جہاں بھی ہوں اور اللہ کے راستے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

(۷۲۰۱) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سردی میں صبح کے وقت باہر نکلے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا،

اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار و مہاجرین کی مغفرت کر دے۔

اس کا جواب لوگوں نے دیا کہ

”ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک ہم زندہ ہیں۔“

۷۲۰۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَخْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ
فَأَجَابُوا:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا يَقِينَا أَبَدًا

[راجع: ۲۸۳۴]

مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے دعائے نبوی اور انصار کے شعر کا ترجمہ شعر میں یوں ادا کیا ہے ۔

فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا!

انصار کے شعر کا اردو منظوم ترجمہ یوں کیا ہے ۔

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی

۷۲۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُ)).

(۷۲۰۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرماتے کہ جتنی تمہیں طاقت ہو۔

(۷۲۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان

۷۲۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،

سے سفیان نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں اس وقت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا جب سب لوگ عبد الملک بن مروان سے بیعت کے لیے جمع ہو گئے۔ بیان کیا کہ انہوں نے عبد الملک کو لکھا کہ ”میں سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں عبد اللہ عبد الملک امیر المؤمنین کے لیے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق جتنی بھی مجھ میں قوت ہوگی اور یہ کہ میرے لڑکے بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔“

نسخہ ہوا یہ کہ جب یزید خلیفہ ہوا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے بیعت نہیں کی۔ یزید کے مرتے ہی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ ادھر معاویہ بن یزید بن معاویہ خلیفہ ہوا کچھ لوگوں نے عبد اللہ سے، کچھ لوگوں نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی لیکن یہ معاویہ جیا نہیں چالیس ہی دن سلطنت کر کے فوت ہو گیا اور مروان خلیفہ بن بیضاوہ چھ مہینہ جی کر فوت گیا اور اپنے بیٹے عبد الملک کو خلیفہ کر گیا۔ عبد الملک نے حجاج بن یوسف ظالم کو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ جب حجاج غالب ہوا اور عبد اللہ بن زبیر شہید ہوئے تو اب سب لوگوں کا اتفاق عبد الملک پر ہو گیا۔ اس وقت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں سمیت اس سے بیعت کر لی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے نام یہ تھے۔ (۱) عبد اللہ اور (۲) ابوبکر اور (۳) ابو عبیدہ اور (۴) بلال اور (۵) عمر۔ یہ سب صفیہ بنت ابی عبیدہ کے بطن سے تھے اور (۶) عبد الرحمن ان کی ماں علقمہ بنت نافع تھی اور (۷) سالم اور (۸) عبید اللہ اور (۹) حمزہ ان کی ماں لونڈی تھی اسی طرح (۱۰) زید ان کی بھی ماں لونڈی تھی۔

(۷۲۰۴) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سیار نے خبر دی، انہیں شعبی نے، ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی تو آپ نے مجھے اس کی تلقین کی کہ جتنی مجھ میں طاقت ہو اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔

(۷۲۰۵) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ جب لوگوں نے عبد الملک کی بیعت کی تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا ”اللہ کے بندے عبد الملک امیر المؤمنین کے نام، میں اقرار کرتا ہوں سننے اور اطاعت کرنے کی۔ اللہ کے بندے عبد الملک امیر المؤمنین کے لیے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق، جتنی مجھ میں طاقت ہوگی

عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حِينَ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَقْرُؤَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ، مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنْ بَنِي قَدْ أَقْرُوا بِمِثْلِ ذَلِكَ. [طرفاه فی: ۷۲۰۵، ۷۲۷۲]

نسخہ

۷۲۰۴ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

[راجع: ۵۷]

۷۲۰۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَيَّ أَقْرُؤَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ

اور میرے بیٹوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔“

رَسُولِهِ، فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِي قَدْ أَقْرُوا

بِذَلِكَ. [راجع: ۷۲۰۳]

(۷۲۰۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن بلثہ سے پوچھا آپ لوگوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ موت پر۔

۷۲۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِسَلْمَةَ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.

[راجع: ۲۰۶۰]

(۷۲۰۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زہری نے، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہیں مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ وہ چھ آدمی جن کو عمر بن الخطاب کے لیے نامزد کر گئے تھے (یعنی علی، عثمان، زبیر، طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم) کہ ان میں سے کسی ایک کو اتفاق سے خلیفہ بنالیا جائے، یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ان سے عبد الرحمن بن عوف نے کہا خلیفہ ہونے کے لیے میں آپ لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کروں گا۔ البتہ اگر آپ لوگ چاہیں تو آپ لوگوں کے لیے کوئی خلیفہ آپ ہی میں سے میں چن دوں۔ چنانچہ سب نے مل کر اس کا اختیار عبد الرحمن بن عوف کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے انتخاب کی ذمہ داری عبد الرحمن بن بلثہ کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف جھک گئے۔ جتنے لوگ بھی اس جماعت کے پیچھے چل رہے تھے، ان میں اب میں نے کسی کو بھی ایسا نہ دیکھا جو عبد الرحمن کے پیچھے نہ چل رہا ہو۔ سب لوگ ان ہی کی طرف مائل ہو گئے اور ان دنوں میں ان سے مشورہ کرتے رہے۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان بن بلثہ سے بیعت کی۔ مسور بن بلثہ نے بیان کیا تو عبد الرحمن بن بلثہ رات گئے میرے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ میں بیدار ہو گیا۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے آپ سو رہے تھے، خدا کی قسم میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں۔ جاسیے! زبیر اور سعد کو بلا لائیے۔ میں ان دونوں بزرگوں کو بلا لایا

۷۲۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَاَهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لَسْتُ بِالَّذِي أَنَا فِسْكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنْكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَيَجْعَلُوا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَلَمَّا وَلَوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَمَرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتَّبِعُ أَوْلِيكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقْبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي، حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمَسُورُ طَرَفِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَضْرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ: أَرَأَيْكَ نَائِمًا فَوَاللَّهِ مَا اسْتَحَلَّتْ هَذِهِ اللَّيْلَةُ بِكَبِيرِ نَوْمٍ، انْطَلِقْ فَادْغِ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتَهُمَا لَهُ: فَتَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا، پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علیؑ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدمی رات گزر گئی۔ پھر علیؑ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمنؓ کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا، پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمانؓ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمرہؓ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمنؓ نے خطبہ پڑھا پھر کہا اب بعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے، اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمانؓ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمن بن عوفؓ نے بیعت کی، پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین، انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

: اذغ لي علياً فدعوته فجاجاه حتى انهار الليل ثم قام علي من عنده، وهو على طمع وقد كان عبد الرحمن يخشى من علي شيئاً، ثم قال: اذغ لي عثمان فدعوته فجاجاه، حتى فرق بينهما المؤذن بالصبح فلما صلى للناس الصبح، واجتمع أولئك الرهط عند المنبر، فأرسل إلى من كان حاضراً من المهاجرين والأنصار وأرسل إلى أمراء الأجناد وكانوا وأقوا تلك الحجة مع عمر، فلما اجتمعوا تشهد عبد الرحمن ثم قال: أما بعد يا علي إني قد نظرت في أمر الناس فلم أرهم يغدلون بعثمان، فلا تجعلن علي نفسك سبيلاً فقال: أباعك على سنة الله ورسوله والخليفتين من بعده، فبايعه عبد الرحمن وبايعه الناس المهاجرون والأنصار وأمراء الأجناد والمسلمون. [راجع: ١٣٩٢]

تشیع عبدالرحمنؓ یہ ڈرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے مزاج میں ذرا سختی ہے اور عام لوگ ان سے خوش نہیں ہیں۔ ان سے خلافت سنبھلتی ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے بعضے کہتے ہیں حضرت علیؑ کے مزاج شریف میں خرافت اور خوش طبعی بہت تھی۔ عبدالرحمنؓ کو یہ ڈر ہوا کہ اس مزاج کے ساتھ خلافت کا کام اچھی طرح سے چلے گا یا نہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے اسی خرافت اور خوش طبعی کی نسبت کہا ہذا الذی اخرک الی الرابعة پس بعد میں حضرت علیؑ نے بیعت کر لی امر الی ہی تھا کہ پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوں اور اخیر میں جناب مرتضیٰؓ کو خلافت ملے۔

باب جس نے دو مرتبہ بیعت کی

۴۴ - باب من بايع مرتين

تشیع لفظ بیعت بیع سے مشتق ہے۔ بیعت کرنے والا جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے گویا اپنی جان و مال اسلام کے جہاد کے لیے بیچ رہا ہے۔ ایسا عمد نامہ حسب ضرورت بار بار بھی لیا جاسکتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کا عمد ایک ہی دفعہ بھی کافی ہے۔ تجدید ایمان کے لیے بار بار بھی یہ عمد نامہ دہرایا جاسکتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کی بیعت کسی بھی اچھے عالم صالح امام کے ہاتھ پر کی جاسکتی

ہے۔ حالات حاضرہ میں امام کو چاہیے کہ کسی بھی سرکاری عدالت میں اس کا بیان رجسٹرڈ کرا دے تاکہ آئندہ کوئی فتنہ نہ ہو سکے۔

۷۲۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي: ((يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ: ((وَلِي الْغَانِي)).

(۷۲۰۸) ہم سے ابو العاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے، ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا، سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے پہلی ہی مرتبہ میں بیعت کر لی ہے۔ فرمایا کہ اور دوسری مرتبہ میں بھی کر لو۔

[راجع: ۲۹۶۰]

دوبارہ بیعت کا مطلب تجدید عہد ہے جو جس قدر مضبوط کیا جاسکے بہتر ہے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ سے بار بار بیعت لی ہے۔ سلمہ بن اکوع بڑے بہادر اور لڑنے والے مرد تھے تیر اندازی اور دوڑ میں بے نظیر تھے۔ ان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ان سے دو مرتبہ بیعت لی گئی۔

باب دیہاتیوں کا اسلام اور جہاد پر بیعت کرنا

۷۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَغْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَغَلَتْ فَقَالَ: أَقْلَنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقْلَنِي بَيْعَتِي فَأَبَى، فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبْئِهَا وَتَنْصَعُ طَيْبُهَا)).

(۷۲۰۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی پھر اسے بخار ہو گیا تو اس نے کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا پھر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا آخر وہ (خود ہی مدینہ سے) چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل دور کر دیتا ہے اور صاف مال کو رکھ لیتا ہے۔

[راجع: ۱۸۸۳]

بیعت فسخ کرانے کی درخواست دینا نا پسندیدہ فعل ہے۔ مدینہ منورہ کی خاص فضیلت بھی اس سے ثابت ہوئی۔

باب نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا

۴۶- باب بَيْعَةِ الصَّغِيرِ

حدیث باب سے ظاہر ہے کہ اپنے نابالغ بچے کو والدین خلیفہ اسلام یا بزرگ آدمی کے ہاں بیعت کے لیے لے کر آسکتے ہیں اور بزرگ اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دے سکتا ہے۔

۷۲۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُقَيْلٍ زُهْرَةُ

(۷۲۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید ابن ابی ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ! اس سے بیعت لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابھی کسں ہے پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور وہ اپنے تمام گھروالوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔

یہ سنت ہے کہ ہر ایک گھر کی طرف سے عید الاضحیٰ میں ایک بکری قربانی کی جائے۔ سارے گھروالوں کی طرف سے ایک بکری بھی کافی ہے۔ اب یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ بہت سی بکریاں قربانی کرتے ہیں یہ سنت نبوی کے خلاف ہے اور صرف فخر کیلئے لوگوں نے ایسا کرنا اختیار کر لیا ہے جیسے کتاب الاضحیہ میں گزر چکا ہے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن ہشام آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت مدت تک زندہ رہے۔

باب بیعت کرنے کے بعد اس کا فسخ کرنا

(۷۲۱۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف ثقیفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن منکدر نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی پھر اسے مدینہ میں بخار ہو گیا تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا پھر وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا پھر وہ آیا اور بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا۔ اس کے بعد وہ خود ہی (مدینہ سے) چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ مدینہ بھی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص مال رکھ لیتا ہے۔

بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، وَكَانَ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايَعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هُوَ صَغِيرٌ)) فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضْحِكُ بِالشَّائَةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ. [راجع: ۲۵۰۱]

تَشْرِیح یہی بکری بھی کافی ہے۔ اب یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ بہت سی بکریاں قربانی کرتے ہیں یہ سنت نبوی کے خلاف ہے اور صرف فخر کیلئے لوگوں نے ایسا کرنا اختیار کر لیا ہے جیسے کتاب الاضحیہ میں گزر چکا ہے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن ہشام آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت مدت تک زندہ رہے۔

۴۷- باب مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ النَّبِيَّةَ

نہیں ہو سکتا۔

۷۲۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكَ بِالْمَدِينَةِ، فَاتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلَنِي بَيْعِي، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَقْلَنِي بَيْعِي فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقْلَنِي بَيْعِي فَأَبَى، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَبِيعَهَا)).

[راجع: ۱۸۸۳]

حضرت جابر بن عبداللہ مشہور انصاری ہیں سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ احادیث کثیرہ کے راوی ہیں سنہ ۷۷ھ میں بصرہ ۹۳ سال وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

تَشْرِیح

۴۸- باب مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ

إِلَّا لِلدُّنْيَا.

۷۲۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ،
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ
لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ،
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ
بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنُ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ
بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا
يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ يُبَايِعُ
رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْقَضْرِ فَخَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ
أَعْطَى بِهَا كَذًا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ
يُعْطِ بِهَا)).

[راجع: ۲۳۵۸]

باب جس نے کسی سے بیعت کی اور قصہ خالص دنیا کماتا ہو

اس کی برائی کا بیان

(۷۲۱۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حمزہ محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے بہت سخت دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر کو اس میں سے نہ پلائے۔ دوسرا وہ شخص جو امام سے بیعت کرے اور بیعت کی غرض صرف دنیا کماتا ہو اگر وہ امام اسے کچھ دینا دے دے تو بیعت پوری کرے ورنہ توڑ دے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی دوسرے سے کچھ مال متاع عصر کے بعد بیچ رہا ہو اور قسم کھائے کہ اسے اس سامان کی اتنی اتنی قیمت مل رہی تھی اور پھر خریدنے والا اسے سچا سمجھ کر اس مال کو لے لے حالانکہ اسے اس کی اتنی قیمت نہیں مل رہی تھی۔

تشریح معاذ اللہ یہ کیسی سخت دلی اور قساوت قلبی ہے۔ بزرگوں نے تو یہ کیا ہے کہ مرتے وقت بھی خود پانی نہ پیا اور دوسرے مسلمان بھائی کے پاس بھیج دیا چنانچہ جنگ یرموک میں جس میں بہت سے صحابہ شریک تھے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں میں اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جو زخمی ہو کر پڑا تھا پانی لے کر گیا اتنے میں اس کے پاس ایک اور مسلمان زخمی پڑا تھا اس نے پانی مانگا۔ میرے بھائی نے اشارے سے کہا پہلے اس کو پلاؤ۔ جب میں اس کے پلانے کو گیا تو ایک اور زخمی نے پانی مانگا اس نے اشارے سے کہا اس کے پاس لے جاؤ مگر جب تک پانی لے کر اس کے پاس پہنچا وہ جان بحق تسلیم ہوا۔ لوٹ کر آیا تو وہ شخص بھی مرچکا تھا جس کے پلانے کے لیے میرے بھائی نے کہا تھا آگے جو بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں میرا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے (رضی اللہ عنہ)۔ مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے مغرور فقیر۔ ایک روایت میں ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا دوسرا خیرات کر کے احسان جتانے والا تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا مذکور ہے۔ ایک روایت میں قسم کھا کر کسی کا مال چھین لینے والا مذکور ہے۔

باب عورتوں سے بیعت لینا، اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی

کریم ﷺ سے روایت کیا ہے

۴۹- باب بَيْعَةِ النِّسَاءِ

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تشریح حدیث باب میں یہ سلسلہ بیعت لفظ بین ایدیکم وادجلکم آیا ہے وہ اس لیے کہ اکثر گناہ ہاتھ اور پاؤں سے صادر ہوتے ہیں۔ اس لیے افتراء میں انہی کا بیان کیا۔ بعضوں نے کہا یہ محاورہ ہے جیسے کہتے ہیں بما کسبت ایدیکم اور پاؤں کا ذکر محض

تاکید کے لیے ہے۔ بعضوں نے کہا بین ایدیکم وادجلکم سے قلب مراد ہے۔ افتراء پہلے قلب سے کیا جاتا ہے۔ آدمی دل میں اس کی نیت کرتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے۔ حدیث ذیل کا تعلق ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتا مگر امام بخاری کی باریک بینی اللہ اکبر ہے یہ کہ یہ شرطیں سورہ ممتحنہ میں قرآن مجید میں عورتوں کے باب میں مذکور ہیں یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یتابعنک علی ان لا یشرنن باللہ شیئا اخیر آیت تک تو امام بخاری نے عبادہ کی حدیث بیان کر کے اس آیت کے طرف اشارہ کیا جس میں صراحتاً عورتوں کا ذکر ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ عبادہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے ہم سے ان شرطوں پر بیعت لی جن پر عورتوں سے بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی۔ حدیث دوم میں عورتوں سے بیعت کرنا مذکور ہے۔ نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے امیرہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کئی عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پاس گئی۔ کہنے لگی ہاتھ لائیے ہم آپ سے مصافحہ کریں۔ آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں شعبی سے نکالا کہ عورتیں کپڑا رکھ کر آپ کا ہاتھ تھامتیں یعنی بیعت کے وقت۔

(۷۲۱۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو ابوادریس خولانی نے خبر دی، انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم مجلس میں موجود تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے گھر کر کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور نیک کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ پس جو کوئی تم میں سے اس وعدے کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ کے یہاں اسے ملے گا اور جو کوئی ان کاموں میں سے کسی برے کام کو کرے گا، اس کی سزا اسے دنیا میں ہی مل جائے گی تو یہ اس کے لیے کفارہ ہو گا اور جو کوئی ان میں سے کسی برائی کا کام کرے گا اور اللہ پاک اسے چھپالے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ چاہے تو اس کی سزا دے اور چاہے اسے معاف کر دے۔ چنانچہ ہم نے اس پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

۷۲۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ اللَّیْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ: ((تُبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)) فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ.

[راجع: ۱۸]

بیعت اقرار کو کہتے ہیں جو خلیفہ اسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کیا جائے یا پھر کسی نیک صالح انسان کے ہاتھ پر ہو۔

۷۲۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ (۷۲۱۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق

بن ہمام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عورتوں سے زبانی اس آیت کے احکام کی بیعت لیتے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی آخر آیت تک۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، سوا اس عورت کے جو آپ کی لونڈی ہو۔

یا آپ کی بیوی ہو۔ ان سب سے غیر عورتیں مراد ہیں۔ بیعت میں بھی آپ نے ان کا ہاتھ نہیں چھوا۔ نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ کئی عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور مصافحہ کے لیے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(۷۲۱۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حفصہ نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے میرے سامنے سورہ ممتحنہ کی یہ آیت پڑھی ”یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی آخر تک اور ہمیں آپ نے نوحہ سے منع کیا پھر ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ فلاں عورت نے کسی نوحہ میں میری مدد کی تھی (میرے ساتھ مل کر نوحہ کیا تھا) اور میں اسے اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں کہا، پھر وہ گئیں اور واپس آئیں (میرے ساتھ بیعت کرنے والی عورتوں میں سے) کسی عورت نے اس بیعت کو پورا نہیں کیا، سوا ام سلیم اور ام العلاء اور معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی ابو سبرہ کی بیٹی کے یا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی کے اور سب عورتوں نے احکام بیعت کو پورے طور پر ادا نہ کر کے بیعت کو نہیں نبھایا۔ غفر الله لهن اجمعین۔

تشیخ روایت میں ہاتھ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ بیعت کی شرطیں قبول کرنے میں اس نے توقف کیا۔ بیعت پر قائم رہنے والی وہ پانچ عورتیں یہ ہیں۔ ام سلیم اور ام العلاء، ابی سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی عورت اور ایک عورت اور یہ سب نوحہ کرنے سے رک گئیں۔ یہ راوی کا شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی وہ معاذ کی جو روتھی یا معاذ کی جو رو اس کے سوا تھی۔ حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ صحیح واؤ عطف کے ساتھ ہے کیونکہ معاذ کی جو رو ام عمرو بنت خلاد تھی۔ نسائی کی روایت میں صاف یوں ہے آپ نے فرمایا جا اس کا بدلہ کر آ وہ گئی پھر آئی اور آپ سے بیعت کی شاید یہ نوحہ اس قسم کا نہ ہو گا جو قطعاً حرام ہے یا یہ اجازت خاص طور سے اس عورت کے لیے ہو گی۔ بعض مالکیہ کا یہ قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے مگر نوحہ میں جاہلیت کے افعال حرام ہیں جیسے کپڑے پھاڑنا، منہ یا بدن نوچنا، خاک

الرُّزَاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلامِ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يُشْرِكُنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ [الممتحنة: ۱۲] قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةٌ يَمْلِكُهَا. [راجع: ۲۷۱۳]

۷۲۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: بَايَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيَّ ﴿أَنْ لَا يُشْرِكُنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ [الممتحنة: ۱۲] وَنَهَانَا عَنِ النَّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فَلَأَنَّهُ أَسْعَدَنِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَّتِ امْرَأَةً إِلَّا أُمُّ سَلِيمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةٌ مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةٌ مُعَاذٍ.

[راجع: ۱۳۰۶]

اڑاتا۔ بعضوں نے کہا اس وقت تک نوحہ حرام نہیں ہوا تھا۔ قسطلانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلے نوحہ جائز تھا پھر مکرمہ تزیی ہو ا پھر مکرمہ تحریری۔ (وحیدی)

۵۰- باب مَنْ نَكَثَ بَيْعَهُ

باب اس کا گناہ جس نے بیعت توڑی

اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ فتح میں فرمان یقیناً جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پس جو کوئی اس بیعت کو توڑے گا بلا شک اس کا نقصان اسے ہی پہنچے گا اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے جو اللہ سے اس نے کیا ہے تو اللہ اسے بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسْئُولِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الفتح : ۱۰]۔

لَشَرْحِ

اور وہ چودہ سو حضرات تھے۔ یہ اصحاب الشجرہ کے نام سے مشہور ہیں، رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ

(۷۲۱۶) ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے سنا، وہ کہتے تھے ایک گنوار (نام نامعلوم) یا قیس بن ابی حازم آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا یا رسول اللہ! اسلام پر مجھ سے بیعت لیجئے۔ آپ نے اس سے بیعت لے لی، پھر دوسرے دن بخار میں ہلالتا آیا کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا (بیعت فسخ نہیں کی) جب وہ پیٹھ موڑ کر چلتا ہوا تو فرمایا مدینہ کیا ہے (لوہار کی بھٹی ہے) پلید اور ناپاک (میل کچیل) کو چھانٹ ڈالتا ہے اور کھراستہ مال رکھ لیتا ہے۔

۷۲۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ قَبَائِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَا مَحْمُومًا فَقَالَ: أَقْلَبْنِي فَأَبَى، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: ((الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبْنَهَا وَيَنْصَعُ طَبِيعَهَا)).

[راجع : ۱۸۸۳]

۵۱- باب الاستِخْلَافِ

باب ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے تو کیسا ہے؟

وای تعین الخلیفۃ عند موتہ خلیفۃ بعدہ او یعین جماعۃ لیتخیر وامنہم واحدا (فتح) یعنی خلیفہ اپنی موت کے وقت کسی کو خلیفہ نامزد کر جائے یا ایک جماعت بنا جائے جو اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیں۔

(۷۲۱۷) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید نے، کہا میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے کہا (اپنے سردرد پر) ہائے سر پھٹا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم مرجاؤ اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لیے مغفرت سے ۷۲ اور تمہارے لیے دعا کروں گا۔ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے اس پر

۷۲۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَارْأَسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَاكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ

فَاسْتَغْفِرُ لَكَ وَأَدْعُو لَكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ:
وَأَتُكَلِّمُهُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُظْلِكُ تَحِبُّ مَوْنِي
وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ مَعْرُوسًا
بِبَغْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا
وَأَزْوَاجُهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرُدُّهُ أَنْ أَرْسِلَ
إِلَى أَبِي أَبِي بَكْرٍ وَأَبْنَيْهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ
الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنِّونَ)) ثُمَّ قُلْتُ:
يَا أَبَى اللَّهِ وَيَذْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَذْفَعُ اللَّهُ
وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ. [راجع: ۵۶۶۶]

کہا افسوس میرا خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دن کے آخری وقت ضرور کسی دوسری عورت سے شادی کر لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو نہیں بلکہ میں اپنا سر دکھنے کا اظہار کرتا ہوں۔ میرا ارادہ ہوا تھا کہ ابو بکر اور انکے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (ابو بکر کو) خلیفہ بنادوں تاکہ اس پر کسی دعویٰ کرنے والے یا اسکی خواہش رکھنے والے کیلئے کوئی گنجائش نہ رہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ خود (کسی دوسرے کو خلیفہ) نہیں ہونے دے گا اور مسلمان بھی اسے دفع کریں گے۔ یا (آپ نے اس طرح فرمایا کہ) اللہ دفع کرے گا اور مسلمان کسی اور کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے مرض موت میں فرمایا عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا لو تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت لکھ جاؤں۔ اس کے آخر میں بھی یہ ہے کہ اللہ پاک اور مسلمان لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کی خلافت نہیں مانیں گے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ارادۃ الہی اور مرضی نبوی کے موافق تھی۔ اب جو لوگ ایسے پاک نفس خلیفہ کو غاصب اور ظالم جانتے ہیں وہ خود ناپاک اور پلید ہیں۔

(۷۲۱۸) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لیے) چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول کریم ﷺ۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی، پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر۔ اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں، نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب۔ میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھرا اٹھایا۔ اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

۷۲۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْتُ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرَكَ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُ إِنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحْمِلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا.

تَشْرِیح

سخان اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط انہوں نے جب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے تو کسی کو خلیفہ نہیں کیا، مسلمانوں کی رائے پر چھوڑا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ کر گئے تو وہ ایسے رستے چلے جس میں دونوں کی پیروی ہو جاتی ہے یعنی کچھ مشورہ پر چھوڑا کچھ مقرر کر دیا۔ انہوں نے چھ آدمیوں کو جو اس وقت افضل اور اعلیٰ تھے، معین کیا پھر ان چھ میں سے کسی کی تعیین مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دی۔ گویا دونوں سنتوں پر عمل کیا۔ دوسرے تقویٰ شعاری دیکھئے کہ: عشرہ مبشرہ میں سے سعید بن زید بھی زندہ تھے مگر ان کا نام تک نہ لیا، اس خیال سے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ رشتہ رکھتے تھے۔ ہائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح مسلمانوں میں کون بے نفس اور عادل اور منصف پیدا ہوا ہے۔ ان کا ایک ایک کام ایسا ہے جو ان کی فضیلت پہچاننے کے لیے کافی ہے اور افسوس ہے ان عقل کے اندھوں پر جو ایسے فرد فرید کو جس کا نظیر اسلام میں نہیں ہوا برا جانتے ہیں۔

(۷۲۱۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا جب آپ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن کا ہے۔ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے اور کچھ نہیں بول رہے تھے، پھر کہا مجھے امید تھی کہ آنحضرت ﷺ زندہ رہیں گے اور ہمارے کاموں کی تدبیر و انتظام کرتے رہیں گے۔ ان کا منشا یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ ان سب لوگوں کے بعد تک زندہ رہیں گے تو اگر آج محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے نور (قرآن) کو باقی رکھا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت حاصل کرتے رہو گے اور اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو اس سے ہدایت کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھی (جو غار ثور میں) دو میں سے دوسرے ہیں، بلاشبہ وہ ہمارے امور خلافت کے لیے تمام مسلمانوں میں سب سے بہتر ہیں۔ پس اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ ایک جماعت ان سے پہلے ہی سفینہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکی تھی، پھر عام لوگوں نے منبر پر بیعت کی۔ زہری نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، اس دن کہہ رہے تھے، منبر پر چڑھ آئیے۔ چنانچہ وہ اس کا برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے اور سب لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔

۷۲۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَا مِنْ يَوْمِ تُوْفِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَشْهَدُ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَدْبُرْنَا، يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرُهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ ﷺ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ، هَذَى اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ وَإِنِّي أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَانِي اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ فَقَوْمُوا قَبَائِعُهُ، وَكَانَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمَنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعِدِ الْمَنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمَنْبَرَ قَبَائِعُهُ النَّاسُ عَامَةً. [طرفه فی : ۷۲۶۹]

تشریح سقیفہ کا ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے منڈوے سے کیا ہے۔ عرف عام میں بنو ساعدہ کی چوپالی ٹھیک ہے۔ کائنات مکان اجتماعہم للحکومات یعنی وہ پنچائت گھر تھا۔ ابن معین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصرار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھانے کا درست تھا تاکہ آپ کا سب سے تعارف ہو جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تواضع کی بنا پر چڑھنے سے انکار کر رہے تھے۔ آخر چڑھ گئے اور اب بیعت عمومی ہوئی جبکہ سقیفہ بنو ساعدہ کی بیعت خصوصی تھی۔ باب کی مناسبت اس سے نکلی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا وہ تم سب میں خلافت کے زیادہ مستحق اور زیادہ لائق ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زور اور اصرار سے ہوئی ورنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بالکل درویش صفت اور منکسر المزاج اور خلافت سے متنفر تھے۔ ہم کہتے ہیں اگر ایسا ہی ہو جب بھی کیا قباحت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک جس کو خلافت کے لائق سمجھا اس کے لیے زور دیا اور حق پسند لوگوں کا یہی قاعدہ ہوتا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے غلط ہوتی تو دوسرے صدہا ہزار ہا صحابہ جو وہاں موجود تھے وہ کیوں اتفاق کرتے۔ غرض باجماع صحابہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل اور قابل ٹھہرے۔

۷۲۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَكَلَمَتْهُ فِي شَيْءٍ
فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ مِنْ جَنَّتٍ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ
الْمَوْتَ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِي فَأَتِيْنِي أَبَا
بَكْرٍ)). [راجع: ۳۶۵۹]

(۷۲۲۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک خاتون آئیں اور کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی، پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر آپ کیا فرماتے ہیں؟ جیسے ان کا اشارہ وفات کی طرف ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ۔

تشریح یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ دوسری روایت میں جسے طبرانی اور اسماعیلی نے نکالایا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ایک گنوار نے بیعت کی، پوچھا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو کس کے پاس آؤں؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ پوچھا اگر وہ بھی گزر جائیں؟ فرمایا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ترتیب خلافت کا یہ کھلا ہوا ثبوت ہے۔

۷۲۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ
طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ لَوْ قَدْ بُرِئَ أَخَا: تَبْعُونَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ
حَتَّى يُرِيَ اللَّهُ خَلِيفَةَ نَبِيِّ ﷺ وَالْمُهَاجِرِينَ
أَمْرًا يَغْدِرُونَكُمْ بِهِ.

(۷۲۲۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبائل بزاخہ کے وفد سے (جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور اب معافی کے لیے آیا تھا) فرمایا کہ اونٹوں کی دموں کے پیچھے پیچھے جنگلوں میں گھومتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر بتلا دے جس کی وجہ سے وہ تمہارا قصور معاف کر دیں۔

تشیخ یہ بڑا خدہ والے بہت سے لوگ تھے۔ طے اور اسد اور غطفان قبیلوں کے۔ انہوں نے کیا کیا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے اور طلحہ بن خویلد اسدی پر ایمان لائے جس نے آنحضرت ﷺ کے بعد پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب مسیلہ کو قتل و قلع سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آخر ان پر غالب آئے۔ انہوں نے عاجز ہو کر توبہ کی اور اپنی طرف سے چند لوگوں کو معافی قصور کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا تو جنگ اختیار کرو، مال اسباب گھریا اہل و عیال سے ہاتھ دھوؤ یا ذلت کی صلح اختیار کرو۔ انہوں نے پوچھا ذلت کی صلح کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہتھیار اور سالن جنگ ہم سب تم سے لے لیں گے اور جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں پر تقسیم ہو جائے گا اور جو لوگ ہم میں سے مارے گئے ان کی وصیت دو۔ تم میں سے جو لوگ مارے گئے ان کو داخل جنم سمجھو اور تم غریب رعیت کی طرح جنگل میں اونٹ چراتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ بات بتلائے جس سے وہ تمہارا قصور معاف کریں۔

باب

باب

(۷۲۲۲-۷۲۲۳) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِيعٍ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا)) فَقَالَ: كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: ((كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)).

(۷۲۲۲-۷۲۲۳) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ (میری امت میں) بارہ امیر ہوں گے، پھر آپ نے کوئی ایسی ایک بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی۔ بعد میں میرے والد نے بتایا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب کے سب قریش خاندان سے ہوں گے۔

دوسری روایت میں ہے یہ دین برابر عزت سے رہے گا، بارہ خلیفوں کے زمانہ تک۔ ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ یہ دین برابر قائم رہے گا، یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے اور سب پر امت اتفاق کرے گی۔ یہ بارہ خلیفے آنحضرت ﷺ کی امت میں گزر چکے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تک چودہ شخص حاکم ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو کا زمانہ بہت قلیل رہا۔ ایک معاویہ بن یزید، دوسرے مروان کا۔ ان کو نکال ڈالو تو وہی بارہ خلیفہ ہوتے ہیں جنہوں نے بہت زور شور کے ساتھ خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے بعد پھر زمانہ کارنگ بدل گیا اور حضرت حسن اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر گو سب لوگ جمع نہیں ہوئے تھے مگر اکثر لوگ تو پہلے جمع ہو گئے اس لیے ان دونوں صاحبوں کی بھی خلافت حق اور صحیح ہے۔ امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر جناب محمد بن حسن ممدی تک مگر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بعد پھر کسی امام پر لوگ جمع نہیں ہوئے نہ ان کو شوکت اور حکومت حاصل ہوئی بلکہ اکثر جان کے ڈر سے چھپے رہے تو یہ لوگ اس حدیث سے کیسے مراد ہو سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

باب جھگڑا اور فسق و فجور کرنے والوں کو معلوم ہونے کے

۵۲- باب إخراج الخصوم وأهل

بعد گھروں سے نکالنا

الرَّيْب مِنَ الْبُيُوتِ

عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن (ام فروہ) کو اس وقت (گھر سے) نکال دیا

بعد المعرفة وقد أخرج عمر أخت أبي

تھاجب وہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) پر نوحہ کر رہی تھیں۔

(۷۲۲۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا ارادہ ہوا کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے اذان دینے کا، پھر کسی سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اس کے بجائے ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے) اور انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم سے کسی کو اگر یہ امید ہو کہ وہاں موٹی ہڈی یا دو مراءۃ حسنہ (بکری کے کھر) کے درمیان کا گوشت ملے گا تو وہ ضرور (نماز) عشاء میں شریک ہو۔

باب کا مطلب یوں نکلا کہ رسول پاک ﷺ نے نماز باجماعت ترک کرنے والوں کو جلانے کا ارادہ فرمایا۔

باب کیا امام کے لیے جائز ہے کہ وہ مجرموں اور گنہگاروں کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے اور ملاقات وغیرہ کرنے سے روک دے۔

(۷۲۲۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے تابینا ہو جانے کے زمانے میں ان کے سب لڑکوں میں یہی راستے میں ان کے ساتھ چلتے تھے، نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں جاسکے تھے، پھر انہوں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا اور آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہم سے گفتگو کرنے سے روک دیا تھا تو ہم پچاس دن اسی حالت میں رہے، پھر آنحضرت ﷺ نے اعلان کیا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔

بُكَرٍ حِينَ نَاحَتْ.

۷۲۲۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ، ثُمَّ أَمُرَّ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ أَمُرَّ رَجُلًا فَيُؤَمِّمَ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالِفُ إِلَى رَجُلٍ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَجِدُ غَرْقًا سَمِينًا أَوْ مَوَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ)).

[راجع: ۶۴۴]

۵۳- باب هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ

الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَغْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةَ وَنَحْوَهُ

۷۲۲۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنُوبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا.

[راجع: ۲۷۰۷]

تشیخ

حضرت کعب بن مالک نے غزوہ تبوک سے بلا اجازت غیر حاضری کی تھی اور یہ بڑا بھاری ملی جرم تھا جو ان سے صادر ہوا۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے اور ان کے ساتھیوں سے پورا ترک موالات فرمایا حتیٰ کہ ان کی توبہ اللہ نے قبول کی۔ اب ایسے معاملات خلیفہ اسلام کی صواب دید پر موقوف کئے جاسکتے ہیں۔

۹۵- کتاب العمنیٰ

کتاب نیک ترین آرزوؤں کے جائز ہونے میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(تمنی عرف عام میں آدمی کا یوں کہنا کاش ایسا ہوتا، تمنی اور تری میں یہ فرق ہے کہ تمنی اس بات میں بھی ہوتی ہے جو محال ہو جیسے کہنا کہ کاش جوانی پھر آجاتی اور تری ہمیشہ ان ہی باتوں میں ہوتی ہے جو ہونے والی ہوں)

۱- باب مَا جَاءَ فِي التَّمَنِيِّ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

باب آرزو کرنے کے بارے میں اور جس نے شہادت کی آرزو کی

(۷۲۲۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے، کہا مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو میرے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکنے کو برا جانتے ہیں مگر اسباب کی کمی کی وجہ سے وہ شریک نہیں ہو سکتے اور کوئی ایسی چیز میرے پاس نہیں ہے جس پر انہیں سوار کروں تو میں کبھی (غزوات میں شریک ہونے سے) پیچھے نہ رہتا۔ میری تو خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔

۷۲۲۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنَّ رَجُلًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أُحْمِلُهُمْ، مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أَقْتُلُ، ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أَقْتُلُ، ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أَقْتُلُ)).

[راجع: ۳۶]

ایسی پاکیزہ تمنائیں کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ سے یہ منقول ہوا۔

۷۲۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي أَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا)) فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللَّهِ.

(۷۲۲۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میری آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں جنگ کروں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کو تین مرتبہ دہراتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔

[راجع: ۳۶]

کہ آنحضرت ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ آخر میں ختم شہادت پر کیا کیونکہ مقصود وہی تھی جو آپ کو بتلادیا گیا تھا کہ اللہ آپ کی جان کی حفاظت کرے گا جیسا کہ فرمایا، واللہ بعصمک من الناس لیکن یہ آرزو محض فضیلت جہاد کے ظاہر کرنے کے لیے آپ نے فرمائی۔

باب نیک کام جیسے خیرات کی آرزو کرنا

۲- باب تَمَنَّى الْخَيْرِ

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ”اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں اسے بھی خیرات کر دیتا

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي أَحَدُ ذَهَبًا)).

(۷۲۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں پسند کرتا کہ اگر ان کے لینے والے مل جائیں تو تین دن گزرنے سے پہلے ہی میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی نہ بچے، سو اس کے جسے میں اپنے اوپر قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔

۷۲۲۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كَانَ عِنْدِي أَحَدُ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ ثَلَاثَ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْضُهُ فِي ذَيْنَ عَلَيَّ أَجْدُ مِنْ يَقْبَلُهُ)).

[راجع: ۲۳۸۹]

بِسْ اَصْل درویشی یہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمادی کہ کل کے لیے کچھ نہ رکھ چھوڑے، جو روپیہ یا مال متاع آئے وہ غراء اور مستحقین کو فوراً تقسیم کر دے۔ اگر کوئی شخص خزانہ اپنے لیے جمع کرے اور تین دن سے زیادہ روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اس کو درویش نہ کہیں گے بلکہ دنیا دار کہیں گے۔ ایک بزرگ کے پاس روپیہ آیا، انہوں نے پہلے چالیسواں حصہ اس میں سے زکوٰۃ کا نکالا پھر باقی ۳۹ حصے بھی تقسیم کر دیے اور کہنے لگے میں نے زکوٰۃ کا ثواب حاصل کرنے کے لیے پہلے چالیسواں حصہ نکالا اگر سب ایکبارگی خیرات کر دیتا تو اس فرض کے ثواب سے محروم رہتا۔ حیدر آباد میں بہت سے مشائخ اور درویش ایسے نظر آتے ہیں کہ دنیا دار ان سے بہر تاب بہتر ہیں۔ افسوس ان کو اپنے تئیں درویش کہتے ہوئے شرم نہیں آتی وہ تو ساہو کاروں کی طرح مل و

دولت اکٹھا کرتے ہیں ان کو مہاجن یا ساہوکار کا لقب دینا چاہیے نہ کہ شاہ اور فقیر کا۔ (وحیدی) الاما شاء اللہ۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد

۳- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ:

کہ اگر مجھے پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا

(۷۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور عمرہ کر کے دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی احرام کھول ڈالتا۔

(۷۲۳۰) ہم سے حسن بن عمر جری نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع بصری نے، ان سے حبیب بن ابی قریبہ نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے (حجۃ الوداع کے موقع پر) ساتھ تھے، پھر ہم نے حج کے لیے تلبیہ کہا اور ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچے، پھر آنحضرت ﷺ نے ہمیں بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے طواف کا حکم دیا اور یہ کہ ہم اسے عمرہ بنا لیں اور اس کے بعد حلال ہو جائیں (سوا ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ حلال نہیں ہو سکتے) بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا ہم میں سے کسی کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ بھی ہدی تھی اور کہا کہ میں بھی اس کا احرام باندھ کر آیا ہوں جس کا رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے، پھر دوسرے لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد منی جاسکتے ہیں؟ (اس حال میں کہ ہمارے ذکر منی نکلتے ہوں؟) آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے ہی معلوم ہوتی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے سراقہ بن مالک نے ملاقات کی۔ اس وقت آپ بڑے شیطان پر رمی کر رہے تھے اور پوچھایا رسول اللہ! یہ ہمارے

((لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ)).

۷۲۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ. مَا سَفْتُ الْهَذْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوْا)). [راجع: ۲۹۴]

۷۲۳۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَتَيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصُّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَلَنَحْلِلَ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذْيٌ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِنَّا هَذْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَذْيُ فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلُّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مَنْى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنْ مَعِيَ الْهَذْيُ لَحَلَلْتُ)) قَالَ: وَلَقِيَهُ سَرَّاقَةٌ وَهُوَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَلَنَا هَذِهِ خَاصَّةٌ قَالَ: ((لَا بَلَّ لِلْأَبَدِ)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ

لیے خاص ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مکہ آئی تھیں لیکن وہ حائضہ تھیں تو آنحضرت ﷺ نے انہیں تمام اعمال حج ادا کرنے کا حکم دیا، صرف وہ پاک ہونے سے پہلے طواف نہیں کر سکتی تھیں اور نہ نماز پڑھ سکتی تھیں۔ جب سب لوگ بطحاء میں اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ سب لوگ عمرہ و حج دونوں کر کے لوٹیں گے اور میرا صرف حج ہوگا؟ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عائشہ کو ساتھ لے کر مقام تنعیم جائیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی ایام حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

باب آنحضرت ﷺ کا یوں فرمانا کہ کاش
ایسا اور ایسا ہوتا

(۷۲۳۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ کو نیند نہ آئی، پھر آپ نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ! (انہوں نے کہا) میں آپ کیلئے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر آنحضرت ﷺ سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ ابو عبداللہ امام بخاری نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ جب نئے نئے مدینہ آئے تو بحالت بخاری میں یہ شعر پڑھتے تھے۔ ”کاش میں جانتا کہ میں ایک رات اس وادی میں گزار سکوں گا (وادی مکہ میں) اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل گھاس ہوگی۔“ پھر میں نے نبی ﷺ سے اسکی خبر کی۔

حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَسْكُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ وَلَا تُصَلِّي حَتَّى تَطْهَرُ، فَلَمَّا نَزَلُوا الْبُطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةِ عُمَرَةَ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ؟ قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْتَمَرَتِ عُمَرَةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

[راجع: ۱۵۵۷]

۴- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَيْتَ كَذَا وَكَذَا))

۷۲۳۱- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ ﷺ، ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَخْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السَّلَاحِ قَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قِيلَ: سَعْدُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ جَنَّتْ أَخْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ بِلَالٌ: أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتُ لَيْلَةً

بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خَرْتُ وَجَلِيلٌ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ۲۸۸۵]

مولانا وحید الزمان نے اس شعر کا ترجمہ شعر میں یوں کیا ہے۔

کاش میں مکہ کی پاؤں ایک رات گرد میرے ہوں جلیل اذخر نبات

تَشْرِیح

یہ پہرہ کا ذکر مدینہ میں شروع شروع آتے وقت کا ہے کیونکہ دشمنوں کا ہر طرف ہجوم تھا۔ آپ کی دعا سجدہ بڑھ کے حق میں قبول ہوئی۔

۵- باب تَمَنَّى الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

۷۲۳۲- حَدَّثَنَا غُفَمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ)).

[راجع: ۵۰۲۶]

۶- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنَّى

﴿وَلَا تَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرُّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ [النساء: ۳۲]

اللہ ہر ایک کی حالت جانتا ہے جس کو جتنا دیا ہے، اسی میں اس کی حکمت ہے پس لوگوں کو دیکھ کر ہوس کرنا کیا ضرور ہے۔

۷۲۳۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَمَنَّوْا الْمَوْتَ لَتَمَنَيْتُ)).

[راجع: ۵۶۷۱]

باب قرآن مجید اور علم کی آرزو کرنا

(۷۲۳۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رشک صرف دو شخصوں پر ہو سکتا ہے ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا ہے اور وہ اسے دن رات پڑھتا رہتا ہے اور اس پر (سننے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی اس کا ایسا ہی علم ہوتا جیسا کہ اس شخص کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو (دیکھنے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی اتنا دیا جاتا جیسا اسے دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسا کہ یہ کر رہا ہے۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم نے جریر نے پھر یہی حدیث بیان کی۔

باب جس کی تمنا کرنا منع ہے

اور اللہ نے سورہ نساء میں فرمایا، ”اور نہ تمنا کرو اس چیز کی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر (مال میں) فضیلت دی ہے۔ مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے اور عورتیں اپنی کمائی کا اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“

(۷۲۳۳) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، ان سے ابو الاحوص نے، ان سے عاصم نے بیان کیا، ان سے نصر بن انس نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں موت کی آرزو کرتا۔

تشریح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت طویل ہوئی تھی۔ انہوں نے طرح طرح کے فتنے اور فساد مسلمانوں میں دیکھے مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، خارجیوں کا زور و ظلم، اس وجہ سے موت کو پسند کرنے لگے۔ قسطلانی نے کہا اگر آدمی کو دین کی خرابی اور فتنے میں پڑنے کا ڈر ہو تب تو موت کی آرزو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ میں کہتا ہوں ایک حدیث میں ہے اذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون دوسری حدیث میں ہے ایسے وقت میں یوں دعا کرنا بہتر ہے اللھم احیننی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی۔

(۷۲۳۴) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عہدہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی خالد نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے سات داغ لگوائے تھے، پھر انہوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔

(۷۲۳۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابی عبید نے جن کا نام سعد بن عبید ہے، عبد الرحمن بن ازہر کے مولیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے، اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔

۷۲۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرْتِ نَعُوذُهُ، وَقَدْ احْتَوَى سَبْعًا فَقَالَ: لَوْ لَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [راجع: ۵۶۷۲]

۷۲۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدٌ، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ)). [راجع: ۳۹]

تشریح بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت اور زائد ہے قال ابو عبد اللہ ابو عبید اسمہ سعد بن عبید مولیٰ عبد الرحمن بن ازہر یعنی امام بخاری نے کہا کہ ابو عبید کا نام سعد بن عبید ہے وہ عبد الرحمن بن ازہر کا غلام تھا۔

باب کسی شخص کا کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ

۷- باب قول الرجل: لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

ہوتی

(۷۲۳۶) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان بن جبہ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ غزوہ خندق کے دن (خندق کھودتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ بھی خود ہمارے ساتھ مٹی اٹھایا کرتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ مٹی نے

۷۲۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بِيَاضَ بَطْنِهِ يَقُولُ:

لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

وَنَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِّينَا

فَأَنْزَلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا إِنَّ الْأَلَمَى (وَرُبَّمَا قَالَ)

إِنَّ الْمَلَآءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً

أَبَيْنَا أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

[راجع: ۲۸۳۶]

آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا دیا تھا۔ آپ فرماتے تھے ”اگر تو نہ ہوتا (اے اللہ!) تو ہم نہ ہدایت پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔ پس ہم پر دل جمعی نازل فرما۔ اس معاندین کی جماعت نے ہمارے خلاف حد سے آگے بڑھ کر حملہ کیا ہے۔ جب یہ فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی بات نہیں مانتے، نہیں مانتے۔ اس پر آپ آواز کو بلند کر دیتے۔“

مولانا وحید الزمان کا منظوم ترجمہ یوں ہے۔

شیریں

اے خدا اگر تو نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جموا دے لڑائی میں تو دے ہم کو ثبات

(یہ مصرعہ بارہویں پارے میں ہے یہاں مذکور نہیں ہے)

بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں جب وہ فتنہ چاہیں تو سختے نہیں ہم ان کی بات۔
آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے۔

باب دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو کرنا منع ہے۔

اس کو اعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے

۸- باب كَرَاهِيَةِ التَّمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ

وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ﷺ.

(۷۲۳۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبد اللہ کے غلام سالم ابو النصر نے بیان کیا، جو اپنے آقا کے کاتب تھے۔ بیان کیا کہ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے انہیں لکھا اور میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ مضمون تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔“

۷۲۳۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّصْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ : كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُّوْا اللَّهَ الْعَافِيَةَ)). [راجع: ۲۸۱۸]

باب لفظ ”اگر مگر“ کے استعمال کا جواز اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد
”اگر مجھے تمہارا مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی“

۹- باب مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوْ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً﴾.

مشیح امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ مسلم نے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر مگر کہنا شیطان کا کام کھولتا ہے اور نسائی نے جو روایت کی جب تجھ پر کوئی بلا آئے تو یوں نہ کہہ اگر میں ایسا کرتا اگر یوں ہوتا بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر میں یوں ہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہ کیا تو ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ اور رسول کے کلام میں اگر کالفاظ کیوں آتا۔ بلکہ ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تدبیر پر نازاں ہو کر اور اللہ کی مشیت سے غافل ہو کر اگر مگر کہنا منع ہے۔ آیت کے الفاظ حضرت لوط علیہ السلام کے ہیں جو انہوں نے قوم کی فرشتوں کے ساتھ گستاخی دیکھ کر کہے تھے۔

(۷۲۳۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دولعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو اس پر عبد اللہ بن شداد نے پوچھا، کیا یہی وہ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”اگر میں کسی عورت کو بغیر گواہ کے رجم کر سکتا تو اسے کرتا۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں وہ ایک اور عورت تھی جو (اسلام لانے کے بعد) کھلے عام (فحش کام) کرتی تھی۔

۷۲۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنِينَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ)). قَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَغْلَنْتَ. [راجع: ۵۳۱۰]

مگر قاعدے سے ثبوت نہ تھا یعنی چار عینی گواہ نہیں تھے۔

(۷۲۳۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، ایک رات ایسا ہوا آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر کی۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! نماز پڑھئے عورتیں اور بچے سونے لگے۔ اس وقت آپ (حجرے سے) برآمد ہوئے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (غسل کر کے باہر تشریف لائے) فرمانے لگے اگر میری امت پر یا یوں فرمایا لوگوں پر دشوار نہ ہوتا۔ سفیان بن عیینہ نے یوں کہا میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس وقت (اتنی رات گئی) ان کو یہ نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ اور ابن جریج نے (اسی سند سے سفیان سے، انہوں نے ابن جریج سے) انہوں نے عطاء سے روایت کی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت ﷺ نے اس نماز (یعنی عشاء کی نماز) میں دیر کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! عورتیں بچے تو سو گئے۔ یہ سن کر آپ باہر تشریف لائے، اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھ رہے

۷۲۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ عَمْرُو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ: أَغْنَمَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَّانُ، فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ: ((لَوْ لَا أَن أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ)) وَقَالَ سُفْيَانٌ أَيْضًا ((عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالصَّلَاةِ هَذِهِ السَّاعَةَ)) وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُولُ: ((إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْ لَا أَن أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي)) وَقَالَ عَمْرُو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرُو فَقَالَ

تھے، فرما رہے تھے اس نماز کا (عمدہ) وقت یہی ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہو۔ عمرو بن دینار نے اس حدیث میں یوں نقل کیا۔ ہم سے عطاء نے بیان کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا لیکن عمرو نے یوں کہا آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اور ابن جریج کی روایت میں یوں ہے آپ سر کے ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے۔ اور عمرو نے کہا آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا۔ اور ابن جریج نے کہا آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو اس نماز کا (افضل) وقت تو یہی ہے۔ اور ابراہیم بن منذر (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن مسلم نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پھر یہی حدیث نقل کی۔

(۷۲۳۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے عبدالرحمن اعرج نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک کرنا واجب قرار دے دیتا۔

(۷۲۳۱) ہم سے عیاش بن الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری دنوں میں صوم وصال رکھا تو بعض صحابہ نے بھی صوم وصال رکھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کر نیوالے اپنی ہوس چھوڑ دیتے، میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اس طرح دن گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اس روایت کی متابعت سلیمان بن مغیرہ نے کی، ان سے ثابت نے، ان

رَأْسُهُ يَفْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ وَقَالَ عَمْرُو: ((لَوْ لَا أَنْ أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي)) وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: ((إِنَّهُ لَلَوَفْتُ لَوْ لَا أَنْ أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۵۷۱]

۷۲۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَا أَنْ أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسُّوَاكِ)).

[راجع: ۸۸۷]

۷۲۴۱- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَاصَلَ النَّبِيُّ ﷺ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أَنَسٌ مِنَ النَّاسِ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ مَدَّ بِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وَصَالًا يَدْعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمِّقَهُمْ، إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظْلُ يُعْطِئُنِي رَبِّي وَيَسْتَفِينِي)).

تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ

انس، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۱۹۶۱] سے انس رضی اللہ عنہ نے، ان سے نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا جو اوپر مذکور ہوا۔

تشریح یعنی حقیقت میں جنت کا کھانا پانی اس صورت میں آپ کا وصال روزہ ظاہری ہو گا نہ کہ حقیقت میں۔ مگر بعض نے کہا کہ کھانے پینے سے مجازی معنی مراد ہے کہ وہ مجھ کو قوت دیتا رہتا ہے جو تم کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ صوم و مال اس روزے کو کہتے ہیں جس میں افطار و سحر کے وقت میں بھی نہیں کھلایا جاتا اور روزے کو مسلسل جاری رکھا جاتا ہے۔

۷۲۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: ((أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبَيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي)) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ: ((لَوْ تَأَخَّرَ لَوَدَّتُكُمْ)). كَأَلْمُنْكَلٍ لَهُمْ. [راجع: ۱۹۶۵]

(۷۲۴۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو زہری نے خبر دی اور لیث نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب (زہری) نے، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع کیا تو صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں کون مجھ جیسا ہے، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے لیکن جب لوگ نہ مانے تو آپ نے ایک دن کے ساتھ دو سرادن ملا کر (وصال کا) روزہ رکھا، پھر لوگوں نے (عید کا) چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور وصال کرتا۔ گویا آپ نے انہیں تنبیہ کرنے کے لیے ایسا فرمایا۔

۷۲۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، عَنِ الْجَدْرِ أَمِنْ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يَدْخُلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكَ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمُكَ لِيَدْخُلُوا مِنْ شَاوُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاوُوا، لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثٌ عَنْهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكَرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أَدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ

(۷۲۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاخص نے بیان کیا، کہا ہم سے اشعث نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (خانہ کعبہ کے) حطیم کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا، پھر کیوں ان لوگوں نے اسے بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی ہو گئی تھی۔ میں نے کہا کہ یہ خانہ کعبہ کا دروازہ اونچائی پر کیوں ہے؟ فرمایا کہ یہ اس لیے انہوں نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم (قریش) کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا اور مجھے خوف نہ ہوتا کہ ان کے دلوں میں اس سے انکار پیدا ہو گا تو میں حطیم کو بھی خانہ کعبہ میں

اَلصَّبَقُ بَابُهُ فِي الْأَرْضِ)). [راجع: ۱۲۶]

شامل کر دیتا اور اس کے دروازہ کو زمین کے برابر کر دیتا۔

تشیع حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ایسا کر دیا تھا۔ شرقی اور غربی دو دروازے بنا دیئے تھے مگر حجاج بن یوسف نے ضد میں آکر اس عمارت کو تڑوا کر پہلی حالت پر کر دیا۔ آج تک اسی حالت پر ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے اس کے دو دروازے رکھتا ایک مشرقی ایک مغربی۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن کر جیسا نفا آحضرت ﷺ کا تھا اسی طرح کعبہ کو بنا دیا مگر خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس نے کیا کیا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ضد سے پھر کعبہ تڑوا کر جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا ویسا ہی کر دیا اگر کعبہ میں دو دروازے رہتے تو داخلے کے وقت کیسی راحت رہتی، ہوا آتی اور نکلتی رہتی اب ایک ہی دروازہ اور روشندان بھی ندارد۔ ادھر لوگوں کا ہجوم۔ داخلے کے وقت وہ تکلیف ہوتی ہے کہ معاذ اللہ اور گرمی اور جس کے مارے نماز بھی اچھی طرح اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی۔

۷۲۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيَا أَوْ شُعْبًا، لَسَلَكَتِ وَادِي الْأَنْصَارِ أَوْ شُعْبَ الْأَنْصَارِ)). [راجع: ۳۷۷۹]

(۷۲۴۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بننا (پسند کرتا) اور اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

۷۲۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَا أَوْ شُعْبًا لَسَلَكَتِ وَادِي الْأَنْصَارِ وَشُعْبَهَا)). تَابَعَهُ أَبُو النَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الشُّعْبِ.

(۷۲۴۵) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباد بن تیمیم نے اور ان سے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اور اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔ اس روایت کی متابعت ابو التیاح نے کی، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اس میں بھی درے کا ذکر ہے۔

[راجع: ۴۳۳۰]

تشیع یہ حدیث کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے۔ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث کو جمع کیا جن میں اگر کالفظ ہے تو معلوم ہوا کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع نہیں ہے اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے اگر مگر سے بچا رہ وہ خاص مقاموں پر محمول ہے یعنی جب کسی کار خیر کا ارادہ کرے اور اس پر قدرت ہو تو اس کو کر ڈالے۔ اس میں اگر مگر نہ نکالے۔ دوسرے جب کوئی مصیبت پیش آئے کچھ نقصان ہو جائے تو اللہ کی تقدیر اور اس کے ارادے سے سمجھے۔ اس میں بھی اگر مگر نکالنا اور یوں کہنا اگر ہم ایسا

کرتے تو یہ آفت نہ آتی منع ہے کیونکہ اس میں تقدیر الہی پر بے اعتمادی اور اپنی تدبیر پر بھروسہ نکلتا ہے۔

۹۶۔ کتاب الخبر الواحد

کتاب خبر واحد کے بیان میں

(ان احادیث کا بیان جن کو ایک سچے اور معتبر شخص نے روایت کیا ہو)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب ایک سچے شخص کی خبر پر اذان نماز روزے فرائض سارے احکام میں عمل ہونا

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں فرمایا ”ایسا کیوں نہیں کرتے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور لوٹ کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈرائیں اس لیے کہ وہ تباہی سے بچے رہیں۔“ اور ایک شخص کو بھی طائفہ کہہ سکتے ہیں جیسے سورہ حجرات کی اس آیت میں فرمایا ”اگر مسلمانوں کے دو طائفے لڑ پڑیں اور اس میں وہ دو مسلمان بھی داخل ہیں جو آپس میں لڑ پڑیں (تو ہر ایک مسلمان ایک طائفہ ہوا) اور (اسی سورت میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مسلمانو! (جلدی مت کیا کرو) اگر تمہارے پاس بدکار شخص کچھ جبرائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“ اور اگر خبر واحد مقبول نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ ایک شخص کو حاکم بنا کر اور اس کے بعد دوسرے شخص کو کیوں بھیجتے اور یہ کیوں فرماتے کہ اگر پہلا حاکم کچھ بھول جائے تو دوسرا حاکم اس کو سنت کے طریق پر لگا دے۔

۱۔ باب مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ

فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿فَلَوْ لَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَيَفْشَقُوا فِي الدِّينِ وَلَيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [التوبة : ۱۲۲] وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ [الحجرات : ۹] فَلَوْ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَا فِي مَعْنَى الْآيَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ [الحجرات : ۶] وَكَيْفَ بَغَتْ النَّبِيُّ ﷺ أَمْرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ، فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدُّ إِلَى السُّنَّةِ.

جن کو اصطلاح الجدید میں خبر واحد کہتے ہیں اکثر صحیح احادیث اسی قسم کی ہیں کہ ان کو ایک یا دو صحابہ یا ایک یا دو تابعین نے روایت کیا ہے۔ خبر واحد کا جب راوی سچا اور ثقہ اور معتبر ہو تو اس کا قبول کرنا تمام اماموں نے واجب رکھا ہے اور ہمیشہ قیاس کو ایسی حدیث کے مقابل ترک کر دیا ہے۔ بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تو اور زیادہ احتیاط کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث یہاں تک کہ صحابی کا قول بھی حجت ہے اور قیاس کو اس کے مقابلہ میں ترک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جزائے خیر دے وہ اہلسنت یعنی اہل حدیث کے پیو تھے۔ ہمارے زمانے میں جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں اور صحیح حدیث کو

سن کر بھی قیاس کی پیروی نہیں چھوڑتے وہ سچے حنفی نہیں ہیں بلکہ بدنام کنندہ ٹکونائے چند اپنے امام کے جھوٹے نام لیا ہیں۔ سچے حنفی اہل حدیث ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت اور ارشاد کے مطابق چلتے ہیں اور تمام عقائد اور صفات اللہ اور اصول میں ان کے ہم اعتقاد اور ہم عمل ہیں۔ اس آیت ذیل سے خبر واحد کا جھٹکا ہونا نکلتا ہے کیونکہ طائفہ ایک شخص کو بھی کہہ سکتے ہیں اور بعض فرقہ میں صرف تین ہی آدمی ہوتے ہیں۔ اس دوسری آیت سے صاف نکلتا ہے کہ اگر نیک اور سچا اور معتبر شخص کوئی خبر لائے تو اس کو مان لینا چاہیے۔ اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس کی خبر کا بھی یہی حکم ہو جو بدکار کی خبر کا ہے تو نیک اور بدکار دونوں کا یکساں ہونا لازم آئے گا۔ ابن کثیر نے کہا آیت سے یہ بھی نکلا کہ فاسق اور بدکار شخص کی روایت کی ہوئی حدیث جھٹکا نہیں، اسی طرح مجہول الحال کی۔ حدیث مذکور سے ظاہر ہوا کہ اگر خبر واحد قبول کے لائق نہ ہوتی تو ایک شخص واحد کو حاکم بنا کر بھیجنا یا ایک شخص واحد کا دوسرے کی غلطی ظاہر کرنا اس کو ٹھیک رستے پر لگانا اس کے کچھ معنی نہ ہوتے۔

(۷۲۴۶) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سب جوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیس دن تک ٹھہرے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت شفیق تھے۔ جب آپ نے معلوم کیا کہ اب ہمارا دل اپنے گھروالوں کی طرف مشتاق ہے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے ہم کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر چلے جاؤ اور ان کے ساتھ رہو اور انہیں اسلام سکھاؤ اور دین بتاؤ اور بہت سی باتیں آپ نے کہیں جن میں بعض مجھے یاد نہیں ہیں اور بعض یاد ہیں اور (فرمایا کہ) جس طرح مجھے تم نے نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھو۔ پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک تمہارے لیے اذان کے اور جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

۷۲۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عَشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنُّ أَنَا قَدْ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدْ اشْتَقْنَا سَأَلْنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا، فَأَخْبَرَنَا قَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ)) وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا ((وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذَنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيُؤْمَكُمُ أَكْبَرُكُمْ)). [راجع: ۶۲۸]

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اذان دے تو معلوم ہوا کہ ایک شخص کے اذان دینے پر لوگوں کو عمل کرنا اور نماز پڑھ لینا درست ہے۔ آخر یہ بھی تو خبر واحد ہے۔

(۷۲۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، ان سے سلیمان بنی نے، ان سے ابو عثمان ندی نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ صرف اس لیے اذان دیتے ہیں یا نداء کرتے ہیں تاکہ جو نماز کے

۷۲۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ النُّعْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سَحْوَرِهِ، فَإِنَّهُ يُؤْذِنُ - أَوْ قَالَ يُنَادِي

لیے بیدار ہیں وہ واپس آجائیں اور جو سوئے ہوئے ہیں وہ بیدار ہو جائیں اور فجر وہ نہیں ہے جو اس طرح لمبی دھاری ہوتی ہے۔ بجلی نے اس کے اظہار کے لیے اپنے دونوں ہاتھ ملائے اور کہا یہاں تک کہ وہ اس طرح ظاہر ہو جائے اور اس کے اظہار کے لیے انہوں نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو پھیلا کر بتلایا۔

لِيَرْجِعَ فَأَيْمُكُمْ، وَيَنْبَئُهُ نَائِمُكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا)) وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ: هَكَذَا وَمَذَّ يَحْيَى إصْبَغِيهِ السَّبَاتَيْنِ.

[راجع: ۶۲۱]

یعنی چوڑے آسمان کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی صبح صادق ہوتی ہے۔

(۷۲۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلال رضی اللہ عنہ (رمضان میں) رات ہی میں اذان دیتے ہیں (وہ نماز فجر کی اذان نہیں ہوتی) پس تم کھاؤ پیو، یہاں تک کہ عبداللہ ابن ام مکتوم اذان دیں (تو کھانا پینا بند کر دو)

۷۲۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ بَلَالًا يُنَادِي بَلِيلًا، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)).

[راجع: ۶۱۷]

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ایک شخص بلال یا عبداللہ ابن ام مکتوم کی اذان کو عمل کے لیے کافی سمجھا اس سے بھی خبر واحد کا اثبات ہوا۔ واحد شخص جب معتبر ہوئے اس کا روایت کرنا بھی اسی طرح حجت ہے جیسے شخص واحد کی اذان جملہ مسلمانوں کے لیے حجت ہے۔ خبر واحد کو حجت نہ ماننے والے کو چاہیے کہ شخص واحد کی اذان کو بھی تسلیم نہ کرے۔ اذلیس فلیس۔

(۷۲۴۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ بن قیس نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعت نماز پڑھائی تو آپ سے پوچھا گیا کیا نماز (کی رکعتوں) میں کچھ بڑھ گیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہے؟ صحابہ نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے (سہو کے) کئے۔

۷۲۴۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

[راجع: ۴۰۱]

تشریح اگرچہ اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ یہ کہنے والے کہ آپ نے پانچ رکعت پڑھی ہیں۔ کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جسے خود انہوں نے کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی خمساً میں روایت کیا۔ اس میں یہ صیغہ مفرد یوں ہے کہ قال صلیت خمساً تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے کہنے پر عمل کیا۔ حافظ نے کہا کہ اس شخص کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک شخص کے کہنے پر اعتبار کر لیا اگر ایک معتبر آدمی کا کہنا ناقابل اعتبار ہوتا تو آپ ایسا کیوں کرتے۔ معلوم

ہوا کہ شخص واحد معتبر کی روایت کو تسلیم کرنا عقلاً و نقلاً ہر طرح سے درست ہے جو لوگ مطلق خبر واحد کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں ان کا یہ کہنا کسی طرح سے بھی درست نہیں ہے۔

۷۲۵۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقْصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ)) فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ.

(۷۲۵۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا مجھ سے مالک نے بیان کیا کہ سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ہی رکعت پر (مغرب یا عشاء کی نماز میں) نماز ختم کر دی تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور دو آخری رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا، پھر تکبیر کی اور سجدہ کیا (نماز کے عام) سجدے جیسا یا اس سے طویل، پھر آپ نے سر اٹھایا، پھر تکبیر کی اور نماز کے سجدے جیسا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا۔

[راجع: ۴۸۲]

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ذوالیدین اکیلے شخص کی خبر کو قاتل عمل جان کر منظور کر لیا اور تصدیق مزید کے لیے دوسرے لوگوں سے بھی دریافت فرمایا۔ اگر ایک شخص کی خبر قاتل عمل نہ ہوتی تو آپ ذوالیدین کے کہنے پر کچھ خیال ہی نہ فرماتے، اس سے خبر واحد کی دوسروں سے تصدیق کر لینا بھی ثابت ہوا۔

۷۲۵۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمَرٍ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقَبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا، وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ۳۰۴]

(۷۲۵۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسجد قبائیں لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والے نے ان کے پاس پہنچ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کر لیں پس تم بھی اسی طرف رخ کر لو۔ ان لوگوں کے چہرے شام (یعنی بیت المقدس) کی طرف تھے، پھر وہ لوگ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

باب کی مطابقت یہ ہے کہ ایک شخص کی خبر پر مسجد قبا والوں نے عمل کیا۔

۷۲۵۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرَّاحٍ نَ بَيَانُ كَيَا، اَن سَا سَا نِيْلُ بَن يُونُسَ نَ، اَن سَا اَبُو

(۷۲۵۲) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ طحی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع بن جراح نے بیان کیا، ان سے اسرائیل بن یونس نے، ان سے ابو

اسحاق سیبی نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ کی آرزو تھی کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں یہ آیت نازل کی، ”ہم آپ کے منہ کے بار بار آسمان کی طرف اٹھنے کو دیکھتے ہیں، پس عنقریب ہم آپ کے منہ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے“ چنانچہ رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ ایک صاحب نے عصر کی نماز آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر وہ مدینہ سے نکل کر انصار کی ایک جماعت تک پہنچے اور کہا کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے چنانچہ سب لوگ کعبہ رخ ہو گئے حالانکہ وہ عصر کی نماز کے رکوع میں تھے۔

یہ واقعہ تحویل قبلہ کے پہلے دن مسجد بنی حارث یعنی مسجد قبلتین کا ہے۔ بعض روایتوں میں ظہر کی نماز مذکور ہے اور اگلی حدیث کا واقعہ دوسرے روز کا مسجد قبا کا ہے تو دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں رہا۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ خبر واحد کو تسلیم کر کے اس پر جمہور صحابہ نے عمل کیا۔ جو لوگ خبر واحد کے منکر ہیں وہ جمہور صحابہ کے طرز عمل سے منکر ہیں۔

(۷۲۵۳) مجھ سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابو طلحہ انصاری، ابو عبیدہ بن الجراح اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کعبہ کی شراب پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک آنے والے شخص نے آکر خبر دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی خبر سنتے ہی کہا انس! ان منکوں کو بڑھ کر سب کو توڑ دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک ہاون دستہ کی طرف بڑھا جو ہمارے پاس تھا اور میں نے اس کے نچلے حصہ سے ان منکوں پر مارا جس سے وہ سب ٹوٹ گئے۔

قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَقَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ [البقرة : ۱۴۴] فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ لَمَرًّا عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرِفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ.

[راجع: ۴۰]

۷۲۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجُرَّاحِ وَأَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ لُصِيخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاسْكِرْهَا قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

[راجع: ۲۴۶۴]

سبحان اللہ! صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایمانداری اور تقویٰ شعاری، ایمان ہو تو ایسا ہو۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ایک شخص

کی خبر پر شراب کے حرام ہو جانے پر اعتماد کر لیا۔ اس سے بھی خبر واحد پر عمل کا اثبات ہوا۔

۷۲۵۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ ((لَا بُعْثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقُّ أَمِينٍ)) فَاسْتَشَرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ. [راجع: ۳۷۴۵]

(۷۲۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے، ان سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے پاس ایک امانت دار آدمی جو حقیقی امانت دار ہو گا بھیجوں گا۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ منتظر رہے (کہ کون اس صفت سے موصوف ہے) تو آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

اس سے بھی خبر واحد کا اثبات ہوا کہ آپ نے اکیلے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمانے کا اعلان کیا اور ان کو بھیجا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۷۲۵۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ)). [راجع: ۳۷۴۴]

(۷۲۵۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد بن مران نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں ایک امانت دار ہوتا ہے اور اس امت کے امانت دار ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ ایمانداری اور امانت داری میں فرد فرید تھے گو اور سب صحابہ بھی ایماندار و پابندار تھے مگر ان کا درجہ اس خاص صفت میں بہت ہی بڑھا ہوا تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ حیا میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شجاعت میں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

۷۲۵۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَنْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَتْهُ أَتَيْنُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِذَا غَبَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۸۹]

(۷۲۵۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبید بن حنین نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب تھے (اوس بن خولی نام) جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت نہ کر سکتے اور میں شریک ہوتا تو انہیں آکر آنحضرت ﷺ کی مجلس کی خبریں بتاتا اور جب میں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں شریک نہ ہو پاتا اور وہ شریک ہوتے تو وہ آکر آنحضرت ﷺ کی مجلس کی خبریں مجھے بتاتے۔

اس حدیث سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی خبر پر یقین کرتے اور وہ حضرت کی خبر پر اعتماد کرتا تھا۔ پس خبر واحد پر تو اترا عمل ہوتا آ رہا ہے مگر مقلدین کو اللہ عقل دے کہ وہ کیوں ایک صحیح بات کے زبردستی سے منکر ہو گئے ہیں۔

۷۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا

(۷۲۵۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان

کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے زید نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ایک صاحب عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو بنایا، پھر (اس نے کیا کیا کہ) آگ جلوائی اور (لشکریوں سے) کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ جس پر بعض لوگوں نے داخل ہونا چاہا لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم آگ ہی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ پھر اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا، جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس میں قیامت تک رہتے اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت حلال نہیں ہے اطاعت صرف نیک کاموں میں ہے۔

عُنْدَرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا، فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ: ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَزْنَا مِنْهَا فَلَذَكُرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: ((لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ لِلآخَرِينَ: ((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)). [راجع: ۴۳۴۰]

تشریح باقی خدا و رسول کے حکم کے خلاف کسی کا حکم نہ ماننا چاہیے، بادشاہ ہو یا وزیر سب چھپر پر رہے ہمارا بادشاہ حقیقی اللہ ہے۔ یہ دنیا کے جھوٹے بادشاہ گویا گڑیوں کے بادشاہ ہیں یہ کیا کر سکتے ہیں بہت ہوا تو دنیا کی چند روزہ زندگی لے لیں گے وہ بھی بادشاہ حقیقی چاہے گا ورنہ ایک بال ان سے بیکار نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں نکلتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جاز باتوں میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا، حالانکہ وہ ایک شخص ہوتا ہے دوسرے یہ کہ بعض صحابہ نے اس کی بات سنی اور آگ میں بھی گھسا چاہا۔

(۷۲۵۸-۷۲۵۹) - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّادٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

(۷۲۶۰) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَغْرَابِ فَقَالَ: يَا

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ دو شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ دوسری سند اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا (تفصیل آگے حدیث ذیل میں ہے)

(۷۲۶۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ دیہاتیوں میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ فرمادیتجئے۔ اس

رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِيَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِيَ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنْذَنَ لِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((قُلْ)) فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، وَالْعَسِيفُ: الْأَجِيرُ، فَرَزَنِي بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرُّجْمَ، فَأَقْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرُّجْمَ، وَإِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ - لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ - فَأَعْذُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اغْتَرَفْتَ لَارْجُمَهَا)) فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَأَغْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

کے بعد ان کا مقابل فریق کھڑا ہوا اور کہا انہوں نے صحیح کہا یا رسول اللہ! ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور مجھے کہنے کی اجازت دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو۔ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے یہاں مزدوری کیا کرتا تھا (عسیت بمعنی اجیر، مزدور ہے) پھر اس نے ان کی عورت سے زنا کر لیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہوگی لیکن میں نے اس کی طرف سے سو بکریوں اور ایک باندی کا فدیہ دیا (اور لڑکے کو چھڑا لیا) پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کی بیوی پر رجم کی سزا لاگو ہوگی اور میرے لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال کے لیے جلا وطنی کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ باندی اور ایک بکریاں تو اسے واپس کر دو اور تمہارے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور اے انیس! (قبیلہ اسلم کے ایک صحابی) اس کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دو۔ چنانچہ انیس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور اس نے اقرار کر لیا پھر انیس رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کر ڈالا۔

تفسیر باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ آپ نے ایک شخص واحد کو ایذا کا حکم دیا۔ اس نے حکم شرعی یعنی رجم جاری کیا۔ بعضوں نے کہا آپ نے ہر فریق کی جو ایک تن تھا تھا بات قبول کی اس کی تصدیق فرمائی۔ امام ابن قیم نے فرمایا: خبر واحد تین قسم کی ہے ایک یہ کہ قرآن کے موافق ہو، دوسرے یہ کہ اس میں قرآن کی تفصیل ہو، تیسرے یہ کہ اس میں ایک نیا حکم ہو جو قرآن میں نہیں ہے۔ ہر حال میں اس کا اتباع واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جدا گانہ حکم دیا۔ پس اگر خبر واحد وہی قائل قبول ہو جو قرآن کے موافق ہے تو رسول کی اطاعت علیحدہ اور خاص نہیں ہوئی اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن پر زیادتی خبر واحد سے نہیں ہو سکتی بلکہ خبر مشہور یا متواتر ہونا ضرور ہے۔ انہوں نے بہت سے مسائل میں اپنے اس اصول کے خود خلاف کیا ہے جیسے نمیز تمر سے وضو کے جواز اور نصاب سرقہ اور مردس درہم سے کم نہ ہونا اور ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ میں جمع حرام ہونا اور شفعہ یا رہن اور صدہا مسائل میں جن میں آحاد احادیث وارد ہیں اور باوجود اس کے حنفیہ نے اس سے کلام اللہ پر زیادت کی ہے۔ میں کہتا ہوں حنفیہ کا کوئی اصول جتنا ہی نہیں ہے۔ اصول میں تو یہ لکھتے ہیں کہ خبر واحد اور قول صحابی بھی حجت ہے۔ بتوک بہ القیاس اور پھر صدہا مسائل میں حدیث کے خلاف قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اصول میں لکھتے ہیں کہ کتاب اللہ پر زیادت کے لیے خبر مشہور یا متواتر ضرور ہے اور پھر صدہا مسائل میں خبر واحد سے زیادت کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وہاں خبر مشہور کو بھی یہ بمانہ کر کے کہ مخالف کتاب اللہ ہے ترک کر دیتے ہیں۔ مثلاً یحییٰ مع الشاہد الواحد کی احادیث کو۔ غرض یہ عجب اصول ہیں جو کچھ

سمجھ میں نہیں آتے اور حق یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصول نہیں ہیں خود بچپلوں نے قائم کئے ہیں اور وہی حق تعالیٰ کے پاس جواب دار نہیں گے اللہ انصاف نصیب کرے۔

۲- باب بَغْتِ النَّبِيِّ ﷺ الزُّبَيْرِ طَلِيعَةً وَحَدَّةً

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ خبر واحد کی صحت پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعتماد فرمایا اگر ایسا نہ ہو تو آپ واحد شخص یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس معرکے کے لیے نہ بھیجتے۔

(۷۲۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن المنکدر نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ غزوہ خندق کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دشمن سے خبر لانے کے لیے) صحابہ سے کہا تو زبیر رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے پھر ان سے کہا تو زبیر رضی اللہ عنہ ہی تیار ہوئے۔ پھر کہا، پھر بھی انہوں نے ہی آداگی دکھائی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ روایت ابن المنکدر سے یاد کی اور ایوب نے ابن المنکدر سے کہا، اے ابو بکر! (یہ محمد بن منکدر کی کنیت ہے) ان سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کیجئے کیونکہ لوگ پسند کرتے ہیں کہ آپ جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث بیان کریں تو انہوں نے اسی مجلس میں کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور چار احادیث میں پے در پے یہ کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ سفیان ثوری تو ”غزوہ قرظہ“ کہتے ہیں (بجائے غزوہ خندق کے) انہوں نے کہا کہ میں نے اتنے ہی یقین کے ساتھ یاد کیا ہے جیسا کہ تم اس وقت بیٹھے ہو کہ انہوں نے ”غزوہ خندق“ کہا، سفیان نے کہا کہ یہ دونوں ایک ہی غزوہ ہیں (کیونکہ غزوہ خندق کے فوراً بعد اسی دن غزوہ قرظہ پیش آیا اور وہ مسکرائے۔

۷۲۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرِ)) قَالَ سُفْيَانٌ: حَفِظْتُهُ مِنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ: سَمِعْتُ جَابِرًا قَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قَرْيَظَةَ: فَقَالَ كَذًا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانٌ: هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَكَبِسَمَ سُفْيَانٌ.

[راجع: ۲۸۴۶]

تفسیر | بنی قرظہ کے دن سے وہ دن مراد ہے جب جنگ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قرظہ کی خبر لانے کے لیے فرمایا تھا وہ دن مراد نہیں ہے جب بنی قرظہ کا محاصرہ کیا اور ان سے جنگ شروع کی کیونکہ یہ جنگ جنگ خندق کے بعد ہوئی جو کئی دن تک قائم رہی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے ایک شخص زبیر رضی اللہ عنہ کو خبر لانے کے لیے بھیجا اور ایک شخص کی خبر

حضرت عمرؓ نے یہ خبر سنی کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اس تحقیق کے لیے آئے اور ایک دربان ربح نامی کی اجازت لینے پر اعتماد کیا۔ اس سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا۔

باب نبی کریم ﷺ کا عالموں اور قاصدوں کو یکے بعد

دیگرے بھیجا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے وحیہ الکلییہ ﷺ کو اپنے خط کے ساتھ عظیم بصری کے پاس بھیجا کہ وہ یہ خط قیصر شاہ روم تک پہنچا دے۔

اور حاطب بن ابی بلتعہ کو خط دے کر مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا یہ خط اب تک موجود ہے اور اس کی عکسی تصاویر چھپ چکی ہیں اور شجاع بن ابی شمر کو بقاء کے حاکم کے پاس بھیجا۔

(۷۲۶۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ پرویز شاہ ایران کو خط بھیجا اور قاصد عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ خط بحرین کے گورنر منذر بن ساوی کے حوالہ کریں وہ اسے کسریٰ تک پہنچائے گا۔ جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بددعا دی کہ اللہ انہیں بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

۴- باب مَا كَانَ يَنْعَثُ النَّبِيُّ ﷺ

مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ

وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ، وَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمٍ بُصْرَى أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ.

۷۲۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى، فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، يَذْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: لَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مُمَزَّقٍ. [راجع: ۶۴]

ٹکڑے ٹکڑے کر دے، ان کی حکومت کا نام و نشان نہ رہے۔ ایسا ہی ہوا۔ ایران والوں کی سلطنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بالکل نابود ہو گئی اور پھر آج تک پارسیوں کو سلطنت نصیب نہیں ہوئی جہاں میں دوسروں کی رعیت ہیں۔ ان کی شہزادیاں تک قید ہو کر مسلمانوں کے تصرف میں آئیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی مردود کسریٰ پرویز ایک چھوٹے سے ملک کا بادشاہ ہو کر یہ دماغ رکھتا تھا کہ پروردگار عالم کے محبوب کا خط جو آنکھوں پر رکھتا تھا اس نے حقیر جان کر پھاڑ ڈالا۔ اس کی سزا ملی۔ یہ دنیا کے (جاہل) بادشاہ درحقیقت طاغوت ہیں۔ معلوم نہیں اپنے تئیں کیا سمجھتے ہیں کہ جیسے تم ویسے ہی خدا کی دوسری مخلوق تم میں کیا لعل لگتے ہیں جو دنیا میں علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے توں توں بادشاہوں کے ناک کے کیڑے جھڑتے جاتے ہیں اور آج کے زمانہ میں تو کوئی ان نام نہاد بادشاہوں کو ایک کوڑی برابر بھی نہیں پوچھتا ہے۔ عظمت اور عزت کا تو کیا ذکر ہے۔ (آج سنہ ۱۹۷۸ء کا دور تو بہت ہی عبرت انگیز ہے)

(۷۲۶۵) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے، ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ایک صاحب ہند بن اسماء سے فرمایا

۷۲۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ

کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں اعلان کر دو عاشرہ کے دن کہ جس نے کھالیا ہو وہ اپنا بقیہ دن (بے کھائے) پورا کرے اور جس نے نہ کھالیا ہو وہ روزہ رکھے۔

اسلم : ((أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلَيْتِمَ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ)).

[راجع: ۱۹۲۴]

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ایک ہی شخص کو اپنی طرف سے اپنی مقرر کر دیا۔

باب وفود عرب کو نبی کریم ﷺ کی یہ وصیت کہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں دین کی باتیں پہنچادیں۔
یہ مالک بن حویرث صحابی نے نقل کیا۔

۵- باب وَصَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَفُودِ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ

قَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

(۷۲۶) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نصر بن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے خاص اپنے تخت پر بٹھا لیتے تھے۔ انہوں نے ایک بار بیان کیا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد آیا جب وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے آنحضرت ﷺ نے پوچھا کس قوم کا وفد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ربیعہ قبیلہ کا (عبد القیس اسی قبیلے کی ایک شاخ ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مبارک ہو اس وفد کو یا یوں فرمایا کہ مبارک ہو بلا رسوائی اور شرمندگی اٹھائے آئے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کافروں کا ملک پڑتا ہے۔ آپ ہمیں ایسی بات کا حکم دیجئے جس سے ہم جنت میں داخل ہوں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی بتائیں۔ پھر انہوں نے شراب کے برتنوں کے متعلق پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں چار چیزوں سے روکا اور چار چیزوں کا حکم دیا۔ آپ نے ایمان باللہ کا حکم دیا۔ دریافت فرمایا جانتے ہو ایمان باللہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے کا (حکم دیا) اور زکوٰۃ دینے کا۔ میرا

۷۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ : كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ : إِنَّ وَلَدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَرَّجَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ الْقَوْمِ غَيْرِ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ : إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمْرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ، قَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَخُذَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ - وَأَطْنُ فِيهِ - صِيَامَ رَمَضَانَ وَتَوَتُّوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمْسَ

خیال ہے کہ حدیث میں رمضان کے روزوں کا بھی ذکر ہے اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال) میں دینا اور آپ نے انہیں دباء، حتم، مزفت اور نقیر کے برتن (جن میں عرب لوگ شراب رکھتے اور بناتے تھے) کے استعمال سے منع کیا اور بعض اوقات مقیر کہا۔ فرمایا کہ انہیں یاد رکھو اور انہیں پہنچا دو جو نہیں آسکے ہیں۔

وَنَهَاهُمْ عَنِ الدِّبَاءِ وَالْحَتَمِ وَالْمُزْفَتِ وَالنَّقِيرِ)) وَرَبَّمَا قَالَ: الْمُقِيرُ قَالَ: ((أَحْفَظُوهُمْ وَأَبْلِغُوهُمْ مَنْ وَرَاءَكُمْ)).

[راجع: ۵۳]

مقیر یعنی قار لگا ہوا قارورہ روغن ہے جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے۔ ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کہ اپنے ملک والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ عام ہے۔ ایک شخص بھی ان میں کا یہ باتیں دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ اسی سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ دباء کدو کا تونا، حتم سبز لاکھی اور رال کا برتن، نقیر کریدی ہوئی لکڑی کا برتن۔ اس وقت ان برتنوں میں شراب پائی جاتی تھی۔ اس لیے آپ نے ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا، اب یہ خطرات ختم ہیں۔

باب ایک عورت کی خبر کا بیان

۶- باب خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

اگر یہ عورت ثقہ ہو تو اس کی خبر بھی واجب القبول ہے۔

(۷۲۶۷) ہم سے محمد بن الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے توبہ بن کیسان العنبری نے بیان کیا کہ مجھ سے شعبی نے کہا کہ تم نے دیکھا امام حسن بصری نبی کریم ﷺ سے کتنی حدیث (مرسلہ) روایت کرتے ہیں۔ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تقریباً اڑھائی سال رہا لیکن میں نے ان کو آنحضرت ﷺ سے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کئی اصحاب جن میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے (دستر خون پر بیٹھے ہوئے تھے) لوگوں نے گوشت کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ مطہرہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے آگاہ کیا کہ یہ ساندے کا گوشت ہے۔ سب لوگ کھانے سے رک گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ (آپ نے کلو فرمایا یا اطعموا) اس لیے کہ حلال ہے یا فرمایا کہ اس کھانے میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ جانور میری خوراک نہیں ہے۔ مجھ کو اس کے کھانے سے ایک قسم کی نفرت آتی ہے۔

۷۲۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ، أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنَصَفَ، فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا، قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَأَمْسَكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُوا أَوْ أَطْعَمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ)) أَوْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ شَكٌّ فِيهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي.


شعبی کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ امام حسن بصری جھوٹے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ امام حسن بصری حدیث بیان کرنے میں بہت جرأت کرتے ہیں حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی ہو کر بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ احتیاط کی بنا پر تھا کہ خدا نخواستہ کوئی غلط حدیث بیان میں آئے اور میں زندہ دوزخی بنوں کیونکر غلط حدیث بیان کروں۔

نتیجہ قرآن و حدیث پر چنگل مارنا اور ان کے خلاف رائے و قیاس سے بچنا نیا دایمان ہے۔ سب سے پہلے رائے قیاس پر عمل کرنے اور نص صریح کو رد کرنے والا الٹا ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیات اور رسول کریم ﷺ کی حدیث کے منکر کی سزا یہی ہے کہ وہ دونوں میں اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے۔ ایک عورت ذات نے گوشت کے بارے میں بتلایا کہ وہ سانڈے کا گوشت ہے۔ اس کی خبر کو سب نے تسلیم کیا۔ اسی سے عورت کی خبر بھی قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ ثقہ ہو۔ اسی سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا جو لوگ خبر واحد کو حجت نہیں مانتے ان کا مسلک صحیح نہیں ہے جملہ احادیث کے نقل کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً یہ باب ختم ہوا۔

٩٤- کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رہنا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ


 الاعتصام افتعال من العصمة والمراد امتثال قوله تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا الآية قال الكرمانى هذه الترجمة منتزعة من قوله تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا لان المراد بالحبل الكتاب والسنة على سبيل الاستعارة والجامع كونهما سببا للمقصود وهو الثواب والنجاة من العذاب كما ان الحبل سبب لحصول المقصود به من السقى وغيره والمراد بالكتاب القرآن للتعبد بتلاوته وبالسنة من جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم من اقواله وافعاله وتقريره وماهم بفعله والسنة فى اصل اللغة الطريقة وفى اصطلاح الاصوليين والمحدثين ماتقدم قال ابن بطلان لا عصمة لاحد الا فى كتاب الله او فى سنة رسوله او فى اجماع العلماء على معنى فى احدهما ثم تكلم على السنة باعتبار ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم (فتح البارى)

لفظ اعتصام باب افعال کا مصدر عصمت سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد اللہ کے ارشاد واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کی تعمیل ہے۔ کرمانی نے کہا کہ یہ ترجمہ اللہ کے قول واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً سے ماخوذ ہے کیونکہ حبل سے مراد اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے اور مقصود ان سے ثواب اخروی پانا اور عذاب اخروی سے نجات حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ رسی سے کھینچ کر کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اور رسی میں لنک کر اسے مضبوطی سے پکڑ کر کنویں سے باہر آیا جاسکتا ہے۔ پس کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جس کی محض تلاوت کرنا بھی عبادت ہے اور سنت سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال اور افعال اور آپ کا اپنے سامنے کسی کام کو ہوتے دیکھ کر ثابت رکھنا ہے اور لفظ سنت لغت میں طریقہ پر بولا جاتا ہے اور اصولیوں اور محدثین کی اصطلاح میں رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریر پر بولا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا غلطی سے بچنا صرف کتاب اللہ یا پھر سنت رسول اللہ ﷺ ہی میں ہے یا پھر اجماع علماء میں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

۷۲۶۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ
(۷۲۶۸) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے مسعر بن کدام اور ان کے علاوہ

(سفیان ثوری) نے، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ ایک یہودی (کعب احبار اسلام لانے سے پہلے) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المؤمنین! اگر ہمارے یہاں سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوتی کہ ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا“ تو ہم اس دن کو عید (خوشی) کا دن بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی۔ عرفہ کے دن نازل ہوئی اور جمعہ کا دن تھا۔ امام بخاری نے کہا یہ روایت سفیان نے مسعر سے سنی۔ مسعر نے قیس سے سنا اور قیس نے طارق سے۔

مُسْلِمٌ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة: ٣] لَا تَخَذُنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَا عَلَمُ أَيُّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ. سَمِعَ سَفْيَانٌ مِنْ مِسْعَرٍ، وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

[راجع: ٤٥]

تشریح | تو اس دن مسلمانوں کی دو عید یعنی عرفہ اور جمعہ تھیں اور اتفاق سے یہود اور نصاریٰ اور مجوس کی عیدیں بھی اسی دن آگئی تھیں۔ اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ الفاظ سمع سفیان میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے سماع کی صراحت کر دی۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ اللہ پاک نے امت محمدیہ پر اس آیت میں احسان جتلیا کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا، اپنا احسان تم پر تمام کر دیا۔ یہ جب ہی ہو گا کہ امت اللہ و رسول کے احکام پر قائم رہے۔ قرآن و حدیث کی پیروی کرتی رہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نزول آیت کے وقت اسلام مکمل ہو گیا بعد میں اندھی تقلید سے تقلید ی مذہب نے اسلام میں اضافہ کر کے تقلید بغیر اسلام کی تکمیل کا مضحکہ اڑایا۔ فیہ اسفی۔

(۷۲۶۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جو انہوں نے وفات نبوی کے دوسرے دن پڑھا تھا۔ جس دن مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا پھر کہا، اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی یعنی دنیا اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین و سیدھا راستہ بتلایا پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یاب رہو گے۔ یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو بتلایا تھا۔

٧٢٦٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْفَدَّ حِينَ بَايَعَ الْمُسْلِمُونَ أَبَا بَكْرٍ، وَاسْتَوَى عَلَى مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَشْهَدُ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَمَا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ الَّذِي عِنْدَهُ عَلَى الَّذِي عِنْدَكُمْ، وَهَذَا الْكِتَابُ الَّذِي هَدَى اللَّهُ بِهِ رَسُولَكُمْ فَخُذُوا بِهِ تَهْتَدُوا وَإِنَّمَا هَدَى اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ.

[راجع: ٧٢١٩]

بَشَرٌ

اگر قرآن کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ قرآن کا مطلب حدیث سے کھلتا ہے تو قرآن اور حدیث یہی دین کی اصلیں ہیں۔ ہر مسلمان کو ان دونوں کو تھامنا یعنی سمجھ کر انہی کے موافق اعتقاد اور عمل کرنا ضرور ہے جس شخص کا اعتقاد یا عمل قرآن اور حدیث کے موافق نہ ہو، وہ کبھی اللہ کا ولی اور مقرب بندہ نہیں ہو سکتا اور جس شخص میں جتنا اتباع قرآن و حدیث زیادہ ہے اتنا ہی ولایت میں اس کا درجہ بلند ہے۔ مسلمانو! خوب سمجھ رکھو موت سر پر کھڑی ہے اور آخرت میں پروردگار اور اپنے پیغمبر کے سامنے حاضر ہونا ضرور ہے، ایسا نہ ہو کہ تم وہاں شرمندہ بنو اور اس وقت کی شرمندگی کچھ فائدہ نہ دے۔ دیکھو یہی قرآن اور حدیث کی پیروی تم کو نجات دلوانے والی اور تمہارے بچاؤ کے لیے ایک عمدہ دستاویز ہے۔ باقی سب چیزیں ڈھونگ ہیں۔ کسوف و کرامات، تصور شیخ، درویشی کے شطیحات دوسرے خرافات جیسے حالِ حالِ نیاز اعراس میلے ٹھیلے چرائیاں صندل یہ چیزیں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں۔ ایک شخص نے حضرت جنید رحمہ اللہ کو جو رکیں الاولیاء تھے خواب میں دیکھا پوچھا کہ کوئی گزری؟ انہوں نے کہا وہ درویشی کے حقائق اور دقائق اور فقیری کے نکتے اور طرائف سب گئے گزرے کچھ کام نہیں آئے۔ چند رکعتیں تہجد کی جو ہم سحر کے قریب (سنت کے موافق) پڑھا کرتے تھے، انہوں نے ہی ہم کو بچایا۔ یا اللہ! قرآن اور حدیث پر ہم کو جمائے اور شیطانی علوم اور وسوسوں سے بچائے رکھ، آمین۔

۷۲۷۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمِنِي إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ)).

(۷۲۷۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے قرآن کا علم سکھا۔

[راجع: ۷۵]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ امت کے بڑے عالم ہوئے خاص طور پر علم تفسیر میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔

۷۲۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا ابْنَ أَبِي الْمُنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ.

(۷۲۷۱) ہم سے عبد اللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عوف اعرابی سے سنا، ان سے ابو المنہال نے بیان کیا، انہوں نے ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ غنی کر دیا ہے یا بلند درجہ کر دیا ہے

[راجع: ۷۱۱۲]

ورنہ اسلام سے پہلے تم ذلیل اور محتاج تھے۔

۷۲۷۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَأْيَمُهُ وَأَقِرُّ بِذَلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتَ.

(۷۲۷۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الملک بن مروان کو خط لکھا کہ وہ اس کی بیعت قبول کرتے ہیں اور یہ لکھا کہ میں تیرا حکم سنوں گا اور مانوں گا بشرطیکہ اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے موافق ہو جہاں تک مجھ سے

ممکن ہو گا۔

[راجع: ۷۲۰۳]

یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کی بات ہے۔ جب عبدالملک بن مروان کی خلافت پر لوگوں کا اتفاق ہو گیا۔
۱- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ))
 باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں

جن کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہوں۔

(۷۲۷۳-۷۲۷۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جوامع الکلم (مختصر الفاظ میں بہت سے معانی کو سمودینا) کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور میری مدد رعب کے ذریعہ کی گئی اور میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھ دی گئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو چلے گئے اور تم مزے کر رہے ہو یا اسی جیسا کوئی کلمہ کہا۔

۷۲۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمِفْتَاحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَلْفُتُونَهَا، أَوْ تَرْغُوتُهَا أَوْ كَلِمَةً تُشَبِّهُهَا. [راجع: ۲۹۷۷]

حدیث میں تلفوتہا ہے یہ کلمہ لغت سے نکلا ہے۔ لغت کھانے کو جس میں جو ملے ہوں کہتے ہیں یعنی جس طرح اتفاق پڑے کھاتے ہو یا لفظ ترغوتہا ہے جو رغٹ سے نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں رغٹ الجدی امہ یعنی بکری کے بچے نے اپنی ماں کا دودھ پی لیا۔

(۷۲۷۴-۷۲۷۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اسی نے نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جن کو کچھ نشانیاں (یعنی معجزات) نہ دیئے گئے ہوں جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا یا (آپ نے فرمایا کہ) انسان ایمان لائے اور مجھے جو بڑا معجزہ دیا گیا وہ قرآن مجید ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن شمار میں تمام انبیاء سے زیادہ پیروی کرنے والے میرے ہوں گے۔

۷۲۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أَوْ مِنْ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۴۹۸۱]

قرآن ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے۔ آج قرآن اترے چودہ سو برس ہو رہے ہیں لیکن کسی سے قرآن کی ایک

سورت نہ بن سکی باوجودیکہ ہر زمانہ میں قرآن کے صدمہ مخالف اور دشمن گزر چکے۔ اب کوئی یہ نہ کہے کہ مردم شماری کی رو سے نصاریٰ کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ معلوم ہوتی ہے تو مسلمانوں کا شمار آخرت میں کیونکر زیادہ ہو گا۔ اس لیے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کہلانے کے لائق ہیں، وہی ہیں جو آنحضرت ﷺ کی بعثت تک گزر چکے، ان میں بھی وہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچی شریعت پر قائم رہے یعنی توحید الہی کے قائل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بندہ اور پیغمبر سمجھتے تھے۔ ان نصاریٰ سے قیامت کے دن مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ اس زمانہ کے نصاریٰ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور سچے نصاریٰ نہیں ہیں، وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا ہیں۔ انہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور دین کے بڑے رکن یعنی توحید ہی کو خراب کر دیا۔ افسوس اسی طرح نام کے مسلمانوں نے بھی اپنا دین بدل ڈالا اور شرک کرنے لگے، اس قسم کے مسلمان بھی درحقیقت مسلمان نہیں ہیں نہ امت محمدی میں ان کا شمار ہو سکتا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ فرقان میں فرمانا کہ ”اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔“ مجاہد نے کہا یعنی امام بنادے کہ ہم لوگ اگلے لوگوں صحابہ اور تابعین کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری پیروی کریں اور عبد اللہ بن عون نے کہا تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لیے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرتا ہوں، ایک تو علم حدیث۔ مسلمانوں کو اسے ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ دوسرے قرآن مجید، اسے سمجھ کر پڑھیں اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ کیا کریں، کسی کی برائی کا ذکر نہ کریں۔

(۷۲۷۵) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے واصل نے، ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ اس مسجد (خانہ کعبہ) میں، میں شبیبہ بن عثمان حبشی (جو کعبہ کے کلید بردار تھے) کے پاس بیٹھا تو انہوں نے کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو، وہیں عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ کعبہ میں کسی طرح کا سونا چاندی نہ چھوڑوں اور سب مسلمانوں میں تقسیم کر دوں جو نذر اللہ کعبہ میں جمع ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ کہا کیوں؟ میں نے کہا کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ دونوں بزرگ اے سے ہی تھے

۲- باب الإِفْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَأَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ قَالَ: أَيْمَةُ نَفْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا، وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: ثَلَاثٌ أَحْبَبُّهُنَّ لِنَفْسِي وَلِإِخْوَانِي هَذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا، وَالْقُرْآنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوهُ وَيَسْأَلُوا عَنْهُ وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

۷۲۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هَذَا فَقَالَ: هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدْعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ، إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ: لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ؟ قَالَ: هُمَا الْمَرْآنِ يَقْتَدِي بِهِمَا.

جن کی اقتداء کرنی ہی چاہیے۔

(۷۲۷۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اعمش سے پوچھا تو انہوں نے زید بن وہب سے بیان کیا کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امانت داری آسمان سے بعض لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری۔ (یعنی ان کی فطرت میں داخل ہے) اور قرآن مجید نازل ہوا تو انہوں نے قرآن مجید کا مطلب سمجھا اور سنت کا علم حاصل کیا تو قرآن و حدیث دونوں سے اس ایمان داری کو جو فطرتی تھی پوری قوت مل گئی۔

۷۲۷۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ : حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (إِنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَفَرَّقُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)).

[راجع: ۶۴۹۷]

تشریح قرآن کی تفسیر حدیث شریف ہے بغیر حدیث کے قرآن کا صحیح مطلب معلوم نہیں ہوتا جتنے گمراہ فرقے اس امت میں ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ قرآن کو لے لیتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور چونکہ قرآن کی بعض آیتیں گول گول ہیں۔ ان میں اپنی رائے کو دخل دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن کو حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں اور جو تفسیر حدیث کے موافق ہو اسی کو اختیار کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس آخری زمانے میں جب طرح طرح کے فتنے مسلمانوں میں نمود ہو رہے ہیں اور دجال اور شیطان کے نائب ہر جگہ پھیل رہے ہیں اس نے عام مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے قرآن کی ایک مختصر اور صحیح تفسیر یعنی تفسیر موضحہ الفرقان مرتب کرا دی۔ اب ہر مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ قرآن کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے اور ان دجالی اور شیطانی پھندوں سے اپنے تئیں بچا سکتا ہے۔ الحمد للہ منتخب حواشی اور ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید بھی اس مقصد کیلئے بے حد مفید ہے۔

(۷۲۷۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن مرہ نے خبر دی، کہا میں نے مرۃ الحمدانی سے سنا، بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، سب سے اچھی بات کتاب اللہ ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آکر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے۔

۷۲۷۷- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْوَةَ سَمِعْتُ مَرْوَةَ الْهَمْدَانِيَّةَ يَقُولُ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُخْدَلَاتُهَا وَإِنْ مَا تَوَعَّدُونَ لَا تَبَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ. [راجع: ۶۰۹۸]

تشریح آخرت عذاب قبر حشر تشریہ سب کچھ ضرور ہو کر رہے گا۔ دوسری مرفوع حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ کی کل بدعة ضلالة اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہو رد اور عریاض بن ساریہ کی حدیث میں ہے ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعة ضلالة اس کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے صحیح کہا۔ حافظ نے کہا بدعت شرعی وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے جس کی اصل شرع سے نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت مذموم اور قبیح ہے لیکن لغت میں بدعت ہر نئی بات کو کہتے ہیں۔ اس میں بعض بات اچھی ہوتی ہے اور بعض بری۔ امام شافعی نے کہا ایک بدعت محمود ہے جو سنت کے موافق ہو، دوسری مذموم جو

سنت کے خلاف ہو اور امام بیہقی نے مناقب شافعی میں ان سے نکالا، انہوں نے کہا نئے کام دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کتاب و سنت اور آثار صحابہ اور اجماع کے خلاف ہیں، وہ بدعت ضلالت ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے خلاف نہیں ہیں وہ گو محدث ہوں مگر مذموم نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں بدعت کی تحقیق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں اور انہوں نے اس باب میں جداگانہ رسائل اور کتابیں تصنیف کئے ہیں اور بہتر رسالہ مولانا اسماعیل صاحب کا ہے ایضاح الحق۔ ابن عبدالسلام نے کہا بدعت پانچ قسم ہے بعضی بدعت واجب ہے جیسے علم صرف اور نحو کا حاصل کرنا جس سے قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے۔ بعضے مستحب ہیں جیسے تراویح میں جمع ہونا، مدرسے بنانا، سرائیں بنانا۔ بعضے حرام ہیں جو خلاف سنت ہیں جیسے قدریہ مرجیہ شیعہ کے بدعات بعضے مباح ہیں جیسے مصافحہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد اور کھانے پینے کی لذتیں وغیرہ بعضے مکروہ اور خلاف اولیٰ۔ میں کہتا ہوں ابن عبدالسلام کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ بیشک اس کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں لیکن بدعت شرعی جس کی کوئی اصل کتاب و سنت سے نہ ہو اور قرون ثلاثہ کے بعد دین میں نکالی جائے وہ نری گمراہی ہے ایسی بدعت کوئی اچھی نہیں ہو سکتی اور صرف و نحو کا علم حاصل کرنا یا مدرسے یا سرائیں بنانا یا نماز تراویح میں جمع ہونا بدعت شرعی نہیں ہے کیونکہ ان کی اصل کتاب و سنت سے پائی جاتی ہے اور ان میں کی بعضی باتیں صحابہ اور تابعین کے وقت میں شروع ہو گئی تھیں۔ بدعت شرعی وہ ہے جو صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد دین میں نکالی جائے اور اس کی اصل کتاب اور سنت سے نہ ہو۔ رہا مصافحہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد تو گو ابن عبدالسلام نے اس کو مباح کہا مگر اکثر علماء نے اس کو بدعت مذموم قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین کے بھی مصافحہ اور معافہ سے منع کیا ہے۔

(۷۲۷۸، ۷۲۷۹) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ)). [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

(۷۲۸۰) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمَانَ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، إِلَّا مَنْ أَتَى)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ أَتَى؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَتَى)).

(۷۲۸۱) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادَةَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانٍ وَأَنَّثَى عَلَيْهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَوْ مَسْعُوثُ

(۷۲۸۰) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے آپ نے فرمایا یقیناً میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔

(۷۲۸۰) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔

(۷۲۸۱) ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم سے سلیم بن حیان نے بیان کیا اور یزید بن ہارون نے ان کی تعریف کی، کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا، انہوں نے کہا

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ. وَآكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، فَقَالُوا: أَوْلَوْهَا لَهُ يَفْقَهُهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: فَالِدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالِدَّاعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا، فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمُحَمَّدٌ فَرَقَ بَيْنَ النَّاسِ. تَابَعُهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تَشْرِيحُ

کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے (جبرائیل و میکائیل) اور آپ سوئے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں، دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب (آنحضرت ﷺ) کی ایک مثال ہے پس ان کی مثال بیان کرو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا، پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور دسترخوان سے کھانا نہیں کھایا، پھر انہوں نے کہا کہ اس کی ان کے لیے تفسیر کرو تا کہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں۔ پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ محمد بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی لیث سے روایت کیا، انہوں نے خالد بن یزید مصری سے، انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے جابر سے کہ آنحضرت ﷺ ہم پر بیدار ہوئے، پھر یہی حدیث نقل کی اسے ترمذی نے وصل کیا۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث ہی دین کے اصل الاصول ہیں اور سنت نبوی ہی بہر حال مقدم ہے۔ امام استاد بزرگ سب کو ترک کیا جاسکتا ہے مگر قرآن و حدیث کو مقدم رکھنا ہو گا، یہی نجات کا راستہ ہے۔

ملک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک

جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

۷۲۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (۷۲۸۴) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے

سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قرآن و حدیث پڑھنے والو! تم اگر قرآن و حدیث پر نہ جمو گے، ادھر ادھر دائیں بائیں راستہ لو گے تو بھی گمراہ ہو گے بہت سی بڑے گمراہ۔

یعنی ان لوگوں سے کہیں افضل ہو گے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ یہ ترجمہ اس وقت ہے جب لفظ حدیث فقد سبقتم بہ صیغہ معروف ہو اگر یہ صیغہ مجهول سبقتم ہو ترجمہ یہ ہو گا کہ تم حدیث اور قرآن پر جم جاؤ کیونکہ دوسرے لوگ حدیث اور قرآن کی پیروی کرتے ہیں۔ تم سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں یعنی دور نکل گئے ہیں۔

(۷۲۸۳) ہم سے ابو کرب محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اور جس دعوت کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں ننگ دھڑنگ تم کو ڈرانے والا ہوں، پس بچاؤ کی صورت کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے۔ اس لیے نجات پا گئے لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر موجود رہے، پھر صبح سویرے ہی دشمن کے لشکر نے انہیں آلیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا۔ تو یہ مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں اور جو دعوت میں لایا ہوں اس کی پیروی کریں اور اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کریں اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلائیں۔

عرب میں قاعدہ تھا جب دشمن نزدیک آن پہنچتا اور کوئی شخص اس کو دیکھ لیتا اس کو یہ ڈر ہوتا کہ میرے پیچھے سے پہلے یہ لشکر میری قوم پر پہنچ جائے گا تو ننگا ہو کر جلدی جلدی چلتا چلا تا بھاتا۔ بعضے کہتے ہیں اپنے کپڑے اتار کر جھنڈے کی طرح ایک لکڑی پر لگاتا اور چلاتا ہوا بھاتا۔

(۷۲۸۴-۷۲۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْقُرَاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

تَشْرِیح

۷۲۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَنِي اللَّهُ بِهِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعَنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْغُرَيَّانِ، فَالْجَنَاءُ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَذْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِكِهِمْ فَفَجَّوْا، وَكَذَبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَنَحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي، فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَسَلَّ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنْ الْحَقِّ)).

تَشْرِیح

۷۲۸۴، ۷۲۸۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُيَيْنَةُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُبَيْةٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ)) فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْمَلَائِكَةِ وَالزُّكَاةِ، فَإِنَّ الزُّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤْثِرُونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ فَقَالَ عُمَرُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: وَعَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ (عِنَاقًا) وَهُوَ أَصَحُّ.

[راجح: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰]

نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں پس جو شخص اقرار کر لے کہ لا الہ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابن کبیر اور عبد اللہ بن صالح نے لیث سے ”عناقًا“ (بجائے عقالاً) کہا یعنی بکری کا پچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

کیونکہ زکوٰۃ میں بکری کا پچہ تو آجاتا ہے مگر رسی زکوٰۃ میں نہیں دی جاتی۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جب محمد بن مسلمہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ ہر شخص سے زکوٰۃ کے جانور باندھنے کے لیے رسی بھی لیتے، اسی طرح بغیر رسی بھی زکوٰۃ میں دی جاتی۔

(۷۲۸۶) مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ابلی نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حذیفہ بن بدر مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے الحر بن قیس بن حصن کے یہاں قیام کیا۔ الحر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے علماء عمر رضی اللہ عنہ کے شریک مجلس و مشورہ رہتے تھے،

۷۲۸۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَتَزَلَّ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحَرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ

خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ پھر عیینہ نے اپنے بھتیجے حرسے کہا، بھتیجے! کیا امیر المؤمنین کے یہاں کچھ رسوخ حاصل ہے کہ تم میرے لیے ان کے یہاں حاضری کی اجازت لے دو؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے اجازت مانگوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے عیینہ کے لیے اجازت چاہی (اور آپ نے اجازت دی) پھر جب عیینہ مجلس میں پہنچے تو کہا کہ اے ابن خطاب! واللہ! تم ہمیں بہت زیادہ نہیں دیتے اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ نے انہیں سزا دینے کا ارادہ کر لیا۔ اتنے میں حضرت الحمر نے کہا، امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ ”معاف کرنے کا طریقہ اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو“ اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ پس واللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ آیت انہوں نے تلاوت کی تو آپ ٹھنڈے ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ اللہ کی کتاب پر فوراً عمل کرتے۔

یہ عیینہ بن حصن آنحضرت ﷺ کے عہد میں مسلمان ہو گیا تھا پھر جب طلحہ اسدی نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو عیینہ بھی اس کے معتقدوں میں شریک ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلحہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا تو وہ بھاگ گیا لیکن عیینہ قید ہو گیا۔ اس کو مدینہ لے کر آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو توبہ کر۔ اس نے توبہ کی۔ سبحان اللہ! علم کی قدردانی جب ہی ہوتی ہے جب بادشاہ اور رئیس عالموں کو مقرب رکھتے ہیں۔ علم ایسی ہی چیز ہے کہ جوان میں ہو یا بوڑھے میں، ہر طرح اس سے افضلیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک جوان عالم درجہ اور مرتبہ میں اس سو برس کے بوڑھے سے کہیں زائد ہے جو کجغت جائل لٹھ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جہاں اور فضیلتیں جمع تھیں وہاں علم کی قدردانی بھی بدرجہ کمال ان میں تھی۔ سبحان اللہ! خلافت ایسے لوگوں کو سزاوار ہے جو قرآن و حدیث کے ایسے تابع اور مطیع ہوں۔ اب ان جاہلوں سے پوچھنا چاہیے کہ عیینہ بن حصن تو تمہارا ہی بھائی تھا پھر اس نے ایسی بدتمیزی کیوں کی اگر ذرا بھی علم رکھتا ہوتا تو ایسی بے ادبی کی بات منہ سے نہ نکالتا۔ حرب بن قیس جو عالم تھے، ان کی وجہ سے اس کی عزت بچ گئی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وہ مار کھاتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

(۷۲۸۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئی۔ جب سورج گرہن ہوا تھا اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کو کیا ہو گیا

الْفُرَاءُ اصْحَابُ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمَشَاوَرَتِهِ كُھُولًا كَانُوا اَوْ شَبَابًا، فَقَالَ غُيْنَةُ لِابْنِ اُخِيهِ: يَا ابْنَ اُخِي هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْاَمِيرِ فَتَسْتَاذِنُ لِي عَلَيْهِ؟ قَالَ: سَأَسْتَاذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَاذَنَ لِعُيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللَّهِ مَا تُغْطِيَانِ الْجَزَلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِأَنْ يَقَعَ بِهِ فَقَالَ الْحُرُّ: يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [الأعراف: ۱۹۹] وَانْ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ فَوَ اللَّهُ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ۴۶۴۲]

۷۲۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُثَنِّرِ عَنْ أَسْمَاءِ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ

ہے (کہ بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں) تو انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ! میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا، کوئی چیز ایسی نہیں لیکن میں نے آج اس جگہ سے اسے دیکھ لیا، یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی اور مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں بھی آزمائے جاؤ گے، دجال کے فتنے کے قریب قریب۔ پس مومن یا مسلم مجھے یقین نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان میں سے کون سا لفظ کہا تھا تو وہ (قبر میں فرشتوں کے سوال پر کہے گا) محمد ﷺ ہمارے پاس روشن نشانات لے کر آئے اور ہم نے ان کی دعوت قبول کی اور ایمان لائے۔ اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سو رہو، ہمیں معلوم تھا کہ تم مومن ہو اور منافق یا شک میں مبتلا مجھے یقین نہیں کہ ان میں سے کون سا لفظ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا تھا، تو وہ کہے گا (آنحضرت ﷺ کے متعلق سوال پر کہ) مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی میں نے بھی بک دیا۔

باب کا مطلب اس فقرے سے نکلا کہ ہم نے ان کا کہنا مان لیا، ان پر ایمان لائے۔

(۷۲۸۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجا لاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔

یعنی جس بات کا ذکر میں تم سے نہ کروں وہ مجھ سے مت پوچھو یعنی بلا ضرورت سوالات نہ کرو۔

باب بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے

اسی طرح بے فائدہ سختی اٹھانا اور وہ باتیں بتانا جن میں کوئی فائدہ نہیں

وَهِيَ قَائِمَةٌ تَصَلِّي فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ بِرَأْسِهَا: إِنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حَمِدَ اللَّهُ وَأَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدُّجَالِ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ الْمُسْلِمُ)) لَا أَذْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَتْ اسْمَاءُ: فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ: ((جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَا وَأَمَنَّا فَيَقَالُ: نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ الْمُرْتَابُ)) لَا أَذْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَتْ اسْمَاءُ ((فَيَقُولُ: لَا أَذْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ)). [راجع: ۸۶]

۷۲۸۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)).

۳- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ

وَتَكْلُفٍ مَا لَا يَغْنِيهِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَذِّلْكُمْ تَسْؤُكُمْ﴾ [المائدة : ۱۰۱]۔
اور اللہ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا مسلمانو! ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

جب تک کوئی حادثہ نہ ہو تو خواہ مخواہ فرضی سوالات کرنا منع ہے جیسا کہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ اگر مگر سے ہال کی کھال نکالتے رہتے ہیں۔

۷۲۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي وَقَاصٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ أَكْثَرَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرِّمْ فَحَرَّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)).
(۷۲۸۹) ہم سے عبد اللہ بن یزید المقری نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعید بن ابی وقاص نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کر دی گئی۔

مگر سوال تحریم کی علت نہیں مگر جب اس کی حرمت کا حکم سوال کے بعد اترتا تو گویا سوال ہی اس کی حرمت کا باعث ہوا۔
۷۲۹۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُفَّانُ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا لَيْلِي حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَفَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً، فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَخَنَّحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ : ((مَا زَالَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَنِيعِكُمْ، حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُيِّبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ. فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ)). [راجع: ۷۳۱]

یا جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے جیسے عیدین گنن کی نماز وغیرہ یا تحیۃ المسجد کہ وہ خاص مسجد ہی کے تعظیم کے لیے ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ان لوگوں کو مسجد میں اس نماز کا حکم نہیں ہوا تھا مگر انہوں نے اپنے نفس

پر سختی کی، آپ نے اس سے باز رکھا۔ معلوم ہوا کہ سنت کی پیروی افضل ہے اور خلاف سنت عبادت کے لیے سختی اٹھانا قیدیں لگانا کوئی عمدہ بات نہیں ہے۔

(۷۲۹۱) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن ابی بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھا گیا جنہیں آپ نے ناپسند کیا جب لوگوں نے بہت زیادہ پوچھنا شروع کر دیا تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا پوچھو! اس پر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ ہیں۔ پھر دو سرا صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا میرے والد کون ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے والد شیبہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کئے تو عرض کیا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ کو غصہ دلانے سے توبہ کرتے ہیں۔

کسی نے یہ پوچھا میری اونٹنی اس وقت کہاں ہے؟ کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ کسی نے پوچھا کیا ہر سال حج فرض ہے وغیرہ وغیرہ

(۷۲۹۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر کوئی نے بیان کیا، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب و راد نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ مجھے لکھئے تو انہوں نے انہیں لکھا کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد کہتے تھے ”تسبیح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے! اے اللہ جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی نصیبہ و رکاب نصیبہ تیرے مقابلہ میں اسے نفع نہیں پہنچا سکے گا اور انہیں یہ بھی لکھا کہ آنحضرت ﷺ بے فائدہ بہت سوال کرنے سے منع کرتے تھے اور مال ضائع کرنے سے اور آپ ماؤں کی نافرمانی کرنے سے منع کرتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور

۷۲۹۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءٍ كَرِهَهَا، فَلَمَّا اكْتَرَوْا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ: ((سَلُونِي)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((أَبُوكَ حَذَافَةُ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ: ((أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ)) فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ: إِنَّا نَتَوَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۷۲۹۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُغْطِيٍّ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))، وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِبَلِهِ وَقَالَ: وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِصْاعَةُ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ

الْأُمَمَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ.

[راجع: ۸۴۴]

۷۲۹۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهَيِّنَا عَنِ التَّكْلِيفِ.

کرنے سے اور اپنا حق محفوظ رکھنے اور دوسروں کا حق نہ دینے سے اور بے ضرورت مانگنے سے منع فرماتے تھے۔

(۷۲۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ابو نعیم نے مستخرج میں نکالا انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے وہ چار بیوند لگے ہوئے ایک کرتہ پہنے تھے۔ اسے میں انہوں نے یہ آیت پڑھی و لا کھمة و ابا تو کہنے لگے فاکھمة تو ہم کو معلوم ہے لیکن ابا کیا چیز ہے۔ پھر کہنے لگے ہائیں ہم کو تکلف سے منع کیا گیا اور اپنے تئیں آپ پکارنے لگے کہنے لگے اے عمری ماں کے بیٹے! یہی تو تکلف ہے اگر تھکے کو یہ معلوم نہ ہو کہ ابا کیا چیز ہے تو کیا نقصان ہے؟

(۷۲۹۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے محمود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی، پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور آپ نے ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہوں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہے تو سوال کرے۔ آج مجھ سے جو سوال بھی کرو گے میں اس کا جواب دوں گا جب تک میں اپنی اس جگہ پر ہوں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر لوگ بہت زیادہ رونے لگے اور آنحضرت ﷺ بار بار وہی فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا، میری جگہ کہاں ہے (جنت میں یا جہنم میں) یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے بیان کیا کہ جہنم میں۔ پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا میرے والد کون ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ مسلسل کہتے

۷۲۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَمًا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَ اللَّهُ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَكَثَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ: ((سَلُونِي)) فَقَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنَ مَذْخَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((النَّارُ)) فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَبُوكَ حَذَافَةُ)) قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ:

رہے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ آخر عمر ﷺ نے اپنے گھنٹوں کے بل بیٹھ کر کہا، ہم اللہ سے رب کی حیثیت سے، اسلام سے دین کی حیثیت سے، محمد ﷺ سے رسول کی حیثیت سے راضی و خوش ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کہے تو آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابھی مجھ پر جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں میرے سامنے کی گئی تھی (یعنی ان کی تصویریں) جب میں نماز پڑھ رہا تھا، آج کی طرح میں نے خیر و شر کبھی کو نہیں دیکھا۔

(۷۲۹۵) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا یا نبی اللہ! میرے والد کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”تمہارے والد فلاں ہیں۔“ اور یہ آیت نازل ہوئی ”اے لوگو! ایسی چیزیں نہ پوچھو“ الآیہ۔

((سَلُونِي سَلُونِي)) فَبَرَكَ غَمْرُ عَلِي رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ : رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا : فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَالَ غَمْرُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَوَّلِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آفِئًا فِي عَرَضٍ هَذَا الْخَائِطِ وَأَنَا أَصْلِي فَلَمْ أَرَ كَأَنِّي فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)). [راجع: ۹۳]

۷۲۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أُمِّي؟ قَالَ: ((أَبُوكَ فَلَانٌ)) وَنَزَلَتْ هَٰذَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن أَسْتِثَاءٍ

[المائدة : ۱۰۱] الآیہ. [راجع: ۹۳]

تشریح خدا نخواستہ کسی کا باپ صحیح نہ ہو اور آپ پوچھنے پر اس حقیقت کو ظاہر کر دیں تو پوچھنے والے کی کتنی رسوائی ہو سکتی ہے۔ اس لیے احتیاطاً جاوید سوال کرنے سے منع کیا گیا۔ آپ کو اللہ پاک وحی کے ذریعہ سے آگاہ کر دیتا تھا۔ یہ کوئی غیب دانی کی بات نہیں بلکہ محض اللہ کا عطیہ ہے جو وہ اپنے رسولوں نبیوں کو بخشا ہے قل لا یعلم من فی السموات ومن فی الارض الغیب الا اللہ الخ۔

(۷۲۹۶) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان برابر سوال کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ سوال کرے گا کہ یہ تو اللہ ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

۷۲۹۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَنْ يَتَوَخَّ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هَٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ؟)).

معاذ اللہ یہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ایسا وسوسہ آئے تو اعوذ باللہ پڑھو یا آمنت باللہ کہو یا اللہ احد اللہ الصمد اور بائیں طرف تھو کو اور اعوذ باللہ پڑھو۔

(۷۲۹۷) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ

۷۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ

بن یونس نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے، ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں تھا۔ آنحضرت ﷺ کھجور کی ایک شاخ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کچھ یہودی ادھر سے گزرے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ان سے روہ کے بارے میں پوچھو۔ لیکن دوسروں نے کہا کہ ان سے نہ پوچھو۔ کس ایسی بات نہ سنا دیں جو تمہیں ناپسند ہے۔ آخر آپ کے پاس وہ لوگ آئے اور کہا، ابو القاسم! روہ کے بارے میں ہمیں بتائیے؟ پھر آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر کھڑے دیکھتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ میں تھوڑی دور ہٹ گیا، یہاں تک کہ وحی کا نزول پورا ہو گیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”اور آپ روہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہئے کہ روہ میرے رب کے حکم میں سے ہے۔“

مِثْمُونٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصِيبٍ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ، سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّى صَعِدَ الْوُحْيُ ثُمَّ قَالَ: ((وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ: الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي)) [الاسراء: ۸۵].

[راجع: ۱۲۵]

تشیخ ان یہودیوں نے آپس میں یہ صلاح کی تھی کہ ان سے روہ کا پوچھو۔ اگر یہ روہ کی کچھ حقیقت بیان کریں جب تو سمجھ جائیں گے کہ یہ حکیم ہیں، پیغمبر نہیں ہیں۔ چونکہ کسی پیغمبر نے روہ کی حقیقت بیان نہیں کی۔ اگر یہ بھی بیان نہ کریں تو معلوم ہو گا کہ پیغمبر ہیں۔ اس پر بعضوں نے کہا نہ پوچھو، اس لیے کہ اگر انہوں نے بھی روہ کی حقیقت بیان نہیں کی تو ان کی پیغمبری کا ایک اور ثبوت پیدا ہو گا اور تم کو ناگوار گزرے گا۔ روہ کی حقیقت میں آدم علیہ السلام سے لے کر تا اس دم ہزار ہا حکیموں نے غور کیا اور اب تک اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی۔ اب امریکہ کے حکیم روہ کے پیچھے پڑے ہیں لیکن ان کو بھی اب تک پوری حقیقت دریافت نہ ہو سکی، پر اتنا تو معلوم ہو گیا کہ بیشک روہ ایک جوہر ہے جس کی صورت ذی روہ کی صورت کی سی ہوتی ہے۔ مثلاً آدمی کی روہ اس کی صورت پر، کتے کی روہ اس کی صورت پر اور یہ جوہر ایک لطیف جوہر ہے جس کا ہر جزو جسم حیوانی کے ہر جزو میں سا جاتا ہے اور بوجہ شدت لطافت کے اس کو نہ پکڑ سکتے ہیں نہ بند کر سکتے ہیں۔ روہ کی لطافت اس درجہ ہے کہ شیشہ میں سے بھی پار ہو جاتی ہے حالانکہ ہوا اور پانی دوسرے اجسام لطیفہ اس میں سے نہیں نکل سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ اس نے روہ کو اپنی ذات مقدس کا ایک نمونہ اس دنیا میں رکھا ہے تاکہ جو لوگ صرف محسوسات کو مانتے ہیں وہ روہ پر غور کر کے مجربات یعنی جنوں اور فرشتوں اور پروردگار کو بھی مانیں کیونکہ روہ کے وجود سے انکار کرنا یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ ساتھ برس ادھر میں فلاں ملک میں گیا تھا۔ میں نے یہ یہ کام کئے تھے حالانکہ اس ساتھ برس میں اس کا بدن کئی بار بدل گیا۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی جزو قائم نہیں رہا، پھر وہ چیز کیا ہے جو نہیں بدلی اور جس پر میں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کا عجز دکھانے کے لیے روہ کی حقیقت پوشیدہ کر دی۔ پیغمبروں کو اتنا ہی بتلایا گیا کہ وہ پروردگار کا امر یعنی حکم ہے۔ مثلاً ایک آدمی کس کا حاکم ہو مطلقدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر اس کی موقوفی کا حکم بادشاہ پاس سے صادر ہو جائے۔ دیکھو وہ شخص وہی رہتا ہے جو پہلے تھا اس کی کوئی چیز نہیں بدلتی لیکن موقوفی کے بعد اس کو مطلقدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر نہیں کہتے۔ آخر کیا چیز اس میں سے جاتی رہی، وہی حکم بادشاہ کا جاتا رہا۔ اسی طرح روہ بھی پروردگار

کا ایک حکم ہے یعنی حیوة کی صفت کا ظہور ہے۔ جہاں یہ حکم اٹھ گیا، حیوان مر گیا اس کا جسم وغیرہ سب ویسایا رہتا ہے۔

۴- باب الإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ ﷺ باب نبی کریم ﷺ کے کاموں کی پیروی کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ مِنَ النَّاسِ الْوَعْدِ اللَّهُ تَبَىٰ ۚ (سورہ احزاب: ۲۱) یعنی اللہ کے رسول ﷺ میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ پس ہر کام میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنا علامت ایمان ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر فعل میں آپ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ جو آپ کے کسی کام کو مکروہ جانے، وہ ایمان سے خالی ہے۔ اتباع نبوی کا یہی مطلب ہے کہ آپ ﷺ کا ہر نقش قدم آپ کے عقائد و اعمال کا جزو ہو اور پورے طور پر اتباع کی جائے۔ ہر سنت نبوی کو سراہیہ سعادت دارین سمجھا جائے۔ اللہم وفقنا لاتباع حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷۲۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی، پھر آپ نے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ چنانچہ اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۷۲۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ)) فَنَبَذَهُ وَقَالَ: ((إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

[راجع: ۵۸۶۵]

بعد میں سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام قرار پائی تو آپ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب نے سونے کی انگوٹھیوں کو ختم کر دیا۔ عورتوں کے لیے یہ حلال ہے۔

باب کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا

یا علم کی بات میں بے موقع فضول جھگڑا کرنا اور دین میں غلو کرنا، بدعتیں نکالنا، حد سے بڑھ جانا منع ہے کیونکہ اللہ پاک نے سورہ نساء میں فرمایا ”کُتِبَ عَلَيْكُمُ الدِّينُ الَّذِي كُنْتُمْ عَلَىٰ نَفْسِكُمْ“

۵- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

وَالْتَنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْفُلُوقِ فِي الدِّينِ وَالْبَدْعِ. لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾ [النساء: ۱۷۱].

جیسے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھٹا کر ان کی پیغمبری کا بھی انکار کر دیا اور نصاریٰ نے چڑھایا کہ ان کو خدا بنا دیا، دونوں باتیں غلو ہیں۔ غلو اسی کو کہتے ہیں جس کی مسلمانوں میں بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ شیعہ اور اہل بدعت نے غلو میں یہود و نصاریٰ کی پیروی کی۔ ہدایہم اللہ تعالیٰ۔

(۷۲۹۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم صوم وصال (افطار و

۷۲۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

سحر کے بغیر کئی دن کے روزے نہ رکھا کرو۔ صحابہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔ میں رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے لیکن لوگ صوم وصال سے نہیں رکے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے انکے ساتھ دو دن یا دو راتوں میں صوم وصال کیا، پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ نظر آتا تو میں اور وصال کرتا۔ آنحضرت ﷺ کا مقصد انہیں سرزنش کرنا تھا۔

النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُوَاصِلُوا)) قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي آيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي)) فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنْ الْوَاصِلِ قَالَ: فَوَاصِلٌ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ أَوْ لَيْلَتَيْنِ، ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَأَخَّرَ الْهَلَالُ لَوَدِدْتُكُمْ)) كَالْمَنْكَلِ لَهُمْ. [راجع: ۱۹۶۵]

شرح

گو یہ روایت باب کے مطابق نہیں ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ میں اتنے طے کرتا کہ یہ سختی کرنے والے اپنی سختی چھوڑ دیتے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر عبادت اور ریاضت اسی طرح دین کے سب کاموں میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور آپ کی سنت کی پیروی کرنا ضرور ہے۔ اس میں زیادہ ثواب ہے باقی کسی بات میں غلو کرنا یا حد سے بڑھ جانا مثلاً ساری رات جاگتے رہنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا یہ کچھ افضل نہیں ہے۔ کیا تم نے وہ شعر نہیں سنا۔

بہ زہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن پیغمبر مصطفیٰ

اسی طرح یہ جو بعض مسلمانوں نے عادت کر لی ہے کہ ذرا سے مکروہ کام کو دیکھا تو اس کو حرام کہہ دیا یا سنت یا مستحب پر فرض واجب کی طرح سختی کی یا حرام یا مکروہ کام کو شرک قرار دے دیا اور مسلمان کو مشرک بنا دیا، یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اور غلو میں داخل ہے۔ ولا تقولوا هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب۔

(۷۳۰۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم بنی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ علی بن ابیہ نے ہمیں اینٹ کے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ تلواریں لیے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوا اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین غیر پہاڑی سے ٹور پہاڑی تک حرم ہے۔ پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام

۷۳۰۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ رَاضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنَبَرٍ مِنْ آجُرٍ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَتَشْرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ غَيْرِ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَّثًا فَلَعْنَةُ لَعْنَةِ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

لوگوں کی۔ اللہ اس سے کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عمد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ دار ان میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا، اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل عبادت اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اس کی فرض نماز قبول کرے گا نہ نفل۔

وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةً يَسْعَىٰ بِهَا أَذْنَاهُمْ فَمَنْ اخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

[راجع: ۱۱۱]

تشیع باب کا مطلب یہیں سے نکلا اور گو حدیث میں اس جگہ کی قید ہے مگر بدعت کا حکم ہر جگہ ایک ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے، اس میں یہ بھی تھا کہ جو اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو کوئی زمین کا نشان چرا لے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو شخص اپنے باپ پر لعنت کرے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو شخص کسی بدعتی کو اپنے یہاں ٹھکانے دے اس پر اللہ نے لعنت کی۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شیعہ لوگ جو بہت سی کتابیں جناب امیر کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے صحیفہ کالمہ وغیرہ یا جناب امیر کا کوئی اور قرآن اس مروج قرآن کے سوا جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اسی طرح سورہ علی جو بعض شیعوں نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے لعنة الله على واضعه۔ البتہ بعض روایتوں سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر کے قرآن شریف کی ترتیب دوسری طرح پر تھی یعنی باعتبار تاریخ نزول کے اور ایک تابعی کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن مجید موجود ہوتا تو ہم کو بہت فائدے حاصل ہوتے یعنی سورتوں کی تقدیم و تاخیر معلوم ہو جاتی۔ باقی قرآن یہی تھا جو اب مروج ہے۔ اس سے زیادہ اس میں کوئی سورت نہ تھی۔

(۷۳۰۱) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی کام کیا جس سے بعض لوگوں نے بچنا پرہیز کرنا اختیار کیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو ایسی چیز سے پرہیز اختیار کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ واللہ میں ان سے زیادہ اللہ کے متعلق علم رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ خشیت رکھتا ہوں۔

۷۳۰۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّ عَنْهُ قَوْمٌ فَلَبِغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ : ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ اصْنَعَهُ قَوْلُ اللَّهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)).

[راجع: ۶۱۰۱]

داؤدی نے کہا آنحضرت ﷺ نے جو کام کیا، اس سے بچنا اس کو خلاف تقویٰ سمجھنا بڑا گناہ ہے بلکہ الحاد اور بے دینی ہے۔

تشیع

میں کہتا ہوں جو کوئی آنحضرت ﷺ کے افعال کو تقویٰ یا اولیٰ کے خلاف یا آپ کی عبادت کو بے حقیقت سمجھے اس سے کہنا چاہیے تجھ کو تقویٰ کہاں سے معلوم ہوا اور تو نے عبادت کیا سمجھی نہ تو نے خدا کو دیکھا نہ تو خدا سے ملا جو کچھ تو نے علم حاصل کیا وہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہے۔ پھر خدا کی مرضی تو کیا جانے، جو آنحضرت ﷺ نے کیا یا بتلایا اسی میں خدا کی مرضی ہے۔

خلاف پیہر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(۷۳۰۲) ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ امت کے دو بہترین انسان قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) جس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو ان میں سے ایک صاحب (عمر رضی اللہ عنہ) نے بنی مجاشع میں سے اقرع بن حابس حنظلی رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار بنائے جانے کا مشورہ دیا (تو انہوں نے یہ درخواست کی کہ کسی کو ہمارا سردار بنا دیجئے) اور دوسرے صاحب (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے دوسرے (عقاع بن سعید بن زرارہ) کو بتائے جانے کا مشورہ دیا۔ اس پر ابو بکر نے عمر سے کہا کہ آپ کا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری نیت آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دونوں بزرگوں کی آواز بلند ہو گئی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ”اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اپنی آواز کو بلند نہ کرو“ ارشاد خداوندی ”عظیم“ تک۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے اترنے کے بعد یہ طریقہ اختیار کیا اور ابن زبیر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے نانا کا ذکر کیا وہ جب آنحضرت ﷺ سے کچھ عرض کرتے تو اتنی آہستگی سے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کو بات سنائی نہ دیتی تو آپ دوبارہ پوچھتے کیا کہا۔

اس حدیث کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں جھگڑا کرنے کا ذکر ہے کیونکہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں تولیت کے باب میں جھگڑ رہے تھے یعنی کس کو حاکم بنایا جائے، یہ ایک علم کی بات تھی۔

(۷۳۰۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ

۷۳۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ بَنِي عُمَرَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَدَّ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ الْهَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بَغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتُ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتَا صَوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ [الحجرات: ۲] إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَظِيمٍ﴾ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: لَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَغْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السَّرَّارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ.

[راجع: ۴۳۶۷]

۷۳۰۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

قَالَ فِي مَرْصِيهِ : ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيَ
بِالنَّاسِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ : قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ
الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ :
((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقَالَتْ :
عَائِشَةُ قُلْتُ لِحَفْصَةَ : قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ
الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ
حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنْ كُنَّ
لَا تَنْتَنُ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ
فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)) فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ :
مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكَ خَيْرًا.

[راجع: ۱۹۸]

عنا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا ابو بکر سے
کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے جواباً
عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی
شدت کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے اس لیے آپ
عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ
لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے
حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں
گے تو شدت بکاء کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے اس لیے
آپ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔
اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ تم لوگ یوسف پیغمبر کی ساتھ
والیاں ہو؟ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بعد میں حفصہ
رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے تم سے کچھ کبھی بھلائی نہیں
دیکھی۔

تم نے بھڑک مجھ سے ایک بات کہوائی اور آنحضرت ﷺ کو مجھ پر غصہ کرایا۔ یہ حدیث اس باب میں اس لیے لائے کہ اس
سے اختلاف کرنے کی یا بار بار ایک ہی مقدمہ میں عرض کرنے کے جھگڑا کرنے کی برائی نکلتی ہے۔

(۷۳۰۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی
ذئب نے، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ
نے بیان کیا کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آیا اور کہا اس
فحش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی
دوسرے مرد کو پائے اور اسے قتل کر دے، کیا آپ لوگ مقتول کے
بدلہ میں اسے قتل کر دیں گے؟ عاصم! میرے لیے آپ رسول اللہ
ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت
ﷺ سے پوچھا لیکن آپ نے اس طرح کے سوال کو ناپسند کیا اور
معیوب جانا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے واپس آکر انہیں بتایا کہ آنحضرت
ﷺ نے اس طرح کے سوال کو ناپسند کیا ہے۔ اس پر عویمر رضی اللہ عنہ بولے کہ
واللہ! میں خود آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤں گا خیر عویمر آپ کے پاس
آئے اور عاصم کے لوٹ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی

۷۳۰۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
ذَيْبٍ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرُ الْعَجْلَانِيُّ إِلَى
عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَيَقْتُلُهُ اتَّفَقُوا لَهُ بِهِ؟ سَلَّ
لِي يَا عَاصِمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ فِكْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَ، فَرَجَعَ عَاصِمٌ
فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَا تَيْنُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ
أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ

آیت آپ پر نازل کی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا ہے، پھر آپ نے دونوں (میاں بیوی) کو بلایا۔ دونوں آگے بڑھے اور لعان کیا۔ پھر عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر اسے اب بھی اپنے پاس رکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں چنانچہ اس نے فوری اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے جدا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ رائج ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس کا بچہ لال لال پست قد با منی کی طرح کا پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عویمر ہی کا بچہ ہے۔ عویمر نے عورت پر جھوٹا طوفان باندھا اور اگر سانولے رنگ کا بڑی آنکھ والا بڑے بڑے چوڑا والا پیدا ہو، جب میں سمجھوں گا کہ عویمر سچا ہے پھر اس عورت کا بچہ اس مکروہ صورت کا یعنی جس مرد سے وہ بدنام ہوئی تھی، اسی صورت کا پیدا ہوا۔

ترجمہ باب اس سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے سوالات کو برا جانا۔

(۷۳۰۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں مالک بن اوس نضری نے خبر دی کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے اس سلسلہ میں ذکر کیا تھا، پھر میں مالک کے پاس گیا اور ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں روانہ ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ان کے دربان یرفاء آئے اور کہا کہ عثمان، عبد الرحمن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، کیا انہیں اجازت دی جائے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ سب لوگ اندر آ گئے اور سلام کیا اور بیٹھ گئے، پھر یرفاء نے آکر پوچھا کہ کیا علی اور عباس کو اجازت دی جائے؟ ان حضرات کو بھی اندر بلایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المؤمنین! میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ آپس میں دونوں نے سخت کلامی کی۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے کہا کہ امیر المؤمنین! ان کے

لَهُ : قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ قُرْآنًا فَذَعِبْهَا فَتَقَدَّمَا فَنُلَاعِنَا ثُمَّ قَالَ عُمَيْرُ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتْ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنِينَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرٌ قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ اسْحَمٌ اَعْيَنَ ذَا التَّيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَّقَ)) عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

۷۳۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّضْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : انْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَنَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ سَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا؟ قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضُ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ فَقَالَ الرَّهْطُ : عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضُ

درمیان فیصلہ کر دیجئے تاکہ دونوں کو آرام حاصل ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری میراث نہیں تقسیم ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے خود اپنی ذات مرادی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا، پھر آپ علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کہا کہ پھر میں آپ لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس مال میں سے ایک حصہ مخصوص کیا تھا جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما او جفتم (الایۃ) تو یہ مال خاص آنحضرت ﷺ کے لیے تھا، پھر اللہ! آنحضرت ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اسے اپنی ذاتی جائداد بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو بھی دیا اور سب میں تقسیم کیا، یہاں تک اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تو آنحضرت ﷺ اس میں سے اپنے گھروالوں کا سالانہ خرچ دیتے تھے، پھر باقی اپنے قبضے میں لیتے تھے اور اسے بیت المال میں رکھ کر عام مسلمانوں کے ضروریات میں خرچ کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے زندگی بھر اس کے مطابق عمل کیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، میں آپ دونوں حضرات کو بھی اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگوں کو اس کا علم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے ولی ہونے کی حیثیت سے اس پر قبضہ کیا اور اس میں اسی طرح عمل کیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کرتے تھے۔ آپ دونوں حضرات بھی یہیں موجود تھے۔ آپ نے

بَيْنَهُمَا وَارِخْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ، فَقَالَ: اتَّبِدُوا أَنشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً))؟ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ: الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنشُدْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْ جَفْتُمْ عَلَيْهِ﴾ [الحشر: ٢] الْآيَةُ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللَّهِ مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَهَا بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمْوهَا وَبَيَّهَا لَكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتَيْهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتِهِ أَنشُدْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنشُدْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ

علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر یہ بات کہی اور آپ لوگوں کا خیال تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس معاملے میں خطا کار ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اس معاملے میں سچے اور نیک اور سب سے زیادہ حق کی پیروی کرنے والے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی وفات دی اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ولی ہوں اس طرح میں نے بھی اس جائداد کو اپنے قبضہ میں دو سال تک رکھا اور اس میں اسی کے مطابق عمل کرتا رہا جیسا کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، پھر آپ دونوں حضرات میرے پاس آئے اور آپ لوگوں کا معاملہ ایک ہی تھا۔ کوئی اختلاف نہیں تھا۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ!) آئے اپنے بھائی کے لڑکے کی طرف سے اپنی میراث لینے آئے اور یہ (علی رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کی طرف سے ان کے والد کی میراث کا مطالبہ کرنے آئے۔ میں نے تم سے کہا کہ یہ جائداد تقسیم تو نہیں ہو سکتی لیکن تم لوگ چاہو تو میں اہتمام کے طور پر آپ کو یہ جائداد دے دوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ لوگوں پر اللہ کا عہد اور اس کی میثاق ہے کہ اس کو اسی طرح خرچ کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور جس طرح میں نے اپنے زمانہ ولایت میں کیا اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس معاملہ میں بات نہ کریں۔ آپ دونوں حضرات نے کہا کہ اس شرط کے ساتھ ہمارے حوالہ جائداد کر دیں۔ چنانچہ میں نے اس شرط کے ساتھ آپ کے حوالہ جائداد کر دی تھی۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا میں نے ان لوگوں کو اس شرط کے ساتھ جائیداد دی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا میں نے جائداد آپ لوگوں کو اس شرط کے ساتھ حوالہ کی تھی؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں۔ پھر آپ نے کہا، کیا آپ لوگ مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں۔ پس اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، اس میں، میں اس کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا یہاں تک کہ

نَبِيَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَتَمَمَّا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعَمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهَا كَذًا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارَ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَلَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلْنِي نَصِيئَتَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَأَنَا نِي هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ أَمْرَاتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِيثَاقُهُ، تَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مِنْذُ وَلِيِّهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا: اذْفَعْنَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشَدْتُكُمُ اللَّهُ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشَدْتُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ: اقْتَلِمَسَانِ مِنِّي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِيَاذِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَفْضِي لَهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ

قِیَامَتِ آجائے۔ اگر آپ لوگ اس کا انتظام نہیں کر سکتے تو پھر میرے
حوالہ کر دو میں اس کا بھی انتظام کر لوں گا۔ [راجع: ۲۹۰۴]

ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے تنازع اور اختلاف کو برا سمجھا۔ جب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو آرام دیجئے۔

باب جو شخص بدعتی کو ٹھکانا دے، اسکو اپنے پاس ٹھہرائے
اس کا بیان اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے
روایت کی ہے۔

۷۳۰۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْسٍ: أَحَرَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يَقْطَعُ شَجَرُهَا، مَنْ أَخَذَ فِيهَا حَدًّا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. قَالَ عَاصِمٌ: فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنْسٍ أَنَّهُ قَالَ: أَوْ آوَى مُحَدِّثًا. [راجع: ۱۸۶۷]

(۷۳۰۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں فلاں جگہ غیر سے فلاں جگہ (ثور) تک۔ اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا جس نے اس حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ عاصم نے بیان کیا کہ پھر مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ”یا کسی نے دین میں بدعت پیدا کرنے والے کو پناہ دی۔“

معاذ اللہ بدعت سے آنحضرت ﷺ کو کتنی نفرت تھی کہ فرمایا جو کوئی بدعتی کو اپنے پاس اتارے جگہ دے، اس پر بھی لعنت۔ مسلمانو! اپنے پیغمبر صاحب کے فرمانے پر غور کرو بدعت سے اور بدعتیوں کی صحبت سے بچتے رہو اور ہر وقت سنت نبوی اور سنت پر چلنے والوں کے عاشق رہو۔ اگر کسی کام کے بدعت حسنہ یا سیدہ ہونے میں اختلاف ہو جیسے مجلس میلاد یا قیام وغیرہ تو اس سے بھی بچنا ہی افضل ہو گا، اس لیے کہ اس کا کرنا کچھ فرض نہیں ہے اور نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ مسلمانو! تم جو بدعت کی طرف جاتے ہو یہ تمہاری نادانی ہے اگر آخرت کا ثواب چاہتے ہو تو آنحضرت ﷺ کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کر لو جیسے فجر کی سنت کے بعد ذرا سالیٹ جانا اس میں ہزار مولود سے زیادہ تم کو ثواب ملے گا۔

باب دین کے مسائل میں رائے پر عمل کرنے کی مذمت،
اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنے کی برائی

۷- بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكْلُفِ الْقِيَاسِ
﴿وَلَا تَقْفُ﴾ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾
جیسا کہ ارشاد باری ہے سورۃ بنی اسرائیل میں وَلَا تَقْفُ لَا تَقُلْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ یعنی نہ کہو وہ بات جس کا تم کو علم نہ ہو۔ [الأسراء: ۳۶]

یا تکلف کے ساتھ قیاس کرنے کی جیسے حنفیہ نے استحسان نکالا ہے یعنی قیاس جلی کے خلاف ایک باریک غلط کو لینا ہماری

شرع میں ان باتوں کو کسی صحابی نے پسند نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کتاب و سنت پر عمل کرتے رہے جس مسئلے میں کتاب و سنت کا حکم نہ ملا اس میں اپنی رائے کو دخل دیا وہ بھی سیدھے سادھے طور سے اور تیج دار وجہوں سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ ترجمہ باب میں رائے کی مذمت سے وہی رائے مراد ہے جو نص ہوتے ساتھ دی جائے۔

(۷۳۰۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے، کہا مجھ سے عبد الرحمن بن شریح اور ان کے علاوہ ابن لبیعہ نے بیان کیا، ان سے ابو الاسود نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں ساتھ لے کر حج کیا تو میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو، اسکے بعد کہ تمہیں دیا ہے ایک دم سے نہیں اٹھا لے گا بلکہ اسے اس طرح ختم کرے گا کہ علماء کو ان کے علم کے ساتھ اٹھا لے گا پھر کچھ جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے، ان سے فتویٰ پوچھا جائے گا اور وہ فتویٰ اپنی رائے کے مطابق دیں گے۔ پس وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور وہ خود بھی گمراہ ہوں گے۔ پھر میں نے یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی۔ ان کے بعد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حج کیا تو ام المؤمنین نے مجھ سے کہا کہ بھانجے عبد اللہ کے پاس جاؤ اور میرے لیے اس حدیث کو سن کر خوب مضبوط کر لو جو حدیث تم نے مجھ سے ان کے واسطے سے بیان کی تھی۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے وہ حدیث بیان کی، اسی طرح جیسا کہ وہ پہلے مجھ سے بیان کر چکے تھے، پھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی تو انہیں تعجب ہوا اور بولیں کہ واللہ عبد اللہ بن عمرو نے خوب یاد رکھا۔

کہ اتنی مدت کے بعد بھی حدیث میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں کیا۔

(۷۳۰۸) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی، کہا میں نے اعمش سے سنا، کہا کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا تم معین کی لڑائی میں شریک تھے؟ کہا کہ ہاں، پھر میں نے سہل بن حنیف کو کہتے سنا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے

۷۳۰۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ، حَدَّثَنِ ابْنُ وَهَبٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاهُمُوهُ انْتِزَاعًا، وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيَقْتُونُ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ)) فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أَخِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاسْتَنْتِبْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهُ، فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَنْتِ عَائِشَةُ فَأَخْبَرْتُهَا، فَعَجَبَتْ فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو.

[راجع: ۱۰۰]

۷۳۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّينَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ح. وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو

ابو وائل نے بیان کیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے (جنگ صفین کے موقع پر) کہا کہ لوگو! اپنے دین کے مقابلہ میں اپنی رائے کو بے حقیقت سمجھو۔ میں نے اپنے آپ کو ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے دن (صلح حدیبیہ کے موقع پر) دیکھا کہ اگر میرے اندر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہٹنے کی طاقت ہوتی تو میں اس دن آپ سے انحراف کرتا (اور کفار قریش کے ساتھ ان شرائط کو قبول نہ کرتا) اور ہم نے جب کسی مہم پر اپنی تلواریں کاندھوں پر رکھیں (لڑائی شروع کی) تو ان تلواروں کی بدولت ہم کو ایک آسانی مل گئی جسے ہم پہچانتے تھے مگر اس مہم میں (یعنی جنگ صفین میں) ہم مشکل میں گرفتار ہیں دونوں طرف والے اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں (ابو اعمش نے کہا کہ ابو وائل نے بتایا کہ میں صفین میں موجود تھا اور صفین کی لڑائی بھی کیا بری لڑائی تھی جس میں مسلمان آپس میں کٹ مرے۔

عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهَمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ، وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدُّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ، وَمَا وَضَعْنَا سَيْوفَنَا عَلَى عَوَائِقِنَا إِلَى أَمْرِ يُفْطَعُنَا إِلَّا أَنْهَلْنَا بِنَا إِلَى أَمْرِ نَعْرِفُهُ، غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ: وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صَفِينَ وَبَسْتُ صَفِينَ.

[راجع: ۳۱۸۱]

بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ قال ابو عبد الله اتهموا رايبكم يقول مالم يكن فيه كتاب ولا سنة ولا ينهني له ان يفتي امام بخاري نے کہا اتهموا رايبكم جو سہل کی کلام میں ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر مسئلہ میں جب تک کتاب اور سنت سے کوئی دلیل نہ ہو تو اپنی رائے کو صحیح نہ سمجھو اور رائے پر فتویٰ نہ دو بلکہ کتاب و سنت میں غور کر کے اس میں سے اس کا حکم نکالو۔ ابن عبد البر نے کہا رائے مذموم سے وہی رائے مراد ہے کہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر آدمی قیاس پر عمل کرے۔

۸- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ

باب آنحضرت ﷺ نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا

بلکہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس باب میں وحی نہ اتری ہوتی تو آپ فرماتے میں نہیں جانتا یا وحی اترنے تک خاموش رہتے کچھ جواب نہ دیتے کیونکہ اللہ پاک نے سورۃ نساء میں فرمایا تاکہ اللہ جیسا تجھ کو بتلائے اس کے موافق تو حکم دے۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش ہو رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری۔

(۷۳۰۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا میں نے محمد بن المنکدر سے سنا، بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار پڑا تو رسول

مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ
فَيَقُولُ: ((لَا أَذْرِي)) أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ [النساء: ۱۰۵]

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ.

۷۳۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَرَضْتُ

للہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما عیادت کے لیے تشریف لائے۔ یہ دونوں بزرگ پیدل چل کر آئے تھے، پھر آنحضرت ﷺ پہنچے تو مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے افاتہ ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور بعض اوقات سفیان نے یہ الفاظ بیان کئے کہ میں نے کہا۔ اے رسول اللہ! میں اپنے مال کے بارے میں کس طرح فیصلہ کروں، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَأَتَانِي وَقَدْ أَغْمِي عَلَيَّ، فَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَلْفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَبُّمَا قَالَا: سَفِيَانٌ فَقُلْتُ: أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضِي لِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ قَالَ: لَمَّا أَجَانِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ. [راجع: ۱۹۴]

تشیع حدیث سے آپ کا سکوت نکلا، وحی اترنے تک لیکن یہ فرمان کہ میں نہیں جانتا ابن حبان کی روایت میں ہے، ایک شخص نے آپ سے پوچھا کون سی جگہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جانتا۔ دار قطنی اور حاکم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا حدود گناہ کرنے والوں کا کفارہ ہیں یا نہیں۔ مطلب نے کہا آنحضرت ﷺ نے بعض مشکل مقامات میں سکوت فرمایا لیکن آپ ہی نے اپنی امت کو قیاس کی تعلیم فرمائی۔ ایک عورت سے فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہو تا تو تہ ادا کرتی یا نہیں؟ تو اللہ کا حق ضرور ادا کرنا ہو گا۔ یہ عین قیاس ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بالکل قیاس نہ کرنا چاہیے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا قیاس جو اصول شرعیہ کے خلاف ہو یا کسی دلیل شرعی پر مبنی نہ ہو صرف ایک خیالی بات ہو نہ کرنا چاہیے اور یہ مسئلہ تو علماء کا اجماعی ہے کہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں اور جو شخص حدیث کا خلاف کرے حلال کہ وہ دوسری حدیث سے اس کا معارضہ نہ کرتا ہو نہ اس کے نسخ کا دعویٰ کرے نہ اس کی سند میں قدر کرے تو اس کی عدالت جاتی رہے گی وہ لوگوں کا امام کہاں ہو سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہو وہ تو سراور آنکھوں پر ہے اور صحابہ کے مختلف قولوں میں سے ہم کوئی قول چن لیں گے۔ میں کہتا ہوں بس حنفیہ کو اپنے امام کے قول پر تو کم از کم چلنا چاہیئے۔

باب رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے مردوں و عورتوں کو وہی باتیں سکھانا جو اللہ نے آپ کو سکھائی تھیں باقی رائے اور تمثیل آپ نے نہیں سکھائی۔

۹- باب تَعْلِيمِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمَثِيلٍ

تمثیل یعنی ایک چیز کا حکم دوسری چیز کے مثل قرار دینا بوجہ علت جامعہ کے جس کو قیاس کہتے ہیں۔

(۷۳۱۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن الامصانی نے، ان سے ابوصالح ذکوان نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے، ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی طرف سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے

۷۳۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ لِرِجَالٍ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ

آپ کو سکھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا، تم میں سے جو عورت بھی اپنی زندگی میں اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی (یعنی ان کی وفات ہو جائے گی) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس پر ان میں سے ایک خاتون نے کہا، یا رسول اللہ! دو؟ انہوں نے اس کلمہ کو دو مرتبہ دہرایا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہاں دو، دو، دو بھی یہی درجہ رکھتے ہیں۔

[راجع: ۱۰۱]

باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ کہانی نے کہا اس قول سے کہ وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ ہوں گے کیونکہ یہ امر بغیر خدا کے بتلائے قیاس اور رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ”میری امت کی ایک جماعت

حق پر غالب رہے گی اور جنگ کرتی رہے گی“ اور امام بخاری نے کہا کہ اس گروہ سے دین کے عالموں کا گروہ مراد ہے۔

۱۰ - باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا

تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ)).

علی بن عبد اللہ مدینی استاد امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے جماعت اہل حدیث مراد ہے۔

(۷۳۱۱) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا (اس میں علمی و دینی غلبہ بھی داخل ہے) یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی رہیں گے۔

۷۳۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،

عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)). [راجع: ۳۶۴۰]

شرح یہ دوسری حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ قیامت بدترین خلق اللہ پر قائم ہوگی کیونکہ یہ بدترین لوگ ایک مقام میں ہوں گے اور وہ گروہ دوسرے مقام میں ہو گا یا اس حدیث میں امر اللہ سے یہ مراد ہے یہاں تک کہ قیامت قریب آن پہنچے تو قیامت سے کچھ پہلے یہ فرقہ والے مرجائیں گے اور نرے برے لوگ رہ جائیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جس سے ہر مومن کی روح قبض ہو جائے گی۔

(۷۳۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید نے خبر دی، کہا کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۷۳۱۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا ابْنُ

وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ

سے سنا، وہ خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا اللہ ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچے۔

(راجع: ۷۱) معلوم ہوا کہ اللہ کا دین اسلام قیامت تک قائم رہے گا معاندین اسلام لاکھ کوشش کریں مگر پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ انعام میں یوں فرمانا کہ یا وہ تمہارے کئی فرقے کر دے۔

(۷۳۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”کہو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے۔“ تو آنحضرت ﷺ نے کہا کہ میں تیرے باعظمت و بزرگ منہ کی پناہ مانگتا ہوں ”یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے“ (عذاب بھیجے) تو اس پر پھر آنحضرت ﷺ نے کہا کہ میں تیرے مبارک منہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”یا تمہیں فرقوں میں تقسیم کر دے اور تم میں سے بعض کو بعض کا خوف چکھائے“ تو آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں آسان و سہل ہیں۔

اوپر سے پتھروں یا بارش کا عذاب مراد ہے۔ نیچے سے زلزلہ اور زمین میں دھنس جانا مراد ہے۔

باب ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا جس کا حکم اللہ نے

بیان کر دیا ہے تاکہ پوچھنے والا سمجھ جائے

تشییح اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ باب کی دونوں احادیث سے قیاس کا جواز نکلتا ہے لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سے اور عامر شعبی اور ابن سیرین نے فقہاء میں سے قیاس کا انکار کیا ہے۔ باقی تمام فقہاء نے قیاس کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ جب اس کی

أَبِي سَفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ)).

(راجع: ۷۱)

تشییح

۱۱- باب قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ [الأنعام: ۶۵]

۷۳۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ [الأنعام: ۶۵] قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ [الأنعام: ۶۵] قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ. [راجع: ۴۶۲۸]

۱۲- باب مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا

بِأَصْلِ مُبَيَّنٍّ،

قَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ حُكْمَهُمَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ.

تشییح

ضرورت ہو اور جمہور صحابہ اور تابعین سے قیاس منقول ہے اور اوپر جو امام بخاری نے رائے اور قیاس کی مذمت بیان کی ہے، اس سے مراد وہی قیاس اور رائے ہے جو فاسد ہو لیکن قیاس صحیح شرائط کے ساتھ وہ بھی جب حدیث اور قرآن میں وہ مسئلہ صراحت کے ساتھ نہ ملے۔ اکثر علماء نے جائز رکھا ہے اور بغیر اس کے کام چلنا دشوار ہے۔

(۷۳۱۴) ہم سے اصغ بن الفرغ نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیوی کے یہاں کالا لڑکا پیدا ہوا ہے جس کو میں اپنا نہیں سمجھتا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہیں۔ دریافت فرمایا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ کہا کہ سرخ ہیں۔ پوچھا کہ ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟ انہوں نے کہ ہاں ان میں خاکی بھی ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ پھر کس طرح تم سمجھتے ہو کہ اس رنگ کا پیدا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس بچے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو؟ اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

(۷۳۱۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ (ادائیگی سے پہلے ہی) وفات پا گئیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے حج کر لو۔ تمہارا کیا خیال ہے، اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے پورا کرتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس قرض کو بھی پورا کر جو اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس قرض کا پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

باب قاضیوں کو کوشش کر کے اللہ کی کتاب کے موافق حکم

دینا چاہیے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا

۷۳۱۴- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا اسْوَدَّ وَابْنِي أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَمَا أَلَوْنَهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْزَقٍ؟)) قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ: ((فَأَنِّي تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا؟)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ: ((وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعُهُ، وَلَمْ يُرَخَّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ)).

[راجع: ۵۳۰۵]

۷۳۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَمَلِكِ دِينَارٌ أَكُنْتَ قَاضِيَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاقْضُوا الَّذِي لَهُ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)). [راجع: ۱۸۵۲]

۱۳- باب مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادٍ

الْقَضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِقَوْلِهِ:

جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اس علم والے کی تعریف کی جو علم (قرآن و حدیث) کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو قرآن و حدیث سکھلاتا ہے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بتاتا۔ اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ خلفاء نے اہل علم سے مشورے لیے ہیں۔

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة : ۴۵]
وَمَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قَبْلِهِ وَمُشَاوَرَةَ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

حافظ صاحب فرماتے ہیں: قال ابو علي الكرايسی صاحب الشافعی فی کتاب آداب القضاء لا اعلم بين العلماء ممن سلف خلافا ان الناس ان يقضى بين المسلمين من بان فضله وصدقه وعلمه وورعه فارنا لكتاب الله عالما باكثر احكامه عالما بسنن رسول الله حافظا لاكثرها وكذا اقوال الصحابة عالما بالوفاق والخلاف واقوال فقهاء التابعين يعرف الصحيح من السقيم يتبع في النوازل الكتاب فان لم يجد فالسنة فان لم يجد عمل بما اتفق عليه الصحابة فان اختلفوا في وجده الشبه بالقرآن ثم بالسنة ثم بفتوى الصحابة عمل به ويكون كثير المذاكرة مع اهل العلم والمشاورة لهم مع فضل وورع ويكون حافظا به ويكون كثير المذاكرة مع اهل العلم والمشاورة لهم مع فضل وورع ويكون حافظا للسان وبطنه وفرجه فهما لكلام الخصوم الخ (فتح الباری)

یعنی ابو علی کراہیسی نے کہا کتاب آداب القضاء میں اور یہ حضرت امام شافعی کے شاگردوں میں سے ہیں کہ میں علماء سلف میں اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا کہ جو شخص مسلمانوں میں عمدہ قضا پر فائز ہو اس کا علم و فضل و صدق اور تقویٰ ظاہر ہونا چاہیے۔ وہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا، اس کے اکثر احکام کا جاننے والا، رسول کریم ﷺ کی سنتوں کا عالم بلکہ اکثر سنن کا حافظ ہونا چاہیے۔ اسی طرح اقوال صحابہ کا بھی جاننے والا ہو۔ نوازل میں کتاب اللہ کا اتباع کرنے والا ہو اگر کتاب اللہ میں نہ پاسکے تو پھر سنن نبوی میں پھر اقوال متفقہ صحابہ کرام میں ماہر ہو اور اہل علم و اہل مشاورت کے ساتھ کثیر المذاکرہ ہو، فضل و ورع کو ہاتھ سے نہ دینے والا اور اپنی زبان کو کلام حرام سے، پیٹ کو لقمہ حرام سے اور فرج کو حرام کاری سے پورے طور پر بچانے والا ہو اور خصم کے کلام کو سمجھنے والا ہو۔

(۷۳۱۶) ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رشک دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے مال کو) راہ حق میں لٹانے کی پوری طرح توفیق ملی ہوتی ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی ہے اور وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

۷۳۱۶- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عِبَادٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ، وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [راجع: ۷۳]

حکمت سے قرآن و حدیث کا پختہ علم مراد ہے جسے حدیث میں فقہت کہا گیا ہے۔ من يرد الله به خيرا يفقه في الدين قرآن و حدیث

کی فقہت مراد ہے۔

(۷۳۱۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورت کے

۷۳۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْمُعْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ

املاص کے متعلق (صحابہ سے) پوچھا۔ یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے پیٹ پر (جبکہ وہ حاملہ ہو) مار دیا گیا ہو اور اس کا ناتمام (ادھورا) بچہ گر گیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ لوگوں میں سے کسی نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے سنی ہے۔ پوچھا کیا حدیث ہے؟ میں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ایسی صورت میں ایک غلام یا باندی تاوان کے طور پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب چھوٹ نہیں سکتے یہاں تک کہ تم نے جو حدیث بیان کی ہے اس سلسلے میں نجات کا کوئی ذریعہ (یعنی کوئی شہادت کہ واقعی آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی) لاؤ۔

(۷۳۱۸) پھر میں نکلا تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ مل گئے اور میں انہیں لایا اور انہوں نے میرے ساتھ گواہی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس میں ایک غلام یا باندی کی تاوان ہے۔ ہشام بن عروہ کے ساتھ اس حدیث کہ ابن ابی الزناد نے بھی اپنے باپ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے مغیرہ سے روایت کیا۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے مگر انہوں نے دوسرے صحابہ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو صرف مغیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان قبول نہ کیا تو خبر واحد کیوں کر حجت ہوگی حالانکہ وہ حجت ہے جیسے اوپر گزر چکا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید احتیاط اور مضبوطی کے لیے دوسری گواہی طلب کی نہ کہ اس لیے کہ خبر واحد ان کے پاس حجت نہ تھی کیونکہ محمد بن مسلمہ کی شہادت کے بعد بھی یہ خبر واحد ہی رہی۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اے مسلمانو! تم اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے

(۷۳۱۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت اس طرح بچھلی امتوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی جیسے بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! اگلی امتوں سے کون مراد ہیں، پارسی اور نصرانی؟ آپ نے فرمایا

الْخَطَابِ عَنْ اِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ وَهِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقَى جَنِينًا فَقَالَ: اَيْكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)). فَقَالَ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِدَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتُ. [راجع: ۶۹۰۵]

۷۳۱۸- فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِيَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)). تَابِعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ غُرَّةٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ. [راجع: ۶۹۰۶]

تَشْرِيحُ

۱۴- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَتَبْعَنَّ سَنَنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ))

۷۳۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْفُرُوفِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ)) فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَّارِسَ

وَالرُّومُ فَقَالَ: وَمَنِ النَّاسِ إِلَّا أَوْلَئِكَ؟ پھر اور کون۔

تشریح جب مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوئی پہلے انہوں نے ایرانیوں کی چال ڈھال وضع قطع اختیار کی، پھر بعد کے زمانہ میں مغلیہ سلاطین کی سلطنت سنہ ۱۲۰۰ ہجری تک رہی تو انہیں کی سب باتیں جاری ہوئیں۔ یہاں تک کہ سن الہی جاری ہو گیا اس کے بعد انگریزوں کی حکومت ہوئی اب اکثر مسلمان ان کی مشابہت کر رہے ہیں۔ کھانے، پینے، لباس، معاشرت، نشست برخاست سب رسموں میں انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔

۷۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا أَبُو غَمَرٍ الصَّنَعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((لَتَبْعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبِيرًا بِشَبِيرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرًا ضَبَّ تَبِعْتُمُوهُمْ)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟)).

(۷۳۲۰) ہم سے محمد بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے یمن کے ابو عمر صنعانی نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بات اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون۔

تشریح گوہ کے بل میں گھسنے کا مطلب یہ ہے کہ انہی کی سی چال ڈھال اختیار کرو گے۔ اچھی ہو یا بری ہر حال میں ان کی چال چلنا پسند کرو گے۔ ہمارے زمانہ میں بعینہ یہی حال ہے۔ مسلمانوں سے قوت اجتماعی اور اختراعی کا مادہ بالکل سلب ہو گیا ہے۔ پس جیسے انگریزوں کو کرتے دیکھا وہی کام خود بھی کرنے لگتے ہیں، کچھ سوچتے ہی نہیں کہ آیا یہ کام ہمارے ملک اور ہماری آب و ہوا کے لحاظ سے مناسب اور قرین عقل بھی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۱۵- باب اِثْمُ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ

رسم قائم کرے

اللہ پاک کے فرمان ومن اوزار الذین ارج، کی روشنی میں یعنی اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں فرمایا ان لوگوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے جس کو بے علمی کی وجہ سے گمراہ کر رہے ہیں۔

اَوْ سَنَ سُنَّةَ سَيِّئَةٍ لِّقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَمِنَ اُوزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّوْهُمْ﴾ [النحل: ۲۵] الآية.

(۷۳۲۱) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مروان نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی ظلم کے ساتھ قتل کیا جائے گا اس کے (گناہ کا) ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر بھی پڑے گا۔

۷۳۲۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ

﴿مِنْهَا﴾ وَرَبُّمَا قَالَ سَفِيَانٌ مِنْ دِمَهِمَا لِأَنَّهُ
أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا. [راجع: ۳۳۳۰] کیونکہ اسی نے سب سے پہلے ناحق خون کی بری رسم قائم کی۔

تشریح اس باب میں صریح احادیث وارد ہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے شاید ان کو نہ لاسکے۔ امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر اس کا گناہ اور ان لوگوں کا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے پڑتا رہے گا۔ عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہو گا اور امام مسلم نے جریر بن عبداللہ بخلی سے روایت کیا کہ جو شخص اسلام میں بری رسم قائم کرے اس پر اس کا بوجھ اور عمل کرنے والوں کا بوجھ پڑتا رہے گا عمل کرنے والوں کا بوجھ کچھ کم نہ ہو گا۔

خاتمہ

الحمد للہ کہ پارہ ۲۹ کی تسوید اور تین بار نظر ثانی کرنے کے بعد آج اس عظیم خدمت سے فارغ ہوا۔ اللہ پاک کا کس منہ سے شکر ادا کروں کہ محض اس کی توفیق و اعانت سے یہ پارہ اختتام کو پہنچا۔ اس پارے میں کتاب الفتن، کتاب الاحکام، کتاب اخبار الاحاد، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة جیسی اہم کتابیں شامل ہیں جس کے ادق مسائل بہت کچھ تشریح طلب ہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سمندر کے مقابلہ پر پانی کا ایک قطرہ ہے۔ پہلے پاروں کی طرح ترجمہ و حواشی میں بہت غور کیا گیا ہے۔ ماہرین فن حدیث پھر بھی کسی جگہ خالی محسوس کریں تو ازراہ کرم خالی پر مطلع فرما کر مشکور کریں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے گا۔ اللہ پاک سے بار بار دعا ہے کہ وہ لغزشوں کے لیے اپنی مغفرت سے نوازے اور بھول چوک کو معاف فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرما کر قبول عام عطا کرے۔ آمین۔

یا اللہ! اس خدمت حدیث نبوی ﷺ کو قبول فرما کر میرے لیے، میرے والدین و اولاد و اساتذہ و جملہ معاونین کرام کے لیے ذریعہ نجات دارین بنائیو اور ہم سب کے بزرگوں کے لیے بھی اسے بطور صدقہ جاریہ قبول کیجئے اور قیامت کے دن ہم سب کو جوار رسالت مآب ﷺ میں جگہ دیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

خادم حدیث نبوی

محمد داؤد راز عبداللہ السلفی مقیم مسجد اہلحدیث ۱۳۱۲ جیری گیٹ دہلی نمبر ۶

(یکم ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۹۷ ہجری)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیسواں پارہ

۱۶- باب مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ
وَحَصَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ
وَمَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانُ: مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ
وَمَا كَانَ بَهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ ﷺ
وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ
وَالْمَنْبَرِ وَالْقَبْرِ.

باب آنحضرت ﷺ نے عالموں کے اتفاق کرنے
کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے
اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان
اور مدینہ میں جو آنحضرت ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے متبرک
مقامات ہیں اور آنحضرت ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اور منبر اور آپ
کی قبر شریف کا بیان۔

بِسْمِ اللَّهِ ﷻ یا اللہ اس مبارک ترین وقت سحر میں میری غلطیاں معاف فرمانے والے میری قلم میں طاقت عطا کر تاکہ میں تیرے حبیب
رسول کریم حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ کے عظیم ذخیرہ کی یہ آخری منزل تیری اور تیرے
حبیب ﷺ کی عین منشا کے مطابق لکھ سکوں اور اسے بخیر و خوبی اشاعت میں لاسکوں۔ یا اللہ! اس عظیم خدمت کو قبول فرما کر جملہ
معاونین کرام و مخلصین عظام کے حق میں اسے بطور صدقہ جاریہ قبول فرما لے اور میری آل و اولاد کے لیے والدین کے لیے ذخیرہ
دارین بنائو۔ آمین یا رب العالمین۔ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر بک نستعین۔ (خادم محمد داؤد راز۔ ۷ رمضان سنہ ۱۳۹۷ھ)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب منعقد فرما کر ان معاندین کے منہ پر طمانچہ مارا ہے جو کہتے رہتے ہیں کہ اہل حدیث مدینہ کی
حقیقی عظمت نہیں کرتے، یہ اجماع کے منکر ہیں، یہ درود نہیں پڑھتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت دے کہ وہ ایسی ہفوات باطلہ
سے باز آئیں۔ کسی مومن مسلمان پر تمت الزام لگانا بدترین گناہ ہے۔ بہر حال اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اجماع جب معتبر ہوتا ہے کہ
تمام جہاں کے مجتہدین اسلام اس مسئلہ پر اتفاق کر لیں، ایک کا بھی اختلاف نہ ہو۔ حضرت امام مالک نے اہل مدینہ کا اجماع بھی معتبر کہا
ہے۔ حضرت امام بخاری کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ دونوں کا اجماع بھی حجت ہے۔ مگر حافظ نے کہا امام بخاری کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ اہل مکہ و مدینہ کا اجماع حجت ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے وقت اس جانب کو ترجیح ہوگی جس پر
اہل مکہ اور مدینہ اتفاق کریں۔ بعض لوگوں نے اہل بیت اور خلفائے اربعہ کا اتفاق۔ بعض لوگوں نے ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع سمجھا ہے۔
مگر جمہور کا وہی قول ہے کہ ایسے اتفاقات اجماع نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمام جہاں کے مجتہدین اسلام اتفاق نہ کر لیں۔ حضرت امام
شوکانی رحمہ اللہ نے کہا اجماع کا دعویٰ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ طالب حق کو اس سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے۔ میں (وحید الزماں) کتا ہوں اس
وقت (۱۳۲۳ھ) میں حرمین شریفین میں بہت سی بدعت اور امور خلاف شرع جاری ہیں۔ (مگر آج سعودی دور ۱۳۹۷ھ ہے) الحمد للہ اس

حکومت نے حرین شریفین کو بیشتر بدعات اور خرافات سے پاک کر دیا ہے۔ اللہ پاک تحفظِ حرین شریفین کے لیے اس حکومت کو قائم و دائم رکھے اور ان کو ہمیشہ کتاب و سنت کی اتباع پر استقامت عطا کرے (آمین) پس خلافِ شرع امور میں اہل حرین کا اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ طالبِ حق کو ہمیشہ دلیل کی پیروی کرنی چاہیئے اور جس قول کی دلیل قوی ہو۔ اس کو اختیار کرنا چاہیئے گو اس کے قائل قلیل ہوں البتہ بہت سے مسائل ہیں جن پر تمام جہاں کے علماء اسلام سے شرفاً و غریاً اتفاق کیا ہے اور ایک مجتہد یا عالم سے بھی ان میں اختلاف منقول نہیں ہے۔ ایسے مسائل میں بے شک اجماع کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے (خلاصہ شرح وحیدی) ائمہ اربعہ کی تقلید جلد پر بھی اجماع کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس جمود کی مخالفت کرنے والے بیشتر اکابر علماء اسلام ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ جیسا کہ کتب تاریخ میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ (دیکھو کتب اعلام الموقعین و معیار الحق وغیرہ)

۷۳۲۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيُّ وَغَلَكَ بِالْمَدِينَةِ فَبَجَّاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلَنِي بِنَعْيٍ، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقْلَنِي بِنَعْيٍ فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقْلَنِي بِنَعْيٍ فَأَبَى، فَخَرَجَ الْإَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبْرِ تَنْفِي خَبَثُهَا وَتَنْصَعُ طَبِيبُهَا)). [راجع: ۱۸۸۳]

۷۳۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِنِي: لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

۷۳۲۲- ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن منکدر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک گنوار (قیس بن ابی حازم یا قیس بن حازم یا اور کوئی) نے آنحضرت ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، پھر مدینہ میں اس کو تپ آنے لگی۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر انکار کیا۔ اس کے بعد وہ مدینے سے نکل کر اپنے جنگل کو چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو اپنی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور کھرے پاکیزہ مال کو رکھ لیتی ہے۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب مدینہ سب شہروں سے افضل ہوا تو وہاں کے علماء کا اجماع ضرور معتبر ہو گا کیونکہ مدینہ میں برے اور بدکار لوگ ٹھہری نہیں سکتے۔ وہاں کے علماء سب سے اچھے ہی ہوں گے مگر یہ حکم حیاتِ نبوی کے ساتھ تھا۔ بعد میں بہت سے اکابر صحابہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

۷۳۲۳- ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (قرآن مجید) پڑھایا کرتا تھا۔ جب وہ آخری حج آیا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو عبد الرحمن نے منیٰ میں مجھ سے کہا کاش تم امیر المؤمنین کو آج دیکھتے جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر

امیر المؤمنین کا انتقال ہو جائے تو ہم فلاں سے بیعت کر لیں گے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آج سہ پہر کو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سناؤں گا اور ان کو ڈراؤں گا جو (عام مسلمانوں کے حق کو) غصب کرنا چاہتے ہیں اور خود اپن رائے سے امیر منتخب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ موسم حج میں ہر طرح کے ناواقف اور معمولی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کثرت سے آپ کی مجلس میں جمع ہو جائیں گے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کی بات کا صحیح مطلب نہ سمجھ کر کچھ اور معنی نہ کر لیں اور اسے منہ در منہ اڑاتے پھریں۔ اس لیے ابھی توقف کیجئے۔ جب آپ مدینے پہنچیں جو دارالہجرت اور دارالسنہ ہے تو وہاں آپ کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، مہاجرین و انصار خالص ایسے ہی لوگ ملیں گے وہ آپ کی بات کو یاد رکھیں گے اور اس کا مطلب بھی ٹھیک بیان کریں گے۔ اس پر امیر المؤمنین نے کہا کہ واللہ! میں مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ دوں گا اس میں اس کا بیان کروں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن دوپہر ڈھلے برآمد ہوئے اور خطبہ سنایا۔ انہوں نے کہا اللہ پاک نے حضرت محمد ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن اتارا۔ اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت سے متعلق فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ امر خلافت میں رائے دینے کا حق سارے مسلمانوں کو ہے۔ پس جس پر اکثر لوگ اتفاق کر لیں اس سے بیعت کر لینا چاہیئے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ ہم فلاں سے بیعت کر لیں گے۔ بیعت کر لینا کوئی کھیل تماشا نہیں ہے، یہ مسلمانوں کے جمہور کا حق ہے۔ خلیفۃ المسلمین کا انتخاب معمولی بات نہیں ہے۔ اس روایت کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ اس میں مدینہ کی فضیلت مذکور ہے کہ وہ دارالسنہ ہے۔ کتاب و سنت کا گھر ہے تو وہاں کے علماء کا اجماع بہ نسبت اور شہروں کے زیادہ معتبر ہو گا۔ حافظ نے کہا کہ صحابہ کا اجماع بھی حجت ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے۔

(۷۳۲۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے جسم پر کتان کے دو کپڑے گھرویں رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان ہی کپڑوں میں ناک

اتاہُ رَجُلٌ قَالَ : إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ : لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ غَمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأَحْذَرُ هَؤُلَاءِ الرُّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ قُلْتُ : لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاةَ النَّاسِ يَلْبِسُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا فَيَطْرُقُ بِهَا كُلُّ مَطِيرٍ ، فَأَمْهَلُ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهَجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا فَقَالَ : وَاللَّهِ لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ لِيَمَّا أَنْزَلَ آيَةَ الرُّجْمِ .

[راجع: ۲۴۶۲]

۷۳۲۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَانٍ فَتَمَخَّطُ فَقَالَ : بَخِ بَخِ أَبُو

صاف کی اور کہا واہ واہ دیکھو ابو ہریرہ کتان کے کپڑوں میں ناک صاف کرتا ہے، اب ایسا مالدار ہو گیا حالانکہ میں نے اپنے آپ کو ایک زمانہ میں ایسا پایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور گزرنے والا میری گردن پر یہ سمجھ کر پاؤں رکھتا تھا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت ہو جاتی تھی۔

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ میں یا تو ایسی جنگی میں تھا کہ کھانے کو روٹی کا ٹکڑا تک نہ تھا کہ آج ریٹھی کپڑوں میں ناک صاف کر رہا ہوں۔ اس حدیث میں رسول کریم ﷺ کے منبر کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک تاریخی جگہ ہے جس میں رسول کریم ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

(۷۳۲۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن عابس نے بیان کیا، کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید میں گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں میں اس وقت کم سن تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ سے مجھ کو اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا اور میں کم سن نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا تھا۔ آنحضرت ﷺ گھر سے نکل کر اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن ملت کے مکان کے پاس ہے اور وہاں آپ نے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور گردنوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں زیوروں کا صدقہ دینے کے لیے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ وہ آئے اور صدقہ میں ملی ہوئی چیزوں کو لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس واپس گئے۔

اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں آنحضرت ﷺ کا کثیر بن ملت کے گھر کے پاس تشریف لے جانا اور وہاں عید کی نماز پڑھنا مذکور ہے۔

(۷۳۲۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قباء میں تشریف لاتے تھے، کبھی پیدل اور کبھی سواری

هُرَيْرَةَ، يَمَخُطُ فِي الْكَتَانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي
وَأَبْنِي لِأَخِيرُ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًا عَلَيَّ
فَيَجِيءُ الْجَانِي، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى غُنْفِي
وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي جُنُونٌ مَا بِي
إِلَّا الْجُوعُ.

۷۳۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَشْهَدَتِ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ وَلَوْ لَا
مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصَّغَرِ، فَأَتَى
الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ ذَارِ كَثِيرٍ بِنِ الصَّلَاتِ
فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ. وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا
إِقَامَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَ النِّسَاءُ
يُشِيرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالٍ
فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ.

[راجع: ۹۸]

۷۳۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَا شِئْنَا وَرَاكِبًا.

[راجع: ۱۱۹۱]

پ۔

قباہ مدینہ کے قریب وہ بستی جس میں آپ نے بوقت ہجرت نزول اجلال فرمایا اس کی مسجد بھی ایک تاریخی جگہ ہے جس کا ذکر قرآن میں مذکور ہوا۔

(۷۳۲۷) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ مجھے انتقال کے بعد میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حجرہ میں دفن مت کرنا کیونکہ میں پسند نہیں کرتی کہ میری آپ کی اور بیویوں سے زیادہ پاکی بیان کی جائے۔

(۷۳۲۸) اور ہشام سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آدمی بھیجا کہ مجھے اجازت دیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن کیا جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم، میں ان کو اجازت دیتی ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پہلے جب کوئی صحابی ان سے وہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے تو وہ کلام دیتی تھیں کہ نہیں! اللہ کی قسم میں ان کے ساتھ کسی اور کو دفن نہیں ہونے دوں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے براہ تواضع یہ نہیں منظور کیا کہ دوسری بیویوں سے بڑھ چڑھ کر رہیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس دفن ہوں۔

(۷۳۲۹) ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن اویس نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر ان گاؤں میں جاتے جو مدینہ کی بلندی پر واقع ہیں وہاں پہنچ جاتے اور سورج بلند رہتا۔ عوالی مدینہ کا بھی یہی حکم ہے اور لیث نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ گاؤں مدینہ سے تین یا چار میل پر واقع ہیں۔

۷۳۲۷- حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: اذْفَنِي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَذْفِنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِي أَتَيْتُ فَلَانِي اخْرُؤْهُ أَنْ أُرْكَى.

[راجع: ۱۳۹۱]

۷۳۲۸- وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ اذْفَنِي لِي أَنْ أَدْفَنَ مَعَ صَاحِبِي فَقَالَتْ: إِيَّيَّيْ وَاللَّهِ، قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ: لَا وَاللَّهِ لَا أُؤَيِّرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

۷۳۲۹- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْغَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً.

وَزَادَ اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ وَبُعْدُ الْغَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ. [راجع: ۵۴۸]

جہاں آپ کے قدم مبارک پہنچ گئے اس جگہ کو تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی۔ ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ مدینہ کے اطراف میں بڑے بڑے گاؤں تھے۔ ان میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے

ہیں تو ان کو بھی ایک تاریخی بزرگی حاصل ہے۔

۷۳۳۰- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ زُرَّارَةَ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ الْجَعْفَرِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلًا وَثُلُثًا بِمِثْلِكُمْ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ. [راجع: ۱۸۵۹]

(۷۳۳۰) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قاسم بن مالک نے بیان کیا، ان سے جعید نے، انہوں نے سائب بن یزید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صاع تمہارے وقت کی مد سے ایک مد اور ایک تہائی مد کا ہوتا تھا، پھر صاع کی مقدار بڑھ گئی یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں وہ چار مد کا ہو گیا۔

باب سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ خواہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں اس مد کی مقدار بڑھ گئی ہو لیکن احکام شرعیہ میں جیسے صدقہ فطر وغیرہ ہے اسی صاع کا اعتبار رہا جو اہل مدینہ اور آنحضرت ﷺ کا تھا۔

۷۳۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ)) يَغْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

(۷۳۳۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان مدینہ والوں کے پیانہ میں انہیں برکت دے اور ان کے صاع اور مد میں انہیں برکت دے۔ آپ کی مراد اہل مدینہ (کے صاع و مد) سے تھی۔ (مدنی صاع اور مد کو بھی تاریخی عظمت حاصل ہے)

[راجع: ۲۱۳۰]

۷۳۳۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنِيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تَوَضَّعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ. [راجع: ۱۳۲۹]

(۷۳۳۲) ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صمرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے رجم کا حکم دیا اور انہیں مسجد کی اس جگہ کے قریب رجم کیا گیا جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔

باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ مسجد کے قریب یہ مقام بھی تاریخی طور پر متبرک ہے کیونکہ آپ اکثر جنازہ کی نماز بھی اسی جگہ پڑھایا کرتے تھے۔

۷۳۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عُمَرَ مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يَحِينَا

(۷۳۳۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مطلب کے مولیٰ عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ احد پہاڑ رسول اللہ ﷺ کو (راستے میں) دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے

محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اور میں تیرے حکم سے اس کے دونوں پتھر پلے کناروں کے درمیانی علاقہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔ اس روایت کی متابعت سہل بن جہش نے نبی کریم ﷺ سے احد کے متعلق کی ہے۔

کوہ احد کو رسول کریم ﷺ نے اپنا محبوب قرار دیا۔ پس یہ پہاڑ ہر مسلمان کے لیے محبوب ہے۔

(۷۳۳۴) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن جہش نے کہ مسجد نبوی کی قبلہ کی طرف کی دیوار اور منبر کے درمیان بکریوں کے گزرنے جتنا فاصلہ تھا۔

مسجد نبوی کی دیوار اور منبر تاریخی تقدس رکھتے ہیں۔ تلک آثارنا تدل علینا فانظرو بعدنا الی الاثار۔

(۷۳۳۵) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن ممدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے خسیب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے حجرہ اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا یہ منبر میرے حوض پر ہو گا۔

مسجد نبوی میں مذکورہ حصہ جنت کی کیاری ہے یہاں کی نماز اور دعاؤں میں عجیب لطف ہوتا ہے کما جبرنا مراداً

(۷۳۳۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن جہش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی دوڑ کرائی اور وہ گھوڑے چھوڑے گئے جو گھوڑ دوڑ کیلئے تیار کئے گئے تھے تو ان کے دوڑنے کا میدان مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھا اور جو تیار نہیں کئے گئے تھے ان کے دوڑنے کا میدان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھا اور عبداللہ بن جہش بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مقابلے میں حصہ لیا تھا۔

وَنَجَّيْهِ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحَرَّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)).

تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحَدٍ.

۷۳۳۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا بِلَيْ الْقِبْلَةِ وَبَيْنَ الْمَنْبَرِ مَمَرُ الشَّاةِ. [راجع: ۴۹۶]

۷۳۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ خُسَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رِزْقَةٌ مِنْ رِزَاقِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)). [راجع: ۱۱۹۶]

۷۳۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ ضَمَرَتْ مِنْهَا وَأَمْدَهَا مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَبِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَإِلَيَّ لَمْ تُصَمِّرْ أَمْدَهَا ثَبِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ كَانَ فِيمَنْ سَأَلَ. [راجع: ۴۲۰]

مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کا میدان بھی تاریخی عظمت کا حامل ہے کیونکہ عہد رسالت میں یہاں جہاد کے لیے تیار کردہ

گھوڑوں کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔

۷۳۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ح.

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ، وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۴۶۱۹]

۷۳۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطَبَنَا عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۲۵۰]

تَشْرِيحُ

کی اسی ممبر پر بھی توہین کی۔ قد خابوا وخسروا فی الدنیا والاخرۃ۔

۷۳۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ غُرَورَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللَّهِ هَذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا.

[راجع: ۲۵۰]

وہ لگن بھی تاریخی چیز بن گئی۔

۷۳۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَخْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الْأَنْبِيَاءِ بِالْمَدِينَةِ. [راجع: ۲۲۹۴]

۷۳۴۱- وَقَفْتُ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ. [راجع: ۱۰۰۱]

(۷۳۳۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند)

اور مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عیسیٰ اور ابن ادریس نے خبر دی اور ابن ابی غنیہ نے خبر دی، انہیں ابو حیان نے انہیں شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے منبر پر (خطبہ دیتے) سنا۔

(۷۳۳۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سائب بن یزید نے خبر دی، انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا، جو نبی کریم ﷺ کے منبر سے ہمیں خطاب کر رہے تھے۔

منبر نبوی کی عظمت کا کیا کہنا مگر صد افسوس کہ دشمنوں نے اس منبر کی عظمت کو بھی بھلا دیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اسی ممبر پر بھی توہین کی۔ قد خابوا وخسروا فی الدنیا والاخرۃ۔

(۷۳۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عدہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ لگن رکھی جاتی تھی اور ہم دونوں اس سے ایک ساتھ نہاتے تھے۔

(۷۳۴۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم الاحول نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار اور قریش کے درمیان میرے اس گھر میں بھائی چارہ کرایا جو مدینہ منورہ میں ہے۔

(۷۳۴۱) اور آپ نے قائل بنی سلیم کے لیے ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی۔ جس میں ان کے لیے بددعا کی۔

یہ وہ بد باطن غدار تھے جو چند قراء قرآن کو مدعو کر کے اپنے پاس لے گئے تھے پھر ان کو دھوکا سے شہید کر ڈالا تھا۔

۷۳۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتُصَلِّيَ فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ فَسَقَانِي سَوِيقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ. [راجع: ۳۸۱۴]

(۷۳۴۲) ہم سے ابو کریب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید نے بیان کیا، کہا کہ میں مدینہ منورہ آیا اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو تو میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا تھا اور پھر ہم اس نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ستوپلایا اور کھجور کھلائی اور میں نے ان کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھی۔

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن سلام علمائے یود میں سے زبردست عالم تھے۔ ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ بنو عوف بن خزرج کے حلیف تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۴۳ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی۔ ان کے بہت سے مناقب ہیں۔ حدیث میں پیالہ نبوی کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے پھر آپ کی ایک نماز پڑھنے کی جگہ کا بھی ذکر ہے۔ ایسے تاریخی مقامات کو دیکھنے کے شکرانہ پر دو رکعت نفل نماز ادا کرنا بھی ثابت ہوا۔

۷۳۴۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عِكْرَمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ أَنَا بِي اللَّيْلَةِ آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلَّى فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلَّ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

(۷۳۴۳) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس رات ایک میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت وادی عقیق میں تھے اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہئے کہ عمرہ اور حج (کی نیت کرتا ہوں) اور ہارون بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے علی نے بیان کیا (ان الفاظ کے ساتھ) عمرہ فی حجة۔

[راجع: ۱۵۳۴]

عقیق ایک میدان ہے جو مدینہ کے پاس آپ ہجرت کے نویں سال حج کو چلے جب اس میدان میں پہنچے جس کا نام عقیق تھا تو آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ حدیث میں مبارک وادی کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

۷۳۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَقَتِ النَّبِيُّ ﷺ قَرْنَا: لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْحُخْفَةِ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ

(۷۳۴۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجد کے لیے مقام قرن، حنفہ کو اہل شام کے لیے اور ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کے لیے میقات مقرر کیا۔ بیان

الْمَدِينَةِ: قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَلَا هَلْ)) الْيَمَنِ ((يَلْمَنُ)) وَذَكَرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ عِرَاقُ يَوْمَئِذٍ.

کیا کہ میں نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل یمن کے لیے یلم (میںقات ہے) اور عراق کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عراق نہیں تھا۔

یہ مقامات احرام حج کی میقات ہیں اس لحاظ سے قاتل ذکر ہیں یہی باب سے مطابقت ہے۔

۷۳۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَرَى وَهَوَّ فِي مَعْرَسِهِ بِذِي الْحَلِيفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِيَطْحَاءَ مُبَارَكَةً. [راجع: ۴۸۳]

(۷۳۴۵) ہم سے عبد الرحمن بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے، خواب دکھایا گیا اور کہا گیا کہ آپ ایک مبارک وادی میں ہیں۔

ذوالحلیفہ میں ایک مبارک وادی ہے جس کا ذکر کیا گیا۔ حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں جو احادیث بیان کیں اس سے مدینہ کی فضیلت ظاہر کی اور اس کی فضیلت میں شک کیا ہے؟ وہاں وحی اترتی رہی، وہیں آنحضرت ﷺ کی قبر ہے اور منبر ہے جو بہشت کی ایک کیاری ہے۔ کلام اس میں ہے کہ مدینہ کے عالم کیا دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہیں تو اگر یہ مقصود ہو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یا اس زمانہ میں جب تک صحابہ مدینہ میں جمع تھے تو یہ مسلم ہے۔ اگر یہ مراد ہو کہ ہر زمانہ میں تو اس میں نزاع ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مدینہ کے عالم ہر زمانہ میں دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہوں۔ اس لیے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانہ کے بعد پھر مدینہ میں ایک بھی عالم ایسا نہیں ہوا جو دوسرے ملکوں کے کسی عالم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو چہ جائیکہ دوسرے ملکوں کے سب عالموں سے بڑھ کر ہو بلکہ مدینہ میں ایسے ایسے بدعتی اور بدطینت لوگ جا کر رہے جن کی بدعتی اور بدطینتی میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان سورہ آل عمران میں کہ اے پیغمبر! تجھ کو اس کام میں کوئی دخل نہیں آخر آیت تک۔

۱۷- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

(۷۳۴۶) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فجر کی نماز میں یہ دعا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھتے تھے کہ ”اے اللہ! ہمارے رب تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، پھر آپ نے کہا، اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر

۷۳۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ)) ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ انْعِنْ فَلَانًا

دے۔“ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی کہ آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ یا اللہ! ان کی توبہ قبول کر لے یا انہیں عذاب دے کہ بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

[۱۲۸]۔ [راجع: ۴۶۹]

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ کہف میں

”اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے“

اور ارشاد خداوندی سورہ عنکبوت میں ”اور تم اہل کتاب سے بحث نہ کرو لیکن اس طریقہ سے جو اچھا ہو یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے بحث کرو۔“

(۴۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی، انہیں اسحاق ابن ابی راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں زین العبدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ عظیم السلام والصلوٰۃ کے گھر ایک رات آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھا دے گا۔ جوں ہی میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ کہا تو آپ بیٹھ موڑ کر واپس جانے لگے اور کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ”اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے“ اگر کوئی تمہارے پاس رات میں آئے تو ”طارق“ کہلائے گا اور قرآن میں جو ”والتارق“ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے اور ”ثاقب“ بمعنی چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ جلانے والے سے کہتے ہیں۔ ثاقب نارک یعنی آگ روشن کر۔ اس سے لفظ ثاقب ہے۔

وَفَلَانًا) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ [آل عمران:

۱۸- باب قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

[الکھف: ۵۴] وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [العنکبوت: ۴۶]۔

۷۳۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ فَقَالَ عَلِيُّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَنْعَتَنَا بَعَثَنَا فَنَصْرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَالَ لَهُ ذَلِكَ : وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُذْبِرٌ يَضْرِبُ فَحْذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. مَا أَنْكَ لَا يَلَا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ: النُّجْمُ وَالتَّاقِبُ الْمَضِيُّ يُقَالُ: انْقَبَ نَارَكَ لِلْمَوْقِدِ. [راجع: ۱۱۲۷]

تشیخ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب بطریق انکار کے نہیں دیا مگر ان سے نیند کی حالت میں یہ کلام نکل گیا، اس میں شک نہیں کہ اگر وہ آنحضرت ﷺ کے فرمانے پر اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تو اور زیادہ افضل ہوتا۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کما وہ بھی درست تھا مگر کسی شخص کا جگانا اور بیدار کرنا بھی اللہ ہی کا جگانا اور بیدار کرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس موقع پر یہ کہنا کہ جب اللہ ہم کو جگائے گا تو انھیں گے محض مجادلہ اور مکابہ تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اور تہجد کی نماز کچھ فرض نہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ان کو مجبور کرتے۔ دوسرے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے بعد اٹھے ہوں اور تہجد کی نماز پڑھی ہو۔ (وحیدی)

(۷۳۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد ابو سعید کیسان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد نبوی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو۔ چنانچہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم ان کے مدرسہ تک پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں آواز دی اور فرمایا اے یہودیو! اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔ اس پر یہودیوں نے کہا کہ ابو القاسم! آپ نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے دوبارہ ان سے فرمایا کہ یہی میرا مقصد ہے، اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔ انہوں نے کہا کہ ابو القاسم! آپ نے پیغام خدا پہنچا دیا۔ پھر آپ نے یہی بات تیسری بار کہی اور فرمایا، جان لو کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس جگہ سے باہر کر دوں۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی جائداد کے بدلے میں کوئی قیمت پاتا ہو تو اسے بیچ لے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ (تم کو یہ شہر چھوڑنا ہوگا)

۷۳۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اسْلِمُوا تَسْلَمُوا)) فَقَالُوا: بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَلِكَ أُرِيدُ اسْلِمُوا تَسْلَمُوا)) فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَلِكَ أُرِيدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((اعْلَمُوا إِنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاغْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ)).

[راجع: ۳۱۶۷]

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور ہم نے اسی طرح

تمہیں ”امت وسط“ بنادیا (یعنی معتدل اور سیدھی راہ پر چلنے والی) اور اس کے متعلق کہ رسول اللہ ﷺ نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مراد جماعت سے اہل علم کی جماعت تھی۔

(۷۳۴۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ

۱۹- باب قول الله تعالى :

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ [البقرة ۱۴۳] وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالزُّوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

۷۳۴۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ،

نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصالح (ذکوان) نے بیان کیا، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہاں اے رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھے گا، تمہارے گواہ کون ہیں؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ محمد اور ان کی امت پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم لوگ ان کے حق میں شہادت دو گے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا“ کہا کہ وسط بمعنی عدل (میانہ رو) ہے، تاکہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔ اسحاق بن منصور سے جعفر بن عون نے روایت کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان فرمائی۔

حالانکہ مسلمانوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو دنیا میں نہیں دیکھا نہ ان کی امت والوں کو مگر یقین کے ساتھ گواہی دیں گے کیونکہ جو بات اللہ اور رسول کے فرمانے سے اور تواتر کے ساتھ سنی جائے وہ مثل دیکھی ہوئی بات کے یقینی ہوتی ہے اور دنیا میں بھی ایسی گواہی لی جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کا بیٹا ہو اور سب لوگوں میں مشہور ہو تو یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے حالانکہ اس کو پیدا ہوتے وقت آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس آیت سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ اجماع حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امت عادلہ فرمایا اور یہ ممکن نہیں کہ ساری امت کا اجماع ناحق اور باطل پر ہو جائے۔

باب جب کہ کوئی عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور لاعلمی میں رسول کے حکم کے خلاف کر جائے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا کوئی فیصلہ نہیں تھا تو وہ

رد ہے۔

ان بعض لوگوں کے قول کی تردید مقصود ہے جو قاضی کے ہر فیصلے کو بہر حال نافذ و حق قرار دیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُعْجَأُ بَنُو حِمْيَرَ الْقِيَامَةِ، فَيَقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. يَا رَبِّ فَتَسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شَهِدَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيَجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ)) ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ - قَالَ عَدْلًا - ﴿لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ [البقرة : ۱۴۳] . وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.

[راجع: ۳۳۳۹]

تَشْرِیح

۲۰- باب إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ - أَوْ الْحَاكِمُ - فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَزْدُودٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)).

(۷۳۵۰-۷۳۵۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی ابوبکر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے عبدالجید بن سہیل بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، وہ ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی الانصاری کے ایک صاحب سواد بن عزیرہ کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا تو وہ عمدہ قسم کی کھجوریں وصول کر کے لائے۔ آنحضور ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم ایسی ایک صاع کھجور کو صاع (خراب) کھجور کے بدلے خرید لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ (جنس کو جنس کے بدلے) برابر برابر میں خریدو یا یوں کرو کہ رومی کھجور نقد بیچ ڈالو پھر یہ کھجور اس کے بدلے خرید لو۔ اسی طرح ہر چیز کو جو تول کر لیتی ہے اس کا حکم ان ہی چیزوں کا ہے جو ناپ کر لیتی ہیں۔

باب حاکم کا ثواب، جب کہ وہ اجتہاد کرے اور صحت پر ہویا غلطی کر جائے۔

(۷۳۵۲) ہم سے عبد اللہ بن یزید مقرئ مکی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے یزید بن عبد اللہ بن الہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے، ان سے بسر بن سعید نے، ان سے عمرو بن العاص کے مولیٰ ابوقیس نے، ان سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکرا ثواب ملتا ہے (اجتہاد کا) بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو

۷۳۵۰، ۷۳۵۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمَرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَكُلْ تَمْرَ خَيْبَرَ هَكَذَا)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَتَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلُوا، وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلِ - أَوْ بِيَعُوا هَذَا - وَاشْتَرُوا بِتَمَرِهِ مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ الْمِيزَانُ)). [راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

۲۱- باب أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

ثواب ہر حال ملے گا۔

۷۳۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا حَيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ

انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور عبد العزیز بن العطلب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی طرح بیان فرمایا۔

بِهَذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَمْرٍو بْنُ حَزْمٍ
فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ عَبْدُ
الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
بَكْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

تشریح یعنی مرسلہ روایت کی، اس کے والد نے موصولہ روایت کی تھی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر مسئلہ میں حق ایک ہی امر ہوتا ہے لیکن مجتہد اگر غلطی کرے تو بھی اس سے مواخذہ نہ ہو گا بلکہ اس کو اجر اور ثواب ملے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب مجتہد جان بوجھ کر نص یا اجماع کا خلاف نہ کرے ورنہ گنہگار ہو گا اور اس کی عدالت جاتی رہے گی۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ بھی نکالا ہے کہ ہر قاضی مجتہد ہونا چاہیئے ورنہ اس کی قضا صحیح نہ ہوگی۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی رائج ہے اور حنفیہ نے مقلد قاضی کی بھی قضا جائز رکھی ہے اور یہ کہا ہے کہ مقلد کو اپنے امام کے حکم کے برخلاف حکم دینا جائز نہیں مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آدمی کچھ مسائل میں مقلد ہو کچھ مسائل میں مجتہد ہو جس مسئلہ میں آدمی تمام دلائل کو اچھی طرح دیکھ لے اس میں وہ مجتہد ہو جاتا ہے اور جب اس مسئلہ میں مجتہد ہو گیا تو اب اس کو اس مسئلہ میں تقلید درست نہیں ہے بلکہ دلیل پر عمل کرنا چاہیئے۔ یہی قول حق اور یہی صواب ہے اور جس نے اس کے خلاف کیا ہے کہ دلیل معلوم ہونے پر بھی اس کے خلاف اپنے امام کے قول پر جتنے رہنا چاہیے اس کا قول نامعتبر اور غلط ہے۔ دلیل معلوم ہونے کے بعد دلیل کی پیروی کرنا ضروری ہے اور تقلید جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن میں ایسے مقلدوں کی مذمت کی ہے جو دلیل معلوم ہو جانے پر تقلید پر جتنے رہتے تھے یہ صریح جہالت اور ناانصافی ہے۔

۲۲- باب الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ : باب اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے

تمام احکام ہر ایک صحابی کو معلوم رہتے تھے اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ بہت سے صحابہ آنحضرت ﷺ کے پاس سے غائب رہتے تھے اور ان کو اسلام کی کئی باتوں کی خبر نہ ہوتی تھی۔

تشریح تو بعضی بات اکابر صحابہ پر جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے پوشیدہ رہ جاتی۔ جب دوسرے صحابہ سے سنتے تو فوراً اس پر عمل کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کرتے۔ صحابہ، تابعین، ائمہ دین سب کے زمانوں میں یہی ہوتا رہا کچھ احادیث ان کو پہنچیں کچھ نہ پہنچیں کیونکہ اس زمانے میں حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں۔ اب حنفیہ کا یہ سمجھنا کہ امام ابو حنیفہ کو سب احادیث پہنچی تھیں بالکل خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے۔ ایسا ہوتا تو خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یہ کیوں فرماتے کہ جہاں تم کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی حدیث مل جائے تو میرا قول چھوڑ دو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سب احادیث نہ پہنچی ہوں تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ خیال کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بعض مسائل میں غلطی ہوئی ہے تو اور امام یا مجتہد کس شمار و قطار میں ہیں۔ پس اصل امام و مقتدا معصوم عن الخطا سیدنا محمد رسول اللہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ امت میں کسی کا یہ مقام نہیں ہے۔

۷۳۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،
عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ
(۷۳۵۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن
سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء بن ابی

(۷۳۵۳) ہم سے مسدود بن مسرود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن

سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء بن ابی

رباح نے ان سے عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے (ملنے کی) اجازت چاہی اور یہ دیکھ کر کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشغول ہیں آپ جلدی سے واپس چلے گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابھی عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) کی آواز نہیں سنی تھی؟ انہیں بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بلایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ (کہ جلدی واپس ہو گئے) انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث پر کوئی گواہ لاؤ، ورنہ میں تمہارے ساتھ یہ (بختی) کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس میں گئے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی گواہی ہم میں سب سے چھوٹا دے سکتا ہے۔ چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہمیں دربار نبوی سے اس کا حکم دیا جاتا تھا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ حکم مجھے معلوم نہیں تھا، مجھے بازار کے کاموں خرید و فروخت نے اس حدیث سے غافل رکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نیاں کو فوراً تسلیم کر کے حدیث نبوی کے آگے سر جھکا دیا۔ ایک مومن مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے کہ حدیث پاک کے سامنے ادھر ادھر کی باتیں چھوڑ کر سر تسلیم خم کر دے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ بعض احادیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بعد میں معلوم ہوئیں، یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ مضمون حدیث ایک بہت بڑے ادبی اخلاقی سماجی امر پر مشتمل ہے اللہ ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔

(۷۳۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا مجھ سے زہری نے، انہوں نے اعرج سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ حدیث بیان کرتے ہیں، اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے۔ بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتا تھا لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ نے فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلائے گا، یہاں تک کہ میں اپنی بات پوری کر لوں اور پھر وہ

بْنِ عُمَرَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَانَتْهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ انْذَنُوا لَهُ؟ فَذُعِيَ لَهُ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نُوْمَرُ بِهَذَا، قَالَ: فَأَنْتَنِي عَلَى هَذَا بَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ، فَأَنْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا، فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ: قَدْ كُنَّا نُوْمَرُ بِهَذَا، فَقَالَ عُمَرُ: خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

[راجع: ۲۰۶۲]

۷۳۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا أَلْزَمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلءِ بَطْنِي، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْرِهِمْ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ: ((مَنْ

اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی، پھیلا دی اور اس ذات کی قسم جس نے آنحضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی، نہیں بھولا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار سے زائد احادیث بر زبان یاد تھیں۔ بعض لوگ اس کثرت حدیث پر رشک کرتے، ان کے جواب میں آپ نے یہ بیان دیا جو یہاں مذکور ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

تَشْرِیح

۲۳- باب مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكْرِ مِنَ

النَّبِيِّ ﷺ حُجَّةٌ لَا مِنْ

غَيْرِ الرَّسُولِ

کیونکہ آپ خطا سے معصوم اور محفوظ تھے اور آپ کا انکار نہ کرنا اس فعل کے جواز کی دلیل ہے۔ دوسرے لوگوں کا سکوت جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بعضوں نے کہا اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابہ کے سامنے یا ایک مجتہد نے ایک بات کہی اور دوسرے صحابہ نے یا مجتہدوں نے اس کو سن کر اس پر سکوت کیا تو یہ اجماع سکوتی کہلایا جائے گا وہ بھی حجت ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متع کی حرمت پر برسر منبر بیان کیا اور دوسرے صحابہ نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اس کی حرمت پر اجماع سکوتی ہو گیا۔

تَشْرِیح

(۷۳۵۵) ہم سے حماد بن حمید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے، کہا ہم سے ہمارے والد حضرت معاذ بن حسان نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن جحان نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے محمد بن المنکدر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابن الصیاد کے واقعہ پر اللہ کی قسم کھاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم کھاتے دیکھا اور آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا۔

۷۳۵۵- حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَخْلِفُ بِاللَّهِ إِنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الذُّجَالَ قُلْتُ تَخْلِفُ بِاللَّهِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَخْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

تَشْرِیح

اگر ابن صیاد و جال نہ ہوتا تو آپ ضرور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر قسم کھانے سے منع فرماتے۔ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اوپر کتاب البیاض میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن مارنا چاہی تو آپ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو تو اس کی گردن نہ مار سکے گا اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مارنا تیرے حق میں بہتر نہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت ﷺ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قسم کھانے پر آپ نے انکار کیوں نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلے آنحضرت ﷺ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھائی اس وقت معلوم ہو گیا کہ وہی دجال ہے۔ ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا وہ قسم کھاتے تھے اور کہتے تھے بیشک ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے اور ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس لیے انکار نہ کیا ہو کہ ابن صیاد بھی ان تیس دجالوں میں کا ایک دجال ہو جس کے نکلنے کا ذکر دوسری حدیث میں ہے اس معنی

کو اس کا دجال ہونا یقینی ہوا اور مسلم نے تیم داری ﷺ کا قصہ نکالا کہ انہوں نے دجال کو ایک جزیرے میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ سے یہ قصہ نقل کیا اور مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ ابن صیاد کا اور میرا مکہ تک ساتھ ہوا، وہ کہنے لگا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے مجھ کو دجال سمجھتے ہیں۔ کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جائے گا۔ میں نے کہا بیشک سنا ہے۔ کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی؟ میں نے کہا بیشک سنا ہے۔ ابن صیاد نے کہا میری تو اولاد بھی ہوئی ہے اور میں مدینہ میں پیدا ہوا، اب مکہ میں جا رہا ہوں۔ اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابن صیاد واقعہ حرم میں گم ہو گیا۔ بعضوں نے کہا وہ مدینہ میں مرا اور لوگوں نے اس پر نماز پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن صیاد نے کہا البتہ یہ تو ہے کہ میں دجال کو پہچانتا ہوں اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ جانتا ہوں، یہ بھی جانتا ہوں اب وہ جہاں ہے۔ یہ سنتے ہی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا، ارے کعبت! تیری تباہی ہو سارے دن یعنی تو نے پھر شبہ ڈال دیا۔ ایک روایت میں عبدالرزاق کے بہ سند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ ابن صیاد کی ایک آنکھ پھول گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تیری آنکھ کب سے پھولی؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا تو جھوٹا ہے آنکھ تیری سر میں ہے اور تو کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ یہ سن کر اس نے کہا اپنی آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار گدھے کی سی آواز نکالی۔ میں نے اس کا ذکر امام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما سے کیا۔ انہوں نے کہا تو اس سے بچا رہ کیونکہ میں نے لوگوں سے یہ کہتے سنا ہے کہ دجال کو غصہ دلایا جائے گا اس وقت وہ نکل پڑے گا، پھر صحابہ کو اس میں شبہ ہی رہا کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں۔ امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نکالا اگر میں دس بار یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک بار یہ قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں ہے۔ (ابن صیاد بھی ایک قسم کا دجال تھا مگر دجال موعود وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہو گا۔)

۲۴- باب الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ باب دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے معنی

اور اس کی تفسیر کیا ہوگی؟

بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے وغیرہ کے احکام بیان کئے پھر آپ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے یہ آیت بیان فرمائی کہ ”جو ایک ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔“ اور آنحضرت ﷺ سے ساہنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں خود اسے نہیں کھاتا اور (دوسروں کے لیے) اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا اور آنحضرت ﷺ کے دسترخوان پر ساہنہ کھایا گیا اور اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ وہ حرام نہیں ہے (یہ بھی دلالت کی مثال ہے یہ حدیث آگے آ رہی ہے)

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْخُمُرِ فَذَلُّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الصُّبِّ فَقَالَ ((لَا أَكُلُهُ وَلَا أَخْرُمُهُ)) وَأُكِلَ عَلَى مَا نَبَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصُّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ.

تشریح | دلائل شرعیہ یعنی اصول شرع وہ دو ہیں قرآن اور حدیث اور بعضوں نے اجماع اور قیاس کو بھی بڑھایا ہے لیکن امام الحرمین اور غزالی نے قیاس کو خارج کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ قیاس کوئی حجت شرعی نہیں ہے یعنی حجت ملزمہ اس کیلئے کہ ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد کو کافی نہیں ہے تو حجت ملزمہ دو ہی چیزیں ہوں گیں کتاب اور سنت۔ البتہ قیاس حجت مظہر ہے یعنی ہر مجتہد جس مسئلہ میں کوئی نص کتاب اور سنت سے نہ پائے تو اپنے قیاس پر عمل کر سکتا ہے البتہ اجماع حجت ملزمہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ اجماع ہو اگر ایک مجتہد کا بھی اس میں خلاف ہو تو اجماع باقی علماء کا حجت نہ ہو گا۔ دلالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے جس میں کوئی

خاص نص نہ وارد ہو اسکو کسی شے منصوص کے حکم میں داخل کرنا بدالالت عقل، جس کی مثال آگے خود امام بخاری نے بیان کی ہے۔ (وحیدی)

(۷۳۵۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابی صالح السمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے تین طرح کے لوگوں کے لیے ہیں۔ ایک شخص کے لیے ان کا رکھنا کارِ ثواب ہے، دوسرے کے لیے برابرِ برابر نہ عذاب نہ ثواب اور تیسرے کے لیے وبالِ جان ہیں۔ جس کے لیے وہ اجر ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے اسے اللہ کے راستے کے لیے باندھ کر رکھا اور اس کی رسی چراگاہ میں دراز کر دی تو وہ گھوڑا جتنی دور تک چراگاہ میں گھوم کر چرے گا وہ مالک کی نیکیوں میں ترقی کا ذریعہ ہو گا اور اگر گھوڑے نے اس دراز رسی کو بھی تڑوا لیا اور ایک یا دو دوڑا اس نے لگائی تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہو گی اور اگر گھوڑا کسی نہر سے گزرا اور اس نے نہر کا پانی پی لیا، مالک نے اسے پلانے کا کوئی ارادہ بھی نہیں کیا تھا تب بھی مالک کے لیے یہ اجر کا باعث ہو گا اور ایسا گھوڑا اپنے مالک کے لیے ثواب ہوتا ہے اور دوسرا شخص برابرِ برابر والا وہ ہے جو گھوڑے کو اظہارِ بے نیازی یا اپنے بچاؤ کی غرض سے باندھتا ہے اور اس کی پشت اور گردن پر اللہ کے حق کو بھی نہیں بھولتا تو یہ گھوڑا اس کے لیے نہ عذاب ہے نہ ثواب اور تیسرا وہ شخص ہے جو گھوڑے کو فخر اور ریا کے لیے باندھتا ہے تو یہ اس کے لیے وبالِ جان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں مجھ پر اس جامع اور نادر آیت کے سوا اور کچھ نہیں نازل فرمایا ہے۔ ”پس جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا“

مگر بے پال کر ان سے اپنا کام لینا اور بوجھ وغیرہ اٹھانے کے لیے کسی کو بطور امداد اپنا گدھا دے دینا آیت فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یرہ خیرا کے تحت باعثِ خیر و ثواب ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے امر خیر پر اس آیت کو بطور دلیل عام پیش فرمایا۔

۷۳۵۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ، فَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ الْمَرْجُ وَالرَّوْضَةُ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَازَوَّاهُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْذَ أَنْ يَسْنِفِي بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْيِيًا وَتَعَقُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِبَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَزْرٌ)) وَسَيَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَةَ الْجَامِعَةَ «فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ»)).

[راجع: ۲۳۷۱]

(۷۳۵۷) ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمد نے بیان کیا یعنی ابن عقبہ نے، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان النمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمن بن شیبہ نے بیان کیا، ان سے ان کی والدہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت نے رسول کریم ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھا کہ اس سے غسل کس طرح کیا جائے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اس سے پاکی کس طرح حاصل کروں گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرو۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آنحضرت ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ پاکی حاصل کرو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کا منشا سمجھ گئی اور اس عورت کو میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں طریقہ بتایا کہ پاکی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کپڑے کو خون کے مقاموں پر پھیر تاکہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔

ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بدالات عقل سمجھ گئیں کہ کپڑے سے وضو تو نہیں ہو سکتا تو لفظ توحا اس سے آپ کی مراد یہی ہے کہ اس کو بدن پر پھیر کر پاکی حاصل کر لے۔

(۷۳۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ام حفید بنت حارث بن حزن نے رسول اللہ ﷺ کو گھی اور پنیر اور بھنا ہوا ساند اُہدیہ میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ چیزیں قبول فرمائیں اور آپ کے دسترخوان پر انہیں کھایا گیا لیکن آنحضرت ﷺ نے اس (سانڈے کو) ہاتھ نہیں لگایا، جیسے آپ کو پسند نہ ہو اور اگر وہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا اور نہ آپ کھانے کے لیے کہتے۔

۷۳۵۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةٍ، عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ ح. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ، حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((تَأْخُذِينَ فُرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا)) قَالَتْ: كَيْفَ اتَّوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَوَضَّئِي)) قَالَتْ كَيْفَ اتَّوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَوَضَّئِينَ بِهَا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.

[راجع: ۳۱۴]

۷۳۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حَفِيدَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَقِطْعًا وَأَضْبًا، فَدَعَا بِهِنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَكَلْنَ عَلَى مَا نَدَبَهُ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمَقْدَرِ لَهُ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أَكَلْنَ مَا مَانَدَبَهُ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

[راجع: ۲۵۷۵]

تشریح رسول اللہ ﷺ نے ساہنہ کو کھانا طبعاً پسند نہیں فرمایا مگر آپ کے دسترخوان پر صحابہ نے اسے کھلایا۔ آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ ساہنہ تو حرام ہو ہی نہیں سکتا وہ تو عربوں کی اصلی غذا ہے۔ خصوصاً ان عربوں کی جو صحرا نشین ہیں۔ چنانچہ فردوسی کہتا ہے۔

ز شیر خوردن و سوار
عرب را بجائے رسید است کار

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب ساہنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر دو سرے لوگوں نے کھائے تو معلوم ہوا کہ وہ حلال ہیں اگر حرام ہوتے تو آپ اپنے دسترخوان پر رکھنے بھی نہ دیتے چہ جائیکہ کھانا۔

(۷۳۵۹) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن

وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا

کہ مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہیں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کچی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم

سے دور رہے یا (یہ فرمایا کہ) ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر

میں بیٹھا رہے (یہاں تک کہ وہ بو رفع ہو جائے) اور آپ کے پاس

اک طاق لاگا گا جس میں سب سے زیادہ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں

بو محسوس کی، پھر آپ کو اس میں رکھی ہوئی سبز یوں کے متعلق بتایا گیا

تو آپ نے اپنے بعض صحابیوں کی طرف جو آپ کے ساتھ تھے اشارہ کر

کے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ لیکن جب ان صحابہ نے اسے دیکھا

تو انہوں نے بھی اسے کھانا لے کر انہیں آغوشِ رحمتِ اللہ تعالیٰ میں ملا دیا۔

الذی سے فلما کہ تم کہالو کہ نکاح میں جس سے سرگوشی کہ تمہارا

سے نہیں کہ ت (آ) کے زمانہ فشتہ سے تھی (سورہ بقرہ کثہ ۲۸)

عفسہ زحہ حفۃ الام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ محمد عابد اللہ صاحب

یہ ہے جو سرکارِ اسلامیہ کے سائیں سیدہ امجد بن وہاب

اس حدیث میں یوں روایت کیا کہ اسے حضرت علیؓ نے پاپا ایک

ہانڈی لای سی۔ جس میں سرکاریاں میں اوریت و ابوسخوان عبد اللہ بن

سعد اموی نے: بی اس حدیث کو یوس سے روایت کیا میں اسوں

کے ہانڈی کا قصہ میں بیان کیا اب میں میں جانتا کہ ہانڈی کا قصہ

حدیث میں داخل ہے یا زہری لے بڑھا دیا ہے۔

٧٣٥٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا

ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ

أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا،

فَلْيَغْتَرِلْنَا أَوْ لِيُغْتَرِلْ مَسْجِدَنَا وَلِيَقْعُدَ فِي

بَيْتِهِ))، وَإِنَّهُ أَتَى بَيْدَرَ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ :

يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوْجَدَ

لَمَّا رَجَعَا فَسَّأَلَ عَنْهَا، فَأُخِذَ بِمَا فَعَلَا وَمَا

النُّقُولَ فَقَالَ: فَقَمْنُهَا فَقَمْنُهَا أَلْ يَعْضُ

أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ كَفَّ أَكْلًا

قَالَ: (دَكُنْ فَإِنَّ أُنَاحَ مِنْ لَا تُنَاحَ)

وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ يَقُولُ فِيهِ

وَالْأَبْنَاءُ ابْنُ سَيِّدٍ عَسَىٰ ابْنِ وَصْبٍ بِمَدْرٍ يَدِي
خَضْرَاءَ ابْنِ وَأَخِي لَكَ النَّشْءُ وَالْأَبْنَاءُ صَفَاءَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَمْسَكَ لِقَمَّاهُ إِذَا تَلَا الْقُرْآنَ، فَلَمْ يَأْذُرْهُ مِنْهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

قَالَ الزُّهْرِيُّ مَنْ أُنْزِلَ فِي الْحَدِيثِ

قَوْلِ التَّوَمَرِيِّ أَوْ يَ الْحَدِيثِ:

[راجع: ٨٥٤]

• *Leptocarpus* sp. (1990)

٧٣٦- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ

سے میرے والد اور چچا نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے، انہیں محمد بن جبیر نے خبر دی اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعمؓ نے خبر دی کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ نے انہیں ایک حکم دیا۔ انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو پھر کیا کروں گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے نہ پانا تو ابو بکرؓ کے پاس جانا۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے یہ اضافہ کیا کہ غالباً خاتون کی مراد وفات تھی۔ امام بخاری نے کہا حمیدی نے اس روایت میں ابراہیم بن سعد سے اتنا بڑھایا ہے کہ آپ کو نہ پاؤں، اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کی وفات ہو جائے۔

تشریح | اس حدیث کو امام بخاری دلالت کی مثال کے طور پر لائے کہ آنحضرت ﷺ نے عورت کے یہ کہنے سے کہ میں آپ کو نہ پاؤں یہ سمجھ لیا کہ مراد اس کی موت ہے۔ بعضوں نے کہا اس میں دلالت ہے ابو بکر صدیقؓ کے خلیفہ ہونے کی اور حضرت عمرؓ نے جو کہا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مراحت کے ساتھ، باقی اشارے کے طور پر تو کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً یہ حدیث اور مرض موت میں ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کی حدیث اور حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث کہ اپنے بھائی اور باپ کو بلا بھیج، میں لکھ دوں، ایسا نہ ہو کوئی آرزو کرنے والا کچھ اور آرزو کرے اور وہ حدیث کہ صحابہ نے آپ سے پوچھا ہم آپ کے بعد کس کو خلیفہ کریں فرمایا ابو بکرؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں عمرؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں، علیؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں مگر کچھ کو امید نہیں کہ تم علیؓ کو کرو گے۔ اس حدیث میں بھی ابو بکرؓ کو پہلے بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں اس بحث کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ”اہل کتاب سے دین کی کوئی

۲۵- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

بات نہ پوچھو“

((لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ))

(۷۳۶۱) ابو الیمان امام بخاری کے شیخ نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ مدینے میں قریش کی ایک جماعت سے حدیث بیان کر رہے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار کا ذکر کیا اور فرمایا جتنے لوگ اہل کتاب سے احادیث نقل کرتے ہیں ان سب میں کعب احبار بہت سچے تھے اور باوجود اس کے کبھی کبھی ان کی بات جھوٹ نکلتی تھی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کعب احبار

۷۳۶۱- وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ، وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذَلِكَ لَنَبْلُو عَلَيْهِ

الْكَذِبَ.

جھوٹ بولتے تھے۔

کعب احبار یہود کے بڑے عالم تھے جو حضرت عمرؓ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے۔

تَشْرِیح

(۷۳۶۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو علی بن المبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب توریت عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کے لیے عربی میں کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو کیونکہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے تم پر نازل ہوا آخر آیت تک جو سورۃ بقرہ میں ہے۔

(۷۳۶۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو جبکہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ تازہ بھی ہے اور محفوظ بھی اور تمہیں اس نے بتا بھی دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنا دین بدل ڈالا اور اللہ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اسے اپنے ہاتھ سے از خود بنا کر لکھا اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا کا تھوڑا سا مال کمالیں۔ تمہارے پاس (قرآن و حدیث کا) جو علم ہے وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے منع کرتا ہے۔ واللہ! میں تو نہیں دیکھتا کہ اہل کتاب میں سے کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہو۔

۷۳۶۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَفْرَوْنَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ)) [راجع: ۴۴۸۵]

۷۳۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخَذْتُ تَفْرَوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبَّ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ، وَكُتِبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَّا يَنْهَاكُم مَّا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ، لَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ۲۶۸۵]

تمہارے پاس اللہ کا سچا کلام قرآن موجود ہے اس کی شرح حدیث تمہارے پاس ہے پھر بڑے شرم کی بات ہے کہ تم ان سے پوچھو۔ بہت سے علماء نے اس حدیث کے رو سے توراۃ اور انجیل اور اگلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی مکروہ رکھا ہے

تَشْرِیح

کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیلی ہوئی۔ ایسا نہ ہو ضعیف الایمان لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائے لیکن جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو اور وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا چاہے اور اسلام پر جو اعتراضات وہ کرتے ہیں ان کا جواب دیتا ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں ہے بلکہ اجر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

باب احکام شرع میں جھگڑا کرنے کی کراہت کا بیان

(۷۳۶۴) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الرحمن بن ممدی نے خبر دی، انہیں سلام بن ابی مطیع نے، انہیں ابو عمران الجونی نے، ان سے جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تک تمہارے دل طے رہیں قرآن پڑھو اور جب تم میں اختلاف ہو جائے تو اس سے دور ہو جاؤ۔

۲۶- باب کَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ

۷۳۶۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّجَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّفَلْتُمْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ))

[راجع: ۵۰۶۰]

یعنی جب کوئی شبہ در پیش ہو اور جھگڑا پڑے تو اختلاف نہ کرو بلکہ اس وقت قرأت ختم کر کے علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ مراد حضرت کی جھگڑے سے ڈرانا ہے نہ کہ قرأت سے منع کرنا کیونکہ نفس قرأت منع نہیں ہے۔

(۷۳۶۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الصمد بن عبد الوارث نے خبر دی، کہا ہم سے ہام بن یحییٰ بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران جونی نے اور ان سے جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تمہارے دلوں میں اتحاد و اتفاق ہو قرآن پڑھو اور جب اختلاف ہو جائے تو اس سے دور ہو جاؤ اور یزید بن ہارون واسطی نے ہارون اعور سے بیان کیا، ان سے ابو عمران نے بیان کیا، ان سے جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

۷۳۶۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّفَلْتُمْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ، عَنْ جُنْدَبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ۵۰۶۰]

جسے داری نے وصل کیا۔

(۷۳۶۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے، جن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ آؤ میں

۷۳۶۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: فِي النَّيْتِ رَجُلَانِ فِيهِمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ:

تمہارے لیے ایک ایسا مکتوب لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت آپ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہارے لیے ایک ایسا مکتوب لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ تکلیف میں مبتلا ہیں، تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ گھر کے لوگوں میں بھی اختلاف ہو گیا اور آپس میں بحث کرنے لگے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے قریب (لکھنے کا سامان) کر دو۔ وہ تمہارے لیے ایسی چیز لکھ دیں گے کہ اس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے اور بعض نے وہی بات کہی جو عمر رضی اللہ عنہ کہہ چکے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس لوگ اختلاف و بحث زیادہ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے بھاری مصیبت تو وہ تھی جو رسول کریم ﷺ اور اس نوشت لکھوانے کے درمیان حائل ہوئے، یعنی جھگڑا اور شور۔ (والخیر فیما وقع)

تشیخ آنحضرت ﷺ نے اس جھگڑے اور شور اور اختلاف کو دیکھ کر اپنا ارادہ بدل دیا جو عین فتنائے الہی کے تحت ہوا۔ بعد میں آپ کافی وقت تک باہوش رہے مگر یہ خیال مکرر ظاہر نہیں فرمایا۔ بعد میں امر خلافت میں جو کچھ ہوا وہ عین اللہ و رسول کی فتنائے مطابق ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مطلب تھا۔ حدیث اور باب میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اختلاف باہمی کو پسند نہیں فرمایا۔

باب نبی کریم ﷺ کسی چیز سے لوگوں کو منع کریں تو وہ حرام ہو گا مگر یہ کہ اس کی اباحت دلائل سے معلوم ہو جائے
اسی طرح آپ جس کام کا حکم کریں۔ مثلاً جب لوگ حج سے فارغ ہو گئے تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ پر آپ نے اس کا کرنا ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف اسے حلال کیا تھا۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمیں جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے لیکن حرام نہیں ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو اسماعیلی نے وصل کا۔ مطلب امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اصل میں امر و وجوب کے لیے اور نہی تحریم کے لیے موضوع ہے مگر جہاں قرآن یا دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ وجوب یا تحریم مقصود نہیں ہے تو

((هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ))
قَالَ عُمَرُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ، وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: قَرَّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِتَابًا، لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اكْتَرَوْا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُومُوا عَنِّي)). قَالَ عُيَيْنُذُ اللَّهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا خَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

[راجع: ۱۱۴]

۲۷- باب نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى

التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرِفُ بِإِبَاحَتِهِ

وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا أَصْبِيَا مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ، وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ: نُهَيْنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

تشیخ

وہاں امراباحت کے لیے اور نہی کراہت کے لیے ہو سکتی ہے۔ حدیث ذیل سے باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کا جو حکم آپ نے دیا تھا وہ وجوب کے لیے نہ تھا۔ قرآن میں بھی ایسے امر موجود ہیں جیسے فرمایا واذا حللتم فاصطادوا (المائدہ: ۲) یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو حالانکہ شکار کرنا کچھ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح فاذا قضيت الصلوة فانشروا في الارض وابتغوا من فضل الله. (الجمعة: ۱۰)

(۷۳۶۷) ہم سے کمی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عطاء نے بیان کیا، ان سے جابر رضی اللہ عنہ (دوسری سند) حضرت امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا کہ محمد بن بکر برقی نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، اس وقت اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ کا نہیں باندھا۔ عطاء نے بیان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ ۴ ذی الحجہ کی صبح کو آئے اور جب ہم بھی حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں اور آپ نے فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ان پر یہ ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف حلال کیا، پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہم میں یہ بات ہو رہی ہے کہ عرفہ پہنچنے میں صرف پانچ دن رہ گئے ہیں اور پھر بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا حکم دیا ہے، کیا ہم عرفات اس حالت میں جائیں کہ مذی یا منی ہمارے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ عطاء نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح مذی ٹپک رہی ہو، اس کو ہلایا۔ پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، تم میں سب سے زیادہ سچا ہوں اور سب سے زیادہ نیک ہوں اور اگر میرے پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا، پس تم بھی حلال ہو جاؤ۔ اگر مجھے وہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔ چنانچہ ہم حلال ہو گئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ

۷۳۶۷- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي أَنَسٍ مَعَهُ ، قَالَ : أَهْلَلْنَا اصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ ، قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ : فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبْحَ رَابِعَةِ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْلَ وَ قَالَ : ((اَحْلُوا وَاصْبُوا مِنَ النِّسَاءِ)) قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ : وَلَمْ يَغْزِمَ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ اَحْلَهُنَّ لَهُمْ ، قَبْلَهُ اَنَا نَقُولُ لِمَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ ، أَمَرْنَا أَنْ نَحْلَ إِلَى بَسَاتِنَا فَلَنَاقِي عَرَفَةَ تَقَطُّرُ مَذَاكِرُنَا الْمَذْيَ قَالَ : وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هَكَذَا ، وَحَرَكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي انْتَفَخْتُ اللَّهُ ، وَاصْدُقْكُمْ وَأَبْرُكُمْ ، وَلَوْ لَا هَذِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ ، فَحَلُّوا فَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ)) فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاطْعْنَا .

(راجع: ۱۵۵۷)

کی بات سنی اور آپ کی اطاعت کی۔

(۷۳۶۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے حسین بن ذکوان معلم نے، ان سے عبید اللہ بن بریدہ نے، کہا مجھ سے عبد اللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے بھی نماز پڑھو اور تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ جس کا جی چاہے کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ اسے لوگ لازمی سنت بنالیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اصل میں امر و وجوب کے لیے ہے جب تو آپ نے تیسری بار لمن شاء فرما کر یہ وجوب رفع کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ شوریٰ میں) فرمانا مسلمانوں کا کام

آپس کے صلاح اور مشورے سے چلتا ہے

(اور سورہ آل عمران میں) فرمانا ”اے پیغمبر! ان سے کاموں میں مشورہ لے“ اور یہ بھی بیان ہے کہ مشورہ ایک کام کا مصمم عزم اور اس کے بیان کر دینے سے پہلے لینا چاہیئے جیسے فرمایا پھر جب ایک بات ٹھہرا لے (یعنی صلاح و مشورے کے بعد) تو اللہ پر بھروسہ کر (اس کو کر گزر) پھر جب آنحضرت ﷺ مشورے کے بعد ایک کام ٹھہرا لیں اب کسی آدمی کو اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا درست نہیں (یعنی دوسری رائے دینا) اور آنحضرت ﷺ نے جنگ احد میں اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ مدینہ ہی میں رہ کر لڑیں یا باہر نکل کر۔ جب آپ نے زرہ پن لی اور باہر نکل کر لڑنا ٹھہرا لیا، اب بعض لوگ کہنے لگے مدینہ ہی میں رہنا اچھا ہے۔ آپ نے ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ (مشورے کے بعد) آپ ایک بات ٹھہرا چکے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جب پیغمبر (لڑائی پر مستعد ہو کر) اپنی زرہ پن لے (تہتیار وغیرہ باندھ کر لیس ہو جائے) اب بغیر اللہ کے حکم کے اس کو اتار نہیں سکتا۔ (اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا) اور آنحضرت ﷺ نے علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان لگایا گیا تھا اس مقدمہ میں مشورہ کیا اور ان کی رائے سنی یہاں

۷۳۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْمُزْنِيُّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ)) قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. (راجع: ۱۱۸۳)

۲۸- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَأْمُرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى:

۳۰۸] ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ [آل عمران: ۱۵۹] وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِيَشِيرَ التَّقْدُمُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَشَاوَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمَقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ، فَلَمَّا لَيْسَ لَأَمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوا: اقِم، فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِيَّ يَلْبَسُ لَأَمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ)) وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأَسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلَ الْإِفْكِ عَائِشَةَ، فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّاغِبِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ، وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ وَكَانَتِ الْأُيْمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تک کہ قرآن اترا اور آپ نے تمہمت لگانے والوں کو کوڑے مارے اور علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما میں جو اختلاف رائے تھا اس پر کچھ التفات نہیں کیا (علی کی رائے اوپر گزری ہے) بلکہ آپ نے اللہ کے ارشاد کے موافق حکم دیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جتنے امام اور خلیفہ ہوئے وہ ایماندار لوگوں سے اور عالموں سے مباح کاموں میں مشورہ لیا کرتے تاکہ جو کام آسان ہو، اس کو اختیار کریں پھر جب ان کو قرآن اور حدیث کا حکم مل جاتا تو اس کے خلاف کسی کی نہ سنتے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سب پر مقدم ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے لڑنا مناسب سمجھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچالیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا، میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو ان فرضوں کو جدا کریں جن کو آنحضرت ﷺ نے یکساں رکھا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی وہی رائے ہو گئی۔ غرض ابو بکر نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر کچھ التفات نہ کیا کیونکہ ان کے پاس آنحضرت ﷺ کا حکم موجود تھا کہ جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں، دین کے احکام اور ارکان کو بدل ڈالیں ان سے لڑنا چاہیے (وہ کافر ہو گئے) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے) اس کو مار ڈالو اور عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے میں وہی صحابہ شریک رہتے جو قرآن کے قاری تھے (یعنی عالم لوگ) جو ان ہوں یا بوڑھے اور عمر رضی اللہ عنہ جہاں اللہ کی کتاب کا کوئی حکم سنتے بس ٹھہر جاتے اس کے موافق عمل کرتے اس کے خلاف کسی کا مشورہ نہ سنتے۔

وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأَمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا، فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوْ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوهُ إِلَى غَيْرِهِ أَفْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدَ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ إِلَى مَشُورَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي الَّذِينَ فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَارَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَشُورَةٍ عُمَرُ كُفُولًا كَانُوا أَوْ شَبَابًا وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

تفسیر سبحان اللہ! عمدہ اخلاق حاصل کرنے کے لیے قرآن سے زیادہ کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس آیت شریعی میں وہ طریقہ اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جو بڑی بڑی پوٹ کتابوں کا لب لباب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آدمی کو دینی اور دنیاوی کاموں میں صرف اپنی منفرد رائے پر بھروسہ کرنا باعث تباہی اور بربادی ہے۔ ہر کام میں عقلاء اور علماء سے مشورہ لینا چاہیے، پھر بعضے لوگ کیا کرتے ہیں کہ مشورہ ہی لیتے لیتے وہی مزاج ہو جاتے ہیں۔ ان میں قوت فیصلہ بالکل نہیں ہوتی۔ ایسے آدمیوں سے بھی کوئی کام پورا نہیں ہوتا تو فرمایا

پس مشورے کے بعد جب ایک کام ٹھہرا لے اب کوئی وہم نہ کر اور اللہ کے بھروسے پر کر گزر یہی قوت فیصلہ ہے۔ یہ سب باب میں مذکورہ احادیث اور موصولاً گزر چکی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اور بادشاہ اسلام کو سلطنت کے کاموں میں علماء اور عقلمندوں سے مشورہ لینا چاہیے لیکن جس کام میں اللہ اور رسول کا حکم صاف صاف موجود ہے اس میں مشورہ کی حاجت نہیں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنا چاہیے اگر مشورے والے اس کے خلاف مشورہ دیں تو اس کو بیکار سمجھنا چاہیے۔ اللہ اور رسول پر کسی کی تقدیم جائز نہیں ہے۔ دعوا کل قول عند قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۷۳۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں وحی اس وقت تک نہیں آئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہل خانہ کو جدا کرنے کے سلسلہ میں ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہی مشورہ دیا جو انہیں معلوم تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل خانہ کی برأت کا لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی پابندی تو عائد نہیں کی ہے اور ان کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں، باندی سے آپ دریافت فرمائیں، وہ آپ سے صحیح بات بتا دے گی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے شبہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندہ کر بھی سوجاتی ہیں اور پڑوس کی بکری آکر اسے کھا جاتی ہے (یعنی کم عمری کی وجہ سے مزاج میں بے پروائی ہے) اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا، اے مسلمانو! میرے معاملے میں اس سے کون نمٹے گا جس کی اذیتیں اب میرے اہل خانہ تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کے بارے میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانا ہے۔ پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا قصہ بیان کیا اور ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا۔

(۷۳۷۰) ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا

۷۳۶۹- حَدَّثَنَا الْأَوْتَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَ عَلَقْمَةُ بْنُ وَقَاصٍ، وَعُعَيْنَةُ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَلَبْتُ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا، وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصُدِّقُكَ فَقَالَ: ((هَلْ رَأَيْتَ مِنْ شَيْءٍ يُرِيكَ؟)) قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثُهُ السَّنَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ الْمُنِيرُ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَغْدِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَّغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا)) فَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ.

[راجع: ۲۰۶۳]

۷۳۷۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ،

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا الْفَسَّانِيُّ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ غُرُورَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((مَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِي، مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ))، وَعَنْ غُرُورَةَ قَالَ: لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذُنِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا، وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغَلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا، سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ.

[راجع: ۲۰۹۳]

یہ واقعہ پیچھے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

۹۸- کتاب التوحید والرد علی الجہمیۃ وخیرہم

اللہ کی توحید اس کی ذات اور صفات کے بیان میں اور جہمیہ وغیرہ کی تردید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شَرْح | امام بخاری رحمہ اللہ جب اعمال کے بیان سے فارغ ہوئے تو عقائد کا بیان شروع کیا گویا ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی۔ اوپر خوارج اور روافض کا رد ہو چکا ہے۔ اب قدریوں اور جمیوں کا رد اس کتاب میں کیا۔ یہی چار فرقے بدعتیوں کے سرکردہ ہیں۔ جہمیہ منسوب ہے جہم بن صفوان کی طرف جو ایک بدعتی شخص ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ اللہ کی ان صفات کی جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں بالکل نفی کرتا تھا گویا اپنے نزدیک تنزیہ میں مبالغہ کرتا تھا اور اہلحدیث کو مشبہ اور مجسمہ قرار دیتا، آخر مسلم بن احور نے اس کی گردن کاٹی۔ کعبہ کا منہ کالا ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اللہ کو لاشی اور معدوم بنا دیا۔ میں کہتا ہوں ہمارے زمانہ میں بھی اللہ رحم کرے جہم کے متبعین کا جہم ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مکان اور جہت میں نہیں ہے نہ اترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ بات کرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ تعجب کرتا ہے۔ معاذ اللہ اہلحدیث ان سب صفات کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس عرش کے اوپر ہے مگر وہ عرش کا محتاج نہیں۔

عرش و فرش سب اس کے محتاج ہیں وہ جب چاہتا ہے آواز اور حروف کے ساتھ بات کرتا ہے جس لغت میں چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے اترتا ہے، تجلی فرماتا ہے پھر عرش کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، ہنستا ہے، تعجب کرتا ہے۔ عرش پر رہ کر رتی رتی تحت اثریٰ تک سب جانتا ہے، اس کے علم اور سمع اور بصر سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ وہ علم سے سب کے ساتھ ہے اور مدد سے مومنوں کے ساتھ ہے اور رحمت اور کرم سے نیک بندوں کے ساتھ ہے، اس کے ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں، منہ ہے، انگلیاں ہیں، کمر ہے جیسے اس کی ذات مقدس کو لائق ہے نہ یہ کہ مخلوق کے ہاتھوں اور پاؤں یا منہ یا انگلیوں یا آنکھوں یا کمر کی طرح جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذات سے مشابہ نہیں ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی مخلوقات کے صفات سے نہیں ملتیں۔ نہ اس کی کسی صفت کی ہم تشبیہ دے سکتے ہیں وہ جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو ایک جوان مرد کی صورت میں دیکھا اور قیامت کے دن بھی ایک صورت میں ظاہر ہو گا پھر دوسری صورت میں اور مومنین اور نیک بندے اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ یہ خلاصہ ہے اہل حدیث کے اور اہل سنت کے اعتقاد کا جس میں کسی اگلے امام کا اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اسی اعتقاد پر قائم رکھے اور اسی اعتقاد پر مارے۔ اسی اعتقاد پر حشر کرے اور بچھلے مولویوں کی گمراہی سے بچائے رکھے۔ جنہوں نے اپنے عقائد بدل ڈالے اور صحابہ اور تابعین اور مجتہدین امت یعنی امام ابو حنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل، سفیان ثوری، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، امام بخاری، ترمذی، طبرانی، ابن جریر، شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن حزم، ابن تیمیہ، ابن قیم اور عبداللہ بن مبارک وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنا اعتقاد یوں قائم کیا کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے نہ وہ عرش کے اوپر ہے نہ فرش پر نہ آگے نہ پیچھے نہ داہنے نہ بائیں نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ اتر سکتا ہے نہ چڑھ سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے، نہ کسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے نہ اس کے منہ ہے نہ آنکھ، نہ ہاتھ نہ پاؤں۔ فرق ضالہ میں معتزلہ بہت آگے ہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

وقد سمي المعتزلة انفسهم اهل العدل والتوحيد وعنوا بالتوحيد ما اعتقدوا من نفى الصفات الالهية لا اعتقادهم ان اثباتها ليستلزم التشبيه ومن شبه الله بخلقهم اشرك وهم في النفي موافقون للجهمية واما اهل السنة ففسروا التوحيد بنفى التشبيه والتعطيل ومن ثم قال الجنيد فيما حكاه وابو القاسم القشيري التوحيد افراد القديم من المحدث وقال ابو القاسم التميمي في كتاب الحجة التوحيد مصدر وحد يوحد ومعنى وحدت الله اعتقده منفردا بذاته وصفاته لا نظير له ولا شبيه وقيل معنى وحدته علمته واحد اوقيل سلبت عنه الكيفية والكمية فهو واحد في ذاته لا انقسام له وفي صفاته لا شبيه له وفي الهية وملكوته وتدبيره لا شريك له ولا رب سواه ولا خالق غيره وقال ابن بطلان تضمنت ترجمة الباب ان الله ليس بجسم لان الجسم مركب من اشیاء مختلفة وذلك يرد على الجهمية في زعمهم انه جسم كذا وجدت فيه ولعله اراد ان يقول المشبهة واما الجهمية فلم يختلف احد ممن صنف في المقالات انهم ينفون الصفات حتى نسبوا الى التعطيل وثبت عن ابي حنيفة انه قال بالغ جهنم في نفى التشبيه حتى قال ان الله ليس بشئ وقال الكرواني الجهمية فرقة من المبتدعة ينتسبون الى جهنم بن صفوان مقدم الطائفة القائلة ان لا قدره للعبد اصلا وهم جبرية بفتح الجيم وسكون الموحدة ومات مقتولا في زمن هشام بن عبدالملك انتهى وليس انكروه على النجهمية مذهب الجبر خاصة وانما الذي اطبق السلف على ذمهم بسببه انكار الصفات حتى قالوا ان القرآن ليس كلام الله وانه مخلوق (فتح الباری پارہ ۳۰، صفحہ ۷۰۲ مطبع انصاری)

عبارت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ”فرقہ معتزلہ نے اپنا نام صاحب عدل و توحید رکھا ہے اور ان کی توحید سے نفی صفات الہیہ مراد ہے کیونکہ اثبات میں تشبیہ لازم آتی ہے اور جس نے اللہ کی تشبیہ مخلوق سے دی وہ مشرک ہو جاتا ہے اور وہ اس نفی میں فرقہ جہمیہ کے موافق ہیں لیکن اہل سنت نے توحید کی تفسیر نفی تشبیہ و تعطیل سے کی ہے۔ اسی نوع کا قول جنید رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا کہ توحید سے ایسی ذات مراد ہے جو قدیم سے حادث نہیں۔ ابوالقاسم تمیمی نے کتاب الحجہ میں تحریر فرمایا ہے کہ توحید مصدر ہے۔ جس کے صیغہ وحد یوحده ہیں۔ توحید سے ایسا اعتقاد مراد ہے کہ اللہ اپنی ذات اور صفات میں منفرد ہے۔ نہ اس کی کوئی شبیہ

ہے نہ نظیر۔ بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اپنے علم میں منفرد ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ کیفیت اور کیت سے بے نیاز ہے۔ یعنی اللہ اپنی ذات اور صفات میں کمی و بیشی اور تغیرات سے بالاتر ہے اور اس کی ذات ابن و اب کی تقسیم سے بھی پاک ہے۔ اس کی صفات تشبیہ سے منزہ ہیں۔ اس کی معبودیت اور حکومت و تدبیر خلّاق میں کوئی شریک نہیں۔ نہ اس کے سوا کوئی رب اور خالق ہے۔ ابن بطلان نے اتنا اضافہ اور کیا کہ اللہ کی ذات جسم سے بے نیاز ہے کیونکہ جسم کی تعریف یہ ہے کہ وہ چند اشیاء مختلفہ اور متفقہ سے مرکب ہو جس سے جہمیہ کی تردید ہوتی ہے جو جسم کو تسلیم کرتے ہیں اور غالباً اس سے مشبہ کے قول کی تردید بھی مراد ہے۔ فرقہ جہمیہ کی ساری کتابوں میں بلا اختلاف یہ عقیدہ تحریر ہے کہ اللہ کی ساری صفات جو بیان کی جاتی ہیں غلط ہیں اور انہوں نے اللہ کی ذات کو معطل (بے کار) قرار دیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرقہ جہمیہ اس عقیدہ میں بہت غلو کر گئے کہ اللہ کی کوئی ہستی نہیں۔ کہانی کا قول ہے کہ یہ فرقہ جہمیہ نیا فرقہ ہے جو جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ پہلے وہ جبریت عقیدہ کا قائل تھا کہ بندہ مجبور محض ہے جو جہم ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں قتل کیا گیا جن وجوہ پر لوگوں نے اس فرقہ جہمیہ کی تردید کی ہے، ان میں جبر کا خاص مقام ہے اور سلف نے ان کی مذمت پر جو اتفاق کیا ہے وہ ان کے انکار صفات کی بنا پر ہے۔ وہ یہاں تک کہہ گئے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ جملہ مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ ”فرقہ معتزلہ کا بانی ایک شخص واصل بن عطاء نامی گزرا ہے جو بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان الحمار کے عہد میں فوت ہوا۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت حسن بصری سے کسی نے کہا کہ (کبیرہ گناہ کفر ہے اور صاحب کبیرہ کافر ہے) اور مرجیہ کے قول (مومن کو گناہ سے مطلق ضرر نہیں جس طرح کہ کافر کو اطاعت سے کوئی نفع نہیں) ان دونوں میں آپ فیصلہ فرمائیں آپ ابھی خاموش تھے کہ آپ کا ایک شاگرد واصل بن عطاء نامی بول اٹھا کہ صاحب کبیرہ کا حکم دونوں کے درمیان ہے نہ وہ مومن ہے اور نہ کافر۔ واصل یہ کہتا ہوا ایک ستون کی طرف الگ ہو گیا۔ اس پر حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اعتزل عنا واصل یعنی واصل معتزل (ہم سے الگ ہو، وہ ہو گیا) واصل نے اپنے خیالات کی اشاعت شروع کی اور کئی ایک اشخاص جو پہلے بھی مسئلہ تقدیر وغیرہ میں اس کے ہم خیال اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان کا گروہ ایک فرقہ بن گیا۔ جن کا نام حضرت امام حسن بصری کے قول کے مطابق دوسروں کی زبان پر معتزلہ پڑ گیا لیکن خود انہوں نے اپنے لیے اہل العدل والتوحید رکھا۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک خدا پر واجب ہے کہ مطیع کو ثواب دے اور عاصی کو اگر وہ بغیر توبہ کے مرگیا ہو تو عذاب کرے ورنہ اس کا عدل قائم نہیں رہے گا۔ نیز ان کے نزدیک بھی جہمیہ کی طرح صفات باری کا مضموم مضموم ذات پر کوئی زائد امر نہیں اس کی صفات عین اس کی ذات ہے ورنہ تعدد لازم آئے گا اور توحید قائم نہیں رہے گی یہ فرقہ ایک وقت میں بہت بڑھ گیا تھا اور خلیفہ مامون رشید کے دربار میں ان خیالات فاسدہ کے معتزلی عالم ابو ہذیل علاف اور ابراہیم نظام تھے۔ ان ہی لوگوں نے یہ عقیدہ نکالا کہ قرآن مجید مخلوق ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو مامون کے دربار میں ابتلاء میں ڈلوانے والے یہی علماء سوء تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے کتاب تاریخ اہل حدیث مولانا میر سیالکوٹی کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان چاروں گمراہ فرقوں کا مختلف طریقوں سے رد فرمایا ہے۔ جبریت، قدریت، جہمیہ، معتزلہ۔ ان کے عقائد فاسدہ کی تردید قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کتاب کا خاص موضوع ہے جو بغور مطالعہ کرنے پر بخوبی واضح ہو جائے گا۔

۱ - باب مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

باب آنحضرت ﷺ کا اپنی امت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی

توحید کی طرف دعوت دینا

أُمَّتُهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

امت میں امت دعوت اور امت اجابت دونوں داخل ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اولین دعوت، دعوت توحید ہے اور سارے انبیاء

کی بھی اولین دعوت یہی رہی ہے جیسا کہ آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحيه اليه انه لا اله الا انا فاعبدون سے ظاہر ہے۔

۷۳۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا (۷۳۷۱) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عبد اللہ بن صفی نے بیان کیا، ان سے ابو معبد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا (دوسری سند)

(۷۳۷۲) اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد بن ابی الاسود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضل بن العلاء نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن امیہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عبد اللہ بن محوین صفی نے بیان کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب رسول کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کو ایک مانیں (اور میری رسالت کو مانیں) جب اسے وہ سمجھ لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ نے یک دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں کو لوٹا دی جائے گی۔ جب وہ اس کا بھی اقرار کر لیں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور لوگوں کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا۔

بُنْ إِسْحَقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ. [راجع: ۱۳۹۵]

۷۳۷۲- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمِيَّةٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُعَاذًا نَحْوَ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ: إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا صَلُّوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ، فَإِذَا أَقْرَأُوا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

[راجع: ۱۳۹۵]

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید ربوبیت، توحید الوہیت۔ اللہ کو رب ماننا یہ قسم تو اکثر کفار و مشرکین کو بھی تسلیم رہی ہے۔ دوسری توحید کے معنی یہ کہ عبادت بندگی کے جتنے کام ہیں ان کو خالص ایک اللہ کے لیے بجالانا۔ مشرکین کو اس سے انکار رہا اور آج اکثر نام نہاد مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ عبادت و بندگی اللہ کے سوا بزرگوں اور اولیاء کرام کی بھی بجاتے ہیں۔ اکثر مسلمان نما مشرکین قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ بزرگان اسلام کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ سلسلہ تبلیغ پہلے توحید الوہیت کی دعوت دینا ضروری قرار دیا ہے پھر دیگر ارکان اسلام کی تبلیغ کرنا۔ کتاب التوحید سے حدیث کا یہی تعلق ہے کہ بہر حال توحید الوہیت مقدم ہے۔

۷۳۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا (۷۳۷۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان

عَنْدَرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ
وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ
هَلَالٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: ((يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى
الْعِبَادِ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ:
((أَنْ يَتَّبِعُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِي
مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَغْلَمُ. قَالَ: ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

[راجع: ۲۸۵۶]

کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو حصین اور اشعث بن
سلیم نے، انہوں نے اسود بن ہلال سے سنا، ان سے معاذ بن جبل رضی اللہ
نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ
کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے
رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہے کہ وہ
صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا
تمہیں معلوم ہے کہ پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ عرض کیا کہ اللہ
اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ ہے کہ وہ انہیں
عذاب نہ دے۔

تشریح عبادت و بندگی کے کاموں میں اللہ پاک کو وحدہ لا شریک لہ مانے۔ یہی وہ حق ہے جو اللہ نے اپنے ہر بندے بندگی کے ذمہ
واجب قرار دیا ہے۔ بندے ایسا کریں تو ان کا حق بذمہ اللہ پاک یہ ہے کہ وہ ان کو بخش دے اور جنت میں داخل کرے۔

(۷۳۷۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا
مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ ابن
عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور
ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک
شخص نے ایک دوسرے شخص قتادہ بن نعمان کو بار بار قتل ہوا اللہ احد
پڑھتے سنا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس
طرح واقعہ بیان کیا جیسے وہ اسے کم سمجھتے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ
سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اسماعیل بن جعفر نے امام مالک سے
یہ بڑھایا کہ ان سے عبدالرحمن نے، ان سے ان کے والد نے اور ان
سے ابوسعید خدری رضی اللہ نے کہا کہ مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان
نے خبر دی نبی کریم ﷺ سے۔

۷۳۷۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي
مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ
رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا
فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ
ذَلِكَ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَقَالُهَا فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ
ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). وَزَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ،
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۵۰۱۳]

تشریح اس سورت کو سورۃ اخلاص کہا گیا ہے۔ اس میں جملہ اقسام کے شرک کی تردید کرتے ہوئے خالص توحید کو پیش کیا گیا ہے۔
اس کا ہر ہر لفظ توحید کا منظر ہے۔ مضامین قرآن کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ توحید الہی اور اس کے صفات و افعال کا بیان،
دوسرا قصص کا بیان، تیسرا احکام شریعت کا بیان تو قتل ہوا اللہ احد میں ایک حصہ موجود ہے اس لیے اس سورت کا مقام تہائی قرآن کے
برابر ہوا۔ سورۃ اخلاص کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں ”بعضے از علماء گفتہ اند کہ شرکت گاہے در عددی باشد و آزا بلفظ
احد نفی فرمود و گاہے در مرتبہ و منصب می باشد و آزا بلفظ صد نفی فرمود و گاہے در نسبت می باشد و آزا بلفظ لم یلد و لم یولد نفی فرمود و

گاہے درکار و تاثیر می باشد و آنرا بہ ولم یکن لہ کفوا احد نفی فرمود و ہمیں جت اس سورہ را سورۃ اخلاص می گویند یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ شرکت کبھی عدد میں ہوتی ہے جس کی لفظ احد سے نفی کردی گئی ہے اور کبھی شرکت مرتبہ اور منصب میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ صمد سے کی گئی ہے۔ کبھی شرکت نسبت میں ہوتی ہے جس کی لفظ لم یلد ولم یولد سے نفی کی گئی ہے اور کبھی شرکت کام اور تاثیر میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ ولم یکن لہ کفوا احد سے کی گئی ہے۔ آگے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا کے مذاہب باطلہ پانچ ہیں۔ اول دہریہ، دوم فلاسفہ، سوم شویہ، چارم یہود و نصاریٰ پنجم مجوسیاں اور ہر ایک کے ذکر میں حضرت شاہ صاحب نے اس سورہ کا وہ کلمہ ذکر کیا ہے جس سے اس فرقہ کی تردید ہوتی ہے۔ پس اس سورہ کو مسئلہ توحید میں جامع و مانع قرار دیا گیا ہے اسی لیے اس کی فضیلت ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

(۷۳۷۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابو ہلال نے اور ان سے ابو الرجال محمد بن عبد الرحمن نے، ان سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمن نے، وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھیں۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز میں ختم قل ھو اللہ احد پر کرتے تھے۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے۔

۷۳۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرَّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَكَانَتْ فِي حَبْرٍ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((سَلُّوهُ لَأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟)) فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ)).

تفسیر اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ کی اولین صفت وحدانیت دوسری صفت مہدائیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ معرفت الہی کے سمجھنے کے سلسلے میں وجود باری تعالیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد ان دو صفتوں کو سمجھنا ضروری ہے توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بالکل پاک ہے کہ وہ اولاد مثل مخلوق کے رکھتا ہو یا کوئی اس کا جننے والا ہو وہ ان ہر دو سلسلوں سے بہت دور ہے۔ اس سلسلہ کے لیے مذکور ہوا مؤنث ہم ذات ہونا ضروری ہے اور ساری کائنات میں اس کا ہم ذات کوئی نہیں ہے۔ وہ اس بارے میں بھی وحدہ لا شریک لہ ہے۔ ان جملہ امور کو سمجھ کر معرفت الہی حاصل کرنا انبیاء کرام کا یہی اولین پیغام ہے۔ یہی اصل دعوت دین ہے لالہ الا اللہ کا یہی مفہوم ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ بنی اسرائیل میں کہ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو، جس نام سے بھی پکارو گے تو

۲- باب قولِ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا﴾

اللہ کے سب اچھے نام ہیں

فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ﴿[الأسراء: ١١٠]

تفسیر

ننانوے نام تو بہت مشہور ہیں جو ترمذی کی حدیث میں وارد ہیں اور ان کے سوا بھی بہت اسماء اور صفات قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ ان سب سے اللہ کی یاد کر سکتے ہیں لیکن اپنے طرف سے کوئی نام یا صفت تراشنا جائز نہیں۔ حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مبارک ناموں میں عجیب آثار ہیں بشرطیکہ آدمی باطہارت ہو کر ادب سے ان کو پڑھا کرے اور یہ بھی ضرور ہے کہ حلال کا لقمہ کھاتا ہو، حرام سے پرہیز کرتا ہو۔ مثلاً غنا اور توکری کے لیے یا غنی یا مغنی کا ورد رکھے۔ شفا اور تندرستی کے لیے یا شانی یا کافی یا معافی کا، حصول مطالب کے لیے یا قاضی الحاجات یا کافی الهمات کا، دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے یا عزیز یا قہار کا، ازدیاد عزت اور آبرو کے لیے یا رافع یا معز کا، علیٰ هذا القیاس۔ (وحیدی)

٧٣٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)). [راجع: ٦٠١٣]

(٤٣٤٦) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب اور ابو ظبیان نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔

باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اللہ کی ایک صفت رحم بھی ہے تو رحمان و رحیم ناموں سے بھی اسے پکار سکتے ہیں۔

٧٣٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَذْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَمُرْهَا فَلْتَنْصَبْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لِتَأْتِيَهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَفْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنْ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ:

(٤٣٤٦) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عاصم احوال نے، ان سے ابو عثمان نمدی نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کی ایک صاحبزادی حضرت زینب کے بھیجے ہوئے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان کے لڑکے جان کنی میں مبتلا ہیں اور وہ آنحضور ﷺ کو بلارہی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم جا کر انہیں بتادو کہ اللہ ہی کا سب مال ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے دے اور اس کی بارگاہ میں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ پس ان سے کہو کہ صبر کریں اور اس پر صبر ثواب کی نیت سے کریں۔ صاحبزادی نے دوبارہ آپ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن معاذ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی کھڑے ہوئے (پھر جب آپ صاحبزادی کے گھر پہنچے تو) بچہ آپ کو دیا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی جیسے پرانی مشک کا حال ہوتا ہے۔ یہ

دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

((هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ)).

[راجع: ۱۲۸۴]

ترجمہ: باب ہمیں سے نکلا کہ اللہ کے لیے صفت رحم کا اثبات ہوا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ والذاریات میں ”میں بہت

۳- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

روزی دینے والا“ زوردار مضبوط ہوں۔“

﴿أَنَا الرِّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾

تفسیر قرآن مجید میں یوں ہے ان اللہ هو الرزاق ذو القوة المتین (الذاریات: ۵۸) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں لفظ انا الرزاق لکھے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہی قرات ہے۔

(۷۳۷۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تکلیف وہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور انہیں روزی دیتا ہے۔

۷۳۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَحَدٌ اصْبَرُ عَلَى أَذَى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)).

[راجع: ۶۰۹۹]

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ جن میں کہ ”وہ غیب کا جاننے

۴- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

والا ہے اور اپنے غیب کو کسی پر نہیں کھولتا“

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ [الجن: ۲۶]. ﴿وَإِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾، وَأَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ - ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ - ﴿إِلَيْهِ يُرْدُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾. قَالَ يَحْيَى بْنُ زَيَْادٍ الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَابْطِئًا عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

اور سورۃ لقمان میں فرمایا ”بلاشبہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے“ اور ”اس نے اپنے علم ہی سے اسے نازل کیا۔ اور عورت جسے اپنے پیٹ میں اٹھاتی ہے اور جو کچھ جنتی ہے وہ اسی کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور اسی کی طرف قیامت میں لوٹایا جائے گا۔“ یحییٰ بن زیادہ فراء نے کہا ہر چیز پر ظاہر ہے یعنی علم کی وجہ سے اور ہر چیز پر باطن ہے یعنی علم کی وجہ سے۔

(۷۳۷۹) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن دینار

۷۳۷۹- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں، جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے، اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا، اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس جگہ کوئی مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

دِينَار، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيصُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ)).

[راجع: ۱۰۳۹]

تشیخ اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ غیب کا علم آنحضرت ﷺ کو بھی نہ تھا مگر جو بات اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا کہ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی تو ابن صلیت کہنے لگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور آسمان کے حالات تم سے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو اپنی اونٹنی کی خبر نہیں وہ کہاں ہے؟ یہ بات آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو فرمایا ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے اور میں تو قسم خدا کی وہی بات جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلائی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا وہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے، ایک درخت پر اٹکی ہوئی ہے، آخر صحابہ گئے اور اس کو لے کر آئے۔

(۷۳۸۰) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿لَا تُذَرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ [الأنعام: ۱۰۳] وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ: ﴿لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾.

(۷۳۸۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں خود کہتا ہے کہ نظریں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اور جو کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے تھے تو غلط کہتا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ خود کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

[راجع: ۳۲۲۴]

تشیخ ج ہے۔

علم غیبی کس فی داند بجز پروردگار مگر کے دعویٰ کند ہرگز از خود اور مدار جو غالی لوگ رسول کریم ﷺ کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں اور از خود ایک غلط عقیدہ گھڑتے ہیں۔ لوگوں کو ایسے خناس لوگوں سے دور رہ کر اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ رسول کریم ﷺ نے جو بھی غائبانہ خبریں دی ہیں وہ سب وحی الہی سے ہیں۔ ان کو غیب کہنا لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ حشر میں

۵- باب قولِ اللہ تعالیٰ: ﴿السَّلَامُ

”اللہ سلامتی دینے والا (السلام) امن دینے والا (مومن) ہے۔“

[المؤمن: ۲۳]

سب کو سلامت رکھنے والا اور سب کو امن دینے والا۔

(۷۳۸۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم (ابتداء اسلام میں) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے السلام علی اللہ تو آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اللہ تو خود ہی ”السلام“ ہے۔ البتہ اس طرح کہا کرو۔ ”التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبده ورسوله“

۷۳۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَغِيرَةُ، حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَقُولُ: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)).

[راجع: ۸۳۱]

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ ناس میں کہ ”لوگوں کا بادشاہ“
اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نبی کریم ﷺ

سے مروی ہے

(۷۳۸۲) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں سعید نے، انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ شعیب اور زبیدی بن مسافر اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے بیان کیا اور ان سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے۔

۶- باب قولِ اللہ تَعَالٰی : ﴿مَلِكِ

النَّاسِ﴾

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۷۳۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)). وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

[راجع: ۴۸۱۲]

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور وہی غالب ہے، حکمت والا۔“

۷- باب قولِ اللہ تَعَالٰی:

اور فرمایا ”اے رسول! تیرا مالک عزت والا ہے، ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بناتے ہیں“ اور فرمایا ”عزت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے“ اور جو شخص اللہ کی عزت اور اس کی دوسری صفات کی قسم کھائے تو وہ قسم منعقد ہو جائے گی، اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا تو جہنم کے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم! اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا جو سب سے آخری دوزخی ہو گا جسے جنت میں داخل ہونا ہے اور کسے گا اے رب! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے، تیری عزت کی قسم اس کے سوا اور میں کچھ نہیں مانگوں گا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے گا کہ تمہارے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور ایوب علیہ السلام نے دعا کی ”اور تیری عزت کی قسم! کیا میں تیری عنایت اور سرفرازی سے کبھی بے پروا ہو سکتا ہوں“

حضرت امام نے صفات الہیہ کا اثبات فرمایا جو معتزلہ کی تردید ہے۔

(۷۳۸۳) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین معلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے۔ ”تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا نہیں، تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔“

(۷۳۸۴) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حری بن عمارہ نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے۔ (تیسری سند) اور خلیفہ بن خیاط نے اس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے روایت کیا، کہا میں نے اپنے والد سے

﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ [الصافات: ۱۸۰]
﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾ [المنافقون: ۸]
وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَصِفَاتِهِ. وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَقُولُ جَهَنَّمَ قَطُّ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَنْقُي رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: رَبِّ اضْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ آمَنَّا بِهِ)) وَقَالَ أَيُّوبُ: ((وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ)).

۷۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ ((أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجَنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ)).

۷۳۸۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُلْقَى فِي النَّارِ)) ح. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سنا، انہوں نے قہارہ سے، انہوں نے انس و جنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دوزخیوں کو برابر دوزخ میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کسے جائے گی کہ کیا ابھی اور ہے۔ یہاں تک کہ رب العالمین اس پر اپنا قدم رکھ دے گا اور پھر اس کا بعض بعض سے سمٹ جائے گا اور اس وقت وہ کسے گی کہ بس بس، تیری عزت اور کرم کی قسم! اور جنت میں جگہ باقی رہ جائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کر دے گا اور وہ لوگ جنت کے باقی حصے میں رہیں گے۔

[راجع: ۴۸۴۸]

تفسیر دوزخ یوں کہے گی کہ ابھی بہت جگہ خالی ہے اور لاؤ اور لاؤ۔ اس حدیث سے قدم کا ثبوت ہوتا ہے۔ اہل حدیث نے یہ اور وجہ اور عین اور حق اور اصح کی طرح اس کی بھی تاویل نہیں کی لیکن تاویل کرنے والے کہتے ہیں قدم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا لیکن یہ تاویل ٹھیک نہیں ہے۔

۸- باب قولِ اللہ تعالیٰ: ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾
”اور وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کو حق کے

ساتھ پیدا کیا۔“

[الأنعام: ۷۳]

تفسیر یعنی اپنے وجود کی پہچان کروانے کے لیے اس لیے کہ مصنوع سے صانع پر استدلال ہوتا ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت کریں کہ اس کے کلام پر حق کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی آسمان زمین کو کلمہ کن سے جو حق ہے پیدا کیا حق کا اطلاق خود پروردگار پر بھی ہوتا ہے یعنی ہمیشہ قائم رہنے والا اور باقی رہنے والا کبھی فنا نہ ہونے والا۔ وہ اپنی ان جملہ صفات میں وحدہ لا شریک لہ ہے۔

(۷۳۸۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے سلیمان احوں نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات میں یہ دعا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ حمد تیرے ہی لیے ہے تو آسمان و زمین کا قائم کرنے والا ہے اور ان سب کا جو اس میں ہیں۔ تیرے ہی لیے حمد ہے تو آسمان و زمین کا نور ہے۔ تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیری ملاقات سچ ہے اور جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت سچ ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے ہی سامنے سر جھکا دیا، میں تجھ ہی پر ایمان لایا، میں نے تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا اور تیری

۷۳۸۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْغُو مِنَ اللَّيْلِ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ

ہی طرف رجوع کیا۔ میں نے تیری ہی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا اور میں
بجھی سے انصاف کا طلب گار ہوں۔ پس تو میری مغفرت کر، ان تمام
گناہوں میں جو میں پہلے کرچکا ہوں اور جو بعد میں مجھ سے صادر ہوں
جو میں نے چھپا رکھے ہیں اور جن کا میں نے اظہار کیا ہے، تو ہی میرا
معبود ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“ اور ہم سے ثابت بن
محمد نے بیان کیا اور کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے پھر یہی حدیث بیان
کی اور اس میں یوں ہے کہ تو حق ہے اور تیرا کلام حق ہے۔“

باب اور حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ اللہ پاک پر لفظ حق کا اطلاق درست ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اللہ بہت سننے والا، بہت دیکھنے

والا ہے۔“

اور اعمش نے تمیم سے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے کہا ساری حمد اسی اللہ کے لیے سزاوار
ہے جو تمام آوازوں کو سنتا ہے پھر خولہ بنت ثعلبہ کا قصہ بیان کیا تو اس
پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اسکی بات سن لی جو
آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی۔“

(۷۳۸۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن
زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو عثمان ہندی
نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ
کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور جب ہم بلندی پر چڑھتے تو (زور سے
چلا کر) تکبیر کہتے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! اپنے اوپر
رحم کھاؤ! اللہ بہرا نہیں ہے اور نہ وہ کہیں دور ہے۔ تم ایک بہت
سننے، بہت واقف کار اور قریب رہنے والی ذات کو بلا تے ہو۔ پھر
آنحضرت ﷺ میرے پاس آئے۔ میں اس وقت دل میں لاحول ولا
قوة الا باللہ کہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا عبد اللہ بن
قیس! لاحول ولا قوة الا باللہ کہا کرو کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے
ایک خزانہ ہے۔ یا آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتا دوں۔

أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ
حَاكَمْتُ، فَأَغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
وَأَسْرَزْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ لِي
غَيْرُكَ)). حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بِهَذَا وَقَالَ: أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ
الْحَقُّ. [راجع: ۱۱۲۰]

۹- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَكَانَ

اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ
سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى
النَّبِيِّ ﷺ: ((قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْبَنِيِّ
تُجَادِلُكَ فِي زَوْجَيْهَا)). [المجادلة: ۱]
۷۳۸۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي
غُثَمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَرْنَا
لِقَوْلِهِ: ((ارْتَبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا
تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا
بَصِيرًا قَرِيبًا)) ثُمَّ أَتَى عَلِيٍّ وَأَنَا أَقُولُ فِي
نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ لِي:
((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ-
أَوْ قَالَ - أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ)).

[راجع: ۲۹۹۲]

تَشْرِیح

وہ یہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غائب نہیں ہے۔ اس کا یہ معنی ہے کہ وہ ہر جگہ ہر چیز کو ہر آواز کو دیکھ اور سن رہا ہے۔ آواز کیا چیز ہے وہ تو دلوں تک کی بات جانتا ہے۔ یہ جو کہا کرتے ہیں اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس کا بھی یہی معنی ہے کہ کوئی چیز اس کے علم اور سمع اور بصر سے پوشیدہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے جیسے جہمیہ ملاعنہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات قدسی صفات سے ہر مکان یا ہر جگہ میں موجود ہے، ذات مقدس تو اس کی بالائے عرش ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر جگہ ہے، حضور کا یہی معنی ہے۔ خود امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اللہ آسمان پر ہے زمین میں نہیں ہے یعنی اس کی ذات مقدس بالائے آسمان اپنے عرش پر ہے اور دین کے کل اماموں کا یہی مذہب ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یہ کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ عجب پر اثر کلمہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلمے میں یہ اثر رکھا ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ پڑھا کرے وہ ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمارے پیرو مرشد حضرت مجدد کا ختم روزانہ یہی تھا کہ سو سو بار اول و آخر درود شریف پڑھتے اور پانچ سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دنیا اور آخرت کے تمام مہمت اور مقاصد حاصل ہونے کے لیے یہ بارہ کلمے میں نے تجربہ کئے ہیں جو کوئی ان کو ہر وقت جب فرصت ہو بلا قید عدد پڑھتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کل مرادیں پوری ہوں گی۔ ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ استغفر اللہ لا الہ الا اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یارافع یامع۔ یاغنی یا معنی یا حی یا قیوم برحمتک استغیت یا ارحم الراحمین لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ ایسا ہوا کہ ایک ملحد بے دین شخص اہلحدیث اور اہل علم کا بڑا دشمن تھا اور اس قدر طاقت ور ہو گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ہر شخص کو خصوصاً دین داروں کو اس کے شر سے اپنی عزت و آبرو سنبھالنا دشوار ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کلموں کے طفیل سے اس کا قلع قمع کر دیا اور اپنے بندوں کو راحت دی۔ جب اس کے فی النار والسر ہونے کی خبر آئی تو دفعتاً یہ مادہ تاریخ دل میں گزرا۔

چونکہ بوجہ رفت از دنیا گشتہ تاریخ او بما ذمہ
رائے بیروں کن و بگیر حدیث مات فرعون ہذہ الامہ۔

۷۳۸۷، ۷۳۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو، عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي دُعَاءً أَذْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ : ((قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)). [راجع: ۸۳۴]

(۷۳۸۷-۷۳۸۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو عمرو بن عمار نے، انہیں یزید نے، انہیں ابو الخیر نے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں کیا کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھا کرو ”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی نہیں بخشتا۔ پس میرے گناہ اپنے پاس سے بخش دے۔ بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔“

تَشْرِیح اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے دعا کرنا اسی وقت فائدہ دے گا

جب وہ سنتا دیکھتا ہو تو آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ وہ سنتا دیکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ امام بخاری کی باریکی فہم اس دعا میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے یہ صیغہ امر اور بکاف خطاب اور اللہ تعالیٰ کا مخاطب کرنا اسی وقت صحیح ہو گا جب وہ سنتا دیکھتا اور حاضر ہو ورنہ غائب شخص کو کون مخاطب کرے گا پس اس دعا سے باب کا مطلب ثابت ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور سرگوشی کی حالت میں کوئی بات کہنا اسی وقت مؤثر ہو گی جب مخاطب بخوبی سنتا ہو تو اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا سمع بے انتہا ہے وہ عرش پر رہ کر بھی نمازی کی سرگوشی سن لیتا ہے اور یہی باب کا مطلب ہے۔ (وحیدی)

۷۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، حَدَّثَنِي غَزْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادَانِي قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ)). [راجع: ۳۲۳۱]

(۷۳۸۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انیس ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ نے آپ کی قوم کی بات سن لی اور وہ بھی سن لیا جو انہوں نے آپ کو جواب دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ النعام میں فرمانا کہ ”کہہ دیجئے کہ وہی قدرت والا ہے۔“

۱۰- باب قولِ اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾ [النعام: ۶۵]

(۷۳۹۰) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے معن بن عیسٰی نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد الرحمن بن ابی الموالی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن المنکدر سے سنا، وہ عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ مجھے جابر بن عبد اللہ سلمی رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو ہر مباح کام میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے سوا دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر سلام کے بعد یہ دعا کرے ”اے اللہ! میں تیرے علم کے طفیل اس کام میں خیریت طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت مانگتا ہوں اور تیرا فضل، کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے نہیں، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیوب کا بہت بہت جاننے والا ہے۔“

۷۳۹۰- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: ((إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَفْذِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا

اے اللہ! پس اگر تو یہ بات جانتا ہے (اس وقت استخارہ کرنے والے کو اس کام کا نام لینا چاہیے) کہ اس کام میں میرے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی ہے یا اس طرح فرمایا کہ ”میرے دین میں اور گزران میں اور میرے ہر انجام کے اعتبار سے بھلائی ہے تو اس پر مجھے قادر بنا دے اور میرے لیے اسے آسان کر دے“ پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما۔ اے اللہ! اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے۔ میرے دین اور گزارہ کے اعتبار سے اور میرے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا کہ میری دنیا و دین کے اعتبار سے تو مجھے اس کام سے دور کر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے جہاں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس پر راضی اور خوش رکھ۔

یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں قدرت الہی کا بیان ہے۔ استخارہ کے معنی خیر کا طلب کرنا یہ نماز اور دعا مسنون ہے۔

باب اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دلوں کا پھیرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ انعام میں فرمان ”اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے۔“

(۳۹۱) مجھ سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ ابن المبارک نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قسم اس طرح کھاتے ”قسم اس کی جو دلوں کا پھیر دینے والا ہے۔“

میں یہ بات نہیں کہو گا یہ کام نہیں کروں گا دلوں کے پھیرنے والے کی قسم دلوں کا پھیرنا یہ بھی اللہ کی صفت ہے اور یہ اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اس صفت میں بھی وحدہ لا شریک لہ ہے۔

باب اس بیان میں کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذوالجلال کے معنی جلال اور عظمت والا۔ بر کے معنی لطیف اور باریک بین۔

یہ ننانوے نام ایک روایت میں وارد ہیں لیکن اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ اس کو اس کتاب میں نہ لا

أَعْلَمَ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ، ثُمَّ يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، قَالَ - أَوْ لِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي - فَأَقْدِرْ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَعَاقِبَةُ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ. [راجع: ۱۱۶۲]

۱۱ - باب مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾ [الانعام: ۱۱۰]

۷۳۹۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْلِفُ ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)). [راجع: ۶۶۱۷]

۱۲ - باب إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُو الْجَلَالِ: الْعَظَمَةُ، الْبَرُّ: اللَّطِيفُ.

کے۔ ابجدیث کے نزدیک اللہ کے اسماء اور صفات اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہیں اور جہمیہ نے ان کو مخلوق کہا ہے۔ لعنہم اللہ تعالیٰ۔ ننانوے کا عدد کچھ حصر کے لیے نہیں ہے، ان کے سوا بھی اور نام قرآن اور احادیث میں وارد ہیں۔ جیسے مقرب القلوب، ذوالجبروت، ذوالملکوت، ذوالکبریا، ذوالعظم، کافی، دائم، صادق، ذی العارج، ذی الفضل، غالب وغیرہ۔

۷۳۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(۷۳۹۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو انہیں یاد کر لے گا وہ جنت میں جائے گا۔

أَحْصَيْنَاهُ : حَفِظْنَاهُ. [راجع: ۲۷۳۶]

سورہ یٰسین کی آیت وکل شیئی احصیناہ فی امام مبین (۱۲: ۱۳) میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔

۱۳- باب السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ باب اللہ کے ناموں کے وسیلہ سے مانگنا اور ان کے ذریعہ

پناہ چاہنا

تَعَالَى وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَِا

تشریح یہ باب لاکر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ابجدیث کا مذہب ثابت کیا کہ اسم عین مسیٰ ہے اور مسیٰ کی طرح غیر مخلوق ہے اور جہمیوں کا رد کیا کیونکہ اگر اسم مخلوق ہوتا اور مسیٰ کا غیر ہوتا تو غیر خدا سے مانگنا اور غیر خدا سے پناہ چاہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

۷۳۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَتَفَضَّ بِصِنْفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاخْطُفْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)). تَابَعَهُ يَحْيَى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو مَرْوَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا عَنْ عُثَيْدِ

(۷۳۹۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے سعید ابن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے کپڑے کے کنارے سے تین مرتبہ صاف کر لے اور یہ دعا پڑھے ”اے میرے رب! تیرا نام لے کر میں اپنی کروٹ رکھتا ہوں اور تیرے نام ہی کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان کو باقی رکھا تو اسے معاف کرنا اور اگر اسے (اپنی طرف سوتے ہی میں) اٹھا لیا تو اس کی حفاظت اس طرح کرنا جس طرح تو اپنے نیکو کار بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔“ اس روایت کی متابعت یحییٰ اور بشر بن الفضل نے عبید اللہ سے کی ہے۔ ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور زہیر، ابو ضمہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبید اللہ سے یہ اضافہ کیا کہ ان

سے سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور اس کی روایت ابن عجلان نے کی، ان سے سعید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

اس کی متابعت محمد بن عبد الرحمن الدر اور دی اور اسامہ بن حفص نے کی۔

محمد بن عبد الرحمن طفاوی اور اسامہ بن حفص کی روایتیں خود اس کتاب میں موصولاً گزر چکی ہیں اور عبد العزیز کی روایت کو عدی رضی اللہ عنہ نے وصل کیا ہے۔

(۷۳۹۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے ربیع بن حراش نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹنے جاتے تو یہ دعا کرتے ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوں اور اسی کے ساتھ مروں گا“ اور جب صبح ہوتی تو یہ دعا کرتے ”تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اس کے بعد زندہ کیا کہ ہم مر چکے تھے اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

اللَّهُ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ ابْنُ عَجَلَانَ، عَنْ
سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
[راجع: ۶۳۲۰]

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ
الدَّرَاوَزْدِيُّ وَأَسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

۷۳۹۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ:
«اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ» وَإِذَا
أَصْبَحَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ
مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».
[راجع: ۶۳۲۱]

مرنے سے یہاں سونا مراد ہے۔ نیند موت کی بہن ہے کماورد۔

(۷۳۹۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ربیع بن حراش نے، ان سے خرشہ بن الحر نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں لیٹنے جاتے تو کہتے ”ہم تیرے ہی نام سے مریں گے اور اسی سے زندہ ہوں گے“ اور جب بیدار ہوتے تو کہتے ”تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔“

۷۳۹۵- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا
شِبَّانٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ بْنِ
حِرَاشٍ. عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ
قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ
الَّيْلِ قَالَ: «بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا» فَإِذَا
اسْتَيْقَظَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا
بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

[راجع: ۶۳۲۵]

اللہ کے نام کے ساتھ برکت لینا اور مدد طلب کرنا ثابت ہوا یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۷۳۹۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سالم نے، ان سے کریم نے

۷۳۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ

اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھ لے ”شروع اللہ کے نام سے“ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھنا اور توجو ہمیں بچہ عطا کرے اسے بھی شیطان سے دور رکھنا“ تو اگر اسی صحبت میں ان دونوں سے کوئی بچہ نصیب ہوا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

بوقت جماع بھی اللہ کے نام کے ساتھ برکت طلب کرنا ثابت ہوا، یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۷۳۹۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ہام نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار کے لیے چھوڑتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور ان کے ساتھ اللہ کا نام بھی لے لو، پھر وہ کوئی شکار پکڑیں اور اسے کھائیں نہیں تو تم اسے کھا سکتے ہو اور جب شکار پر بن پھال کے تیر یعنی لکڑی سے کوئی شکار مارے لیکن وہ نوک سے لگ کر جانور کا گوشت چیر دے تو ایسا شکار بھی کھاؤ۔

كَرِيبَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا فَإِنَّهُ إِنْ يَفْزِرَ بَيْنَهُمَا وَلَدَ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ۱۴۱]

۷۳۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا فَضِيلٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: أُرْسِلَ كِلَابِي الْمُعْلَمَةَ قَالَ: ((إِذَا أُرْسَلَتْ كِلَابُكَ الْمُعْلَمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسُكَنَّ فَكُلْ، وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِغْرَاضِ فَخَرِّقْ فَكُلْ)).

[راجع: ۱۷۵]

اللہ کے نام کی برکت سے ایسا شکار بھی حلال ہے۔

۷۳۹۸- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثًا عَهْدَهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِالْحِمَانِ لَا نَذَرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا؟ قَالَ: ((اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلُوا)). تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَزْدِيُّ، وَأَسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ. [راجع: ۵۰۵۷]

(۷۳۹۸) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو خالد احمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا، وہ اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے بیان کرتے تھے کہ ان سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہاں کے قبیلے ابھی حال ہی میں اسلام لائے ہیں اور وہ ہمیں گوشت لا کر دیتے ہیں۔ ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ ذبح کرتے وقت انہوں نے اللہ کا نام بھی لیا تھا یا نہیں (تو کیا ہم اسے کھا سکتے ہیں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لے کر اسے کھا لیا کرو۔ اس روایت کی متابعت محمد بن عبد الرحمن درادری اور اسامہ بن حفص نے کی۔

برکت اور حلت اور مدد کے لیے اللہ کا نام استعمال کرنا ثابت ہوا، یہی باب سے مناسبت ہے۔

۷۳۹۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ يُسَمَّى وَيَكْبَرُ.

[راجع: ۵۵۵۳]

(۷۳۹۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔

۷۴۰۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّخْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ)). [راجع: ۹۸۵]

(۷۴۰۰) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے اور ان سے جندب بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو موجود تھے۔ آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح ابھی نہ کیا ہو تو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

اللہ کی کبریائی کے ساتھ اس کا نام لینا اس سے مدد چاہنا یہی باب سے مطابقت ہے۔

۷۴۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَخْلِفُوا بِأَبَائِكُمْ، وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَخْلِفْ بِاللَّهِ)).

(۷۴۰۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھایا کرو۔ اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے نام کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور حاکم نے کہا صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس باب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد احادیث لا کر یہ ثابت کیا کہ اسم مسیٰ کا معنی ہے اگر غیر ہوتا تو نہ اسم سے مدد جاتی نہ اسم پر ذبح کرنا جائز ہوتا نہ اسم پر کتا چھوڑا جاتا۔ علیٰ هذا القیاس۔

باب اللہ تعالیٰ کو ذات کہہ سکتے ہیں (اسی طرح شخص بھی

۱۴- باب مَا يُذَكَّرُ فِي الذَّاتِ

کہہ سکتے ہیں) یہ اس کے اسماء اور صفات ہیں

وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللَّهِ

اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت کہا کہ یہ سب تکلیف اللہ کی ذات مقدس کے لیے ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ انہوں نے ذات کا لفظ لگایا۔

وَقَالَ خُبَيْبٌ: وَذَلِكَ فِي ذَاتِ إِلَهِهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ تَعَالَى.

(۷۴۰۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی

۷۴۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر دس اکابر صحابہ کو جن میں خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کے ہاں بھیجا۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عیاض نے خبر دی کہ حارث کی صاحبزادی زینب نے انہیں بتایا کہ جب لوگ خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے آمادہ ہوئے (اور وہ قید میں تھے) تو اسی زمانے میں انہوں نے ان سے صفائی کرنے کے لیے استرہ لیا تھا جب وہ لوگ خبیب رضی اللہ عنہ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے گئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

جن میں اللہ پر لفظ ذات کا اطلاق کیا گیا ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔
 ”اور جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی پروا نہیں کہ مجھے کس پہلو پر قتل کیا جائے گا اور میرا یہ مرنا اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے گا تو میرے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے اعضاء پر برکت نازل کرے گا۔“
 پھر ابن الحارث نے انہیں قتل کر دیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس حادثہ کی اطلاع اسی دن دی جس دن یہ حضرات شہید کئے گئے تھے۔

أَبِي سَفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الْفَقْفِي
 حَلِيفٌ لِّبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ مِنْهُمْ خُبَيْبَ الْأَنْصَارِيِّ
 فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ
 الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا
 اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا
 خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خُبَيْبُ
 الْأَنْصَارِيُّ :

وَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا
 عَلَى أَيْ شَيْءٍ كَانَ اللَّهُ مُضَرَّعِي
 وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
 يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شَيْءٍ مُمَزَّعٍ
 فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ
 ﷺ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أَصْبَحُوا.

[راجع: ۳۰۴۵]

تفسیر: بنولیان کے دو سو آدمیوں نے ان کو گھیر لیا۔ سات بزرگ شہید ہو گئے تین کو قید کر کے لے چلے۔ ان ہی میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے جسے بنو حارث نے خرید لیا اور ایک مدت تک ان کو قید رکھ کر قتل کیا۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے ان اشعار کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

جب مسلمان بن کے دنیا سے چلوں مجھ کو کیا ڈر ہے کسی کروٹ مگروں
 میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زلوں
 تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائے گا اس کے ٹکڑوں پر وہ برکت دے فزوں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ آل عمران میں

۱۵- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

”اور اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ مائدہ میں (عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ کے الفاظ میں) اور یا اللہ! تو وہ جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے لیکن میں وہ نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے“

﴿وَيَحْذَرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ [آل عمران:

۲۸] وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ [المائدة :

[۱۱۶]

اللہ پر اس کے نفس کا اطلاق ہوا جو نص صریح ہے لہذا تاویل ناجائز ہے۔

۷۴۰۳- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ)). [راجع: ۴۶۳۴]

۷۴۰۳- ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے عبد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اور اسی لیے اس نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی تعریف پسند کرنے والا نہیں۔

لشیرج آدی کے لیے یہ عیب ہے کہ اپنی تعریف پسند کرے لیکن پروردگار کے حق میں یہ عیب نہیں ہے کیونکہ وہ تعریف کے سزاوار ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا۔ یہ طریق تفسیر سورہ انعام میں گزر چکا ہے۔ اس میں اتنا زائد ہے وللک مدح نفسه تو نفس کا اطلاق پروردگار پر ثابت ہوا۔ کہانی نے اس پر خیال نہیں کیا اور جس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں کر آئے تھے اس کو یہاں بھول گئے۔ انہوں نے کما مطابقت اس طرح سے ہے کہ احد کا لفظ بھی نفس کے لفظ کے مثل ہے۔

۷۴۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ، وَهُوَ وَضَعَ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)). [راجع: ۳۱۹۴]

۷۴۰۴- ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا، اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ ”میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔“

۷۴۰۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ

۷۴۰۵- ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا میں نے ابو صالح سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں

تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا
تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْنًى أَتَيْتُهُ
ہرؤلۃ۔ [طرفہ فی: ۷۵۰۵، ۷۵۳۷]۔
اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ
قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ
میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

یعنی میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے گا میں اسی طرح اس سے پیش آؤں گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کے تصور
معاف کروں گا تو ایسا ہی ہو گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کو عذاب کروں گا تو ایسا ہی ہو گا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رجا
کا جانب بندے میں غالب ہونا چاہیئے اور پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ اگر گناہ بہت ہیں تو بھی یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ
غفور اور رحیم ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو الغفور الرحیم ○ (الزمر: ۵۳)

۱۶- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص: ۸۸]
باب سورۃ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ کے منہ کے
سوا تمام چیزیں مٹ جانے والی ہیں۔“

غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ منہ کا اطلاق پروردگار پر قرآن و حدیث میں آ رہا ہے اور گمراہ جمیہ نے اس کا انکار کیا
ہے۔ انہوں نے منہ سے ذات اور ید سے قدرت کے ساتھ تاویل کی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا ہے۔

۷۴، ۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿كُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا
مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ
بِوَجْهِكَ فَقَالَ: ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ
أَرْجُلِكَ﴾)) [الانعام: ۶۵] فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ: ﴿أَوْ
يَلْبِسُكُمْ شِيْعًا﴾)) [الانعام: ۶۵] فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذَا أَيْسَرُ)).
[راجع: ۴۶۲۸]

(۷۴۰۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان
کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم
پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل کرے“ تو نبی کریم ﷺ نے کہا ”میں
تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ پھر آیت کے یہ الفاظ نازل ہوئے جن کا
ترجمہ یہ ہے کہ ”وہ تمہارے اوپر سے تم پر عذاب نازل کرے یا
تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب آجائے۔“ تو آنحضرت ﷺ نے
پھر یہ دعا کی کہ میں تیرے منہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی
جن کا ترجمہ یہ ہے ”یا تمہیں فرقہ بندی میں مبتلا کر دے (کہ یہ بھی
عذاب کی قسم ہے)“ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آسان ہے بہ
نسبت اگلے عذابوں کے۔

کیونکہ ان میں سب تباہ ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرقہ بندی بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ امت عرصہ سے اس عذاب میں
گرفتار ہے اور وہ اس کو عذاب ماننے کے لیے تیار نہیں، صد افسوس۔

۱۷- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: [طه: ۳۹] ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي﴾ تَغْدَى
وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿تَجْرِي

باب سورۃ طہ میں اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمانا
کہ ”میری آنکھوں کے سامنے تو پرورش پائے۔“ اور
ارشاد خداوندی سورۃ قمر میں ”نوح کی کشتی ہماری آنکھوں

کے سامنے پانی پر تیر رہی تھی۔

بِأَعْيُنِنَا ﴿[القمر : ۱۴]

اللہ پر لفظ آنکھ کا اطلاق ثابت ہوا۔

(۷۴۰۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کانا نہیں ہے اور آپ نے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور دجال مسیح کی دائیں آنکھ کالی ہوگی۔ جیسے اس کی آنکھ پر انگور کا ایک اٹھا ہوا دانہ ہو۔

۷۴۰۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذُكِرَ الدِّجَالُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ ((وَأَنَّ الْمَسِيحَ الدِّجَالَ أَغْوَرُ عَيْنٍ الْيُمْنَى، كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَافِيَةً)). [راجع: ۳۰۵۷]

ثابت ہوا کہ اس کی شان کے مطابق اس کی آنکھ ہے اور وہ بے عیب ہے جس کی تاویل جائز نہیں۔

(۷۴۰۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو قتادہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جتنے نبی بھی بھیجے ان سب نے جھوٹے کانے دجال سے اپنی قوم کو ڈرایا۔ وہ دجال کانا ہو گا اور تمہارا رب (آنکھوں والا ہے) کانا نہیں ہے۔ اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہو گا لفظ کافر۔

۷۴۰۸ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، إِنَّهُ أَغْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)).

[راجع: ۷۱۳۱]

یہ مسیح دجال کا حال ہے جو دجال حقیقی ہو گا باقی مجازی دجال مولویوں، پیروں، اماموں کی شکل میں آکر امت کو گمراہ کرتے رہیں گے جیسا کہ حدیث میں ثلاثون دجالون کذابون کے الفاظ آئے ہیں۔ حدیث میں اللہ کی بے عیب آنکھ کا ذکر آیا۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

۱۸ - باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

کرنے والا اور ہر چیز کا نقشہ کھینچنے والا ہے۔

﴿هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

(۷۴۰۹) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا، ان سے ابن محرز نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ غزوہ بنو المصطلق میں انہیں باندیاں غنیمت میں ملیں تو انہوں نے چاہا کہ ان سے ہم بستری کریں لیکن حمل نہ ٹھہرے۔ چنانچہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عزل کے

۷۴۰۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَانَ، عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمِيعُوا بِهِمْ وَلَا

متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم عزل بھی کرو تو کوئی قباحت نہیں مگر قیامت تک جس جان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونا لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی (اس لیے تمہارا عزل کرنا بیکار ہے۔ موجودہ جبری نسل بندی کا جو اس سے نکالنا بالکل غلط ہے۔) اور مجاہد نے قرعہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی جان جو پیدا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ضرور اسے پیدا کر کے رہے گا۔

[راجع: ۲۲۲۹] عزل کا معنی محبت کرنے پر انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال دینا ہے۔ آیت کے الفاظ خالق الباری المصور ہر سہ کا اس سے اثبات ہوتا ہے، یہی باب سے تعلق ہے۔

باب اللہ تعالیٰ نے (شیطان سے) فرمایا ”تو نے اس کو کیوں سجدہ نہیں کیا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔“

اللہ تعالیٰ کے لیے دونوں ہاتھوں کا ہونا برحق ہے مگر جیسا اللہ ہے ویسے اس کے ہاتھ ہیں ہم کو ان کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات وارود کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا چاہیے۔ انا باللہ کما هو باسماہ و صفاتہ۔

(۷۴۱۰) مجھ سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی طرح جیسے ہم دنیا میں جمع ہوتے ہیں، مومنوں کو اکٹھا کرے گا (وہ گرمی وغیرہ سے پریشان ہو کر) کہیں گے کاش ہم کسی کی سفارش اپنے مالک کے پاس لے جاتے تاکہ ہمیں اپنی اس حالت سے آرام ملتا۔ چنانچہ سب مل کر آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ ان سے کہیں گے آدم! آپ لوگوں کا حال نہیں دیکھتے کس بلا میں گرفتار ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے (خاص) اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو بتلائے (ہر لغت میں بولنا بات کرنا سکھایا) کچھ سفارش کیجئے تاکہ ہم کو اس جگہ سے نجات ہو کر آرام ملے۔ کہیں گے میں اس لائق نہیں، ان کو وہ گناہ یاد آجائے گا جو انہوں نے کیا تھا (منوع درخت میں سے کھانا) مگر تم لوگ ایسا کرو نوحؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا۔ آخر وہ

يَخْمِلُنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ ((مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوا لِاَنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قُرْعَةٍ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيدٍ يَقَالُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ اِلَّا اَللَّهُ خَالِقُهَا)).

۱۹- باب قول الله تعالى: ﴿لَمَّا

خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ [ص: ۷۵]

۷۴۱۰- حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ، فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ؟ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدَيْهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ شَفَعْنَا لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكَ وَتَذَكَّرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلَكِنْ اتَّبَعُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَتَذَكَّرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلَكِنْ

لوگ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے، میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے (دنیا میں) کی تھی یاد کریں گے۔ کہیں گے تم لوگ ایسا کرو ابراہیم پیغمبر کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں (ان کے پاس جیے، گئے) وہ بھی اپنی خطائیں یاد کر کے کہیں گے میں اس لائق نہیں تم موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو توراۃ عنایت فرمائی، ان سے بول کر باتیں کیں۔ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے دنیا میں کی تھی یاد کریں گے مگر تم ایسا کرو عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کے خاص کلمہ اور خاص روح ہیں۔ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کی اگلی پچھلی خطائیں سب بخش دی گئی ہیں۔ آخر یہ سب لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئیں گے۔ میں چلوں گا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا، مجھ کو اجازت ملے گی۔ میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اس کو منظور ہے وہ مجھ کو سجدے ہی میں پڑا رہنے دے گا۔ اس کے بعد حکم ہو گا ”محمد اپنا سراٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری عرض سنی جائے گی، تمہاری درخواست منظور ہوگی، تمہاری سفارش مقبول ہوگی۔ اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں کروں گا جو وہ مجھ کو سکھا چکا ہے۔ (یا سکھائے گا) پھر لوگوں کی سفارش شروع کر دوں گا۔ سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا، پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہو گا ”محمد اپنا سراٹھاؤ جو تم کو کہے سنا جائے گا اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا جو اللہ نے مجھ کو سکھائیں (یا سکھائے گا) اس کے بعد سفارش کر دوں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے

اَتُوا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ، قَيَاتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ قَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي اَصَابَهَا، وَلَكِنْ اَتُوا مُوسٰى عَبْدًا اَتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا، قَيَاتُوْنَ مُوسٰى قَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي اَصَابَ، وَلَكِنْ اَتُوا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ قَيَاتُوْنَ عِيْسٰى قَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلَكِنْ اَتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ، قَيَاتُوْنِي فَاَنْطَلِقْ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُوْذُنِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدْعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدْعُنِيْ ثُمَّ يَقَالَ لِيْ: اَرْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ: يُسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ، فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدِ عَلَمِيَّيْهَا، ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُ لِيْ حَدًا، فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعْ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدْعُنِيْ ثُمَّ يَقَالَ: اَرْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ: يُسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدِ عَلَمِيَّيْهَا، ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُ لِيْ حَدًا، فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعْ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدْعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدْعُنِيْ، ثُمَّ يَقَالَ اَرْفَعْ مُحَمَّدٌ قُلْ يُسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى، وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدِ عَلَمِيَّيْهَا، ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُ لِيْ حَدًا، فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَرْجِعْ فَاَقُولُ: يَا

رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ
الْقُرْآنُ، وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ
مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ
مِنَ الْخَيْرِ، مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ
النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي
قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ
النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي
قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً)).

[راجع: ۴۴]

گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہو گا محمد اپنا سراٹھاؤ جو تم کو گے سنا جائے گا اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا جو اللہ نے مجھ کو سکھائیں (یا سکھائے گا) اس کے بعد سفارش شروع کر دوں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا۔ عرض کروں گا یا پاک پروردگار! اب تو دوزخ میں ایسے ہی لوگ رہ گئے ہیں جو قرآن کے بموجب دوزخ میں ہی ہمیشہ رہنے کے لائق ہیں (یعنی کافر اور مشرک) انس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا، دوزخ سے وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے (دنیا میں) لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور ان کے دل میں ایک جو برابر ایمان ہو گا پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور ان کے دل میں گیسوں برابر ایمان ہو گا۔ (گیسوں جو سے چھوٹا ہوتا ہے) پھر وہ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور ان کے دل میں چوٹی برابر (یا بھٹکے برابر) ایمان ہو گا۔

یہ حدیث اس سے پہلے کتاب التفسیر میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا بیان ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں خاص اپنے مبارک ہاتھوں سے بنائیں۔ توراۃ اپنے ہاتھ سے لکھی۔ آدم کا پتلا اپنے ہاتھ سے بنایا۔ جنت عدن کے درخت اپنے ہاتھ سے بنائے۔

(۷۴۱۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کی، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب اس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے۔ اس نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں پیدا کی جو اس کے ہاتھ میں ہے اور فرمایا کہ اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں

۷۴۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا يَعْصِيهَا نَفَقَةٌ سَحَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)) وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَعْصُرْ مَا فِي يَدِهِ)) وَقَالَ: ((عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

وَبَيِّدِهِ الْاُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ)). ترازو ہے۔ جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔

[راجع: ۴۶۸۴]

اللہ کے لیے ہاتھ کا اثبات مقصود ہے جس کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔ ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے دنیا میں نرا پانی ہی پانی اور نارائن یعنی پروردگار کا تخت پانی پر تھا۔ پانی میں سے ایک بخار نکلا اس سے ہوا پیدا ہوئی۔ ہواؤں کے آپس میں لڑنے سے آگ پیدا ہوئی، پانی کی تلچھٹ اور درد سے زمین، کامادہ بنا، واللہ اعلم۔ (وحیدی)

۷۴۱۲- حَدَّثَنَا مُقَدِّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ، وَتَكُونُ السَّمَاوَاتُ بِبَيْمِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ)) رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ. [راجع: ۳۱۹۴]

۷۴۱۳- وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا، وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ)). [راجع: ۴۸۱۲]

اللہ کے لیے مٹی کا اثبات ہوا۔

۷۴۱۳- ہم سے مقدم بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین اس کی مٹی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ اس کی روایت سعید نے مالک سے کی۔

۷۴۱۳- اور عمر بن حمزہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے سالم سے سنا، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث۔ ابو الیمان نے بیان کیا، انیس شعیب نے خبر دی، انیس زہری نے، انیس ابوسلمہ نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زمین کو اپنی مٹی میں لے لے گا۔

۷۴۱۴- ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا اس نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے کہا ہم سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور زمین کو بھی ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی

۷۴۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسَلِّمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا

اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ یہاں تک کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ پھر سورۃ انعام کی یہ آیت پڑھی ”وما قدرہ اللہ حق قدرہ“

الْمَلِكُ، فَصَحَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ [الانعام: ۹۱]

[راجع: ۳۸۱۱]

یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ اس روایت میں فضیل بن عیاض نے منصور سے اضافہ کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ پھر آنحضرت ﷺ اس پر تعجب کی وجہ سے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس دیئے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ فَضِيلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَصَحَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَجُّبًا وَتَصَدِيقًا لَهُ.

اللہ کے واسطے اس کی شان کے مطابق اٹھکوں کا اثبات ہوا۔ حدیث سے اللہ کے لیے پانچوں اٹھکوں کا اثبات ہے۔ پس اللہ پر اس کی جملہ صفات کے ساتھ بغیر تاویل و تکلیف ایمان لانا فرض ہے۔

(۷۴۱۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم سے سنا، کہا کہ میں نے علقمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوالقاسم! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا، زمین کو ایک انگلی پر روک لے گا، درخت اور مٹی کو ایک انگلی پر روک لے گا اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر روک لے گا اور پھر فرمائے گا کہ میں ”بادشاہ ہوں“ میں بادشاہ ہوں۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس پر ہنس دیئے۔ یہاں تک کہ آپ کے دانت دکھائی دینے لگے، پھر یہ آیت پڑھی ”وما قدرہ اللہ حق قدرہ“

۷۴۱۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُنْسِكُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْقُرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَحَّكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ [راجع: ۴۸۱۱]

(آگے مذکور ہے والارض جميعا قبضته يوم القيامة“ اس دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔ سلف صالحین نے ان صفات کی تاویل کو پسند نہیں فرمایا ہے۔ وهذا هو الصراط المستقيم۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ”اللہ سے زیادہ

غیرت مند اور کوئی نہیں“

اور عبید اللہ ابن عمرو نے عبد الملک سے روایت کی کہ ”اللہ سے زیادہ

۲۰- باب قول النبي ﷺ: ((لَا

شخص أعز من الله))

وقال عبيد الله بن عمرو، عن عبد

غیرت مند کوئی نہیں“

(۷۴۱۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب و راد نے اور ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو سیدھی تلوار سے اس کی گردن مار دوں پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے؟ بلاشبہ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے۔ چاہے وہ ظاہر میں ہوں یا چھپ کر اور معذرت اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں، اسی لیے اس نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور تعریف اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

اَلْمَلِكُ؟ لَا شَخْصَ اٰغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

۷۴۱۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمَغِيرَةِ، عَنِ الْمَغِيرَةِ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْنَفٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((تَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ وَاللَّهِ لَأَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهِ اَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْغَدْرُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ اَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ، وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمُدْحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ اَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ)).

[راجع: ۶۸۴۶]

باب سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے پیغمبر! ان سے پوچھ کس شے کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو ”شی“ سے تعبیر کیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے قرآن کو ”شی“ کہا۔ جب کہ قرآن بھی اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ کی ذات کے سوا ہر شے ختم ہونے والی ہے۔“

(۷۴۱۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا، ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب سے پوچھا کیا آپ کو قرآن میں سے کچھ شے یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے ان کے نام بتائے۔

۲۱- باب قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً؟

فَسَمِيَ اللَّهُ تَعَالَى نَفْسَهُ شَيْئًا قُلِ اللَّهُ وَاسْمَى النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ شَيْئًا، وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ، وَقَالَ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾.

۷۴۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: ((أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ. سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ سَمَّاهَا.

[راجع: ۲۳۱۰]

یہ آپ نے اس آدمی سے فرمایا تھا جس نے ایک عورت سے نکاح کی درخواست کی تھی مگر مہر کے لیے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ قرآن کو لفظ شے سے تعبیر کیا۔

باب سورہ ہود میں اللہ کا فرمان ”اور اس کا عرش پانی پر تھا“
”اور وہ عرش عظیم کا رب ہے“

۲۲- باب ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْمَاءِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

ابو العالیہ نے بیان کیا کہ ”استویٰ الی السماء“ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوا ”فسواھن“ یعنی پھرا نہیں پیدا کیا۔ مجاہد نے کہا کہ ”استویٰ“ بمعنی علا علی العرش ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”مجید“ بمعنی کریم ہے ”الودود“ بمعنی الحبيب بولتے ہیں، حمید مجید۔ گویا یہ فعل کے وزن پر ماضی سے ہے اور محمود حمید سے مشتق ہے۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ: اِرْتَفَعَ، فَسَوَاهُنْ: خَلَقَهُنَّ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اسْتَوَى: عَلَا عَلَى الْعَرْشِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمَجِيدُ: الْكَرِيمُ، وَالْوُدُودُ: الْحَبِيبُ يَقَالُ لَهُ: حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِيدٍ.

(۷۴۱۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے جامع بن شداد نے، ان سے صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے اس پر کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دے دی، اب ہمیں بخشش بھی دیجئے۔ پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اے اہل یمن! بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی تم اسے قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی۔ ہم آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور تاکہ آپ سے اس دنیا کی ابتدا کے متعلق پوچھیں کہ کس طرح تھی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تھا اور کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پھر اس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی (عمران بیان کرتے ہیں کہ) مجھے ایک شخص نے آکر خبر دی کہ عمران اپنی اونٹنی کی خبر لو، وہ بھاگ گئی ہے۔ چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ میں نے دیکھا کہ میرے اور اس کے درمیان ریت کا چٹیل میدان حائل ہے اور خدا کی قسم میری تمنا تھی

۷۴۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَادٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرَزٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)) قَالُوا: بَشَرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا: قَبِلْنَا جَنَّتْكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ؟ قَالَ: ((كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ))، ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ أَذْرِكْ نَاقَتَكَ، فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَفْتُ أَطْلُبُهَا، فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ

ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ. [راجع: ۳۱۹۰]

کہ وہ چلی ہی گئی ہوتی اور میں آپ کی مجلس سے نہ اٹھا ہوتا۔

اللہ کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے، اس پر بغیر تاویل کے ایمان لانا ضروری ہے اور تاویل سے بچنا طریقہ سلف ہے۔

(۷۴۱۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اسے کوئی خرچ کم نہیں کرتا جو دن و رات وہ کرتا رہتا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب سے زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا ہے کتنا خرچ کر دیا ہے۔ اس سارے خرچ نے اس میں کوئی کمی نہیں کی جو اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ اٹھاتا اور جھکاتا ہے۔

۷۴۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ يَمِينَ اللَّهِ مَلَأَى، لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي يَمِينِهِ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبْدُهُ الْآخَرَى الْفَيْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)). [راجع: ۴۶۸۴]

اللہ کے ہر دو ہاتھ ثابت ہیں جیسا اللہ ہے ویسے اس کے ہاتھ ہیں۔ اس کی کیفیت میں کبید کرنا بدعت ہے۔

(۷۴۲۰) ہم سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (اپنی بیوی کی) شکایت کرنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسے ضرور چھپاتے۔ بیان کیا کہ چنانچہ زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر سے کہتی تھیں کہ تم لوگوں کی تمہارے گھر والوں نے شادی کی۔ اور میری اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے شادی کی اور ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیت ”اور آپ اس چیز کو اپنے دل میں چھپاتے ہیں جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے“ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۷۴۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَقِي اللَّهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا لَكُنَّ هَذِهِ قَالَتْ: فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: زَوْجُكُمْ أَهَالِكُمْ وَزَوْجِنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ. وَعَنْ ثَابِتٍ: ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

[راجع: ۴۷۸۷]

حدیث سے اللہ تعالیٰ کا ساتوں آسمانوں کے اوپر ہونا ثابت ہے۔ باب سے یہی مناسبت ہے۔

(۷۴۲۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی

۷۴۲۱- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ

اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت کے ولیمہ کی دعوت دی اور زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے آسمان پر کرایا تھا۔

مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَ تَفَخَّرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. [راجع: ٤٧٩١]

اس حقیقت کو ان ہی لفظوں میں بلاچون و چرا تسلیم کرنا طریقہ سلف ہے۔

(۷۴۲۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھ کر ہے۔

۷۴۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ، إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ عَلَى غَضَبِي)).
عرش ایک مخلوق ہے جس کا وجود قدیم ہے۔

(۷۴۲۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن قلیع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ خواہ اس نے ہجرت کی ہو یا وہیں مقیم رہا ہو جہاں اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کی اطلاع لوگوں کو نہ دے دیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جماد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانہ درجے کی جنت ہے اور بلند ترین اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

۷۴۲۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وَلَدَ فِيهَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُّوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). [راجع: ۲۷۹۰]

جنوں کو اور عرش کو اسی ترتیب سے تسلیم کرنا آیت ”الذین یؤمنون بالغیب“ کا تقاضا ہے آمنا بما قال اللہ وقال رسولہ (۷۴۲۴) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے اور ان سے ابراہیم بن یحییٰ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابو ذر! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کہاں جاتا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت چاہتا ہے پھر اسے اجازت دی جاتی ہے اور گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے آئے ہو۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”ذالک مستقرہا“ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت یوں ہی ہے۔

۷۴۲۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذَرِي آيِنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟)) قَالَ: قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ازْجَعِي مِنْ حَيْثُ جَنَّتْ فَتَطْلُعَ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ذَلِكَ مُسْتَقَرُّ لَهَا﴾ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ. [راجع: ۳۱۹۹]

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکتا ہے کہ سورج حرکت کرتا ہے اور زمین ساکن ہے جیسے اگلے فلاسفہ کا قول تھا اور ممکن ہے کہ حرکت سے یہ مراد ہو کہ ظاہر میں جو سورج حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس صورت میں لوٹ جانے کا لفظ ذرا غیر چپاں ہو گا۔ دوسرا شبہ اس حدیث میں یہ ہوتا ہے کہ طلوع اور غروب سورج کا باعتبار اختلاف اقلیم اور بلدان تو ہر آن میں ہو رہا ہے پھر لازم آتا ہے کہ سورج ہر آن میں سجدہ کر رہا ہو اور اجازت طلب کر رہا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ہر آن میں وہ ایک ملک میں طلوع دوسرے میں غروب ہو رہا ہے اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ کا سجدہ گزار اور طالب حکم ہے۔ اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ سجدے سے یہ سجدہ تھوڑے مراد ہے جیسے آدمی سجدہ کرتا ہے بلکہ سجدہ قہری اور حالی یعنی اطاعت اور امر خداوندی۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے۔ معلوم ہوا پروردگار کا عرش بھی کروی ہے اور سورج ہر طرف سے اس کے تلے واقع ہے کیونکہ عرش تمام عالم کے وسط اور تمام عالم کو محیط ہے۔ اب یہ اشکال رہے گا۔ لہذا تذهب فی تسجد تحت العرش میں حتی کے کیا معنی رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حتی یہاں تعلیل کے لیے ہے یعنی وہ اس لیے چل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ عرش کے تلے سربسجود اور مطیع اور خداوندی رہے۔ نوٹ: سائنسدانوں اور جغرافیہ دانوں کے مفروضے آئے روز بدلتے رہتے ہیں ہمیں اسی چیز پر ایمان رکھنا چاہیے کہ سورج حرکت کرتا ہے اور سجدہ بھی، کیفیت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (محمود الحسن اسد)

(۷۴۲۵) ہم سے موسیٰ بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سباق نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور لیث نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن خالد نے

۷۴۲۵- حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ. عَنْ ابْنِ

بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا، پھر میں نے قرآن کی تلاش کی اور سورہ توبہ کی آخری آیت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی۔ یہ آیات مجھے کسی اور کے پاس نہیں ملی تھیں۔ لہذا جاء کم رسول من انفسکم۔ سورہ برأت کے آخر تک۔ ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا اور ان سے یونس نے یہی بیان کیا اور بیان کیا کہ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سورہ توبہ کی آخری آیات پائیں۔

[راجع: ۲۸۰۷]

باب کی مناسبت اس آیت میں عرش کا ذکر ہے۔
۷۴۲۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهَبٌ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْخَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)). [راجع: ۶۳۴۵]

(۷۴۲۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قنادہ نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت جاننے والا بڑا بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔“

عرش عظیم ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ خدا جانے تاویل کرنے والوں نے اس پر کیوں غور نہیں کیا۔

(۷۴۲۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن سب لوگ بیہوش کر دیئے جائیں گے پھر میں سب سے پہلے ہوش میں آکر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔

۷۴۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَضَعُفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ)). [راجع: ۲۴۱۲]

(۷۴۲۸) اور ماجشون نے عبد اللہ بن فضل سے روایت کی، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

۷۴۲۸- وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

پھر میں سب سے پہلے اٹھنے والا ہوں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ تھامے ہوئے ہیں۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ)).

[راجع: ۲۴۱۱]

باب سے یہ مناسبت ہے کہ اس میں عرش کا ذکر ہے۔ عرش کی تاویل کرنے والے طریقہ سلف کے خلاف بولتے ہیں۔ غفر اللہ لہم (آمین)

باب سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

۲۳- باب قول الله تعالى:

”فرشتے اور روح القدس اس کی طرف چڑھتے ہیں“ اور اللہ جل ذکرہ کا سورہ فاطر میں فرمان کہ ”اس کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں“ اور ابو جمرہ نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ کے بعثت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ مجھے اس شخص کی خبر لا کر دو جو کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ اور مجاہد نے کہا نیک عمل پاکیزہ کلمے کو اٹھا لیتا ہے۔ (اللہ تک پہنچا دیتا ہے) ذی المعارج سے مراد فرشتے ہیں جو آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔

﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِأَخِيهِ: أَعْلَمَ لِي عِلْمٌ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ. يَقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ: الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللَّهِ.

شرح اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اللہ جل جلالہ کے علو اور فوقیت کے اثبات کے دلائل بیان کئے ہیں۔ الہدایت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جت فوق میں ہے اور اللہ کو اوپر سمجھنا یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جاہل سے جاہل فخص جب مصیبت کے وقت فریاد کرتا ہے تو منہ اوپر اٹھا کر فریاد کرتا ہے مگر جمعیہ اور ان کے اتباع نے برخلاف شریعت و برخلاف فطرت انسانی فوقیت رحمانی کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جہم نماز میں بھی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ کے سبحان ربی الاسفل کہا کرتا۔ لعنة اللہ علیہ۔

(۷۴۲۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یکے بعد دیگرے تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں اور یہ عصر اور فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ اوپر چڑھتے ہیں۔ جنوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہوتی ہے۔ پھر اللہ تمہارے بارے میں ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اسے تمہاری خوب خبر ہے۔ پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۷۴۲۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَآتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ)).

[راجع: ۵۵۵]

٧٤٣٠- وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنَ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا بِمِثْنِهِ، ثُمَّ يُرِيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَتَى أَحَدُكُمْ فَلُوهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَلِّ)). وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ)).

-96-

٧٤٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)).

اس میں عرش عظیم کا ذکر ہے باب سے یہی مناسبت ہے۔

٧٤٣٢- حَدَّثَنَا قَيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ، أَوْ أَبِي نَعْمٍ
شَكَّ قَيْصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: بُعِثَ إِلَى

نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا بھیجا گیا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، ان سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، انہیں ابن ابی نعم نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو آنحضرت ﷺ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاش العامری اور زید الخیل الطائی میں تقسیم کر دیا۔ اس پر قریش اور انصار کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک مصلحت کے لیے ان کا دل بھلاتا ہوں۔ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں گلے پھولے ہوئے تھے اور سر گٹھا ہوا تھا اس مردود نے کہا اے محمد! (ﷺ) اللہ سے ڈر۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے مجھے زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ پھر حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت خالد بن ولیدؓ یا حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف لفظ پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکال کر پھینک دیئے جائیں گے جس طرح تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے، وہ اہل اسلام کو (کافر کہہ کر) قتل کریں گے اور بیت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں نے ان کا دور پایا تو انہیں قوم عاد کی طرح نیست و نابود کر دوں گا۔

النَّبِيُّ ﷺ بِذَهَبِيَّةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ. وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذَهَبِيَّةٍ فِي تَرْبِيَّتِهَا، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عَيِّنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ، وَبَيْنَ عُلْقَمَةَ بْنِ غَلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِي، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نُبَهَانَ فَتَغَضَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا: يُعْطِيهِ صَادِقُ أَهْلِ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدْعُنَا قَالَ: إِنَّمَا أَنَا لِفُهْمٍ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِبُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِيءُ الْجَبِينِ، كَثُ اللَّحْيَةِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، مَخْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي)) فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أَرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنْعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ صِنْصِيءٍ هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَذْرَكْتَهُمْ لَا قَتَلْنَهُمْ قَتْلَ عَادٍ)). [راجع: ۳۳۴۴]

شرح اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس کے دوسرے طریق (کتاب المغازی) میں یوں ہے کہ ہا، اس پاک پروردگار کا امین ہوں جو آسمانوں میں یعنی عرش عظیم پر ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق

اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۷۴۳۳) ہم سے عیاش بن الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آیت ”والشمس تجری لمستقر لہا“ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

۷۴۳۳- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

[راجع: ۳۱۹۹]

تشیع باب کی سب احادیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے علو اور فوقیت باری تعالیٰ ثابت کی اور اس کے لیے جہت فوق ثابت کی جیسے اہل حدیث کا مذہب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں جو رب العرش ہے اس سے بھی یہی مطلب نکالا کیونکہ عرش تمام اجسام کے اوپر ہے اور رب العرش عرش کے اوپر ہو گا اور تعجب ہے ابن مزیر سے کہ انہوں نے امام بخاری کے مشرب کے خلاف یہ کہا کہ اس باب سے ابطال جہت مقصود ہے۔ اگر امام بخاری کی یہ غرض ہوتی تو وہ صعود اور عروج کی آیتیں اور علو کی احادیث اس باب میں کیوں لائے معلوم نہیں کہ فلاسفہ کے چوزوں کا اثر ابن مزیر اور ابن حجر اور ایسے علماء حدیث پر کیونکر پڑ گیا جو اثبات جہت کی دلیلوں سے المناط طلب سمجھتے ہیں یعنی ابطال جہت، ان ہذا لشیعی عجاب۔

۲۴- باب قولِ اللہ تعالیٰ: **باب سورۃ قیامت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اس دن بعض**

چہرے تروتازہ ہوں گے، وہ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے، یاد دیکھ رہے ہوں گے

﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾

اس باب میں امام بخاری نے دیدار الہی کا اثبات کیا جس کا جہمیہ اور معتزلہ اور روافض نے انکار کیا ہے۔

(۷۴۳۴) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد اور ہشیم نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے جریر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ نے چاند کی طرف دیکھا۔ چودھویں رات کا چاند تھا اور فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی دھکا پیل نہیں ہو گی۔ پس اگر تمہیں اس کی طاقت ہو کہ سورج طلوع ہونے کے پہلے اور سورج غروب ہونے کے پہلے کی نمازوں میں سستی نہ ہو تو ایسا کر لو۔

۷۴۳۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، وَهَشِيمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُصَاوُونَ فِي رُؤْيَاهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَىٰ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوا)).

[راجع: ۵۵۴]

تشیع یہ تشبیہ رؤیت کی ہے ساتھ رؤیت کے جیسے چاند کی رؤیت ہر شخص کو بے وقت اور بلا تکلیف کے میسر ہوتی ہے اسی

طرح آخرت میں پروردگار کا دیدار بھی ہر مومن کو بے دقت اور بلا تکلیف حاصل ہو گا۔ اب قسطلانی نے جو معلوکی سے نقل کیا کہ اس کی روایت بلا جہت ہوگی تمام جہات میں کیونکہ وہ جہت سے پاک ہے۔ یہ عجیب کلام ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور فطان خیالات کا وہی تقلید ہے فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی۔ اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول نے کہاں فرمایا ہے کہ وہ تعالیٰ شانہ جہت یا جمیعت سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ دل کی تراشی ہوئی باتیں ہیں۔

۷۴۳۵- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْبُرْبُوعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عَيْنًا)). [راجع: ۵۵۴]

۷۴۳۵- ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن یوسف البربوعی نے بیان کیا، ان سے ابوشہاب نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو صاف صاف دیکھو گے۔

ثابت ہوا کہ قیامت کے دن دیدار حق تعالیٰ برحق ہے۔

۷۴۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَّانُ بْنُ بَشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرُونَ هَذَا، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَاهِ)). [راجع: ۵۵۴]

۷۴۳۶- ہم سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ چودھویں رات کو ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اپنے رب کو قیامت کے دن اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوگی۔ کھلم کھلا دیکھو گے۔ بے تکلف، بے مشقت، بے زحمت۔

قیامت کے دن دیدار باری تعالیٰ حق ہے جو ہر مومن مسلمان کو بلا دقت ہو گا جیسے چودھویں رات کا چاند سب کو صاف نظر آتا ہے۔ اللہم ارزنا آمین۔

۷۴۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ تَضَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَهَلْ تَضَارُونَ فِي الشَّمْسِ

۷۴۳۷- ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عطاء بن یزید لئی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے پوچھا، کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا کیا جب بادل نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ

بنے فرمایا کہ پھر تم اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ تم میں جو کوئی جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے۔ چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا، جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے لگ جائے گا (اسی طرح قبروں تعزیوں کے پیجاری قبروں تعزیوں کے پیچھے لگ جائیں گے) پھر یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں بڑے درجہ کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے یا منافق بھی ہوں گے ابراہیم کو ان لفظوں میں شک تھا۔ پھر اللہ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم یہیں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب آجائے جب ہمارا رب آجائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ اقرار کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط نصب کر دیا جائے گا اور میں اور میری امت سب سے پہلے اس کو پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیاء بات کر سکیں گے اور ان انبیاء کی زبان پر یہ ہو گا۔ اے اللہ! مجھ کو محفوظ رکھ مجھ کو محفوظ رکھ۔ اور دوزخ میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح آٹکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ! تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں ہی کی طرح ہوں گے۔ البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اس کا طول و عرض اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اپک لیں گے تو ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جو تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے عمل بد کی وجہ سے وہ دوزخ میں گر جائیں گے یا اپنے عمل کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان میں سے بعض ٹکڑے کر دیئے جائیں گے یا بدلہ دیئے جائیں گے یا اسی جیسے الفاظ بیان کئے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا اور

لَيْسَ ذُوْنَهَا سَحَابٌ؟) قَالُوا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَأَنْتُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ، يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ، فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ، الشَّمْسُ وَتَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ، وَتَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوْاعِيتِ الطَّوْاعِيتِ، وَتَقْبِي هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا)) شَكَ إِبْرَاهِيمُ ((فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ، فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا، فَيَتَّبِعُونَهُ وَيَضْرِبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُهَا، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعَايَ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ، اللَّهُمَّ سَلِّمْ وَسَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبٌ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانِ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَأِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عَظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ، تَخْطِفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ الْمُؤَبَّقُ بِعَمَلِهِ أَوْ الْمُؤَتَّقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُخْرَدَلُ أَوْ الْمُجَازِي أَوْ نَحْوُهُ، ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ، مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

جب بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہو گا اور دوزخیوں میں سے جسے اپنی رحمت سے باہر نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، انہیں دوزخ سے باہر نکال لیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا۔ ان میں سے جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تھا۔ چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشان سے دوزخ میں پہچانیں گے۔ دوزخ ابن آدم کا ہر عضو جلا کر بھسم کر دے گی سوا سجدہ کے نشان کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدہ کے نشان کو جلائے (یا اللہ! ہم گنہگاروں کو دوزخ سے محفوظ رکھیں ہم کو تیری رحمت سے یہی امید ہے) چنانچہ یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکلے جائیں گے کہ یہ جل بھن چکے ہوں گے۔ پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور یہ اس کے نیچے سے اس طرح اگ کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو گا۔ ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہو گا، وہ ان دوزخیوں میں سب سے آخری انسان ہو گا جسے جنت میں داخل ہونا ہے۔ وہ کہے گا اے رب! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اسکی گرم ہوانے پریشان کر رکھا ہے اور اس کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو مجھ سے کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد بیان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب! مجھے صرف جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے وعدے نہیں کئے تھے کہ جو کچھ میں نے دے دیا ہے اس کے سوا

مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرُ السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرِ السُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ امْتَحِشُوا، فَيَصْبُ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بَوَجهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ اصْرَفَ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحَهَا وَاحْرَقَنِي ذُكَاؤُهَا، فَيَدْعُو اللَّهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ؟ يَقُولُ: لَا وَعَزَّيْكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، وَيُعْطِي رَبُّهُ مِنْ غُهوِدٍ وَمَوَاقِيقَ مَا شَاءَ، فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَاهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ قَدَّمَنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، يَقُولُ اللَّهُ لَهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَغْطَيْتَ غُهوِدَكَ وَمَوَاقِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا؟ وَيَلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهُ حَتَّى يَقُولَ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ؟ يَقُولُ: لَا وَعَزَّيْكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ غُهوِدٍ وَمَوَاقِيقَ فَيَقْدُمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا قَامَ

إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ النَّخْبَةِ وَالسُّرُورِ، فَيَسْكُنُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُنَ ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ: أَلَسْتُ قَدْ أَعْطَيْتَ عَهْدَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطَيْتَ؟ فَيَقُولُ: وَبَلَّكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدِرُكَ فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشَقَى خَلْقِكَ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ مِنْهُ، فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهُ: أَدْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ: تَمَنَّهُ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللَّهَ لَيَذْكُرُهُ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْإِيمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)).

[راجع: ۸۰۶]

اور کچھ کبھی تو نہیں مانگے گا؟ افسوس ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ کہے گا اے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو اس کے سوا کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص وعدہ کرے گا۔ چنانچہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔ پھر جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر خیریت اور مسرت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا۔ پھر کہے گا اے رب! مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دے دیا ہے اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس! ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ کہے گا اے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بد بخت نہ بنا۔ چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا، جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دو۔ جب جنت میں اسے داخل کر دے گا تو اس سے فرمائے گا کہ اپنی آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا۔ وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہیں جیسی اور تمہیں ملیں گی۔ (اللهم ارزقنا آمین)

(۷۴۳۸) - قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ : وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: ((ذَلِكَ لَكَ، وَمِثْلُهُ مَعَهُ))، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: وَعَشْرَةُ امثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو

سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: ((ذَلِكَ لَكَ، وَمِثْلُهُ مَعَهُ))، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: وَعَشْرَةُ امثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو

ارشاد ہے کہ ”یہ اور انہیں جیسی اور“ اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے آپ کا یہ ارشاد یاد کیا ہے کہ ”تمہیں یہ سب چیزیں ملیں گی اور اس سے دس گنا“ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخری داخل ہونے والا ہوگا۔

هُرَيْرَةُ: مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ: ((ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ))، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَوْلَهُ: ((ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةُ امْثَالِهِ))، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ. [راجع: ۲۲]

تشریح اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے آنے کا ذکر ہے۔ معتزلہ، جہمیہ، متکلمین نے اللہ کے آنے کا انکار کیا ہے اور ایسی آیات و احادیث جن میں اللہ کے آنے کا ذکر ہے۔ ان کی دور از کار تاویلات کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آتا بھی ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے مگر اس کی حرکت کو ہم کسی مخلوق کی حرکت سے تشبیہ نہیں دے سکتے نہ اس کی حقیقت کو ہم جان سکتے ہیں۔ وہ عرش پر ہے اور اس سے آسمان دنیا پر نزول بھی فرماتا ہے جس کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں۔ ایسے ہی اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا بھی ذکر ہے۔ اس کا ہنسنا بھی برحق ہے جس کی تاویل کرنا غلط ہے۔ سلف صالحین کا یہی مسلک تھا کہ اس کی شان و صفت جس طرح قرآن و حدیث میں مذکور ہے اس پر بلاچوں و چرا ایمان لانا فرض ہے۔ امنا باللہ کما هو باسماہ و صفاتہ ہر دو صحابیوں کا لفظی اختلاف اپنے اپنے سماع کے مطابق ہے۔ ہر دو کا مطلب ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جنتیوں کو بے شمار نعمتیں عطا کرے گا جہاں میں انہیں اللہ تعالیٰ و ملائکۃ الاعین۔ (الترغیب: ۷۱)

(۷۳۳۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے خالد ابن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم کو سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے رب کے دیدار میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پیش آئے گی۔ جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں نہیں پیش آتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کیا کرتی تھی۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ، تمام جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے

۷۴۳۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((هَلْ تُصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟)) قُلْنَا: لَا قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَيْهِمَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ، وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ

تھے۔ ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی چمکدار ہوگی جیسے میدانِ کاریت ہوتا ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے) پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر ابن اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو خدا کے نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا کہ پو وہ اس چمکتی ریت کی طرف پانی جان کر چلیں گے اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کے نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے سیراب کئے جائیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ پو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو جب کہ سب لوگ جاچکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے ایسے وقت جدا ہوئے کہ ہمیں ان کی دنیاوی فائدوں کے لیے بہت زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا ہے کہ ہر قوم اس کے ساتھ ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ بیان کیا کہ پھر اللہ جبار ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہو گا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے اور اس دن انبیاء کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے؟ وہ کہیں گے کہ ”ساق“ (پنڈلی) پھر اللہ اپنی پنڈلی کو کھولے گا اور

مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغَيْرَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُؤْتِي بِجَهَنَّمَ تَغْرَضُ كَأَنَّهَُا سَرَابٌ فَقَالَ لِلْيَهُودِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ غَزِيرًا ابْنَ اللَّهِ فَقَالَ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَقَالَ: اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ، ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ فَيَقُولُونَ: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَقَالَ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ؟ فَيَقُولُونَ: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَقَالَ: اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ فَقَالَ لَهُمْ: مَا يَخْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ: فَارْتَقَانَاهُمْ وَنَحْنُ أَخَوُجُ مِنْآ إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ: فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يَكْلُمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ؟ فَيَقُولُونَ: السَّاقُ فَيُكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِبَاءً وَسَمْعَةً، فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدُ فَيَعْبُدُ ظَهْرَهُ طَبَقًا وَاحِدًا، ثُمَّ يُؤْتِي بِالْجَسَرِ فَيَجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ: ((مَذْخَصَةٌ

ہر مومن اس کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لیے اسے سجدہ کرتے تھے، وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح ہو کر رہ جائے گی۔ پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک پھسلواں گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں، آکڑے ہیں، چوڑے چوڑے کانٹے ہیں، ان کے سر خمدار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر پلک مارنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صبح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بیچ لٹکنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔ تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے اور جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انہیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے نجات فرما) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے دوزخ سے نکال لو اور اللہ ان کے چہروں کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔ چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض کا تو جہنم میں قدم اور آدھی پنڈلی جلی ہوئی ہے۔ چنانچہ جنہیں وہ پہچانیں گے انہیں دوزخ سے نکالیں گے، پھر واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں آدھی اشرفی کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے۔ پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ پہچانے جانے والوں کو نکالیں گے۔

مَرْزَلَةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفْلَطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ غَفِيَاءٌ، تَكُونُ بَسْجِدٍ يُقَالُ لَهَا : السُّغْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالزَّبْحِ وَكَالْجَاوِدِ الْخَيْلِ وَالرَّكَابِ فَتَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْذُوشٌ وَمَكْذُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَمُرُّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا لَمَّا أَنْتُمْ بَاشِدٌ لِي مُنَاشِدَةٌ فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمِيذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا الَّذِينَ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنَ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، وَيُخْرَجُ اللَّهُ صَوْرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى انْصَافِ سَاقِيهِ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنَ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَأَقْرَأُوا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يضاعفها﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ: بَقِيتُ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدْ

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو ”اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔“ اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔ پھر انبیاء اور مومنین اور فرشتے شفاعت کریں گے اور پروردگار کا ارشاد ہو گا کہ اب خاص میری شفاعت باقی رہ گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھر لے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جو کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر وہ جنت کے سرے پر ایک نہر میں ڈال دیئے جائیں گے جسے نہر آب حیات کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے کنارے سے اس طرح ابھریں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھرتا ہے۔ تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہو گا تو جس پر دھوپ پڑتی رہتی ہے وہ سبز ابھرتا ہے اور جس پر سایہ ہوتا ہے وہ سفید ابھرتا ہے۔ پھر وہ اس طرح ٹھکیں گے جیسے موتی چمکتا ہے۔ اس کے بعد ان کی گردنوں پر مہر کر دی جائیں گی (کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں) اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اہل جنت انہیں ”عققاء الرحمن“ کہیں گے۔ انہیں اللہ نے بلا عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بلا خیر کے جو ان سے صادر ہوئی ہو جنت میں داخل کیا ہے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم دیکھتے ہو اور اتنا ہی اور بھی ملے گا۔

(”عققاء الرحمن“ یعنی رحم کرنے والے اللہ کے آزاد کردہ بندے یہ اس امت کے گنہگار بے عمل لوگ ہوں گے اللھم اغفر لجميع المسلمين والمسلمات۔ آمین) جھوٹے معبودوں کے پجاریوں کی طرح قبروں کو پوجنے والے ان قبروں کے ساتھ اور تعزیے علم وغیرہ کے پجاری ان کے ساتھ چلے جائیں گے۔

(۷۴۴۰) اور حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے حمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومنوں کو (گرم میدان میں) روک رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے وہ غمگین ہو جائیں گے اور (صلاح کر کے) کہیں گے کہ کاش کوئی ہمارے رب سے ہماری شفاعت کرتا کہ ہمیں اس حالت سے نجات ملتی۔ چنانچہ وہ مل کر آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ

امْتَحِنُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِالْفَوَاحِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْجَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ لَمَّا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَحْضَرُ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَيْضًا فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيَجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هَؤُلَاءِ عَتَقَاءُ الرَّحْمَنِ ادْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ بَغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ، وَلَا خَيْرَ قَدَمُوهُ فَيَقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)۔ [راجع: ۲۲]

۷۴۴۰- وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهْمُوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبَّنَا فَيَرْبِحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ

انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں مقام عطا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں تاکہ ہمیں اس حالت سے نجات دے۔ بیان کیا کہ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو باوجود روکنے کے درخت کھالینے کی وجہ سے ان سے ہوئی تھی اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے اللہ رب العزت سے سوال کر کے (اپنے بیٹے کی بخشش کے لیے) انہوں نے کی تھی اور کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔ بیان کیا کہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ تو وہ بھی یہی عذر کریں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ ان تین باتوں کو یاد کریں گے جن میں آپ نے بظاہر غلط بیانی کی تھی اور کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے توریت دی اور ان سے بات کی اور ان کو نزدیک کر کے ان سے سرگوشی کی۔ بیان کیا کہ پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور وہ اپنی غلطی یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کر کے انہوں نے کی تھی۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں تم لوگ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے۔

چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اس کے در دولت یعنی عرش معلیٰ پر آنے کے لیے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی

بَیْدِهِ وَأَسْأَلُكَ جَنَّتَهُ وَأَسْأَلُكَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ
وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِنَشْفَعُ لَنَا عِنْدَ
رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ:
فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، قَالَ: وَيَذْكُرُ
خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ
وَقَدْ نَهَى عَنْهَا، وَلَكِنْ أَتَوْنَا نُوحًا أَوَّلَ
نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ،
فَيَاثُونَ نُوحًا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ
خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ،
وَلَكِنْ أَتَوْنَا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ:
فَيَاثُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ،
وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ، وَلَكِنْ
أَتَوْنَا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ وَكَلَّمَهُ
وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ: فَيَاثُونَ مُوسَى فَيَقُولُ:
إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي
أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنْ أَتَوْنَا عِيسَى
عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ،
قَالَ: فَيَاثُونَ عِيسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ
وَلَكِنْ أَتَوْنَا مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَاثُونِي
فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي
عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا
شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي فَيَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ
وَقُلْ: يُسْمَعُ وَاشْفَعُ تُشْفَعُ وَسَلْ تُعْطَى قَالَ:
فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَتْنِي عَلَى رَبِّي بِشَاءٍ
وَتَحْمِيدٍ يَعْلَمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُحْدِثُ لِي حَدًّا،
فَأَخْرُجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ:

وَسَمِعْتُهُ اَيْضًا يَقُولُ: ((فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَعُوذُ فَأَسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذِنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ: اَرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعُ وَاشْفَعُ تُشْفَعُ وَرَسُولُ نِعْمَةٍ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَتْنِي عَلَى رَبِّي بِنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمْنِيهِ قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)) قَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَعُوذُ النَّالَةَ فَأَسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذِنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ: اَرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعُ وَاشْفَعُ تُشْفَعُ وَرَسُولُ نِعْمَةٍ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَتْنِي عَلَى رَبِّي بِنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمْنِيهِ قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)) قَالَ قَتَادَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ: ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ قَالَ: وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وَعَدَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ)). [راجع: ٤٤]

اجازت دی جائے گی پھر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھے جب تک چاہے گا اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر فرمائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! سر اٹھاؤ، کوسنا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، جو مانگو گے دیا جائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں شفاعت کروں گا۔ چنانچہ میرے لیے حد مقرر کی جائے گی اور میں اس کے مطابق لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ قنادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ پھر میں نکالوں گا اور جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر تیسری مرتبہ اپنے رب سے اس کے در دولت کے لیے اجازت چاہوں گا اور مجھے اس کی اجازت دی جائے گی۔ پھر میں اللہ رب العزت کو دیکھتے ہی اس کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یوں ہی چھوڑے رکھے گا۔ پھر فرمائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ، کوسنا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو دیا جائے گا۔ آپ نے بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں اس کے مطابق جہنم سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ قنادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ پھر میں لوگوں کو نکالوں گا اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، یہاں تک کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روک رکھا ہو گا یعنی انہیں ہمیشہ ہی اس میں رہنا ہو گا (یعنی کفار و مشرکین) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”قریب ہے کہ آپ کا رب مقام محمود پر آپ کو بھیجے گا“ فرمایا کہ یہی وہ مقام محمود ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔

مقام محمود وہ رفیع الشان درجہ ہے جو خاص ہمارے رسول کریم ﷺ کو عنایت ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس مقام پر اگلے اور پچھلے سب رشک کریں گے۔ روایت میں اوپر اللہ کے گھر کا ذکر آیا ہے۔ گھر سے مراد جنت ہے اضافت تشریف

کے لیے ہے جیسے بیت اللہ۔ مصانع والے نے کہا ترجمہ یوں ہے میں اپنے مالک سے اجازت چاہوں گا جب میں اس کے گھر یعنی جنت میں ہوں۔ یہاں گھر سے مراد خاص وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس وقت تجلی فرما ہو گا وہ عرش معلیٰ ہے اور عرش کو صحابہ نے خدا کا گھر کہا ہے۔ ایک صحابی کا قول ہے وکان مکان اللہ اعلیٰ وادفع (وحیدی)

حدیث میں اللہ کے لیے پنڈلی کا ذکر ہے اس پر جس طرح وہ مذکور ہے بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے۔ اس کی حقیقت اللہ کے حوالہ کرنا طریقہ سلف ہے۔ اسی طرح اہل نار کو مٹھی بھر کر نکالنے اور جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہے جو برحق ہے جیسا اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے ویسی اس کی مٹھی ہے جس کی تفصیل معلوم کرنا ہماری عقلوں سے بعید ہے۔ اللہ کی مٹھی کا کیا ٹھکانا ہے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے وہ دوزخی جو اللہ کی مٹھی میں آکر دوزخ سے نجات پا کر داخل جنت ہوں گے۔

حافظ صاحب نقل فرماتے ہیں لا تضامون فی رویہ بالضم والتشدید معناه تجتمعون لرؤیہ فی جهة ولا یضم بعضهم الی بعض ومعناه بفتح التاء کذا لک والاصل لا تضامون فی رویہ باجتماع فی جهة فانکم ترونہ فی جہانکم کلہا۔ (خلاصہ فتح الباری) یعنی لفظ تضامون تاکہ پیش اور میم کے تشدید کے ساتھ اس کے معنی یہ کہ اس اللہ کے دیدار کرنے میں تمہاری بھیڑ نہیں ہوگی۔ تم اسے ہر طرف سے دیکھ سکو گے اور بعض بعض سے نہیں ٹکرائے گا اور تاکہ فتح کے ساتھ بھی معنی یہی ہے۔ اصل میں یہ لفظ لا تضامون دو تاکہ کے ساتھ ہے ایک تاکہ تخفیف کے لیے حذف کر دیا گیا مطلب یہی ہے کہ تم اس کا ہر طرف سے دیدار کر سکو گے بھیڑ بھاڑ نہیں ہوگی جیسا کہ چاند کے دیکھنے کا منظر ہوتا ہے۔ لفظ طاغوت سے شیاطین اور اصنام اور گمراہی و ضلالت کے سردار مراد ہیں۔ اثر الجود سے مراد چہرہ یا سارے اعضائے جود مراد ہیں قال عیاض یدل علی ان المراد بانثر السجود الوجه خاصة اثر سجدہ سے خاص چہرہ مراد ہے۔ آخر حدیث میں ایک آخری خوش نصیب انسان کا ذکر ہے جو سب سے پیچھے جنت میں داخل ہو کر سرور حاصل کرے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ قارئین بخاری شریف مرووں عورتوں کو جنت کا داخلہ عطا کرے اور سب کو دوزخ سے بچائے آمین۔ اللہم انا نسالک الجنة ونعوذک من النار فتقبل دعاءنا یا رب العالمین آمین!

(۷۴۴۱) ہم سے عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے بیان کیا ان سے صالح نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے بیان کیا ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا اور انہیں ایک ڈیرے میں جمع کیا اور ان سے کہا کہ صبر کرو یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے آکر ملو۔ میں حوض پر ہوں گا۔

۷۴۴۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ ابْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي عَمِّي حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ: ((اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنِّي عَلَى الْخَوْصِ)). [راجع: ۳۱۴۶]

اللہ اور اس کے رسول کی ملاقات محشر میں برحق ہے اس کا انکار کرنے والے گمراہ ہیں۔ حدیث ہذا کا یہی مقصود ہے۔ مال غنیمت سے متعلق انصار کو بعض دفعہ کچھ ملال ہو جاتا تھا اس پر آپ نے ان کو تسلی دلائی۔

ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح نکلی کہ فرمایا تم اللہ سے مل جاؤ یعنی اللہ کا دیدار تم کو حاصل ہو۔

(۷۴۴۲) مجھ سے ثابت بن محمد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا ان سے ابن جریج نے بیان کیا ان سے سلیمان

۷۴۴۲- حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ

احول نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تہجد کی نماز میں یہ دعا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان و زمین کا تھانے والا ہے اور ان سب کا جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو آسمان و زمین کا نور ہے اور ان سب کا جو ان میں ہیں۔ تو سچا ہے۔ تیرا قول سچا، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، قیامت سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیرے پاس اپنے جھگڑے لے گیا اور تیری ہی مدد سے مقابلہ کیا، پس تو مجھے معاف کر دے، میرے وہ گناہ بھی جو میں پہلے کر چکا ہوں اور وہ بھی جو بعد میں کروں گا اور وہ بھی جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور وہ بھی جو ظاہر طور پر کیا اور وہ بھی جن میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ عنہ نے کہا کہ قیس بن سعد اور ابو الزبیر نے طاؤس کے حوالہ سے ”قیام“ بیان کیا اور مجاہد نے ”قیوم“ کہا یعنی ہر چیز کی نگرانی کرنے والا اور عمر رضی اللہ عنہ نے ”قیام“ پڑھا اور دونوں ہی مرح کے لیے ہیں۔

الْأَخْوَالِ، عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْحَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَغْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قِيَامٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِيَوْمُ: الْقِيَامُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، وَقَرَأَ عُمَرُ الْقِيَامُ وَكِلَاهُمَا مَذْحُجٌ. [راجع: ۱۱۲۰]

قیام مبالغہ کا صیغہ ہے معنی وہی ہے یعنی خوب تھانے والا۔ قیس کی روایت کو مسلم اور ابوداؤد نے اور ابو الزبیر کی روایت کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا۔

(۷۴۴۳) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اعش نے بیان کیا، ان سے خیشمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں ہو گا جس سے اس کا رب کلام نہ کرے۔ اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا اور نہ کوئی حجاب ہو گا جو اسے چھپائے رکھے۔

۷۴۴۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، وَلَا حِجَابٌ يَخْجُبُهُ)). [راجع: ۱۴۱۳]

بلکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کو بغیر حجاب کے دیکھے گا اور اس سے بات کرے گا یا اللہ! ہم کو بھی یہ درجہ نصیب فرمائیے آمین۔

۷۴۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَنَّاتٍ مِنْ لُصْطِ آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ، آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذْنٍ)).

[راجع: ۴۸۷۸]

مشیح ہوں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت عدن تمام حجابوں کے پرے ہے۔ جنت عدن میں جب آدمی پہنچ گیا تو اس نے سارے حجابوں کو طے کر لیا۔ اللہ پاک ہم سب کو ہمارے ماں باپ آل و اولاد اور تمام قارئین بخاری شریف کو جنت عدن کا داخلہ نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

۷۴۵- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَمِينٍ كَاذِبَةً، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ﴾ الْآيَةُ.

[راجع: ۲۳۵۶]

لفظ حدیث لقی اللہ وهو علیہ غضبان سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔

۷۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ مَسْنَدِي عَنْ بِيَانٍ كَمَا كَمَا هَمَّ

(۷۴۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد الصمد نے بیان کیا، ان سے ابو عمران نے، ان سے ابوبکر بن عبد اللہ بن قیس نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس میں سارا سامان چاندی کا ہو گا اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس کا سارا سامان سونے کا ہو گا اور جنت عدن میں قوم اور اللہ کے دیدار کے درمیان صرف چادر کبریا کی رکاوٹ ہو گی جو اللہ رب العزت کے منہ پر پڑی ہو گی۔

(۷۴۵) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الملک بن اعین اور جامع بن ابی راشد نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم کھا کر مار لیا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے تصدیقاً قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی۔ ”بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی پونجی کے بدلے بیچتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہیں کرے گا“ آخر آیت تک (سورہ آل عمران)

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابوصالح سان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت سے دیکھے گا۔ ایک وہ جس نے کسی سامان کے متعلق قسم کھائی کہ اسے اس نے اتنے میں خریدا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اس لیے کھائی کہ کسی مسلمان کا مال ناحق مار لے اور تیسرا وہ شخص جس نے ضرورت سے فالتو پانی مانگنے والے کو نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ جس طرح تو نے اس زائد از ضرورت فالتو چیز سے دوسرے کو روکا جسے تیرے ہاتھوں نے بنایا بھی نہیں تھا، میں بھی تجھے اپنا فضل نہیں دوں گا۔

[راجع: ۲۳۵۸]

باب کی مطابقت اس سے ہوئی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں اور گنہگاروں کو اپنے دربار عالیہ میں شرف باریابی نہیں دے گا۔ خاص طور پر یہ تین قسم کے گنہگار جن کا ذکر یہاں ہوا ہے اللہم لا نجعلنا منهم آمین۔

(۷۴۴) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ اپنی اس اصلی قدم بیست پر گھوم کر آگیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین مسلسل یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں آتا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ماہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ، وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ بِذَلِكَ)).

۷۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مُتَوَالِيَّاتٍ، ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ

اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ بلدہ طیبہ (مکہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ پھر تمہارا خون اور تمہارے اموال۔ محمد نے بیان کیا کہ مجھے خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرمت والے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر اور اس مینے میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے سوال کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! جو موجود ہیں وہ غیر جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ آگاہ ہو جاؤ! جو موجود ہیں وہ غیر حاضروں کو میری یہ بات پہنچا دیں۔ شاید کوئی جسے بات پہنچائی گئی ہو وہ یہاں سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔ چنانچہ محمد بن سیرین جب اس کا ذکر کرتے تو کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا ہاں کیا میں نے پہنچا دیا۔ ہاں! کیا میں نے پہنچا دیا۔

بَغِيرِ اسْمِهِ قَالَ: ((الْأَيُّ الْبَلَدَةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((الْأَيُّ يَوْمٍ النُّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: ((لَبَانَ دِمَاءُكُمْ وَأَمَوَالُكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَخْسِبُهُ قَالَ: ((وَأَعْرَضَكُمْ عَنْكُمْ حَرَامَ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَتَسْتَلْفُونَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيَبْلَغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلَغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ مِنْ سَمْعَةٍ)). فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)). [راجع: ٦٧]

تشیخ یہاں یہ حدیث اس لیے لائے کہ اس میں اللہ سے ملنے کا ذکر ہے۔ رجب کے ساتھ معز قبیلہ کا ذکر اس لیے لائے کہ معز والے رجب کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ آخر میں قرآن و حدیث یاد رکھنے والوں کا ذکر آیا۔ چنانچہ بعد کے زمانوں میں امام بخاری، امام مسلم جیسے محدثین کرام پیدا ہوئے جنہوں نے ہزاروں احادیث کو یاد رکھا اور فن حدیث کی وہ خدمت کی کہ قیامت تک آنے والے ان کے لیے دعا گو رہیں گے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالیٰ تمام اگلوں اور پچھلوں کو جنت الفردوس میں جمع فرمائے آمین یا رب العالمین۔

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مسلمان کی بے عزتی کرنا کعبہ شریف کی مکۃ المکرمہ کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو اس گناہ کے ارتکاب سے بچ گئے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کی خانہ جنگی بدترین گناہ ہے ان کے مال و جان پر ناحق ہاتھ ڈالنا بھی اکبر الکبائر گناہوں سے ہے۔ آخر میں تبلیغ کے لیے بھی آپ نے تاکید شدید فرمائی ولفنا اللہ بما یحب ویرضی۔

۲۵- باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: **باب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں روایات کہ**

”بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکو کاروں سے قریب ہے“

(۷۴۳۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم احوں نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نمدی نے اور ان سے اسامہ بن جبر نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کالڑکا جاں کنی کے عالم میں تھاتو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بلا بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں کہلایا کہ اللہ ہی کا وہ ہے جو وہ لیتا ہے اور وہ بھی جسے وہ دیتا ہے اور سب کے لیے ایک مدت مقرر ہے، پس صبر کرو اور اسے ثواب کا کام سمجھو۔ لیکن انہوں نے پھر دوبارہ بلا بھیجا اور قسم دلائی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اٹھے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم صاحبزادی کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے بچہ کو آنحضرت ﷺ کی گود میں دے دیا۔ اس وقت بچہ کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا پرانی مشک۔ آنحضرت ﷺ یہ دیکھ کر رو دیئے تو سعد بن عبادہ بن جبر نے عرض کیا، آپ روتے ہیں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں میں رحم کرنے والوں پر ہی رحم کھاتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ رحم اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے معیبت زدہ لوگوں کو دیکھ کر دل میں رنج ہونا ایک فطری بات ہے الراحمون یرحمهم الرحمن صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷۴۳۹) ہم سے عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت و دوزخ نے اپنے رب کے حضور میں جھگڑا کیا۔ جنت نے کہا اے رب! کیا حال ہے کہ مجھ میں کمزور اور گرے پڑے لوگ ہی داخل ہوں گے اور دوزخ نے کہا کہ مجھ میں تو داخلہ کے لیے متکبروں کو خاص کر دیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے اور جہنم سے کہا کہ تو میرا عذاب ہے۔ میرے ذریعہ میں جسے چاہتا ہوں اس میں جلا کرتا ہوں اور تم میں سے

﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

۷۴۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي غُثَمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْضِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَاللَّهُ مَا آغَطَى، وَكُلُّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْسَبِ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاولُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تُقَلِّقُ فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَتَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَتَبْكِي فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ)). [راجع: ۱۲۸۴]

۷۴۴۹- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبُّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضَعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَاطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَغْنِي أَوْثَرُ الْمُتَكَبِّرِينَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أَصِيبُ

ہر ایک کی بھرتی ہونے والی ہے۔ کہا کہ جہاں تک جنت کا تعلق ہے تو اللہ اپنی مخلوق میں کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کیلئے پیدا کرے گا وہ اس میں ڈالی جائے گی اسکے بعد بھی دوزخ کے گی اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہو گا۔ آخر پروردگار اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بھر جائے گی۔ ایک پر ایک الٹ کر سمٹ جائے گی۔ کہنے لگے گی بس بس بس میں بھر گئی۔

یہ اللہ کا قدم رکھنا برحق ہے جس کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے اس میں کرید کرنا بدعت ہے اور تسلیم کرنا طریقہ سلف ہے۔
(۷۴۵۰) ہم سے حفص بن عمر رضی عنہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کچھ لوگ ان گناہوں کی وجہ سے جو انہوں نے کئے ہوں گے، آگ سے جھلس جائیں گے۔ یہ ان کی سزا ہو گی۔ پھر اللہ اپنی رحمت سے انہیں جنت میں داخل کرے گا اور انہیں ”جہنمین“ کہا جائے گا۔ اور ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ فاطر میں یہ فرمان کہ بلاشبہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے وہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے

(۷۴۵۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، اے محمد! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درخت اور نہروں کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا۔ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔

بِكَ مَنَ اشَاءَ وَلِكُلِّ وَاَحَدَةٍ مِّنْكُمْ مِلْؤَهَا قَالُ : فَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِّنْ خَلْقِهِ اَحَدًا، وَاِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَن يَشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَتَقُوْلُ : هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟ ثَلَاثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَتُرْوَدُ بِغَضْهَا اِلَى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ : قَطُّ قَطُّ قَطُّ)).

[راجع: ۴۸۴۹]

۷۴۵۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَصْبِينَ أَقْوَامًا سَفَعَ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا غُفُوبَةً، ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يَقَالُ لَهُمْ: الْجَهَنَّمِيُّونَ)). وَقَالَ هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۶۵۵۹]

۲۶- باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا﴾

۷۴۵۱- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : جَاءَ جَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْأَرْضَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ عَلَى إصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى

اس پر آنحضرت ﷺ ہنس دیئے اور یہ آیت پڑھی ”وما قَدَرُوا اللہ حق قدرہ“ جو سورہ زمر میں ہے

إِصْبَحْ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ: أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ)). [راجع: ۴۸۱۱]

اللہ کے لیے انگلی کا اثبات ہوا جس کی تاویل کرنا طریقہ سلف صالحین کے خلاف ہے۔

باب آسمانوں اور زمین اور دوسری مخلوق

۲۷- باب مَا جَاءَ فِي تَخْلِيْقِ

کے پیدا کرنے کا بیان

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنْ

اور یہ پیدا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فعل اور اس کا امر ہے۔ پس اللہ رب العزت اپنی صفات، اپنے فعل اور اپنے امر سمیت خالق ہے، وہی بنانے والا ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو چیز بھی اس کے فعل، اس کے امر، اس کی تخلیق اور اس کی تکوین سے بنی ہیں وہ سب مخلوق اور مکون ہیں۔

الْخَلْقِ وَهُوَ فَعَلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمَكُونُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَمَا كَانَ بِفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَتَخْلِيْقِهِ وَتَكْوِينِهِ فَهُوَ مَفْعُولٌ وَمَخْلُوقٌ وَمَكُونٌ.

تشیخ | یہ باب لا کر امام بخاری نے اہل سنت کا مذہب ثابت کیا کہ اللہ کی صفات خواہ ذاتیہ ہوں جیسے علم، قدرت، خواہ افعالیہ ہوں خلق، تزیین، کلام، نزول، استواء وغیرہ یہ سب غیر مخلوق ہیں اور معتزلہ و جہمیہ کا رد کیا۔ امام بخاری نے رسالہ خلق افعال العباد میں لکھا ہے کہ قدر یہ تمام افعال کا خالق بشر کو جانتے ہیں اور جبر یہ تمام افعال کا خالق اور فاعل خدا کو کہتے ہیں اور جہمیہ کہتے ہیں فعل اور مفعول ایک ہے۔ اسی وجہ سے وہ کلمہ کن کو بھی مخلوق کہتے ہیں اور سلف اہل سنت کا یہ قول ہے کہ تخلیق اللہ کا فعل ہے اور مخلوق ہمارے افعال ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے افعال وہ اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ کی ذات صفات کے سوا باقی سب چیزیں مخلوق ہیں۔ (وحیدی)

(۴۵۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں کربب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک رات میں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری۔ اس رات نبی کریم ﷺ انہیں کے پاس تھے۔ میرا مقصد رات میں آنحضرت ﷺ کی نماز دیکھنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے تھوڑی دیر تو اپنی اہلیہ کے ساتھ بات چیت کی، پھر سو گئے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ یا بعض حصہ باقی رہ گیا تو آپ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی۔ ”بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں“ پھر اٹھ کر آپ نے وضو کیا اور

۷۴۵۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَخِيرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ - إِلَى قَوْلِهِ لِأُولَى - الْأَنْبَابِ﴾

مسواک کی۔ پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر باہر آگئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

ثُمَّ قَامَ قَتَرَضًا وَاسْتَنْتَنَ ثُمَّ صَلَّى اخَذَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالًا بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ

الصُّبْحِ. [راجع: ۱۱۷]

تفسیر آیت ان فی خلق السموات والارض الخ میں اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش اور اس میں غور کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی قدیم کہا ہے اور اشعری اور معتزلی اہلحدیث کہتے ہیں کہ صفات فعلیہ جیسے کلام، نزول، استواء، تکوین وغیرہ یہ سب حادث ہیں اور ان کے حدوث سے پروردگار کا حدوث لازم نہیں آتا اور یہ قاعدہ فلاسفہ کا باندھا ہوا کہ حوادث کا محل بھی حادث ہوتا ہے محض غلط اور لغو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز بے شمار کام کرتا ہے۔ فرمایا کل یوم ہو فی شان پھر کیا اللہ حادث ہے ہرگز نہیں وہ قدیم ہے اب جن لوگوں نے صفات فعلیہ کو بھی قدیم کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اصل صفت قدیم ہے مگر اس کا تعلق حادث ہے۔ مثلاً خلق کی صفت قدیم ہے لیکن زید سے اس کا تعلق حادث ہے اسی طرح صفت استوایی قدیم ہے مگر عرش سے اس کا تعلق حادث ہے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کی بہن ہیں جو بیوہ ہو گئی تھیں بعد میں خود حضرت عباس کی درخواست پر ان کا حرم نبوی میں داخلہ ہوا۔ نکاح خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پانچ سو درہم مرہ کیا۔ یہ حضور ﷺ کا آخری نکاح تھا جو ماہ ذی قعدہ سنہ ۷ھ میں بمقام سرف ہوا۔ بہت ہی نیک خدا ترس خاتون تھیں۔ سنہ ۵۵ھ میں بمقام سرف ہی انتقال فرمایا اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا صالحہ اور نیک نام اور ہم سب سے زیادہ تقویٰ والی تھیں۔ وہ اپنے قرابت داروں سے بہت سلوک کرتی تھیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاعا (آمین)

باب سورۃ والصفات میں اللہ کے فرمان کہ ”ہم تو پہلے ہی

۲۸- باب قوله تعالى:

اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے باب میں یہ فرما چکے ہیں کہ

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا

ایک روز ان کی مدد ہوگی اور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔“

الْمُرْسَلِينَ...﴾

یہ باب لاکر امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صفات افعال جیسے کلام وغیرہ قدیم نہیں ہیں ورنہ ان میں سبقت اور تقدم اور تاخر کیوکر ہو سکتا تھا۔

(۷۴۵۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ سے آگے بڑھ گئی ہے۔

۷۴۵۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي)). [راجع: ۳۱۹۴]

معلوم ہوا کہ رحم اور غصہ دونوں صفات افعالیہ میں سے ہیں جب تو ایک دوسرے سے آگے ہو سکتا ہے۔ آیت سے کلام کے قدیم نہ ہونے کا اور حدیث سے رحم اور غصے کے قدیم نہ ہونے کا اثبات کیا۔

(۷۴۵۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے زید بن وہب سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جو صادق و مصدوق ہیں کہ انسان کا نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور راتوں تک جمع رہتا ہے پھر وہ خون کی پٹکی بن جاتا ہے۔ پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی روزی، اس کی موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت لکھ لیتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے سے عمل کرتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص دوزخ والوں کے عمل کرتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر غالب آتی ہے اور جنت والوں کے کام کرنے لگتا ہے۔ پھر جنت میں داخل ہوتا ہے۔

تو اعتبار خاتمہ کا ہے۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام حادث ہوتا ہے کیونکہ جب نطفہ پر چار مہینے گزر لیتے ہیں، اس وقت فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف چار چیزوں کے لکھنے کا اس کو حکم دیتا ہے۔

(۷۴۵۵) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا ہم نے اپنے والد ذر بن عبد اللہ سے سنا، وہ سعید بن جبیر سے بیان کرتے تھے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبریل! آپ کو ہمارے پاس اس سے زیادہ آنے میں کیا رکاوٹ ہے جتنا آپ آتے رہتے ہیں؟ اس پر یہ آیت سورہ مریم کی نازل ہوئی۔ ”اور ہم نازل نہیں ہوتے لیکن آپ کے رب کے حکم سے“ اسی کا ہے وہ سب کچھ جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے“ الآیہ۔ بیان کیا کہ محمد ﷺ کو یہی جواب آیت میں اترتا۔

۷۴۵۴- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: ((إِنْ خَلَقَ أَحَدُكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ اَرْبَعِينَ يَوْمًا وَارْتَبِعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَهُ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَهُ، ثُمَّ يَنْبُثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِارْتَبِعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَاجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، فَإِنْ أَحَدُكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنْ أَحَدُكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا)). [راجع: ۳۲۰۸]

۷۴۵۵- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا)) فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ: هَذَا كَانَ الْجَوَابُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ.

[راجع: ۲۳۱۸]

تفسیر اس آیت اور حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور حکم حادث ہوتا ہے کیونکہ فرشتوں کو وقتاً فوقتاً ارشادات اور احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور رد ہوا ان لوگوں کا جو اللہ کا کلام قدیم اور ازلہ جانتے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہے۔ باقی اس میں آواز ہے، حروف ہیں جس لغت میں منظور ہوتا ہے اللہ اس میں کلام کرتا ہے۔ اہلحدیث کا یہی اعتقاد ہے اور جن مشککین نے اس کے خلاف اعتقاد قائم کئے ہیں وہ خود بھی ہمک گئے۔ دوسروں کو بھی ہکا گئے۔ ضلوا فاضلوا۔

(۷۴۵۶) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع بن جراح نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں جا رہا تھا اور آنحضرت ﷺ ایک کھجور کی چھڑی پر ٹپکا لیتے جاتے تھے۔ پھر آپ یہودیوں کی ایک جماعت سے گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ان سے روح کے متعلق پوچھو اور بعض نے کہا کہ اس کے متعلق مت پوچھو۔ آخر انہوں نے پوچھا تو آپ چھڑی پر ٹپک لگا کر کھڑے ہو گئے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ آیت پڑھی ”اور لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔“ (سورہ بنی اسرائیل) اس پر بعض یہودیوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے کہا نہ تھا کہ مت پوچھو (تفصیل آئندہ آنے والی حدیث میں ملاحظہ ہو)

(۷۴۵۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اس کے لیے نکلے کا مقصد اس کے راستے میں جہاد اور اس کے کلام کی تصدیق کے سوا اور کچھ نہیں تھا تو اللہ اس کا ضامن ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے (اگر وہ شہید ہو گیا) یا ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اسے وہیں واپس لوٹائے جہاں

۷۴۵۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَصِيْبٍ، فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَصِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَطَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ: ((وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ.

[راجع: ۱۲۵]

۷۴۵۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بَانَ يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعُهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنَ الْجَزْرِ أَوْ غَنِيمَةٍ)).

سے وہ آیا تھا۔

[راجع: ۳۶]

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں اللہ کے کلام کا ذکر ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو یہی ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے علاوہ بھی کلام کرتا ہے یہ جہمیہ معتزلہ منکرین حدیث کی تردید ہے۔

(۷۴۵۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے ابو موسیٰ بن جابر نے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ کوئی شخص حمیت کی وجہ سے لڑتا ہے، کوئی بہادری کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی دکھاوے کے لیے لڑتا ہے۔ تو ان میں سے کون اللہ کے راستے میں ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند رہے۔

۷۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

[راجع: ۱۲۳]

شرک و کفر و بد جائے توحید و سنت کا بول بالا ہو) وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔ باقی ان لڑائیوں میں سے کوئی لڑائی اللہ کی راہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح مال دولت یا حکومت کے لیے لڑائی بھی اللہ کی راہ میں لڑنا نہیں ہے۔ حدیث میں اللہ کے کلمہ کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

۲۹- باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾
باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ نحل میں انما قولنا لشيء ان

سورہ یٰسین میں ہے کہ انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون (یٰسین: ۸۲) مطلب امام بخاری کا اس باب سے یہ ہے کہ قول اور امر دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کا کلمہ ”کن“ فرماتا۔ اللہ نے سب مخلوق کو کلمہ ”کن“ سے پیدا فرمایا۔ اگر ”کن“ بھی مخلوق ہوتا تو مخلوق کا مخلوق سے پیدا کرنا لازم آتا۔

(۷۴۵۹) ہم سے شہاب بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک گروہ دوسروں پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ ”امر اللہ“ یعنی (قیامت) آجائے گی۔

۷۴۵۹- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي طَائِفَةٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمُ امْرُؤُ اللَّهِ)).

[راجع: ۷۱، ۳۶۴۰]

وہ گروہ وہی ہے جس نے ماننا علیہ واصحابی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ جس سے سچے الٰہیوں کی جماعت مراد ہے کہ امت میں یہ لوگ فرقہ بندی سے محفوظ رہے اور صرف قال اللہ وقال الرسول کو انہوں نے اپنا مذہب و مسلک قرار دیا اور توحید و سنت کو اپنا

مشرک بنایا۔ جن کا قول ہے

ما ابلد شیم و عار انہ شائیم مد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

ائمہ اربعہ اور کتنے ہی محققین فقہائے کرام بھی اسی میں داخل ہیں۔ جنہوں نے اندھی تقلید کو اپنا شعار نہیں بنایا۔ مگر اللہ

مساعیہم (آئین)

(۷۴۶۰) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جابر نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا، انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قرآن و حدیث پر قائم رہے گا، اسے جھٹلانے والے اور مخالفین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ ”ہمراہ اللہ“ (قیامت) آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ اس پر مالک ابن یحجر نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ یہ گروہ شام میں ہو گا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ یہ گروہ شام میں ہو گا۔

(۷۴۶۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، کہا ہم سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسیلہ کے پاس رکے۔ وہ اپنے حامیوں کے ساتھ مدینہ میں آیا تھا اور اس سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے تو میں یہ بھی تجھ کو نہیں دے سکتا اور تمہارے بارے میں اللہ نے جو حکم دے رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تو نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا۔

[راجع: ۳۶۲۰]

مسیلہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے تھے۔ وہ لوگوں کو شعبہ دیکھا دکھا کر گمراہ کرتا تھا۔ وہ مدینہ آیا اور آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ اپنے بعد مجھ کو خلیفہ کر جائیں تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ پر ایمان لے آتا ہوں۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ خلافت تو بڑی چیز ہے میں ایک چھڑی کا ٹکڑا بھی تجھ کو نہیں دوں گا۔ آخر مسیلہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا گیا اور یمامہ کے ملک میں اس کی جماعت بت بڑھ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس پر لشکر کشی کی جس میں آخر مسلمان غالب آئے اور وحشی نے اسے قتل کیا، اس کے سب ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ حدیث میں امر اللہ کا لفظ آیا ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

(۷۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ بن قیس نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ کی چھڑی کا سارا لیتے جاتے تھے، پھر ہم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ کچھ یہودیوں نے مشورہ دیا کہ نہ پوچھو، کہیں کوئی ایسی بات نہ کہیں جس کا (ان کی زبان سے سننا) تم پسند نہ کرو۔ لیکن بعض نے اصرار کیا کہ نہیں! ہم پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے اٹھ کر کہا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آنحضرت ﷺ اس پر خاموش ہو گئے۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں اس کا علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل) اعمش نے کہا کہ ہماری قرأت میں اسی طرح ہے۔

[راجع: ۱۲۵]

مشہور قرأت میں وما اوتینم ہے۔ روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا وہ حقیقت ہے کہ اس قدر کدو کاوش کے باوجود آج تک دنیا کو روح کا حقیقی علم نہ ہو سکا۔ یہودی اس معقول جواب کو سن کر بالکل خاموش ہو گئے کیونکہ آگے قیل و قال کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا۔ آیت قل الروح من امر ربی میں روح کی حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ وہ ایک امر رب ہے جب تک وہ جاندار میں ہے، اس کی قدر و قیمت ہے اور جب وہ اس سے اللہ کے حکم سے جدا ہو جائے تو وہ جاندار بے قدر و بے قیمت ہو کر رہ جاتا ہے۔ روح کے بارے میں فلاسفہ اور موجودہ سائنس دانوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب تخمینی باتیں ہیں چونکہ یہ سلسلہ ذکر روح حدیث میں امر رب کا ذکر ہے اسی لیے اس حدیث کو یہاں لایا گیا۔

باب سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

”کہتے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کے لیے روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں گے اوتابہ بن جابر اور بوحادیں۔“

اور سورہ لقمان میں فرمایا اور اگر زمین کے سارے درخت قلم بن

۷۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُّوهُ عَنِ الرُّوحِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ إِنْ يَجِيءَ فِيهِ بَشِيرٌ تَكْزَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَسْأَلْنَاهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَعَلَّمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ: ((وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا)) قَالَ الْأَعْمَشُ: هَكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا.

۳۰- باب قولِ الله تعالى:

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَفْلَاحًا وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ

جائیں اور سات سمندر روشنائی کے ہو جائیں تو بھی میرے رب کے کلمات نہیں ختم ہوں گے۔ بلاشبہ تمہارا رب ہی وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بیٹھا۔ وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے جو ایک دوسرے کی طلب میں دوڑتے ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خلق اور امر اسی کے لیے ہے۔ اللہ بابرکت ہے جو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔

ان آیتوں کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ امر خلق میں داخل نہیں۔ جب تو فرمایا اِلاَہُ الخلق والامر اور دوسری آیات اور احادیث میں کلمات سے وہی اوامر اور ارشادات مراد ہیں۔ عرش پر اللہ کا استواء ایک حقیقت ہے جس کی کرید میں جانا بدعت اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کرنا جہالت اور اسے ہو ہو تسلیم کر لینا طریقہ سلف صالحین ہے۔ قرآن مجید کی سات آیات میں اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا ذکر ہے۔ وہ عرش سے ساری کائنات پر حکومت کر رہا ہے۔

(۷۶۳-۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور اپنے گھر سے صرف اس غرض سے نکلا کہ خالص اللہ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے کلمہ توحید کی تصدیق کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضمانت لے لیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا پھر ثواب اور غنیمت کے ساتھ اس کے گھر واپس کرے گا۔

کلمہ سے کلمہ طیبہ مراد ہے جس کی تصدیق کرنا ایمان کی اولین بنیاد ہے۔ جس کی دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اس کا اقرار کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

تَشْرِیْحُ

۳۱- باب فی الْمَشِیئَةِ وَالْإِرَادَةِ

﴿وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ - وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ ﴿وَلَا تَقُولُ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ - ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ

باب مشیت اور ارادہ خداوندی کا بیان

اور اللہ نے سورہ انفطرت میں فرمایا ”تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے“ اور سورہ آل عمران میں فرمایا کہ ”وہ اللہ جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے“ اور سورہ کہف میں فرمایا ”اور تم کسی چیز کے متعلق یہ نہ کہو کہ میں کل یہ کام کرنے والا ہوں مگر یہ کہ اللہ چاہے“ اور سورہ قصص میں فرمایا کہ ”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ

جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے“ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے کہا کہ جناب ابو طالب کے بارے میں یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اور سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ”اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا۔“

يَشَاءُ ۖ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾.

اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ مشیت اور ارادہ دونوں ثابت کریں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ہیں ﴿شَيْخٌ﴾ جب کہ آیت قرآنی فعال لما يريد اور نسل اللہ ایما سے ثابت ہوتا ہے۔ مذکورہ آیات سے مشیت الہی اور ارادہ دونوں کو ایک ہی ثابت کیا گیا ہے۔

(۷۴۶۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دعا کرو تو عزم کے ساتھ کرو اور کوئی دعائیں یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو فلاں چیز مجھے عطا کر، کیونکہ اللہ سے کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔

۷۴۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ فَأَعِزُّوهُ فِي الدُّعَاءِ، وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتُ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرَهَ لَهُ)). [راجع: ۶۳۳۸]

﴿شَيْخٌ﴾ دعا پورے وثوق اور بھروسے کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔ اس عقیدہ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ضرور وہ دعا قبول کرے گا۔ جلدی یا تاخیر ممکن ہے مگر دعا ضرور رنگ لاکر رہے گی جیسا کہ روزمرہ کے مجربات ہیں۔

(۷۴۶۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے علی بن حسین نے بیان کیا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی اور انہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات میں تشریف لائے اور ان سے کہا کیا تم لوگ نماز تہجد نہیں پڑھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو آنحضرت ﷺ واپس چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ میں نے آپ کو واپس

۷۴۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ: ((أَلَا تُصَلُّونَ؟)) قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَنْعِنَا بَعَثْنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ

إِلَى شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُذْبِرٌ يَضْرِبُ
فَعِجْدَةً وَيَقُولُ: هُوَ كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ
جالتے وقت یہ کہتے سنا۔ آپ اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ فرما رہے تھے کہ
”انسان بڑا ہی بحث کرنے والا ہے۔“

شئیء جَدَلًا۔ [راجع: ۱۱۲۷]

یہ سورہ کف کی آیت وکان الانسان اکثر شئی جدلا (۵۴) کا ترجمہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب حقیقت کے لحاظ سے تو صحیح تھا۔ مگر ادب کا تقاضا یہ تھا کہ اس نماز کی توفیق کے لیے اللہ سے دعا کرتے اور آنحضرت ﷺ سے کراتے تو بہتر ہوتا اور رسول کریم ﷺ بھی خوش خوش لوٹتے مگر کان الانسان عجولاً باب اور جملہ احادیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد جبر یہ قدر یہ معتزلہ جیسے گمراہ فرقوں کی تردید کرنا ہے جو مشیت اور ارادہ الہی میں فرق کرتے ہیں۔

۷۴۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا
فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ
خَامَةِ الزَّرْعِ، يَفِيءُ وَرَقَهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا
الريُّحُ تُكَفِّنُهَا، فَإِذَا سَكَنَتْ اغْتَدَلَتْ،
وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّى بِالْإِيْلَاءِ، وَمَثَلُ
الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرزَّةِ صَمَاءٌ مُغْدِلَةٌ حَتَّى
يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ)). [راجع: ۵۶۴۴]

(۷۴۶۶) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے، انہوں نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کی مثال کھیت کے نرم پودے کی سی ہے کہ جدھر کی ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے ادھر ہی جھک جاتے ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو پتے بھی برابر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مومن آزمائشوں میں بچایا جاتا ہے لیکن کافر کی مثال شمشاد کے سخت درخت جیسی ہے کہ ایک حالت پر کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ دیتا ہے۔

مومن کی مثال کچھ نرم کھیتی سے ہے جس کے پتے ہوا کے رخ پر مڑ جاتے ہیں اسی طرح مومن ہر حکم الہی کے سامنے سرگود ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو احکام الہی کے سامنے مڑنا جھکتا جاتا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ عذاب خداوندی موت وغیرہ کی شکل میں آکر اسے ایک دم موڑ دیتا ہے۔

۷۴۶۷- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ((إِنَّمَا بِقَاؤُكُمْ فِيَمَا
سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ
الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ
النُّوْزَةِ النَّوْزَةُ، فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ
النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا،

(۷۴۶۷) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے کہ تمہارا زمانہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے۔ تورات والوں کو تورات دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا، یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا۔ پھر وہ عاجز ہو گئے تو انہیں اس کے بدلے میں ایک قیراط دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر کی نماز کے وقت تک عمل کیا

اور پھر وہ عمل سے عاجز آگئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے اس پر سورج ڈوبنے تک عمل کیا اور تمہیں اس کے بدلے میں دودو قیراط دیئے گئے۔ اہل توریت نے اس پر کہا کہ اے ہمارے رب! یہ لوگ مسلمان سب سے کم کام کرنے والے اور سب سے زیادہ اجر پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں اجر دینے میں کوئی ناانصافی کی ہے؟ وہ بولے کہ نہیں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو میرا فضل ہے، میں جس پر چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَأُعْطِيتُمُ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، قَالَ أَهْلُ التَّوْرَةِ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقْلُ عَمَلًا وَآكْثَرُ اجْرًا قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُمْ مَن اجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا: لَا، فَقَالَ: ((فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَن

أَشَاءُ)). [راجع: ۵۵۷]

سُورَةُ التَّوْبَةِ

اس روایت میں اتنا ہے کہ توراۃ والوں نے یہ کہا اور ان کا وقت مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں جس روایت میں ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں نے یہ کہا اس سے حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور اس روایت کے الفاظ پر تو اس استدلال کا کوئی محل ہی نہیں ہے۔

(۷۴۶۸) ہم سے عبد اللہ المسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوادریس نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، اسراف نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور من گھڑت بہتان کسی پر نہیں لگاؤ گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے کہیں لغزش کی اور اسے دنیا میں ہی پکڑ لیا گیا تو یہ حد اس کے لیے کفارہ اور پاکی بن جائے گی اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو پھر اللہ پر ہے جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے اس کا گناہ بخش دے۔

۷۴۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْمُسْنَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: ((أَبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوْنِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَاخْذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهْرٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَذَلِكَ إِلَيَّ اللَّهُ إِنْ شَاءَ عَذَبُهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)). [راجع: ۱۸]

میت ابزدی پر معاملہ ہے حدیث کا یہی اشارہ ہے اور باب سے یہی تعلق ہے۔

(۷۴۶۹) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۷۴۶۹- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا

وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کی ساتھ بیویاں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آج رات میں تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی حاملہ ہوگی اور پھر ایسا پچھنے کی جو شمسوار ہو گا اور اللہ کے راستے میں لڑے گا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے۔ لیکن صرف ایک بیوی کے یہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ادھورا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو پھر ہر بیوی حاملہ ہوتی اور شمسوار جنتی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔

ترجمہ باب لفظ ان شاء اللہ سے نکلا کیونکہ اس میں مشیت الہی کا ذکر ہے۔ اگر سلیمان علیہ السلام مشیت الہی کا سارا لیتے تو اللہ ضرور ان کی مشا پوری کرتا، مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا اس لیے وہ ان شاء اللہ کہنا بھی بھول گئے۔

(۷۴۷۰) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں یہ (بیاری) تمہارے لیے پاکی کا باعث ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ جناب یہ وہ بخار ہے جو ایک بڑھے پر جوش مار رہا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر یونہی ہو گا۔

وَهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ لَهُ مَبْنُونَ امْرَأَةً فَقَالَ: لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي فَلْتَحْمِلْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَلَدَتْ شَيْقُ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ: ((لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَشْتَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

۷۴۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَغْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ: قَالَ الْأَغْرَابِيُّ طَهُورٌ بَلْ هِيَ حُمَى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَا)).

[راجع: ۳۶۱۶]

طبرانی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جیسا کہ تو سمجھتا ہے ویسا ہی ہو گا اور اللہ ﷻ کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔ پھر دوسرے دن شام بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ وہ دنیا سے گزر گیا۔

(۷۴۷۱) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، انہیں حصین نے، انہیں عبد اللہ ابن ابی قتادہ نے، انہیں ان کے والد نے کہ جب سب لوگ سوئے اور نماز قضا ہو گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہتا ہے روک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ پس تم اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر وضو کرو۔

۷۴۷۱- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ قَبْضُ أَرْوَاحِكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ)) فَقَبَضُوا حَوَالِجَهُمْ

وَتَوَضَّؤُوا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَبْيَضَتْ فَقَامَ فَصَلَّى. [راجع: ۵۹۵]
آخر جب سورج پوری طرح طلوع ہو گیا اور خوب دن نکل آیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

اس میں بھی مشیت الہی کا ذکر ہے جو سب پر غالب ہے۔

۷۴۷۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَالْأَعْرَجِ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقَسِّمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيُّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمَرَ الْمُسْلِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْغَفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفَبِّقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْغُرَشِ، فَلَا أَذْرِي أَكَانَ لِمَنْ صَعِقَ فَأَلْفَاقَ قَلْبِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَنْتَى اللَّهَ)).

۷۴۷۳- حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ أَبِي عِيسَى،

(۷۴۷۲) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، اور ان سے اعرج نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق، ابن شہاب، عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے آپس میں جھگڑا کیا۔ مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا میں چن لیا اور یہودی نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ ﷺ کو تمام دنیا میں چن لیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو طمانچہ مار دیا۔ یہودی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنا اور مسلمان کا معاملہ آپ سے ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے موسیٰ ﷺ پر ترجیح نہ دو، تمام لوگ قیامت کے دن پہلا صور پھونکنے پر بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ پھر دوسرا صور پھونکنے پر میں سب سے پہلے بیدار ہوں گا لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ ﷺ عرش کا ایک کنارہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ ان میں تھے جنہیں بے ہوش کیا گیا تھا اور مجھ سے پہلے ہی انہیں ہوش آگیا یا انہیں اللہ تعالیٰ نے اشتہاء کر دیا تھا۔

یعنی حضرت موسیٰ ﷺ پر فضیلت نہ دو یہ آپ نے تواضع کی راہ سے فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ اس طور سے فضیلت نہ دو کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی توہین نکلے یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جب کہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ سارے انبیاء سے افضل ہیں۔ اشتہاء کا ذکر اس آیت میں ہے فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله (سورہ زمر) باب کا مطلب آیت کے لفظ الا من شاء الله سے نکلا جن سے جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، رضوان، خازن بہشت، حاملان عرش مراد ہیں یہ بے ہوش نہ ہوں گے۔

(۷۴۷۳) ہم سے اسحاق بن ابی عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

کو یزید بن ہارون نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال مدینہ تک آئے گا لیکن دیکھے گا کہ فرشتے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ پس نہ تو دجال اس سے قریب ہو سکے گا اور نہ طاعون، اگر اللہ نے چاہا۔

أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا، فَلَا يَقْرُبُهَا الدَّجَالُ وَلَا الطَّاعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)).

[راجع: ۱۸۸۱]

اس میں بھی لفظ ان شاء اللہ کے ساتھ مثبت الہی کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔

(۷۴۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے ابو سلمہ ابن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں اگر اللہ نے چاہا کہ اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔

۷۴۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ تَأْتِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ اخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ۶۳۰۴]

(۷۴۷۵) ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل اللہی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا۔ پھر میں نے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اس میں سے پانی نکالا۔ اس کے بعد ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول پانی نکالا البتہ ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اور اللہ انہیں معاف کرے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور وہ ان کے ہاتھ میں ایک بڑا ڈول بن گیا۔ میں نے کسی قوی و بہادر کو اس طرح ڈول پر ڈول نکالتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کے چاروں طرف مویشیوں کے لیے بائیں بنائیں۔

۷۴۷۵- حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّحْمِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ، فَتَزَعْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَتَزَعُ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرَبًا، فَلَمْ أَرَ عَقْرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي قَرِيئَةً حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بَعْطَنَ)).

رسول کریم ﷺ نے قدم قدم پر لفظ ان شاء اللہ کا استعمال فرما کر مشیت باری تعالیٰ پر ہر کام کو موقوف رکھا۔ ڈول کھینچنے کی تعبیر اسور خلافت کو انجام دینے سے ہے۔ عہد صدیقی بھی کامیاب رہا مگر عہد فاروقی میں اسلام کو جو وسعت ہوئی اور امر خلافت مستحکم ہوا وہ

ظاہر ہے۔ اسی پر اشارہ ہے۔

(۷۴۷۶) ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو ہریرہ نے اور ان سے ابو موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا کوئی ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے کہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی ثواب ملے۔ اللہ اپنے رسول کی زبان پر وہی جاری کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

مشیت باری کا واضح اظہار ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے میری زبان سے عطیہ کے الفاظ نکلتے ہیں، سفارش کرنے والے مفت میں ثواب حاصل کر لیتے ہیں پس کیوں سفارش کے لیے زبان نہ کھولو تاکہ اجر پاؤ۔

(۷۴۷۷) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ بن جعفر سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اس طرح دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر، اگر تو چاہے تو مجھے روزی دے۔ بلکہ پتھری کے ساتھ سوال کرنا چاہیے کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس پر جبر کرنے والا نہیں۔

(۷۴۷۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حفص عمرو نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ وہ اور حرب بن قیس بن حصین الفرزائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہی تھے۔ اتنے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا دھڑ سے گزر ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور ان سے کہا کہ میں اور میرا یہ ساتھی اس بارے میں شک میں ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے وہ ”صاحب“ کون تھے جن سے ملاقات کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پوچھا تھا۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی حدیث سنی

۷۴۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرَبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتَجْرُوا)) وَيَقْضِي

اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ. [راجع: ۱۴۳۲]

بَشِيرٌ

۷۴۷۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَغْزِمْ مَسْأَلَتُهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرَهَ لَهُ)).

[راجع: ۶۳۳۹]

۷۴۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحَرُ بْنُ قَيْسِ بْنِ حَصْنِ الْفَرَزَائِيِّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهْوَ خَضِرٌ؟ فَمَرَّ بِهِمَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَيْ لِقَائِهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ

ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک مجمع میں تھے کہ ایک شخص نے آکر پوچھا کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں۔ چنانچہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملاقات کا راستہ معلوم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مچھلی کو نشان قرار دیا اور آپ سے کہا گیا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو لوٹ جانا کہ وہیں ان سے ملاقات ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام مچھلی کا نشان دریا میں ڈھونڈنے لگے اور آپ کے ساتھی نے آپ کو بتایا کہ آپ کو معلوم ہے۔ جب ہم نے چٹان پر ڈیرہ ڈالا تھا تو وہیں میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان نے اسے بھلا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ جگہ وہی ہے جس کی تلاش میں ہم سرگرداں ہیں پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے اور انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پایا ان ہی دونوں کا یہ قصہ ہے جو اللہ نے بیان فرمایا۔

(۷۴۷۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے خبر دی، انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا کہ ہم کل ان شاء اللہ خیف بنو کنانہ میں قیام کریں گے جہاں ایک زمانہ میں کفار مکہ نے کفری پر قائم رہنے کی آپس میں قسمیں کھائیں تھیں آپ کی مراد وادی محصب سے تھی۔

(۷۴۸۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابو العباس (سائب بن فروخ) سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے طائف والوں کو گھیر لیا، اس کو

شأنہ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَأِ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمُ مِنْكَ؟ فَقَالَ مُوسَى: لَا فَأَوْحِيَ إِلَيَّ مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقَيْهِ، فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْخُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْخُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، فَكَانَ مُوسَى يَتَّبِعُ أَثَرَ الْخُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى: «أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ؟» قَالَ مُوسَى: «ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَوَجَدَاكَ خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَصُ اللَّهُ»۔ [راجع: ۷۴]

۷۴۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ غَدَاً إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)) يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ. [راجع: ۱۵۸۹]

۷۴۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَاصَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ:

فتح نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کل خدا نے چاہا تو ہم مدینہ کو لوٹ چلیں گے۔ اس پر مسلمان بولے واہ ہم فتح کئے بغیر لوٹ جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسا ہے تو پھر کل سویرے لڑائی شروع کرو۔ صبح کو مسلمان لڑنے گئے لیکن (قلع فتح نہیں ہوا) مسلمان زخمی ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا صبح کو اللہ نے چاہا تو ہم مدینہ لوٹ چلیں گے۔ اس پر مسلمان خوش ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ حال دیکھ کر آنحضرت ﷺ مسکرائے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اس کے ہاں کسی کی شفاعت بغیر اللہ کی اجازت کے فائدہ نہیں دے سکتی۔“ (وہاں فرشتوں کا بھی یہ حال ہے) کہ جب اللہ پاک کوئی حکم اتارتا ہے تو فرشتے اسے سن کر خوف خدا سے گھبرا جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب کا کیا ارشاد ہوا ہے وہ فرشتے کہتے ہیں کہ جو کچھ اس نے فرمایا وہ حق ہے اور وہ بلند ہے بڑا۔ ”یہاں فرشتے اللہ کے امر کے لیے لفظ ماذا خلق ربکم نہیں استعمال کرتے ہیں (پس اللہ کے کلام کو مخلوق کہنا غلط ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں) اور اللہ جل ذکرہ نے فرمایا کہ ”کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کی شفاعت کسی کے کام آسکے مگر جس کو وہ حکم دے۔“

مسروق بن اجدع تابعی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے لیے کلام کرتا ہے تو آسمان والے بھی کچھ سنتے ہیں۔ پھر جب ان کے دلوں سے خوف دور ہو جاتا ہے اور آواز چپ ہو جاتی ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کلام حق ہے اور آواز دیتے ہیں ایک دوسرے کو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ بجا ارشاد فرمایا۔

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے، ان سے عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں کو جمع کرے گا اور ایسی آواز کے ذریعہ ان کو پکارے گا

((إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ : فَاعْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَعَدُّوا فَاصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَكَانَ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۴۳۲۵]

۲۲- باب قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ : ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾

وَقَالَ مَسْرُوقٌ : عَنِ ابْنِ مَسْرُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقُّ.

وَيَذْكُرُ عَنْ جَابِرٍ : عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((يَخْشَرُ اللَّهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ

بَعْدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا جیسے دور والے اسی طرح سنیں گے جس طرح نزدیک والے سنیں (الدیثان)۔

یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے متکلمین کا رد کیا معتزلہ کا بھی جو کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام محض اللہ مخلوق ہے اور مخلوقات کی طرح ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ حروف ہیں نہ آواز بلکہ اللہ کا کلام عبارت ہے ایک کلام نفسی سے جو ایک صفت انبیٰ ہے اس کی ذات سے قائم ہے اور سکوت کے مثلی ہے۔ اس کلام سے اگر عربی میں تعبیر کرو تو وہ قرآن ہے اگر سریانی میں کرو تو وہ انجیل ہے اگر عبرانی میں کرو تو وہ تورات ہے۔ میں وحید الزم کہتا ہوں کہ یہ ایک لغو خیال ہے جو متکلمین نے ایک قاعدہ فاسدہ کی بنا پر باندھا ہے۔ انہوں نے یہ تصور کیا کہ اگر اللہ کے کلام میں حروف اور اصوات ہوں اور وہ ہر وقت جب اللہ چاہے اس سے صادر ہوتا رہے تو اللہ حوادث کا محل ہو جائے گا اور جو حوادث کا محل ہو وہ حادث ہوتا ہے حالانکہ یہ قاعدہ خود ایک دھوکہ سہ ہے اور منی علی الفاسد فاسد ہے۔ ایک ذات قدیم قائل مختار سے نئی نئی باتیں صادر ہونا اس کے حدوث کو مستلزم نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے کمال پر دال ہیں اور ہماری شریعت اور نیز اگلی شریعتیں سب اس بات سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ جب چاہے کلام کرتا ہے اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں۔ اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا کلام سنا جس میں آواز تھی۔ اللہ ہر روز ہر آن نئے نئے احکام صادر فرماتا ہے۔ نئی نئی مخلوقات پیدا کرتا ہے۔ کیا اس سے اس کے قدیم اور انبیٰ ہونے میں کوئی فرق آیا ہرگز نہیں خود فلاسفہ جنہوں نے اس قاعدہ فاسدہ کی بنا ڈالی ہے وہ کہتے ہیں عقل فعال قدیم ہے حالانکہ ہزار ہا حوادث اور اشیاء اس سے صادر ہوتے ہیں۔ فرض مسئلہ کلام میں ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے جاوہ مستقیم سے منہ موڑ کر وادی تاویلات اختیار کی ہیں اور اپنی دانست میں یہ لوگ بڑے محقق اور دانشمند بنتے ہیں حالانکہ محض بے وقوف اور محض بے عقل ہیں۔ اللہ جو ہر شے پر قادر اور تمام کمالات سے موصوف ہے اور اس نے اپنی ایک ادنیٰ مخلوق انسان کو کلام کی طاقت دی ہے وہ تو کلام نہ کر سکے نہ اپنی آواز کسی کو سنا سکے اور اس کی مخلوق فراغت سے جب چاہیں باتیں کیا کریں یہ کیا ٹڈانی کا خیال ہے۔

(۷۴۸۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عمرو بن مروان نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے فرمان کے آگے عاجزی کا اظہار کرنے کیلئے اپنے بازو مارنے ہیں (اور ان سے ایسی آواز نکلتی ہے) جیسے پتھر پر زنجیر ماری گئی ہو۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا سفیان کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث میں بجائے صفوان کے بہ فتح فاصفوان روایت کیا ہے اور ابو سفیان نے صفوان پر سکون فاء روایت کیا ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی چکنا چار پتھر اور ابن عامر نے فزع بہ صیغہ معروف پڑھا ہے۔ بعضوں نے فزع رائے مملہ سے پڑھا ہے یعنی جب ان کے دلوں کو فراغت حاصل ہو جاتی ہے۔ مطلب وہی ہے کہ ڈر جاتا رہا ہے پھر وہ حکم فرشتوں میں آتا ہے

۷۴۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَنْبُلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا)) لِقَوْلِهِ: كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيُّ: وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٌ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ.

اور جب ان کے دلوں سے خوف دور ہوتا ہے تو وہ پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق، اللہ وہ بلند و عظیم ہے۔

اور علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بیان کی اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے عکرمہ سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تو سفیان بن عیینہ نے اس کی تصدیق کی۔ علی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ ایک شخص نے عمرو سے روایت کی، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ نے ”فزع“ پڑھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح پڑھا تھا، مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اسی طرح ان سے سنا تھا یا نہیں۔ سفیان نے کہا کہ یہی ہماری قرأت ہے۔

ان سندوں کو بیان کر کے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کیا کہ اوپر کی روایت جو عن عن کے ساتھ ہے وہ متصل ہے۔

(۷۴۸۲) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنا متوجہ ہو کر نہیں سنتا جتنا نبی کریم ﷺ کا قرآن پڑھنا متوجہ ہو کر سنتا ہے جو خوش آوازی سے اسکو پڑھتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی نے کہا اس حدیث میں یتغنی بالقرآن کا یہ معنی ہے کہ اس کو پکار کر پڑھتا ہے۔

(۷۴۸۳) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِذَا. قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرُو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ: قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ: قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ قُرْآنًا قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا قَرَأَ عَمْرُو فَلَا أَذْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

[راجع: ۴۷۰۱]

۷۴۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَتَغْنَى بِالْقُرْآنِ)) وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ

يُرِيدُ أَنْ يَجْهَرَ بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]

۷۴۸۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ

فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے ”لبیک وسعدیک“ پھر بلند آواز سے ندا دے گا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی نسل میں سے دوزخ کا لشکر نکال۔

يَا آدَمُ قُمْ قَوْلُ: لَبَيْكَ وَمَعْدَيْكَ فَبَنَادِي
بَصَوْتِ ابْنِ اللَّهِ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ
ذُرِّيَّتِكَ بَغْضًا إِلَى النَّارِ. [راجع: ۳۳۴۸]

یہاں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہوئی اور ان نادانوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ آواز ہے نہ حروف **تفسیر** ہیں۔ معاذ اللہ اللہ کے لفظوں کو کہتے ہیں یہ اللہ کے کلام نہیں ہیں کیونکہ الفاظ اور حروف اور اصوات سب حادث ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ یہ کم بخت لفظیہ جمعیہ سے بدتر ہیں۔

(۷۴۸۴) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس قدر مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آتی تھی اور کسی عورت پر نہیں آتی تھی اور ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ انہیں جنت میں ایک گھر کی بشارت دے دیں۔

۷۴۸۴- حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غُرْتُ
عَلَى امْرَأَةٍ مَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَلَقَدْ
أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

[راجع: ۳۸۱۶]

اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام صرف نفسی اور قدیم نہیں ہے بلکہ وقتاً فوقتاً وہ کلام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دینے کے لیے اس نے کلام کیا۔

باب جبریل کے ساتھ اللہ کا کلام کرنا

اور اللہ کا فرشتوں کو پکارنا۔ اور معمر بن ثنیٰ نے کہا آیت ”انک لتلقى القرآن“ (سورہ نمل) کا مفہوم ہے جو فرمایا کہ ”اے پیغمبر! تجھ کو قرآن اللہ کی طرف سے ملتا ہے جو حکمت والا خبردار ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تجھ پر ڈالا جاتا ہے اور تو اس کو لیتا ہے جیسے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ”آدم نے اپنے پروردگار سے چند کلمہ حاصل کئے رب کا استقبال کر کے۔“

۳۳- بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ
وَبَدَاءِ اللَّهِ الْمَلَائِكَةَ.
وَقَالَ مَعْمَرٌ: وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ إِنْ
يُلْقَى عَلَيْكَ، وَلَتَلْقَاهُ أَنْتَ إِنْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ
وَمِثْلَهُ لَتَلْقَى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ.

تفسیر اصل میں تلقی کے معنی آگے جا کر ملنے یعنی استقبال کرنے کے ہیں چونکہ آنحضرت ﷺ وحی کے انتقام میں رہتے جس وقت وحی اترتی تو گویا آپ وحی کا استقبال کرتے۔ اس قول سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور الفاظ

ہیں۔

(۷۴۸۵) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن ابن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ

۷۴۸۵- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ
الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَانًا فَاحْبِبْهُ فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَانًا، فَاحْبِبُوهُ فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)).

[راجع: ۳۲۰۹]

اس کی تعظیم اور محبت سب کے دلوں میں سما جاتی ہے۔ یہ خالصاً موحدین سنت نبوی کے تابعداروں کا ذکر ہے ان ہی کو دوسرے لفظوں میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے نہ کہ فساق فجار بدعتی لوگ وہ تو اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔

(۷۴۸۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور عصر اور فجر کی نمازوں میں دونوں وقت کے فرشتے اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ فرشتے اوپر جاتے ہیں جنہوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ بندوں کے احوال کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۷۴۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَرْجِعُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ)).

[راجع: ۵۰۰۰]

اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے۔

(۷۴۸۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واصل نے، ان سے معمر نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے یہ بشارت دی کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے پوچھا گو اس نے چوری اور زنا بھی کی ہو؟ فرمایا کہ گو اس نے چوری اور زنا کی ہو۔

۷۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْمُورِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ: ؟ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى)). [راجع: ۱۲۳۷]

تشیع دوسری آیت میں ہے کہ وما ننزل الا بامر ربک (مریم: ۶۴) ایک تو حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت اترتے تھے جب اللہ کا حکم ہوتا اس لیے یہ بشارت جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دی بامرالی تھی گویا اللہ نے حضرت جبریل سے فرمایا کہ جا کر حضرت محمد ﷺ کو یہ بشارت دے دو پس باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔

۳۴- باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ: يَنْزِلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ.

اور فرشتے بھی گواہ ہیں۔“ مجاہد نے بیان کیا کہ آیت یتنزل الامر بینہن کا مفہوم یہ ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے درمیان اللہ کے حکم اترتے رہتے ہیں۔ (سورہ طلاق)

تشیع اس باب میں حضرت امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ قرآن اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو یہ کلام سنا تا تھا اور جبریل حضرت محمد ﷺ کو تو یہی قرآن یعنی الفاظ و معانی اللہ کا کلام ہیں۔ اس کو اللہ نے اتارا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے جیسے کہ جہمیہ اور معتزلہ نے گمان کیا ہے۔

۷۴۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ الْأَنْبَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا فَلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ اسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجْهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاتِ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبَنِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنَّكَ إِنْ مِتُّ فِي لَيْلَتِكَ مِتُّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ أَجْرًا)).

(۷۴۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالاخص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلان! جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا کرو۔ ”اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا رخ تیری طرف موڑ دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور تیری پناہ لی، تیری طرف رغبت کی وجہ سے اور تجھ سے ڈر کر تیرے سوا کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر ایمان لایا جو تو نے بھیجے۔ پس اگر تم آج رات مر گئے تو فطرت پر مرو گے اور صبح کو زندہ اٹھے تو ثواب ملے گا۔“

[راجع: ۲۴۷]

لفظ بکتابک الذی انزلت سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ قرآن مجید اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے۔

۷۴۸۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ

(۷۴۸۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد، ان سے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن فرمایا۔

”اے اللہ! کتاب قرآن کے نازل کرنے والے! جلد حساب لینے والے! ان دشمن جماعتوں کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگرگا دے۔“ حمیدی نے اسے یوں روایت کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

اللہ ﷻ يَوْمَ الْاُخْرَابِ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْجِسَابِ اهْزِمِ الْاُخْرَابِ وَزَلِّزِلْ بِهِمْ)). زَادَ الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ۲۹۳۳]

مضمون باب لفظ منزل الكتاب سے نکلا۔ سند مذکورہ میں سفیان کے سماع کی ابن ابی خالد سے اور ابن ابی خالد کے سماع کی عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے صراحت ہے۔

(۷۴۹۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے ہشیم بن بشر نے، ان سے ابی بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها“ کے بارے میں کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ جب آپ نماز میں آواز بلند کرتے تو مشرکین سنتے اور قرآن مجید اور اس کے نازل کرنے والے اللہ کو اور اس کے لانے والے جبریل کو گالی دیتے (اور آنحضرت ﷺ کو بھی) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو اور نہ بالکل آہستہ یعنی آواز اتنی بلند بھی نہ کر کہ مشرکین سن لیں اور اتنی آہستہ بھی نہ کر کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں بلکہ ان کے درمیان کاراستہ اختیار کر۔ مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھ کہ تیرے اصحاب سن لیں اور قرآن سیکھ لیں، اس سے زیادہ چلا کر نہ پڑھ۔

۷۴۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَنْ هُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾، قَالَ: أَنْزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَوَارِبِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ، وَمَنْ جَاءَ بِهِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ ﴿وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ أَسْمِعُهُمْ وَلَا تَجْهَرُ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ. [راجع: ۴۷۲۲]

۳۵- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْمُهْزَلِ: بِاللَّعِبِ

باب سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”یہ گنوار چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔“

یعنی اللہ نے جو وعدے حدیبیہ کے مسلمانوں سے کئے تھے کہ ان کو بلا شرکت غیرے فتح ملے گی۔ اور سورۃ طارق میں فرمایا کہ ”قرآن مجید فیصلہ کرنے والا کلام ہے وہ کچھ ہنسی دلی لگی نہیں ہے۔“

تشیخ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اللہ کا کلام کچھ قرآن سے خالص نہیں ہے بلکہ اللہ جب چاہتا ہے حسب ضرورت اور حسب موقع کلام کرتا ہے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ میں جب مسلمان بہت رنجیدہ تھے اپنے رسول کے ذریعہ سے اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو بلا شرکت غیرے ایک فتح حاصل ہوگی یہ بھی اللہ کا ایک کلام تھا اور جو آنحضرت ﷺ نے اللہ کے کلام نقل کئے ہیں وہ سب اسی کے کلام ہیں۔

(۷۴۹۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں تمام کام ہیں، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں۔

۷۴۹۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ((يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الذَّهْرَ وَأَنَا الذَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)). [راجع: ۴۸۲۶]

ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

(۷۴۹۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا، پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک عنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۷۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَآكَلَهُ وَشَرَبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرَحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرَحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلِخُلُوفٍ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)). [راجع: ۱۸۹۴]

روزہ سے متعلق یہ حدیث کلام الہی کے طور پر وارد ہوئی ہے۔ یعنی اللہ نے خود ایسا فرمایا ہے۔ یہ اس کا کلام ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔ اس سے بھی کلام الہی ثابت ہوا اور معتزلہ جمہیہ کا رد ہوا جو اللہ کے کلام کرنے سے منکر ہیں۔ ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

(۷۴۹۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایوب رضی اللہ عنہ کپڑے اتار کر نماز ہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا ایک دل ان پر آکر گرا اور آپ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ ان کے رب نے انہیں پکارا

۷۴۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَفْتَسِلُ غُرْبَانَا خَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَخْنِي فِي

تَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنِيَنَّكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبُّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَوَاسِكِكَ)). (راجع: ۲۷۹]

کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے مالدار بنا کر ان مٹیوں سے بے پروا نہیں کر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بے شک تو نے مجھ کو بے پروا مالدار کیا ہے مگر تیرے فضل و کرم اور رحمت سے بھی میں کہیں بے پروا ہو سکتا ہوں۔

صاف ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے خود حضرت ایوب سے خطاب فرمایا اور کلام کیا اور یہ کلام با آواز بلند ہے یہ کہنا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور آواز نہیں ہے کس قدر کم عقلی اور گمراہی کی بات ہے آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو جہمیہ و معتزلہ جیسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے، آمین۔

۷۴۹۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَسْتَزِلُّ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَتَقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)). (راجع: ۱۱۴۵]

(۷۴۹۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا، مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو عبد اللہ الاغر نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر آتا ہے۔ اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کون بلاتا ہے کہ میں اسے جواب دوں، مجھ سے کون مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، مجھ سے کون مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

اللہ پاک کا عرش معلیٰ سے آسمان دنیا پر اترتا اور کلام کرنا ثابت ہوا جو لوگ اللہ کے بارے میں ان چیزوں سے انکار کرتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ اس سے واضح دلیل اور کیا ہوگی۔

۷۴۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (راجع: ۲۳۸]

(۷۴۹۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا، ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا، ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ گو دنیا میں ہم سب سے آخری امت ہیں لیکن آخرت میں سب سے آگے ہوں گے۔

۷۴۹۶- وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللَّهُ: ((أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ)). (راجع: ۴۶۸۴]

(۷۴۹۶) اور اسی سند سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم خرچ کرو تو میں تم پر خرچ کروں گا۔

یہاں بھی اللہ پاک کا ایسا کلام مذکور ہوا جو قرآن سے نہیں ہے اور یقیناً اللہ کا کلام ہے جسے حدیث قدسی کہتے ہیں۔

۷۴۹۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ،

(۷۴۹۷) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا، ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، ان سے ابو زرعة نے

اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ (جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے پاس برتن میں کھانا پانی لے کر آتی ہیں انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہئے اور انہیں خولدار موتی کے ایک محل کی جنت میں خوش خبری سنائیے جس میں نہ شور ہو گا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

[راجع: ۳۸۲۰]

یہاں بھی اللہ کا ایک کلام بتی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نقل ہوا یہی باب سے مطابقت ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوئی۔ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا قریش کی بہت مالدار شریف ترین خاتون جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے خود رغبت سے نکاح کیا۔ آپ عرصہ سے بیوہ تھیں بعد میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس وفا شعار سے زندگی گزاری کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ۶۵ سال کی عمر میں ہجرت نبوی سے تین سال پہلے رمضان شریف میں انتقال فرمایا اور مکہ کے مشہور قبرستان جیعون میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی جدائی کا آنحضرت ﷺ کو سخت ترین صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۷۴۹۸) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔

۷۴۹۸- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: أَغْدَذْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)).

[راجع: ۳۲۴۴]

اس حدیث میں صاف اللہ کا کلام نقل ہوا ہے اللہ پاک آج کے معتزلیوں اور منکروں کو ان اجدیث پر غور کرنے کی ہدایت بخشنے۔ (۷۴۹۹) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو سلیمان احوں نے خبر دی، انہیں طاؤس یمانی نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد پڑھنے اٹھتے تو کہتے اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین کا نور ہے۔ حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین کا تھامنے والا ہے۔ حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے سب کا رب ہے۔ تو چاہے تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے۔ تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ

۷۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي سَلِيمَانُ الْأَخْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ

ہے اور دوزخ سچ ہے۔ سارے انبیاء سچے ہیں اور قیامت سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے ہی جھکا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع کیا، تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا اور تجھ ہی سے اپنا فیصلہ چاہتا ہوں پس تو میری مغفرت کر دے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی جو میں نے چھپا کر کئے اور جو ظاہر کئے۔ تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ خَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. [راجع: ۱۱۲۰]

دعائے مبارکہ میں لفظ توکلت الحق سے ترجمہ باب نکلا کہ یا اللہ! تیرا کلام کرنا حق ہے۔ اس سے ہی ان لوگوں کی تردید ہوئی جو اللہ کے کلام میں حروف اور آواز کے منکر ہیں۔

(۷۵۰۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یونس بن یزید الی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے سنا، نبی کریم ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور اللہ نے اس سے انہیں بری قرار دیا تھا۔ ان سب نے بیان کیا اور ہر ایک نے مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی ہوئی بات کا ایک حصہ بیان کیا۔ ام المؤمنین نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی بیان کرنے کے لیے وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت ہوگی۔ میرے دل میں میرا درجہ اس سے بہت کم تھا کہ اللہ میرے بارے میں (قرآن مجید میں) وحی نازل کرے جس کی تلاوت ہوگی، البتہ مجھے امید تھی کہ رسول کریم ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ میری برأت کر دے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی ہیں ان الذین جاؤ بالافک الخ۔ دس آیات

۷۵۰۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ غُرُورَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا قَبْرَاهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا: وَكُلُّ حَدَّثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَلَكِنَّ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي بَرَاءَتِي وَحَيَا يُنْقَلَى وَلَسَانِي فِي نَفْسِي كَانَ اخْتَقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ لِي بِأَمْرِ يُنْقَلَى، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبْرِئُنِي اللَّهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ

دس آیتیں جو سورہ نور میں ہیں۔ مقصد اللہ کا کلام ثابت کرنا ہے جو بخوبی ظاہر ہے۔ آیات مذکورہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت سے متعلق نازل ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور رسول کریم ﷺ کی بہت ہی محبوبہ بیوی ہیں جن کے مناقب بہت ہیں۔ سنہ ۸۵ھ بمابہ رمضان ۷ کی شب میں وفات ہوئی۔ رات میں دفن کیا گیا۔ ان دنوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عامل مدینہ تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

(۷۵۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کرنے لے۔ جب اس کو کر لے پھر اسے اس کے برابر لکھو اور اگر اس برائی کو وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنی چاہے تو اس کے لیے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس نیکی کو کر بھی لے تو اس جیسی دس نیکیاں اس کے لیے لکھو۔

۷۵۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُعْمَرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَفْعَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَفْعَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكَبُوهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاتَّكَبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَفْعَلَهَا فَاتَّكَبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكَبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ امْتِثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ)).

اس سے بھی اللہ کا کلام ثابت ہوا کہ وہ قرآن کے علاوہ بھی کلام نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ ان جملہ احادیث میں موجود ہے۔ (۷۵۰۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن ابی مرزود نے بیان کیا اور ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھہر جا۔ اس نے کہا کہ یہ قطع رحم (ناطہ توڑنا) سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں ناطہ کو جوڑنے والے سے اپنے رحم کا ناطہ جوڑوں اور ناطہ کو کاٹنے والوں سے جدا ہو جاؤں۔ اس نے کہا کہ ضرور، میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہی تیرا مقام ہے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورہ محمد کی یہ آیت پڑھی۔ ”ممکن ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو۔ اور قطع رحم کرو“

۷۵۰۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُرَزْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ: مَهْ قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِلِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ قَالَ: فَذَلِكَ لَكَ)) ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ؟» [راجع: ۴۸۳۰]

اللہ تعالیٰ کا ایک واضح کلام نقل ہوا یہ باب سے مطابقت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے ناطہ سے فصیح بلیغ زبان میں یہ گفتگو کی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ناطہ سے کلام فرمایا۔ آیت میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اکثر لوگ دنیاوی اقتدار و دولت ملنے پر فساد و قطع رحمی ضرور کرتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

۷۵۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مَطَرُ النَّبِيِّ ﷺ لَقَالَ: ((قَالَ اللَّهُ أَصْحَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٍ بِي وَمُؤْمِنٍ بِي)).
 (۷۵۰۳) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے زید بن خالد بن جندب نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعض بندے صبح کافر ہو کر کرتے ہیں اور بعض بندے صبح مومن ہو کر کرتے ہیں۔

[راجع: ۸۴۶]

کلام الہی کے لیے واضح ترین دلیل ہے۔ دوسری حدیث میں تفصیل ہے کہ بارش ہونے پر جو لوگ بارش کو اللہ کی طرف سے جانتے ہیں وہ مومن ہو جاتے ہیں اور جو ستاروں کی تاثیر سے بارش کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے ہو جاتے ہیں۔
 ۷۵۰۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ)).
 (۷۵۰۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملاقات پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے تو میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

ایک فرمان الہی جو ہر مسلمان کے یاد رکھنے کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسے آخر وقت میں یاد رکھنے کی سعادت عطا کرے آمین یارب العالمین۔

۷۵۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي)).
 (۷۵۰۵) ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔

[راجع: ۷۴۰۵]

یہ فرمان الہی بھی اس قائل ہے کہ ہر مومن بندہ ہر وقت اسے ذہن میں رکھ کر زندگی گزارے اور اللہ کے ساتھ ہر وقت نیک گمان رکھے۔ برائی کا ہرگز گمان نہ رکھے۔ جنت ملنے پر بھی پورا یقین رکھے۔ اللہ اپنی رحمت سے اس کے ساتھ وہی کرے گا جو اس کا گمان ہے۔ حدیث بھی کلام الہی ہے یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے۔

۷۵۰۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
 (۷۵۰۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان

سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے جس نے (بنی اسرائیل میں سے) کوئی نیک کام کبھی نہیں کیا تھا، وصیت کی کہ جب وہ مرجائے تو اسے جلا ڈالیں اور اس کی آدمی راکھ خشکی میں اور آدمی دریا میں بکھیر دیں کیونکہ اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو ایسا عذاب مجھ کو دے گا جو دنیا کے کسی شخص کو بھی وہ نہیں دے گا۔ پھر اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اس نے خشکی کو حکم دیا اور اس نے بھی اپنی تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے خوف سے میں نے ایسا کیا اور تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

هُزِّيْةَ اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَاِذَا مَاتَ فَحَرُّقُوْهُ وَاَذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَ اللّٰهُ لَيَنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لِيُعَذِّبَهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ، فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ)).

[راجع: ۳۴۸۱]

کیونکہ وہ شخص گونگار تھا پر مؤحد تھا۔ اہل توحید کے لیے مغفرت کی بڑی امید ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ شرک سے ہمیشہ بچتا رہے اور توحید پر قائم رہے اگر شرک پر مرا تو مغفرت کی امید بالکل نہیں ہے۔ قبروں کو پوجنا، تعزیوں اور جمنڈوں کے آگے سر جھکانا، مزارات کا طواف کرنا، کسی خواجہ و قطب کی نذر و نیاز کرنا، یہ سارے شرکیہ افعال ہیں اللہ ان سب سے بچائے آمین۔

(۷۵۰۷) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن عبد اللہ نے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عمرہ سے سنا، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ایک بندے نے بہت گناہ کئے اور کہا اے میرے رب! میں تیرا ہی گنگار بندہ ہوں تو مجھے بخش دے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر بندہ رکا رہتا اللہ نے چاہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کر لیا، اسے بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے

۷۵۰۷- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ اَبِيْ عَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرَبَّمَا قَالَ: اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا وَرَبَّمَا قَالَ: اَصَبْتُ فَاَغْفِرْ فَقَالَ رَبُّهُ: اَعْلِمَ عَبْدِيْ اَنْ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ، غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اَخَرَ فَاَغْفِرْهُ فَقَالَ: اَعْلِمَ عَبْدِيْ اَنْ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ، غَفَرْتُ

بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکارہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا اے میرے رب! میں نے گناہ پھر کر لیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ تین مرتبہ پس اب جو چاہے عمل کرے۔

لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ : أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ : قَالَ رَبُّ أَصَبْتَ أَوْ : أَذْنَبْتَ آخَرَ فَأَغْفِرَهُ لِي فَقَالَ : اَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ)).

حضرت امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا حق ہے۔ اس حدیث میں بھی اللہ کا کلام ایک گناہگار کے متعلق مذکور ہے اور یہ بتلانا بھی مقصد ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مگر قرآن مجید کے علاوہ بھی اللہ کلام کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ صادق المصدق ہیں۔ آپ نے یہ کلام الہی نقل فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے کلام کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ صادق المصدق نہیں ہیں۔ اس حدیث سے استغفار کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی بشرطیکہ گناہوں سے تائب ہوتا جائے اور استغفار کرتا رہے تو اس کو ضرر نہ ہو گا۔ استغفار کی تین شرطیں ہیں۔ گناہ سے الگ ہو جانا، تادم ہونا، آگے کے لیے یہ نیت کرنا کہ اب نہ کروں گا۔ اس نیت کے ساتھ اگر پھر گناہ ہو جائے تو پھر استغفار کرے۔ دوسری حدیث میں ہے اگر ایک دن میں ستر بار وہی گناہ کرے لیکن استغفار کرتا رہے تو اس نے اصرار نہیں کیا۔ اصرار کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر تادم نہ ہو اس کے پھر کرنے کی نیت رکھے۔ صرف زبان سے استغفار کرتا رہے کہ آیا استغفار خود استغفار کے قاتل ہے۔ اللهم انا نستغفرک ونسئب الیک فاغفر لنا یا خیر العالین آمین۔

(۷۵۰۸) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن عبد الغفار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں میں سے ایک شخص کا ذکر کیا۔ اس کے متعلق آپ نے ایک کلمہ فرمایا یعنی اللہ نے اسے مال و اولاد سب کچھ دیا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا کہ میں تمہارے لیے کیا باپ ثابت ہوا۔ انہوں نے کہا کہ بہترین باپ۔ اس پر اس نے کہا کہ لیکن تمہارے باپ نے اللہ کے ہاں کوئی نیکی نہیں بھیجی ہے اور اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب کرے گا تو دیکھو جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا، یہاں تک کہ جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو اسے خوب پیس لینا اور جس دن حیر آندھی آئے اس میں میری یہ راہ اڑا دینا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اس نے اپنے بیٹوں سے پختہ وعدہ لیا اور اللہ کی قسم کہ ان لڑکوں

۷۵۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا لِمَنْ سَلَفَ أَوْ لِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَغْنِي ((أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا وَلَدًا، فَلَمَّا حَضَرَتْ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيهِ : أَيُّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ : لِأَنَّهُ لَمْ يَنْتَهِزْ أَوْ لَمْ يَنْتَهِزْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا، وَإِنْ يَقْدِرَ اللَّهُ عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُ فَاَنْظَرُوا إِذَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ لَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْحَكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ رِيحٍ عَاصِفٍ فَادْرُونِي لِيَهَا)) فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ : ((فَأَخَذَ مَوَاتِقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبَّى فَفَعَلُوا، ثُمَّ

نے ایسا ہی کیا، جلا کر راکھ کر ڈالا، پھر انہوں نے اس کی راکھ کو تیز ہوا کے دن اڑا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کن کا لفظ فرمایا کہ ہو جا تو وہ فوراً ایک مرد بن گیا جو کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا کہ تو نے یہ کام کرایا۔ اس نے کہا کہ تیرے خوف نے۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا۔ پھر میں نے یہ بات ابو عثمان ہندی سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے سلمان فارسی سے سنا، البتہ انہوں نے یہ لفظ زیادہ کئے کہ ”ازرونی فی البحر“ یعنی میری راکھ کو دریا میں ڈال دینا یا کچھ ایسا ہی بیان کیا۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا اور اس نے ”لم یبتئر“ کے الفاظ کئے اور خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا پھر یہی حدیث نقل کی۔ اس میں لم یبتئر ہے۔ قتادہ نے اس کے معنی یہ کئے ہیں۔ یعنی کوئی نیکی آخرت کے لیے ذخیرہ نہیں کی۔

اللہ نے اس گنہگار بندے کو فرمایا کہ اے بندے! تو نے یہ حرکت کیوں کرائی۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ اللہ کا کلام کرنا برحق ہے جو لوگ کلام الہی سے انکار کرتے ہیں وہ صریح آیات و احادیث نبویہ کے منکر ہیں۔ ہدایم اللہ۔ راویوں نے لفظ یبتئر یا لم یبتئر راء اور زاء سے نقل کیا ہے۔ بعض نے راء کے ساتھ بعض نے زاء کے ساتھ روایت کیا۔ مطلب ہر دو کا ایک ہی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک ہے۔ بنی خدر ایک انصاری قبیلہ ہے۔ حضرت ابوسعید علماء و فضلاء انصار سے ہیں۔ حفاظ حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بمر ۸۳ سال سنہ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ بقیع غرقہ میں دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آئین۔

۳۶- باب کلام الرب عز وجل يوم

سے کلام کرنا برحق ہے

(۷۵۰۹) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن عبد اللہ ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے، ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب! جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی جنت میں داخل فرما

اَذْرُوهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُنْ لَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ، قَالَ اللَّهُ: أَيُّ عَبْدِي مَا حَمَلْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تَفْعَلَ مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقَ مِنْكَ، قَالَ: لِمَا تَلَفَّاهُ أَنْ رَحِمَهُ عِنْدَهَا، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: لِمَا تَلَفَّاهُ غَيْرَهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ هَذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

۰۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ

وَقَالَ: لَمْ يَنْتَبِرْ. [راجع: ۳۴۷۸]

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ: لَمْ يَنْتَبِرْ فَسَرَّةٌ قَنَادَةٌ لَمْ يَدْخِرْ.

الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

۷۵۰۹- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا

أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ

عِيَّاشٍ، عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ

النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

خَفَعْتُ فَقُلْتُ: يَا رَبُّ أَذْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ

وے۔ ایسے لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ میں پھر عرض کروں گا اے رب! جنت میں اسے بھی داخل کر دے جس کے دل میں معمولی سا بھی ایمان ہو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں اس وقت بھی آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

جن سے آپ اشارہ کر رہے تھے۔ روز محشر میں آنحضرت ﷺ کا ایک مکالمہ نقل ہوا ہے۔ اس سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت آنحضرت ﷺ اور دیگر بندوں سے کلام کرے گا۔ اس میں جہمیہ اور معتزلہ کا رد ہے جو اللہ کے کلام کرنے کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۵۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ہلال العنزی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ بصرہ کے کچھ لوگ ہمارے پاس جمع ہو گئے۔ پھر ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اپنے ساتھ ثابت کو بھی لے گئے تاکہ وہ ہمارے لیے شفاعت کی حدیث پوچھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے اور جب ہم پہنچے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ملاقات کی اجازت چاہی اور ہمیں اجازت مل گئی۔ اس وقت وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا تھا کہ حدیث شفاعت سے پہلے ان سے اور کچھ نہ پوچھنا۔ چنانچہ انہوں نے کہا اے ابو حمزہ! یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں اور آپ سے شفاعت کی حدیث پوچھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھانٹیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس قاتل نہیں ہوں، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قاتل نہیں ہوں، ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ سے شرف ہم کلامی پانے والے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قاتل نہیں ہوں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ

كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرَدَلَةٌ، فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ: اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ اَذْنَى شَيْءٍ)) فَقَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۴۴]

ہم سے سلیمان بن حرب، حماد بن زید، حدیثنا معبد بن ہلال العنزی قال: اجتمعنا ناس من أهل البصرة فذهبنا إلى أنس بن مالك وذهبنا معنا ثابت إليه يسأله لنا عن حديث الشفاعة: فإذا هو في قصره فوافقناه يصلي الصلحى، فاستأذنا فأذن لنا وهو قاعد على فراشه فقلنا لثابت: لا تسأله عن شيء أول من حديث الشفاعة فقال يا أبا حمزة هؤلاء إخوانك من أهل البصرة جاؤوك يسألونك عن حديث الشفاعة؟ فقال: حدثنا محمد بن عيسى قال: ((إذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ يَا إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى، فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ

اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قاتل نہیں ہوں، ہاں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لیے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الامام کرے گا جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں۔ چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اور اللہ کے حضور میں سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سراٹھاؤ، جو کہ وہ سنا جائے گا۔ جو مانگو گے وہ دیا جائے گا۔ جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ پھر میں کہوں گا اے رب! میری امت، میری امت۔ کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوگوں کو اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا۔ مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سراٹھاؤ کہو آپ کی سنی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے کم سے کم تر حصہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ پھر میں جاؤں گا اور نکالوں گا۔ پھر جب ہم انس و بشر کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں امام حسن بصری کے پاس بھی چلنا چاہیے، وہ اس وقت ابو خلیفہ کے مکان میں تھے اور ان سے وہ حدیث بیان کرنی چاہیے جو انس و بشر نے ہم سے بیان کی ہے۔ چنانچہ ہم ان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا۔ پھر انہوں نے ہمیں اجازت دی اور ہم نے ان سے کہا اے ابو سعید! ہم آپ کے پاس آپ کے بھائی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں سے آئے ہیں اور انہوں نے ہم سے جو شفاعت کے متعلق حدیث بیان کی، اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا کہ بیان کرو۔ ہم نے ان سے حدیث بیان کی۔ جب اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اور بیان کرو۔ ہم نے کہا

عِيسَى يَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ قِيَامُهَا فَقُولُوا أَنَا لَهَا فَاسْتَاذِنْ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنْ لِي وَيُلْهِمْنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَخْضُرُنِي الْآنَ فَاحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ الْمَحَامِدِ وَآخِرُهُ لَهُ سَاجِدًا قِيَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ نَعَطُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ فَقُولُ يَا رَبُّ: أُمِّي أُمِّي قِيَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقْ فَأَفْعَلْ ثُمَّ اْعُوذُ فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ آخِرُهُ لَهُ سَاجِدًا قِيَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ نَعَطُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ، فَقُولُ: يَا رَبُّ أُمِّي أُمِّي قِيَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ، أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقْ فَأَفْعَلْ، ثُمَّ اْعُوذُ فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ آخِرُهُ لَهُ سَاجِدًا قِيَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ نَعَطُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ، فَقُولُ: يَا رَبُّ أُمِّي أُمِّي قِيَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَذْنَى أَذْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقْ فَأَفْعَلْ)). فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ اصْحَابِنَا: لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلِ أَبِي خَلِيفَةَ وَحَدَّثَنَا بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ جَنَّاتِكَ مِنْ

عَنْدِ أَخِيكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ : هِيَ فَحَدَّثَنَا بِالْحَدِيثِ فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ : هِيَ، فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ : لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَمِيعٌ مِنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَذْرِي أَنَسِي أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَكَلَّمُوا، فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ فَحَدَّثَنَا فَصَحِّحْ وَقَالَ : خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ، قَالَ : ((لَمْ أَغُوذُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ ثُمَّ آخِرُهُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ : يَا رَبِّ انْزِلْ لِي فِيمَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَقُولُ : وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبَرِيَّانِي وَعَظَمَتِي لِأَخْرِجَنَ مِنْهَا مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)). [راجع: ٤٤]

کہ اس سے زیادہ انہوں نے نہیں بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ جب صحت مند تھے بیس سال اب سے پہلے تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ باقی بھول گئے یا اس لیے بیان کرنا ناپسند کیا کہ کہیں لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ ہم نے کہا ابوسعید! پھر آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے۔ آپ اس پر ہنسے اور فرمایا انسان بڑا جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کا ذکر ہی اس لیے کیا ہے کہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح تم سے بیان کی (اور اس میں یہ لفظ اور بڑھائے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹوں گا اور وہی تشریفیں کروں گا اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا۔ اللہ فرمائے گا اے محمد! اپنا سراٹھاؤ جو کو گے سنا جائے گا جو مانگو گے دیا جائے گا، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت، میرے جلال، میری کبریائی، میری بڑائی کی قسم! اس میں سے انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

تشریح اس حدیث کے دوسرے طرق میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک جو برابر بھی یا رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اس کو تم دوزخ سے نکال لاؤ۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ اسی سے شفاعت کا اذن ثابت ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کو عرش پر سجدہ میں ایک نامعلوم مدت تک رہنے کے بعد حاصل ہو گا۔ آپ اپنی امت کا اس درجہ خیال فرمائیں گے کہ جب تک ایک گنہگار مومن مسلمان بھی دوزخ میں باقی رہے گا آپ برابر شفاعت کے لیے اذن مانگتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مومن مسلمان کو اور ہم سب قارئین بخاری شریف کو اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرمائے آمین یا رب العالمین۔ نیز یہ بھی روشن طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے رسول کریم ﷺ سے اتنا خوش ہو گا کہ آپ کی ہر سفارش قبول کرے گا اور آپ کی سفارش سے دوزخ سے ہر اس مومن مسلمان کو بھی نجات دے دے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ یا اس سے بھی کم تر ایمان ہو گا۔ یا اللہ! ہم جملہ قارئین بخاری شریف کو روز محشر میں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرمایو جو لوگ جہیمہ معزکہ وغیرہ کلام الہی کے انکاری ہیں ان کا بھی اس حدیث سے خوب خوب رد ہوا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم نبوی قبیلہ خزرج سے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ خلافت فاروقی میں بصرہ میں جا رہے تھے۔ سنہ ۱۱ھ میں بصرہ ۱۰۳ سال ایک سو اولاد ذکر و انث چھوڑ کر بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۷۵۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا (۷۵۱۱) ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں سب سے بعد میں داخل ہونے والا اور دوزخ سے سب سے بعد میں نکلنے والا وہ شخص ہو گا جو گھٹ کر نکلے گا۔ اس سے اس کا رب کہے گا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا میرے رب! جنت تو بالکل بھری ہوئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تین مرتبہ اس سے یہ کہے گا اور ہر مرتبہ یہ بندہ جواب دے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لیے دنیا کے دس گنا ہے۔

عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ، وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ: اذْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: رَبُّ الْجَنَّةِ مَا لِي فَيَقُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَكُلُّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مَا لِي فَيَقُولُ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مَرَّاتٍ)).

[راجع: ۶۵۷۱]

باب کا مطلب حدیث کے آخری مضمون سے نکلا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خود کلام کرے گا اور اسے دس گنی نعمائے جنت کی بشارت دے گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہدیٰ ہیں۔ دار ارقم میں اسلام قبول کیا سفر اور حضر میں نہایت ہی خلوص کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت کی۔ ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ سنہ ۳۲ھ میں بقیع غرقہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۷۵۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيَكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ أَيَمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ، وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ يَلْقَاءُ وَجْهَ فَاتَقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ خَيْثَمَةَ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

(۷۵۱۳) ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں خيثمة نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر شخص سے تمہارا رب اس طرح بات کرے گا کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا اور اسے اپنے اعمال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا اور وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا اور اسے اپنے اعمال کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو اپنے سامنے جہنم کے سوا اور کوئی چیز نہ دیکھے گا۔ پس جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے خيثمة نے اسی طرح اور اس میں یہ لفظ زیادہ کئے کہ (جہنم سے بچو) خواہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعہ ہو۔

[راجع: ۱۴۱۳]

حدیث ۱۴۱۳ میں صاف طور پر بندے سے اللہ کا کلام کرنا ثابت ہے جو براہ راست بغیر کسی واسطہ کے خود ہو گا۔ توحید کے بعد وہ جو اعمال کام آئیں گے ان میں فی سبیل اللہ کسی غریب مسکین یتیم یتیم کی مدد کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ مدد خواہ کتنی ہی حقیر ہو اگر اس

میں غلوں سے تو اللہ اسے بہت بڑھا دے گا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مد کھجور کا آدھا حصہ بھی ہے۔ اللہ توفیق بخشنے اور قبول کرے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ۶۷ھ میں بصرہ ۱۱۰ سال کوفہ میں فوت ہوئے۔ بڑے خاندانی بزرگ تھے۔ بہت بڑے سخی حاتم طائی کے بیٹے ہیں۔ شعبان سنہ ۷۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ بعض مؤرخین نے ان کی عمر ایک سو اسی برس لکھی ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۷۵۱۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہودیوں کا ایک عالم خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور کہا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پانی اور کچھ کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھالے گا اور پھر اسے ہلائے گا اور کسے گا میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک کھل گئے، اس کی بات کی تصدیق اور تعجب کرتے ہوئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ”انہوں نے اللہ کی شان کے مطابق قدر نہیں کی“ ارشاد خداوندی ”یشرکون“ تک۔

۷۵۱۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ خَبَرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالْشَّرَى عَلَى إصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلَى إصْبَعٍ، ثُمَّ يَهْزُهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصَدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هُوَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ - إِلَى قَوْلِهِ -

یشرکون ﴿﴾. [راجع: ۴۸۱۱]

اس حدیث میں بھی اللہ پاک کا کلام کرنا مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب کی ہچی باتوں کی تصدیق کرنا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہنسی اس بات پر آئی کہ ایک یہودی اللہ کی شان کس کس طور پر بیان کر رہا ہے۔ حالانکہ یہود وہ قوم ہے جس نے اللہ پاک کی قدر و منزلت کو کماحقہ نہیں سمجھا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خواہ مخواہ اللہ کا بیٹا بنا ڈالا حالانکہ اللہ پاک ایسے رشتوں ناطوں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ صدق لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد۔

(۷۵۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن محرز نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا سرگوشی کے بارے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کس طرح سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے قریب جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پردہ اس پر ڈال دے گا اور کہے گا تو نے یہ یہ عمل کیا تھا؟ بندہ کہے گا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہ پر پردہ ڈالا تھا اور آج بھی تجھے معاف

۷۵۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْزَرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَذْنُو أَحَدَكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَفَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: أَعْمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ، وَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ فَيَقْرَأَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ

کرتا ہوں۔

فِي الدُّنْيَا وَأَنَا غَفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ))۔

وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، آدَم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے صفوان نے بیان کیا، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ [راجع: ۲۴۴۱]

تشیخ اس سند کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ صفوان سے قتادہ کے سماع کی تصریح ہو جائے اور انتطاع کا احتمال دفع ہو جائے۔ حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے سرگوشی کرنا مذکور ہے۔ حدیث اور باب کی مطابقت ظاہر ہے اس کے بعد اب کہاں گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ کا کلام ایک قدیم نفسی صفت ہے نہ اس میں آواز ہے نہ حروف ہیں۔ فرمائیے یہ قدیم صفت موقع بموقع کیونکر حادث ہوتی رہتی ہے۔ اگر کہتے ہیں کہ اس کا تعلق حادث ہے جیسے سماع اور بصر وغیرہ ہیں تو مسموع اور مبصرات الہی کا غیر ہے۔ اسلئے تعلق حادث ہو سکتا ہے یہاں تو کلام اسی کی صفت ہے اسکا غیر نہیں ہے۔ اگر اسکے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں تو پھر پیغمبروں نے اس کا کلام کیوں کر سنا اور متواتر احادیث میں جو آیا ہے کہ اس نے دوسرے لوگوں سے بھی کلام کیا اور خصوصاً مومنوں سے آخرت میں کلام کرے گا تو یہ کلام جب اس میں آواز اور حروف نہیں ہیں کیوں کر سمجھ میں آیا اور آسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ (متکلمین) لوگ اتنا علم پڑھ کر پھر اس مسئلہ میں بے وقوفی کی چال چلے اور معلوم نہیں کیا کیا تاویلات کرتے ہیں۔ اس قسم کی تاویلیں درحقیقت صفت کلام کا انکار کرنا ہے پھر سرے سے یوں نہیں کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ کلام ہی نہیں کرتا جیسے جعد بن درہم مردود تھا۔ آج کل بھی اکثر نیچری مغرب زدہ نام نہاد مسلمان ایسی ہی باتیں کرتے ہیں ہدھام اللہ الی صراط مستقیم۔

۳۷- بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ باب سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا“

تشیخ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا رد کیا جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام نہ تھا۔ حقیقت میں بلکہ کسی فرشتے یا درخت میں اللہ نے بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی۔ ایسا خیال بالکل غلط ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ہی کیا ہوئی۔ اس آیت میں لفظ کلم اللہ کے بعد پھر عیسا فرما کر اس کی تاکید کی۔ یعنی خود اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا توسط غیرے باتیں کیں۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہتے ہیں اور ان کو دوسرے پیغمبروں پر اسی وجہ سے فضیلت حاصل ہوئی۔ یہ کلام خود اللہ تعالیٰ نے ایک درخت پر سے کیا۔ ہمارے رسول کریم ﷺ سے اللہ پاک نے عرش پر بلا کر براہ راست کلام فرمایا سچ ہے تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ (بقرہ: ۲۵۳)

۷۵۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَخْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ

(۷۵۱۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا ہم سے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے بحث کی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ آدم ہیں جنہوں نے اپنی نسل کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ آپ موسیٰ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے پیغام

اور کلام کے لیے منتخب کیا اور پھر بھی آپ مجھے ایک ایسی بات کے لیے ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے پہلے ہی میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام پر غالب آئے۔

مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ تَعَالَى بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، ثُمَّ تَلَوْنِي عَلَى أَمْرِ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)).

[راجع: ۳۴۰۹]

تفسیر اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام کا صاف اثبات ہے پس اس کی تاویل کرنے والے سراسر غلطی پر ہیں۔ جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ بلا واسطہ غیرے جس سے چاہے کلام کر سکے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔ یہ جہمیہ اور معتزلہ کے خیال فاسد کی مرتج تردید ہے۔

(۷۵۱۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان والے قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کوئی ہماری شفاعت کرتا تاکہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پاتے چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ آدم ہیں انسانوں کے پر دادا۔ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے پس آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کریں۔ آپ جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں اور آپ اپنی غلطی انہیں یاد دلائیں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی۔

۷۵۱۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَاسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَبَذَلْتُكُمْ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ لَقِيَ أَصَابَ)). [راجع: ۴۴]

تفسیر یہ حدیث مختصر ہے اور اس میں دوسرے طریق کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ اس وقت حضرت آدمؑ کہیں گے کہ تم ایسا کرو کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے کلام کیا، ان کو توراۃ عنایت فرمائی اور اوپر بھی گزرا ہے کہ یوں کہا کہ موسیٰؑ کے پاس جاؤ ان کو اللہ نے توراۃ عنایت فرمائی اور ان سے کلام کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

(۷۵۱۷) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے شریک بن عبد اللہ بن ابی نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے وہ واقعہ بیان کیا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج کے لیے لے جایا گیا کہ وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس فرشتے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَبِلَّةُ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ ((إِنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ:

سلم مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ وہ ان میں سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ ان میں جو سب سے بہتر ہیں انہیں لے لو۔ اس رات کو بس اتنا ہی واقعہ پیش آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے۔ جب کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سوری تھیں لیکن دل نہیں سوراہا۔ انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل نہیں سوتے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے بات نہیں کی۔ بلکہ آپ کو اٹھا کر زمزم کے کنویں کے پاس لائے۔ یہاں جبریل علیہ السلام نے آپ کا کام سنبھالا اور آپ کے گلے سے دل کے نیچے تک سینہ چاک کیا اور سینہ اور پیٹ کو پاک کر کے زمزم کے پانی سے اسے اپنے ہاتھ سے دھویا۔ یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس سے آپ کے سینے اور حلق کی رگوں کو سیا اور اسے برابر کر دیا۔ پھر آپ کو لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی۔ آسمان والوں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبریل۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ آسمان والوں نے کہا خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ آسمان والے اس سے خوش ہوئے۔ ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا کرنا چاہتا ہے جب تک وہ انہیں بتانہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام کو بلایا۔ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ آپ کے بزرگ ترین دادا آدم ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ کہا کہ خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ مبارک ہو اپنے بیٹے کو، آپ کیا ہی اچھے بیٹے ہیں۔ آپ

أُولَٰئِكَ أَتَيْنَاهُمُ هَٰؤُلَاءِ فَقَالَ أَوَسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّىٰ أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَىٰ فِيمَا يَرَىٰ قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّىٰ اخْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بَنِي زَمْرَمٍ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جَبْرِيلُ، فَشَقَّ جَبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَىٰ لَيْتِهِ حَتَّىٰ فَرَّغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَعَسَلَهُ مِنْ مَّاءِ زَمْرَمَ بِيَدِهِ، حَتَّىٰ أَتَقَىٰ جَوْفَهُ ثُمَّ أَتَىٰ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٍ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَعَادِيدَهُ - يَعْنِي غُرُوقَ حَلْقِهِ - ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَتَدَاَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هَٰذَا؟ فَقَالَ: جَبْرِيلُ قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ قَالَ: نَعَمْ قَالُوا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّىٰ يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جَبْرِيلُ: هَٰذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بَيْنِي نِعَمَ الْإِنِّ أَنْتَ، فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهْرَيْنِ يَطْرِدَانِ فَقَالَ: مَا هَٰذَانِ النَّهْرَانِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَٰذَانِ النَّيْلُ وَالْفَرَاتُ غَضْرُهُمَا، ثُمَّ مَضَىٰ بِهِ

نے آسمان دنیا میں دو نہریں دیکھیں جو بہہ رہی تھیں۔ پوچھا اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ نیل اور فرات کا منبع ہے۔ پھر آپ آسمان پر اڑے تو دیکھا کہ ایک دوسری نہر ہے جس کے اوپر موتی اور زبرجد کا محل ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ مشک ہے۔ پوچھا جبریل! یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جسے اللہ نے آپ کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ پھر آپ دوسرے آسمان پر چڑھے۔ فرشتوں نے یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان پر کیا تھا۔ کون ہیں؟ کہا جبریل۔ پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرشتے بولے انہیں مرحبا اور بشارت ہو۔ پھر آپ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کیا تھا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر پانچویں آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر چھٹے آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ ہر آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ ہر آسمان پر انبیاء ہیں جن کے نام آپ نے لیے۔ مجھے یہ یاد ہے کہ اور یس علیہ السلام دوسرے آسمان پر ہارون علیہ السلام چوتھے آسمان پر اور دوسرے نبی پانچویں آسمان پر۔ جن کے نام مجھے یاد نہیں اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ یہ انہیں اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی کی وجہ سے فضیلت ملی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے رب! میرا خیال نہیں تھا کہ کسی کو مجھ سے بڑھایا جائے گا۔ پھر جبریل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور رب العزت تبارک و تعالیٰ سے قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی بھی وحی کی۔ پھر آپ اترے اور

فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بَنَاهُ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِنْكَ قَالَ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ، ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قَالُوا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالُوا: مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْنُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ فَقَالَ مُوسَى: رَبِّ لِمَ أَظُنُّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ غَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَذَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أَمْتِكَ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى فَاحْتَسَبَهُ مُوسَى

جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا اے محمد! آپ کے رب نے آپ سے کیا عہد لیا ہے؟ فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے دن اور رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت میں اس کی طاقت نہیں۔ واپس جلیے اور اپنی اور اپنی امت کی طرف سے کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے بھی اشارہ کیا کہ ہاں اگر چاہیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ آپ پھر انہیں لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کیا اے رب! ہم سے کمی کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دس نمازوں کی کمی کر دی۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو روکا۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح برابر اللہ رب العزت کے پاس واپس کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہو گئیں۔ پانچ نمازوں پر بھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور کہا اے محمد! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کا تجربہ اس سے کم پر کیا ہے وہ ناتواں ثابت ہوئے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور کان ہر اعتبار سے کمزور ہے، آپ واپس جلیے اور اللہ رب العزت اس میں بھی کمی کر دے گا۔ ہر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبریل علیہ السلام اسے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ جب وہ آپ کو پانچویں مرتبہ بھی لے گئے تو عرض کیا۔ اے رب! میری امت جسم، دل، نگاہ اور بدن ہر حیثیت سے کمزور ہے، پس ہم سے اور کمی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ وہ قول میرے یہاں بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے پس یہ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں لیکن تم پر فرض پانچ ہی ہیں۔ چنانچہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ ہم سے یہ تخفیف کی کہ ہر

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهَدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: عَهَدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ أَمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَانْتَفَتِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَتِيرُهُ فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلَّا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ: يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا، فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا، فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوسَى فَاخْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ اخْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَذْنَى مِنْ هَذَا، فَضَعُفُوا فَتَرَكُوهُ فَأَمَّتَكَ أضعف أجسادًا وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ يُشِيرُ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ: يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضَعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا؟ فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ: قَالَ لَكُنَّكَ وَسَعْدَنِكَ قَالَ: إِنَّهُ لَا يُبْدِلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا قَرَضْتُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: كَيْفَ

نیکی کے بدلے دس کا ثواب ملے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے کم پر آزمایا ہے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ پس آپ واپس جالیے اور مزید کمی کرائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کہا اے موسیٰ! واللہ مجھے اپنے رب سے اب شرم آتی ہے کیونکہ بار بار آجا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اتر جاؤ۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسجد حرام میں تھے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام ہی میں تھے کہ جاگ اٹھے۔ جاگ اٹھنے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج کی جاتی رہی اور آپ اپنی حالت میں آگئے۔

باب اللہ تعالیٰ کا جنت والوں سے باتیں کرنا

(۷۵۱۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت والوں سے کہے گا اے جنت والو! وہ بولیں گے حاضر تیری خدمت کے لیے مستعد، ساری بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم خوش ہو؟ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں ہم خوش ہوں گے اے رب! اور تو نے ہمیں وہ چیزیں عطا کی ہیں جو کسی مخلوق کو نہیں عطا کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں اس سے افضل انعام نہ دوں؟ جنتی پوچھیں گے اے رب! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں اپنی خوشی تم پر اتارتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

فَعَلْتُ؟ فَقَالَ: خَفَّفَ عَنَّا اَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ امْثَالِهَا قَالَ مُوسَى: قَدْ وَاللَّهِ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى اَذْنَى مِنْ ذَلِكَ، فَتَرَكُوهُ، اَرْجِعْ اِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ اَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا مُوسَى قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ اِلَيْهِ قَالَ: فَاهْبِطْ بِسَمِ اللَّهِ، قَالَ: وَاسْتَيْقِظْ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ)).

[راجع: ۳۵۷۰]

۳۸- باب کلام الرب مع اهل الجنة

۷۵۱۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ: لَيْتَكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَلَا اَعْطَيْتُكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبَّ وَأَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ، فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)).

[راجع: ۶۵۴۹]

اس پر سب انعامات تصدق ہیں۔ غلام کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کسی چیز میں نہیں ہو سکتی کہ آقا راضی رہے و رضوان من اللہ اکبر کا یہی مطلب ہے۔

(۷۵۱۹) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلج

۷۵۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا

بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گفتگو کر رہے تھے، اس وقت آپ کے پاس ایک بدوی بھی تھا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کیا وہ سب کچھ تمہارے پاس نہیں ہے جو تم چاہتے ہو؟ وہ کہے گا کہ ضرور ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں۔ چنانچہ بہت جلدی وہ بیج ڈالے گا اور پلک جھپکنے تک اس کا اکنا برابر کٹنا اور پہاڑوں کی طرح غلے کے انبار لگ جانا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا ابن آدم! اسے لے لے، تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ دہاتی نے کہا یا رسول اللہ! اس کا مزہ تو قریشی یا انصاری ہی اٹھائیں گے کیونکہ وہی کھیتی باڑی والے ہیں، ہم تو کسان ہیں نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ بات سن کر ہنسی آگئی۔

فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ أَهْلِ الْبَادِيَةِ : ((أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَاسْرِعْ وَبَدِّرْ فَتَبَادَرَ الطَّرَفَ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَاوُهُ وَاسْتَخْصَاذُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ذُنُوكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ)) فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجِدْ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۲۳۴۸]

۳۹- باب ذِکْرِ اللَّهِ بِالْأَمْرِ

وَذِکْرُ الْعِبَادِ بِالْدُعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرَّسَالَةِ وَالْإِبْلَاحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ غُمَّةٌ: هُمْ وَصِيقٌ.

باب اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے اور بندے اس سے دعا اور عاجزی کر کے اور اللہ کا پیغام دوسروں کو پہنچا کر اس کی یاد کرتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا اور سورہ یونس میں فرمایا اے پیغمبر! ان کو نوح کا قصہ سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ بھائیو! اگر میرا رہنا تم میں اور خدا کی آیات پڑھ کر سننا تم پر گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر اپنا کام چھوڑ دیا (اس پر بھروسہ کیا) تم بھی اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر (میرے قتل یا اخراج کی) ٹھہرا لو۔ پھر اس تجویز کے پورا کرنے میں کچھ فکر نہ کرو بے تامل کر ڈالو۔ مجھ کو ذرا بھی فرصت نہ دو، اگر تم میری باتیں نہ مانو تو خیر میں تم سے کچھ دنیا کی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اللہ ہی پر ہے اس کی طرف سے مجھ کو اس کے تابعداروں میں شریک رہنے کا حکم ملا ہے۔

غما کا معنی غم اور تنگی۔ مجاہد نے کہا تم اقصوا الی کا معنی یہ ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو پورا کر ڈالو، قصہ تمام کرو۔ عرب لوگ کہتے ہیں افرق یعنی فیصلہ کر دے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں وان اخذ من المشرکین استجارک الخ، (سورہ توبہ میں) کہا یعنی اگر کوئی کافر آنحضرت ﷺ کے پاس اللہ کا کلام اور جو آپ پر اترا اس کو سننے کے لیے آئے تو اس کو امن ہے جب تک وہ اس طرح آتا اور اللہ کا کلام اور جو آپ پر اترا اس کو سننے کے لیے آئے تو اس کو امن ہے جب تک وہ اس طرح آتا اور اللہ کا کلام سن رہا ہے اور جب تک وہ اس امن کی جگہ نہ پہنچ جائے جہاں سے وہ آیا تھا اور سورہ نبا میں نبأ عظیم سے قرآن مراد ہے اور اس سورہ میں جو قال صوابا ہے تو صواب سے حق بات کہنا اور اس پر عمل کرنا مراد ہے۔

باب سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”پس اللہ کے شریک نہ بناؤ“ اور ارشاد خداوندی (سورہ حم سجدہ میں) تم اس کے شریک بناتے ہو۔ وہ تو تمام دنیا کا مالک ہے۔ اللہ کا ارشاد ”اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے (سورہ فرقان) اور بلاشبہ آپ پر اور آپ سے پہلے پیغمبروں پر وحی بھیجی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل غارت ہو جائے گا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے“ (سورہ زمر) اور عکرمہ نے کہا ”وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون“ کا مطلب یہ ہے کہ ”اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ یہ ان کا ایمان ہے لیکن وہ عبادت غیر اللہ کی کرتے ہیں۔“ اور اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ بندے کے افعال ان کا کسب سب مخلوق الہی ہیں کیونکہ اللہ نے سورہ فرقان میں فرمایا ”اسی پروردگار نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ایک انداز سے اس کو درست کیا۔“ اور مجاہد نے کہا کہ سورہ حج میں جو ہے وما ننزل الملائکۃ الا بالحق کا معنی یہ ہے کہ فرشتے اللہ کا پیغام اور اس کا عذاب لے کر اترتے ہیں اور سورہ احزاب میں

قَالَ مُجَاهِدٌ : اَقْصُوا إِلَيَّ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ يَقَالُ الْفَرَقُ : اَقْصِرْ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : هُوَ إِنْ أَخَذَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاجِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ﴿إِنْسَانٌ يَأْتِيهِ فَيَسْمَعُ مَا يَقُولُ﴾ : وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتَّى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعُ مِنْهُ كَلَامَ اللَّهِ وَحَتَّى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَ النَّبَا الْعَظِيمُ الْقُرْآنُ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ بِهِ.

۴۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَى إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾. وَقَالَ عِكْرِمَةُ : وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ، وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ لَيَقُولُنَّ: اللَّهُ. فَذَلِكَ إِيمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيْرَهُ، وَمَا ذَكَرَ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاجْتِسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَوَخَّلِقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا﴾. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَا تَنَزَّلَ

جو فرمایا بچوں سے ان کی سچائی کا حال پوچھے یعنی پیغمبروں سے جو اللہ کا حکم پہنچاتے ہیں اور سورہ حجر میں فرمایا ہم قرآن کے مہمبان ہیں۔ مجاہد نے کہا یعنی ا۔ ماس اور سورہ زمر میں فرمایا اور سچی بات لے کر آیا یعنی قرآن اور نے اس کو سچا جانا یعنی مومن جو قیامت کے دن پروردگار سے عرض کرے گا تو نے مجھ کو قرآن دیا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔

(۷۵۲۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو داؤد نے، ان سے عمرو بن شریحیل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے یہاں سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خطرہ کی وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ بِالرَّسَالَةِ وَالْعَذَابِ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمُ الْمُبْلَغِينَ الْمُؤَذِّنِينَ مِنَ الرُّسُلِ، وَإِنَّا لَهُ حَافِظُونَ عِنْدَنَا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْآنُ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هَذَا الَّذِي آغْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

۷۵۲۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْثَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَزْنِيَ بِخَلِيلَةٍ جَارِكَ)) (راجع: ۴۷۷)

زنا بہر حال برا کام ہے مگر یہ بہت ہی زیادہ برا ہے۔

تشریح امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ قدریہ اور معتزلہ جو بندے کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہیں وہ گویا اللہ کا برابر والا بندے کو بناتے ہیں تو ان کا یہ اعتقاد بہت بڑا گناہ ہوا۔ اللہ کی عبادت کے کاموں میں کسی غیر کو شریک ساجھی بنانا شرک ہے جو اتنا بڑا گناہ ہے کہ بغیر توبہ کئے ہوئے مرنے والے مشرک کے لیے جنت قطعاً حرام ہے۔ سارا قرآن مجید شرک کی برائی بیان کرنے سے بھرا ہوا ہے پھر بھی نام نہاد مسلمان ہیں جنہوں نے مزارات بزرگان کو عبادت گاہ بنایا ہوا ہے۔ مزاروں پر سجدہ کرنا بزرگوں سے اپنی مرادیں مانگنا اس کے لیے نذر و نیاز کرنا عام جمال نے معمول بنا رکھا ہے جو کھلا ہوا شرک ہے ایسے مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اصل اسلام سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔

باب سورہ حم سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

کہ ”تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چڑے تمہارے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے (تم قیامت کے قائل ہی نہ تھے) تم سمجھتے رہے کہ اللہ کو ہمارے بہت سارے کاموں کی خبر تک

۱- باب

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَعْتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَنَعُكُمْ وَلَا أَنْبَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ طُنِيتُمْ أَنْ اللَّه لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾.

نہیں ہے۔“

(۷۵۲۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن یونس نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی (یہ کہا کہ) دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوئے جن کے پیٹ کی چربی بہت تھی (تو نہ بڑی تھی) اور جن میں سوجھ بوجھ کی بڑی کمی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تیرے کان تمہاری آنکھیں اور تمہارے چہرے تمہارے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے آخر تک۔

۷۵۲۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ انْتِثَابِ ثَقَفِيٍّ وَقُرَشِيٍّ - أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٍّ - كَثِيرَةٌ شَحْمٌ بَطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ يَفْقَهُ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ: أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ قَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ اخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا اخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

[راجع: ۴۸۱۶]

باب سورہ رحمان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

”پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے“ اور سورہ انبیاء میں فرمایا کہ ”ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں آتا“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ طلاق میں فرمان ”ممکن ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے“ صرف اتنی بات ہے کہ اللہ کا کوئی نیا کام کرنا مخلوق کے نئے کام کرنے سے مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ شوریٰ میں فرمایا ہے ”اس جیسی کوئی چیز نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں) اور وہ بہت سننے والا، بہت دیکھنے والا ہے“ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ اللہ تعالیٰ جو نیا حکم چاہتا ہے دیتا ہے اور اس نے نیا حکم یہ دیا ہے کہ تم نماز میں باتیں نہ کرو۔

۴۲- باب قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٌ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ وَإِنْ حَدَّثَهُ لَا يَشْبَهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تُكَلِّمُوا فِي الصَّلَاةِ.

اس کو ابو داؤد نے وصل کیا۔ یہ باب لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کے صفات فعلیہ جیسے کلام کرنا، زندہ کرنا، مارنا، پیدا کرنا، اترنا، چڑھنا، ہنسنا، تعجب کرنا، وقتاً فوقتاً حادث ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہر ساعت اس پروردگار کے نئے نئے

انقلابات نمود ہوتے رہتے ہیں۔ نئے نئے احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور جن لوگوں نے صفات فہلہ کا اس بنا پر انکار کیا ہے کہ وہ حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ حوادث کا محل نہیں ہو سکتا، وہ بیوقوف ہیں۔ قرآن و حدیث دونوں سے یہ ثابت ہے کہ وہ نئے نئے کام کرنا ہے۔ نئے نئے احکام اتارنا رہتا ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدير آیات باب میں پہلے یہ فرمایا کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تخریم ہوئی پھر فرمایا وہ سنا اور جانتا ہے یہ اس کی صفات کا اثبات ہوا۔ الہدیت اس اعتقاد پر ہیں جو متوسط ہے درمیان تعطیل اور تشبیہ کے۔ معطلہ توجہیہ اور معتزلہ ہیں جو اللہ کی ان تمام صفات کا انکار کرتے ہیں جو مخلوق میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے سنا، دیکنا، بات کرنا وغیرہ اور شمس مجسمہ ہیں جو اللہ پاک کی تمام صفات کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی آدمی کی طرح گوشت پوست سے مرکب ہے۔ ہماری ہی طرح مترادف آنکھیں رکھتا ہے۔ حالانکہ لیس کمنلہ شئی وهو السميع البصير۔ اہل حدیث صفات باری کو کسی مخلوق سے مشابہت نہیں دیتے۔

(۷۵۲۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن وردان نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے مسائل کے بارے میں کیونکر سوال کرتے ہو، تمہارے پاس تو خود اللہ کی کتاب موجود ہے جو زمانہ کے اعتبار سے بھی تم سے سب سے زیادہ قریب ہے، تم اسے پڑھتے ہو، وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔

[راجع: ۲۸۸۵]

(۷۵۲۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کسی مسئلہ میں کیوں پوچھتے ہو۔ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ پر نازل کی ہے وہ اللہ کے یہاں سے بالکل تازہ آئی ہے، خالص ہے، اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تمہیں بتا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل ڈالا۔ وہ ہاتھ سے ایک کتاب لکھتے اور دعویٰ کرتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تھوڑی پونجی حاصل کریں، تم کو جو خدا نے قرآن و حدیث کا علم دیا ہے کیا وہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ تم دین کی باتیں اہل کتاب سے پوچھو۔ خدا کی قسم ہم تو ان کے کسی آدمی کو نہیں دیکھتے کہ جو کچھ تمہارے اوپر نازل ہوا ہے اس کے متعلق وہ تم سے پوچھتے ہوں۔

۷۵۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عِنْدَ اللَّهِ تَقْرَأُونَهُ مَخْضًا لَمْ يُشَبَّ.

۷۵۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ ﷺ أَحَدُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ مَخْضًا لَمْ يُشَبَّ؟ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ وَغَيَّرُوا، فَكُتِبُوا بِأَيْدِيهِمْ قَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِذَلِكَ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوْ لَا يَهْكُمُ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ، عَنْ سَائِلِهِمْ فَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ سَأَلَكَ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ.

[راجعہ: ۲۶۸۵]

تشیخ اہل کتاب کی کتابیں پرانی اور مخلوط ہو چکی ہیں پھر تم کو کیا خط ہو گیا ہے کہ تم ان سے پوچھتے ہو حالانکہ اگر وہ تم سے پوچھتے تو ایک بات تھی کیونکہ تمہاری کتاب بالکل محفوظ اور نئی نازل ہوئی ہے۔

۴۳- باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ((أَنَا مَعَ عَبْدِي حَيْثُ مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفْتَا)).

باب سورۃ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”قرآن نازل ہوتے وقت اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کر“ آپ اس آیت کے اترنے سے پہلے وحی اترتے وقت ایسا کرتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں۔ اس وقت تک جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہے۔“

تشیخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر وحی معتبر ہے جو زبان سے کیا جائے اور جب تک زبان سے نہ ہو دل سے یاد کرنا اعتبار کے لائق نہیں۔ زبان اور دل ہر دو سے ذکر ہونا لازم و ملزوم ہے۔

۷۵۲۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ يُحَرِّكُ شَفْتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا، فَحَرَّكَ شَفْتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ: جَمْعُهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأُوهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا﴾ أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا أَنَا جُنُبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعْتُ فَإِذَا انْطَلَقَ جَبْرِيلُ قَرَأَهُ

(۷۵۲۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ ابن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ سورۃ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”لا تحرك به لسانك“ کے متعلق کہ وحی نازل ہوتی تو آنحضرت ﷺ پر اس کا بہت بار پڑتا اور آپ اپنے ہونٹ ہلاتے۔ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تمہیں ہلا کے دکھاتا ہوں جس طرح آنحضرت ﷺ ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا کہ جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما ہونٹ ہلا کر دکھاتے تھے، میں تمہارے سامنے اسی طرح ہلاتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہونٹ ہلائے (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرآنہ“ یعنی تمہارے سینے میں قرآن کا جما دینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے جب ہم (جبریلؑ کی زبان پر) اس کو پڑھ چکیں اس وقت تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو۔ مطلب یہ ہے کہ جبریلؑ کے پڑھتے وقت کان لگا کر سنتے رہو اور خاموش رہو، یہ ہمارا ذمہ ہے ہم تم سے ویسا ہی پڑھو ا دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے اترنے کے بعد جب حضرت جبریلؑ آتے (قرآن

النَّبِيِّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ.

[راجع: ۵]

سناتے) تو آپ کان لگا کر سنتے۔ جب جبریلؑ چلے جاتے تو آپ لوگوں کو اسی طرح پڑھ کر سنا دیتے جیسے جبریلؑ نے آپ کو پڑھ کر سنایا تھا۔

تشریح حضرت امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے الفاظ قرآن جو منہ سے نکلتے ہیں یہ ہمارا فعل ہے جو مخلوق ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔ حضرت سعید بن جبیر مشہور تابعی اسدی کوئی ہیں۔ حجاج بن یوسف نے ان کو شعبان سنہ ۹۹ھ میں بصرہ ۵۰ سال شہید کیا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی بددعا سے حجاج بن یوسف پندرہ دن بعد مر گیا۔ یوں کہتا ہوا کہ میں جب سونے کا ارادہ کرتا ہوں تو سعید بن جبیر میرا پاؤں پکڑ لیتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر مضافات عراق میں دفن کئے گئے رحمہ اللہ رحمۃ واحد۔

۴۴- باب قول الله تعالى:

هُوَ أَشْرُوا قَوْلَكُمْ أَوْ أَجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِلَّا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ يَتَخَفَتُونَ: يَتَسَارُونَ.

باب سورہ ملک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اپنی بات آہستہ سے کہو یا زور سے اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ کیا وہ اسے نہیں جانے گا جو اس نے پیدا کیا اور وہ بہت باریک دیکھنے والا اور خبردار ہے۔“ ”یتخافتون“ کے معنی یتسارون یعنی جو چپکے بات کرتے ہیں۔

باب کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اسی لیے وہ ان کو بخوبی جانتا ہے۔

(۷۵۳۵) مجھ سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، ان سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها“ کے بارے میں کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ مکہ میں چھپ کر (اعمال اسلام ادا کرتے تھے) لیکن جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن مجید بلند آواز سے پڑھتے، جب مشرکین سنتے تو قرآن مجید کو اس کے اتارنے والے کو اور اسے لے کر آنے والے کو گالی دیتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ اپنی قرأت میں آواز بلند نہ کریں کہ مشرکین سنیں اور پھر قرآن کو گالی دیں اور نہ اتنا آہستہ ہی پڑھیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بلکہ ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کریں۔

۷۵۲۵- حدثني عمرو بن زُرَّارَةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ، فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَاتَّبَعَ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ [راجع: ۴۷۲۲]

تشریح کفار مکہ کا یہی حال تھا جو یہاں بیان ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کے لیے خود رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی ان کو اس امت کا رہبان کہا گیا ہے بصرہ ۶۸ھ میں فوت ہوئے طائف میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۷۵۲۶) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت ولا تجہر بصلاتک ولا تخالفت بہا دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی دعائے بہت چلا کر مانگ نہ آہستہ بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کر۔

(۷۵۲۷) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خوش آوازی سے قرآن نہیں پڑھتا وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے لوگوں نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے یعنی اس کو پکار کر نہ پڑھے۔

اگلی حدیث اور اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ہمارے منہ سے جو قرآن کے الفاظ نکلتے ہیں وہ الفاظ قرآن غیر مخلوق ہیں مگر ہمارا فعل مخلوق ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ جو مجھ سے یوں نقل کرتا ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق وہ جھوٹا ہے میں نے یہ نہیں کہا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں اور بس۔ قرآن مجید اس کا کلام غیر مخلوق ہے یہی سلف صالحین ابجدیث کا عقیدہ ہے اور یہی امام بخاری کا۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ”ایک شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا اور رات اور دن اس میں مشغول رہتا ہے۔“ اور ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی اسی جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس قرآن کے ساتھ ”قیام“ اس کا فعل ہے۔ اور فرمایا کہ ”اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔“ اور اللہ جل ذکرہ نے سورہ حج میں فرمایا اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

(۷۵۲۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکعت صرف دو آدمیوں پر کیا جاسکتا ہے۔ ایک اس پر جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا اور وہ اس کی

۷۵۲۶- حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا تُجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَالِفُ بِهَا فِي الدُّعَاءِ﴾. [راجع: ۴۷۲۳]

۷۵۲۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ - وَزَادَ غَيْرُهُ - يَجْهَرُ بِهِ)).

اگلی حدیث اور اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ہمارے منہ سے جو قرآن کے الفاظ نکلتے ہیں وہ الفاظ قرآن غیر مخلوق ہیں مگر ہمارا فعل مخلوق ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ جو مجھ سے یوں نقل کرتا ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق وہ جھوٹا ہے میں نے یہ نہیں کہا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں اور بس۔ قرآن مجید اس کا کلام غیر مخلوق ہے یہی سلف صالحین ابجدیث کا عقیدہ ہے اور یہی امام بخاری کا۔

۴۵- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آثَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَرَجُلٌ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ قَتِينٌ اللَّهُ أَنْ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ)) وَقَالَ: ((وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ السِّنِّكُمْ وَالْوَانِكُمْ)) وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ((وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ)).

۷۵۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُخَاسِدُ إِلَّا فِي الثَّانِي رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ

يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، فَهُوَ يَقُولُ
لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا
يَفْعَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي
حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ
عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)).

[راجع: ۵۰۲۶]

۷۵۲۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اِثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْفَرَّانَ فَهُوَ يَتْلُوهُ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ
مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ)).
سَمِعْتُ سُفْيَانَ مَرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ
الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

[راجع: ۵۰۲۵]

تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے تو ایک دیکھنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے
بھی اسی جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی اس کی طرح تلاوت کرتا رہتا
اور دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے اس کے حق
میں خرچ کرتا ہے جسے دیکھنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی اللہ اتنا مال
دیتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔

(۷۵۲۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے
اور ان سے ان کے والد زہری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رشک
کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس
کی تلاوت رات و دن کرتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا
ہو اور وہ اسے رات و دن خرچ کرتا رہا۔ علی بن عبد اللہ نے کہا کہ میں
نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنی۔ لیکن ”اخبرنا“ کے
لفظوں کے ساتھ انہیں کہتا سنا باوجود اس کے ان کی یہ حدیث صحیح اور
مصل ہے۔

باب اور احادیث ذیل سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے اور ہم جو تلاوت کرتے ہیں یہ ہمارا
فعل ہے جو فعل ہونے کی حیثیت سے مخلوق ہے۔ کلام الہی ہر وقت اور ہر حالت میں کلام الہی ہے جو غیر مخلوق ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ مائدہ میں فرمانا

۴۶- باب قولِ اللَّهِ تَعَالَى:

”اے رسول! تیرے پروردگار کی طرف سے جو تجھ پر اترا اس کو (بے
کھٹکے) لوگوں کو پہنچا دے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے (جیسے) اللہ کا
پیغام نہیں پہنچایا۔“ اور زہری نے کہا اللہ کی طرف سے پیغام بھیجتا اور
اس کے رسول پر اللہ کا پیغام پہنچاتا اور ہمارے اوپر اس کا تسلیم کرنا ہے
اور سورۃ جن میں فرمایا ”اس لیے کہ وہ پیغمبر جان لے کہ فرشتوں نے
اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا“ اور سورۃ اعراف میں (نوح اور ہود کی
زبانوں سے) فرمایا ”میں تم کو اپنے مالک کے پیغامات پہنچاتا ہوں“ اور
کعب بن مالک جب آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر غزوہ تبوک میں پیچھے
رہ گئے تھے انہوں نے کہا عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ لَمَّا يَبْلُغْ رِسَالَتَهُ﴾
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الرِّسَالَةُ
وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا
التَّسْلِيمُ، وَقَالَ: ﴿لَيَعْلَمَنَّ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا
رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أُبَلِّغُكُمْ
رِسَالَاتِ رَبِّي﴾، وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ
حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿وَسَيَرَى اللَّهُ
عَمَلَكُمْ وَرَسُولَهُ﴾ وَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِذَا

دیکھ لے گا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب تجھ کو کسی کا کام اچھا لگے تو یوں کہہ کہ عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارا کام دیکھ لیں گے، کسی کا نیک عمل تجھ کو دھوکا میں نہ ڈالے اور معمر نے کہا سورہ بقرہ میں یہ جو فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ تو کتاب سے مراد قرآن ہے وہ ہدایت کرنے والا ہے یعنی سچا راستہ بتانے والا ہے پرہیزگاروں کو۔ ”جیسے سورہ ممتحنہ میں فرمایا۔ ”یہ اللہ کا حکم ہے اس میں کوئی شک نہیں“ یعنی بلاشک یہ اللہ کی اتاری ہوئی آیات ہیں یعنی قرآن کی نشانیاں (مطلب یہ ہے کہ دونوں آیات میں ذالک سے مراد ہے) اس کی مثال یہ ہے جیسے سورہ یونس میں وجہ بن بہم سے وجہ بن بکم مراد ہے اور انس نے کہا آنحضرت ﷺ نے ان کے ماموں حرام بن ثلحان کو ان کی قوم بنی عامر کی طرف بھیجا۔ حرام نے ان سے کہا کیا تم مجھ کو امان دو گے کہ میں آنحضرت ﷺ کا پیغام تم کو پہنچا دوں اور ان سے باتیں کرنے لگے۔

اغْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلٍ أَمْرِي فَقُلْ: ((اعْمَلُوا فَيَسِيرِي اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ))، وَلَا يَسْتَحْفِظُكَ أَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ: «ذَلِكَ الْكِتَابُ» هَذَا الْقُرْآنُ «هُدًى لِّلْبَاقِينَ» بَيَانٌ وَذِلَالَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: «ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ» هَذَا حُكْمُ اللَّهِ لَا رَيْبَ فِيهِ لَا شَكَّ بِلِكِّ آيَاتِ اللَّهِ يَعْنِي هَذِهِ أَغْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ «حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ» يَعْنِي بِكُمْ، وَقَالَ أَنَسٌ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهُ حَرَامًا إِلَى قَوْمِهِ وَقَالَ: أَتُؤْمِنُونِي أَبْلُغُ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلُوا يُحَدِّثُهُمْ.

تشریح اس باب سے غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ اللہ کا پیغام یعنی قرآن غیر مخلوق ہے لیکن اس کا پہنچانا اس کا سننا یہ رسول کریم ﷺ کا فعل ہے۔ اسی لیے اللہ نے اسی کے خلاف کے لیے فان لم تفعل میں فعل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ قرآن مجید کا غیر مخلوق ہونا امت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ان لوگوں سے متعلق ہے جو بظاہر قرآن کے بڑے قاری اور نمازی تھے مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے باغی ہو کر ان کے قتل پر مستعد ہوئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا مطلب یہی ہے کہ کسی کی ایک آدھ اچھی بات دیکھ کر یہ اعتقاد نہ کر لینا چاہیے کہ وہ اچھا آدمی ہے بلکہ اخلاق اور عمل کے لحاظ سے اس کی اچھی طرح سے جانچ کر لینی چاہیے۔

(۷۵۳۰) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن جعفر الرقی نے بیان کیا، ان سے معمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن عبد اللہ ثقفی نے بیان کیا، ان سے بکر بن عبد اللہ مزنی اور زیاد بن جبیر بن حیہ نے بیان کیا، ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (ایران کی فوج کے سامنے) کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے رب کے پیغامات میں سے یہ پیغام پہنچایا کہ ہم میں سے جو (فی سبیل اللہ) قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔

۷۵۳۰- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِيِّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَزْنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيرَةُ: أَخْبَرَنَا نَبِيْنَا ﷺ، عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا، أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. [راجع: ۳۱۵۹]

(۷۵۳۱) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان

۷۵۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ،

ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے، ان سے شعبی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر کوئی تم سے یہ بیان کرتا ہے کہ محمد ﷺ نے کوئی چیز چھپائی (دوسری سند) اور محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے شعبی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وحی میں سے کچھ چھپا لیا تو اس کی تصدیق نہ کرنا (وہ جھوٹا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ”اے رسول! پہنچا دیجئے وہ پیغام جو آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو آپ نے اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا۔“

(۷۵۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالکل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت میں کسی کو بھی سا جھی بناؤ حالانکہ تمہیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں اس کی تصدیق میں قرآن نازل فرمایا ”اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود باطل کو نہیں پکارتے اور جو کسی ایسے کی جان نہیں لیتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے سوا حق کے اور جو زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ سے بھر جائے گا۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ، كَتَمَ شَيْئًا؟ وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقُهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ﴾. [راجع: ۳۲۳۴]

۷۵۳۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحَبِيلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى؟ قَالَ: ((أَنْ تَدْعُو اللَّهَ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ فَخَالَتَا أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ﴾ الآية.

[راجع: ۴۴۷۷]

تشیع کے شیعہ ایک دوزخ کا نالہ ہے وہ اس میں ڈالا جائے گا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ دو قسم کی تھی۔ ایک تو یہ کہ خاص قرآن کی جو آیتیں اتریں وہ آپ لوگوں کو سناتے دوسرے قرآن سے جو تم نکال کر آپ بیان کرتے پھر آپ کے استنباط ارشاد کے مطابق قرآن میں صاف صاف وہی اللہ کی طرف سے اتارا جاتا۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ آل عمران میں یوں فرمانا

”اے رسول! کہہ دے اچھا توراۃ لاؤ اسے پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو“ اور آنحضرت ﷺ کا یوں فرمانا کہ توراۃ والے توراۃ دیئے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انجیل والے انجیل دیئے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا۔ تم قرآن دیئے گئے تم نے اس پر عمل کیا اور ابورزین نے کہا یتلونه حق تلاوتہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اس پر جیسا عمل کرنا چاہیئے ویسا عمل کرتے ہیں تو تلاوت کرنا ایک عمل ٹھہرا۔ عرب کہتے ہیں یتلی یعنی پڑھا جاتا ہے اور کہتے ہیں فلاں شخص کی تلاوت یا قرأت اچھی ہے اور قرآن میں سورہ واقعہ میں ہے لایمسہ الا المطہرون۔ یعنی قرآن کا مزہ وہی پائیں گے اس کا فائدہ وہی اٹھائیں گے جو کفر سے پاک یعنی قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن کو اسکے حق کے ساتھ وہی اٹھائے گا جس کو آخرت پر یقین ہو گا کیونکہ سورہ جمعہ میں فرمایا ان لوگوں کی مثال جن سے توراۃ اٹھائی گئی پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا (اس پر عمل نہیں کیا) ایسی ہے جیسے گدھے کی مثال جس پر کتابیں لدی ہوں۔ جن لوگوں نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا ان کی ایسی ہی بری گت ہے اور اللہ ایسے شریر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا اور آنحضرت ﷺ نے اسلام اور ایمان دونوں کو مکمل فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے اپنا وہ زیادہ امید کا عمل بیان کرو جس کو تم نے اسلام کے زمانہ میں کیا ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اسلام کے زمانہ میں اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ میں نے جب وضو کیا تو اسکے بعد تحیۃ الوضو کی دو رکعت نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر وہ حج جس کے بعد گناہ نہ ہو۔

(۷۵۳۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں یونس نے خبر دی انہیں زہری نے

۴۷- باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿قُلْ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا﴾ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعْطَيْتُ أَهْلَ التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ، فَعَمِلُوا بِهَا وَأَعْطَيْتُ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ، وَأَعْطَيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ)) وَقَالَ أَبُو رَزِينٍ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ يَتَّبِعُونَهُ وَيَعْمَلُونَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ، يُقَالُ يُتْلَى: يُقْرَأُ حَسَنَ التَّلَاوَةِ حَسَنَ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ.

لَا يَمْسُهُ: لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِنَسٍ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ وَسَمِعِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ عَمَلًا، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ: ((أَخْبِرْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ؟)) قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ ((إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مُبْرُورٌ)).

۷۵۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ،

انہیں سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ امتوں کے مقابلہ میں تمہارا وجود ایسا ہے جیسے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت۔ اہل توریت کو توریت دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا اور وہ عاجز ہو گئے۔ پھر انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو گیا۔ تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے۔ اس پر اہل کتاب نے کہا کہ یہ ہم سے عمل میں کم ہیں اور اجر میں زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارا حق دینے میں کوئی ظلم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں دوں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَنَا بَقَاؤُكُمْ فَيَمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، أَوْتِيَ أَهْلُ التَّوَارَةِ التَّوَارَةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ، ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أَوْتِيَ أَهْلُ الْأَنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ، فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَّتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أَوْتِيَهُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَعْطَيْتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: هَؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللَّهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا قَالَ: فَهُوَ فَضْلِي أَوْتِيَهُ مَنْ

أَشَاءُ)). [راجع: ۵۵۷]

تَشْرِیح یعنی بہ نسبت یہود اور نصاریٰ کے دونوں کو ملا کر مسلمانوں کا وقت بہت کم تھا جس میں انہوں نے کام کیا کیونکہ کہاں صبح سے لے کر عصر تک، کہاں عصر سے سورج ڈوبنے تک، اب حنفیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ نے نماز کو عمل کہا

۴۸- باب وَاسْمِ النَّبِيِّ ﷺ

اور فرمایا کہ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں

الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ : ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَفْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)).

تَشْرِیح اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جب بغیر قرأت فاتحہ کے نماز درست نہ ہوگی تو نماز کا جزو اعظم قرأت فاتحہ ہوا اور آنحضرت ﷺ نے دوسری حدیث میں نماز کو عمل فرمایا تو قرأت بھی ایک عمل ہوگی۔

(۷۵۳۴) مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ولید بن میزبان نے (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عباد بن یعقوب اسدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو عباد بن العوام نے خبر دی، انہیں شیبانی نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے

۷۵۳۴- حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْوَلِيدِ وَحَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْغَزَّارِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور والدین کے ساتھ نیک معاملہ کرنا، پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

باب سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ آدم زادول کا کچا

پیدا کیا گیا ہے

جب اس پر کوئی مصیبت آئی تو آہ و زاری کرنے لگ جاتا ہے اور جب راحت ملتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔ ہلو عا بمعنی ضجورا۔ بے صبرا۔

اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جیسا اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے ویسے ہی اس کی صفات اور اخلاق کا بھی خالق ہے اور جب صفات و اخلاق کا بھی خالق خدا ہوا تو اس کے افعال کا بھی خالق وہی ہو گا اور معتزلہ کا رد ہوا۔

(۷۵۳۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے عمرو بن تغلب بن عمار نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مال آیا اور آپ نے اس میں سے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہیں دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس پر کچھ لوگ ناراض ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا اور جسے نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جسے دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی ہے اور دوسرے لوگوں پر اعتماد کرتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو بے نیازی اور بھلائی عطا فرمائی ہے۔ انہیں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہیں۔ عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اس کلمہ کے مقابلہ میں مجھے لال لال اونٹ ملے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

باب نبی کریم ﷺ کا اپنے رب سے

روایت کرنا

(۷۵۳۶) مجھ سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو زید سعید بن ربیع ہروی نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا

رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ لَوْفَتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ۵۲۷]

۴۹- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا﴾

﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ هَلُوعًا ضَجُورًا.

۷۵۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، مَالٌ فَأَعْطَى قَوْمًا وَمَنْعَ آخَرِينَ، فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوا فَقَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَذْغُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدْغُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ النِّجَازِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ)) فَقَالَ عَمْرُو: مَا أَحَبُّ إِلَيَّ بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حُمْرُ النَّعَمِ. [راجع: ۹۲۳]

۵۰- باب ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ

وَرَوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

۷۵۳۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ الْهَرَوِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ

کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے ایک باشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں اور جب بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آجاتا ہوں۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے غرض یہ ہے کہ اس کے عمل سے کہیں زیادہ ثواب دیتا ہوں۔

(۷۵۳۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے تمیمی نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جب بندہ مجھ سے ایک باشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور معتمر نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے تھے۔

(۷۵۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے، اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ پروردگار نے فرمایا ہر گناہ کا ایک کفارہ ہے (جس سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے) اور روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بڑھ کر ہے۔

(۷۵۳۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو العالیہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار سے

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا أَنَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)).

۷۵۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى عَنْ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا)). [راجع: ۷۴۰۵]

وَقَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ. حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

۷۵۳۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ: ((لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ، وَالصُّومُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ)).

[راجع: ۱۸۹۴]

اس حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے۔

۷۵۳۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ

روایت کیا پروردگار نے فرمایا کہ کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور آپ نے یونس کو ان کے باپ کی طرف نسبت دی۔

[راجع: ۳۳۹۵]

اللہ سے آنحضرت ﷺ کا خود براہ راست روایت کرنا یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۷۵۴۰) ہم سے احمد بن ابی سرح نے بیان کیا، کہا ہم کو شبابہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے، ان سے عبد اللہ بن مغفل مزی بنیہ نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ایک اونٹنی پر سوار تھے اور سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے یا سورۃ الفتح میں سے کچھ آیات پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس میں ترجیع کی۔ شعبہ نے کہا یہ حدیث بیان کر کے معاویہ نے اس طرح آواز دہرا کر قرأت کی جیسے عبد اللہ بن مغفل کیا کرتے تھے اور معاویہ نے کہا اگر مجھ کو اس کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پاس جمع ہو کر ہجوم کریں گے تو میں اسی طرح آواز دہرا کر قرأت کرتا جس طرح عبد اللہ بن مغفل نے آنحضرت ﷺ کی طرح آواز دہرانے کو نقل کیا تھا۔ شعبہ نے کہا میں نے معاویہ سے پوچھا ابن مغفل کیوں کر آواز دہراتے تھے؟ انہوں نے کہا آ آ آ تین تین بار مد کے ساتھ آواز دہراتے تھے۔

[راجع: ۴۲۸۱]

آواز کو دہرا دہرا کر پہلے پت پھر بلند آواز سے پڑھنا ترجیع کہلاتا ہے۔

باب تورات اور اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی تفسیر اور ترجمہ عربی وغیرہ میں کرنے کا جائز ہونا
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ ”پس تم تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔“

(۷۵۴۱) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور اسے پڑھا۔ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل کی جانب۔ پھر یہ آیت لکھی تھی کہ اے

قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)) وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

۷۵۴۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمَزْنِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ: فَرَجَعَ لَهَا قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَخْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغْفَلٍ وَقَالَ: لَوْ لَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَعْتُ كَمَا رَجَعَ ابْنُ مُغْفَلٍ يَخْكِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ: كَيْفَ كَانَ تَرْجِيعُهُ؟ قَالَ: عَا عَا عَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۵۱- بَاب مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَاتْلُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾.

۷۵۴۱- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ وَهِيَ أَهْلُ الْكِتَابِ

تَعَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ﴿۷﴾ کتاب والو! اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں یکساں مانی جاتی ہے آخر الآیۃ. [راجع: ۷]

اس سے امام بخاری نے ترجمہ کا جواز نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے ہر قل کو عربی زبان میں خط لکھا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ ہر قل عربی نہیں سمجھتا اور اس لیے اس نے ترجمان کو بلایا تو گویا آپ نے ترجمہ کی اجازت دی۔ اس باب سے حضرت امام بخاری نے ان بیوقوفوں کا رد کیا جو آسمانی کتابوں یا اور دوسری کتابوں مثلاً حدیث کی کتابوں کا ترجمہ دوسری زبان میں کرنا بہتر نہیں جانتے اور اس آیت سے اس پر اس طرح استدلال کیا کہ تورات اصل عبرانی زبان میں تھی اور عربوں کو لا کر سنانے کا جو اللہ نے حکم دیا تو یقیناً اس کا مطلب یہ ہو گا کہ عربی میں ترجمہ کر کے سناؤ کیونکہ عرب لوگ عبرانی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ترجمہ اور تفسیر کے جواز پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(۷۵۴۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ اس کی تکذیب، بلکہ کہو کہ ہم اللہ اور اس کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لائے۔ الآیہ۔

۷۵۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُثْمَانُ بْنُ غَمْرٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَأُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكْذِبُوهُمْ)) وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ ﴿۷﴾ الآیۃ. [راجع: ۴۴۸۵]

باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں تو ان کی کتاب کا ترجمہ بھی وہی ہو گا جو اللہ کی طرف سے اترا۔ امام بیہقی نے کہا کہ اللہ کا کلام باختلاف لغات مختلف نہیں ہوتا۔

(۷۵۴۳) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت لائے گئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم ان کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کا منہ کالا کر کے انہیں رسوا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر توریت لاؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر تم سچے ہو چنانچہ وہ (توریت) لائے اور ایک شخص سے جس پر وہ مطمئن تھے کہا کہ اے عور! پڑھو۔ چنانچہ اس نے پڑھا اور جب اس کے ایک مقام پر پہنچا تو

۷۵۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ غَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بَرَجَلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِّلْيَهُودِ: ((مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا؟)) قَالُوا: نُسَخِّمُ وَجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ: ((فَاتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ)) فَجَاءُوا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِّنْ يَّرِضُونَ يَا اَعُوْزُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ

اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ، جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس میں آیت رجم بالکل واضح طور پر موجود تھی، اس نے کہا۔ اے محمد! ان پر رجم کا حکم تو واقعی ہے لیکن ہم اسے آپس میں چھپاتے ہیں۔ چنانچہ دونوں رجم کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھکا پڑتا تھا۔

اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آنحضرت ﷺ عبرانی زبان نہیں جانتے تھے پھر جو آپ نے حکم دیا کہ توراۃ لا کر سناؤ۔ گویا ترجمہ کرنے کی اجازت دی۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ قرآن کا جید حافظ قیامت کے دن لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہو گا جو عزت والے اور خدا کے تابعدار ہیں اور یہ فرمانا کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

قرآن مجید کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ جاننے اور الفاظ کے ساتھ اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے اور اچھی رقت آمیز آواز سے اس کو پڑھنے والا قرآن مجید کا ماہر کہا جاسکتا ہے۔ اسی کی فضیلت بیان ہو رہی ہے۔ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی یہی غرض ہے کہ تلاوت یا حفظ کئی طرح پر ہے کوئی جید کوئی غیر جید کوئی خوش آوازی کے ساتھ کوئی بد آوازی کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تلاوت اور حفظ قاری کی صفت ہے اور یہ مخلوق ہے۔

(۷۵۴۴) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اچھی آواز سے پڑھنے پر نبی کے قرآن مجید کو سنتا ہے۔

مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلَوَّحُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلَكِنَّا نَكْتُمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِيءُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ۱۳۲۹]

۵۲- باب قول النبي ﷺ: ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ سَفَرَةٍ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَزَيْنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ)).

۷۵۴۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لَشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ)).

[راجع: ۵۰۲۳]

(۷۵۴۵) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی عائشہ رضی اللہ عنہ کی بات کے سلسلہ میں جب تممت لگانے والوں نے ان پر تممت لگائی تھی اور ان راویوں میں سے ہر ایک نے واقعہ کا ایک ایک حصہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بتایا

۷۵۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا، وَكُلُّ حَدَّثَنِي

پھر میں روتے روتے اپنے بستر پر لیٹ گئی اور مجھے یقین تھا کہ جب میں اس تمہت سے بری ہوں تو اللہ تعالیٰ میری برأت کرے گا، لیکن واللہ! اس کا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی جن کی قیامت تک تلاوت کی جائے گی اور میرے خیال میں میری حیثیت اس سے بہت کم تھی کہ اللہ میرے بارے میں پاک کلام نازل فرمائے جس کی تلاوت ہو اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیت نازل کی ”بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے تمہت لگائی“ پوری دس آیتوں تک۔

(۷۵۴۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسمر نے، ان سے عدی بن ثابت نے، میرا یقین ہے کہ انہوں نے براء بن عازبؓ سے نقل کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ عشاء کی نماز میں والتین والزیتون پڑھ رہے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ بہترین آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں سنا۔

حضرت براء بن عازبؓ ابو عمارہ انصاری حارثی ہیں۔ انہوں نے سنہ ۲۴ھ میں رے کو فتح کیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ نہروان میں شریک ہوئے۔ یہ زمانہ مصعب بن زبیر کوفہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۷۵۴۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو بثر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپ کر تبلیغ کرتے تھے تو قرآن بلند آواز سے پڑھتے۔ مشرکین جب سنتے تو قرآن کو برا بھلا کہتے اور اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ”اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو اور نہ بہت پست۔“

(۷۵۴۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ان سے

طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ : فَاصْطَبَجْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينِيذٍ أَغْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ اللَّهَ يُبْرِئُنِي وَلَكِنَّ اللَّهَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحَيَّا يُتْلَى وَلِشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرُ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرِ يُتْلَى، وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا. [راجع: ۲۵۹۳]

۷۵۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مُسْمَرٌ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَرَاهُ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ ﴿وَالَّذِينَ وَالزَّيْتُونَ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ. [راجع: ۷۶۶۷]

۷۵۴۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ، وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سُبُوحَ الْقُرْآنِ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافْ﴾ بِهَا. [راجع: ۴۷۲۲]

۷۵۴۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ

کہا میرا خیال ہے کہ تم بکریوں کو اور جنگل کو پسند کرتے ہو۔ پس جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو بلند آواز کے ساتھ دو کیونکہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچے گی اور اسے جن و انس اور دوسری جو چیزیں بھی سنیں گی وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

عَنْهُ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ
فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَادْنَتْ
لِلصَّلَاةِ فَارْفَعِ صَوْتَكَ بِاللَّذَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ
مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنَّ وَلَا إِنْسَ وَلَا
شَيْءَ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۶۰۹]

شیخ اس باب کی پہلی حدیث میں قرآن کو اچھی آواز سے زنت دینے کا دوسری حدیث میں اس کی تلاوت کا تیسری حدیث میں قرأت کی عمدگی خوش آوازی کا چوتھی حدیث میں قرأت بلند یا پست آواز سے کرنے کا پانچویں حدیث میں اذان بلند آواز سے دینے کا بیان ہے۔ ان سب احادیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے۔ قرأت ان صفات سے متصف ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری کی صفت اور مخلوق ہے برخلاف قرآن کے کہ وہ اللہ کا کلام اور غیر مخلوق ہے۔

۷۵۴۹- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي
حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ. [راجع: ۲۹۷]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسلام میں مشہور ترین خاتون حرم محترم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بہت سے مناقب ہیں۔ بتاریخ ۱۷/ رمضان سنہ ۵۷ھ میں منگل کی رات میں انتقال فرمایا اور رات ہی کو بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ رضی اللہ عنہ

۵۳- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

وہ پڑھو جو تم سے آسانی سے ہو سکے (یعنی نماز میں)

۷۵۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا
الْثَّيْبِيُّ، عَنْ غَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي
عُرْوَةُ أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا
سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ
هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي
حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ،
فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ

﴿فَافْرُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

ہمیں نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ نماز ہی میں ان پر میں بلہ کر

دوں لیکن میں نے صبر سے کام لیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی گردن میں اپنی چادر کا پھندہ لگا دیا اور ان سے کہا تمہیں یہ سورت اس طرح کس نے پڑھائی جسے میں نے ابھی تم سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول کریم ﷺ نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تم جھوٹے ہو، مجھے خود آنحضرت ﷺ نے اس سے مختلف قرأت سکھائی ہے جو تم پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص کو سورۃ الفرقان اس طرح پڑھتے سنا جو آپ نے مجھے نہیں سکھائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ ہشام! تم پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے وہی قرأت پڑھی جو میں ان سے سن چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اے عمر! اب تم پڑھو! میں نے اس قرأت کے مطابق پڑھا جو آپ نے مجھے سکھائی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح بھی نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن عرب کی سات بولیوں پر اتارا گیا ہے۔ پس تمہیں جس قرأت میں سہولت ہو پڑھو۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے اور قرآن اور چیز ہے اس لیے قرأت میں اختلاف ہو سکتا ہے جیسے عمر بٹھڑ اور ہشام بٹھڑ کی قرأت میں ہوا۔ مگر قرآن میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ قرأت قرآن میں سب سے زیادہ آسان سورۃ فاتحہ ہے۔ لہذا وہ بھی اس میں داخل ہے۔ یہ بھی مطلب ہے کہ جہاں سے قرآن مجید یاد ہو وہاں سے قرأت کر سکتے ہو اور جتنا آسانی سے قرأت کر سکو اتنا ہی قرأت کرو۔ امام کو خاص ہدایت ہے کہ وہ قرأت کے وقت مقتدیوں کا ضرور لحاظ رکھے۔

باب سورۃ قمر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان

”اور ہم نے قرآن مجید کو سمجھنے یا یاد کرنے کے لیے آسان کیا ہے“ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر شخص کے لیے وہی امر آسان کیا گیا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ”میسر“ بمعنی تیار کیا گیا (آسان کیا گیا) اور مجاہد نے کہا کہ ”یسرنا القرآن بلسانک“ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی قرأت کو تیری زبان میں آسان کر دیا۔ یعنی اس کا پڑھنا تجھ پر آسان کر دیا۔ اور مطر الوراق نے کہا کہ ”ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر“ کا مطلب یہ ہے کہ کیا کوئی شخص ہے جو علم

اللہ ﷻ قُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقَرَّنِيهَا فَقَالَ ((أَرْسِلْهُ أَقْرَأْ يَا هِشَامُ)) فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)) فَقَرَأْتُ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ: ((كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْزَفٍ فَأَقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۵۴- باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مُيسِّرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) يُقَالُ مُيسِّرٌ: مُهِيًّا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوْنًا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ. وَقَالَ مَطَرُ الْوَرَّاقِ: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ قَالَ: هَلْ مِنْ طَالِبٍ عِلْمٍ فَيَعَانِ

عَلَيْهِ؟

قرآن کی خواہش رکھتا ہو پھر اللہ اس کی مدد نہ کرے؟
(۷۵۵۱) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے، ان سے یزید نے کہ مجھ سے مطرف بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے عمران بن ہشام نے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے والے کس لیے عمل کرتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کے لیے اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

یعنی جس کی قسمت میں جنت ہے اس کو خود بخود اعمال خیر کی توفیق ہوگی وہ نیک کاموں میں راغب ہوگا اور جس کی تقدیر میں دوزخ ہے اس کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں کی رغبت ہوگی۔ یہ دونوں احادیث اوپر مگرز چکی ہیں۔ یہاں لفظ تیسیر کی مناسبت سے ان کو لائے۔

(۷۵۵۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور اور اعمش نے، انہوں نے سعد بن عبیہ سے سنا، انہوں نے ابو عبد الرحمن اسلمی سے اور انہوں نے علی بن ہشام سے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے۔ پھر آپ نے ایک لکڑی لی اور اس سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جہنم میں یا جنت میں لکھنا نہ چاچکا ہو۔ صحابہ نے کہا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کے لیے اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جس شخص نے بخشش کی اور تقویٰ اختیار کیا۔ آخر آیت تک۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بروج میں فرمانا

”بلکہ وہ عظیم قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔“ اور سورہ طور میں فرمایا۔ ”اور طور پہاڑ کی قسم اور کتاب کی قسم جو مسطور ہے۔“ قتادہ نے کہا مسطور کے معنی لکھی گئی اور اسی سے ہے یسطرون یعنی لکھتے ہیں۔ فی ام الكتاب یعنی مجموعی اصل کتاب میں یہ جو سورہ ق میں فرمایا ما یلفظ من قول اس کا معنی یہ ہے کہ جو بات وہ منہ سے نکالتا ہے اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نیکی اور بدی یہ فرشتہ لکھتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ

۷۵۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ يَزِيدُ: حَدَّثَنِي مَطْرَفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: ((كُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ)). [راجع: ۶۵۹۶]

یعنی جس کی قسمت میں جنت ہے اس کو خود بخود اعمال خیر کی توفیق ہوگی وہ نیک کاموں میں راغب ہوگا اور جس کی تقدیر میں دوزخ ہے اس کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں کی رغبت ہوگی۔ یہ دونوں احادیث اوپر مگرز چکی ہیں۔ یہاں لفظ تیسیر کی مناسبت سے ان کو لائے۔

۷۵۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوا: أَلَا تَنْكِلُ؟ قَالَ: ((اْعْمَلُوا فَلَ كُلُّ مَيْسَرٍ)) (فَأَمَّا مَنْ أَغْطَى وَاتَّقَى)) (الآيَةُ).

[راجع: ۱۳۶۲]

۵۵- باب قول الله تعالى:

﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾
﴿وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مُسْتَوٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ:
مَكْتُوبٌ يَسْطُرُونَ: يَخْطُونَ فِي أُمَّ
الْكِتَابِ جُمْلَةُ الْكِتَابِ وَأَصْلُهُ ﴿مَا يَلْفِظُ
مِنْ قَوْلٍ﴾ مَا يَنْكَلُمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ
عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُكْتَبُ الْخَيْرُ
وَالشَّرُّ يُحْرَفُونَ: يُزِيلُونَ، وَلَيْسَ أَحَدٌ

لفظوں کو اپنے ٹھکانوں سے ہٹا دیتے ہیں کیونکہ اللہ کی کتاب میں سے کوئی لفظ بالکل نکال ڈالنا یہ کسی سے نہیں ہو سکتا مگر اس میں تحریف کرتے ہیں یعنی ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو اس کے اصلی معنی نہیں ہیں۔ وان کنا عن دراستهم میں دراست سے تلاوت مراد ہے واعیہ جو سورہ حاقہ میں ہے یاد رکھنے والا۔ تعیہا یعنی یاد رکھے اور یہ جو (سورہ یونس میں ہے) واوحی الی هذا القرآن لانذرکم بہ میں کم سے خطاب مکہ والوں کو ہے ومن بلغ سے دوسرے تمام جہان کے لوگ ان سب کو یہ قرآن ڈرانے والا ہے۔

امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا۔

(۷۵۵۳) کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے ابورافع سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب خلقت کا پیدا کرنا ٹھہرا چکا (یا جب خلقت پیدا کر چکا) تو اس نے عرش کے اوپر اپنے پاس ایک کتاب لکھ کر رکھی اس میں یوں ہے میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یا میرے غصے سے آگے بڑھ چکی ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب باب خلق افعال العباد میں کہا کہ قرآن مجید یاد کیا جاتا ہے، لکھا جاتا ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے۔ مگر کافذ سیاسی اور جلد یہ سب چیزیں مخلوق ہیں۔ مضمون باب میں کتب سابقہ کی تحریف کا ذکر ہے آج کل جو نئے تورات و انجیل کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں ان میں تحریف لفظی اور معنوی ہر دو طرح سے موجود ہے۔ اسی لیے اس پر اجماع ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ اور اشتغال مضبوط الایمان لوگوں کے لیے جائز ہے جو ان کا رد کرنے اور جواب دینے کے لیے پڑھیں۔ آخر میں لوح محفوظ کا ذکر ہے۔ لوح محفوظ عرش کے پاس ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صفات افعال جیسے رحم اور غضب وغیرہ یہ حادث ہیں ورنہ قدیم میں سابقیت اور مسبوقیت نہیں ہو سکتا۔

(۷۵۵۳) مجھ سے محمد بن غالب نے بیان کیا، ان سے محمد بن اسماعیل بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابورافع نے حدیث بیان کی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ

يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَكِنْهُمْ يُحَرِّفُونَهُ يَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ وَاعِيَّةٌ: حَافِظَةٌ وَتَعْيِيهَا تَحْفَظُهَا وَأَوْحِي إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ ﴿لَا نَذِيرُكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هَذَا الْقُرْآنَ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ بْنُ خِيَاطٍ:

۷۵۵۳- حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ - أَوْ قَالَ - سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)).

[راجع: ۳۱۹۴]

تَشْرِيحُ ۷۵۵۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ایک مکتوب لکھا کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ یہ اس کے پاس عرش کے اوپر لکھا ہوا ہے۔

((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ، إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)).

[راجع: ۳۱۹۴]

اگلی روایت میں یہ گزرا کہ خلقت پیدا کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی تو دونوں میں اختلاف ہوا۔ اس کا جواب یہی دیا ہے کہ قضی الخلق سے یہی مراد ہے کہ پہلے خلقت کا پیدا کرنا ٹھان لیا اگر یہ مراد ہو کہ پیدا کر چکا تب بھی موافقت اس طرح ہوگی کہ اس حدیث میں پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھنے سے یہ مراد ہے کہ کتاب لکھنے کا ارادہ کیا سو وہ تو اللہ تعالیٰ ازل میں کر چکا تھا اور خلقت پیدا کرنے سے پہلے وہ موجود تھا۔

تفسیر

۵۶- باب قول الله تعالى:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِينَ: أَحْيَا مَا خَلَقْتُمْ ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَبِيبًا، وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَّ اللَّهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ وَسَمَّى النَّبِيَّ ﷺ الْإِيمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ: وَأَبُو هُرَيْرَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، وَقَالَ: جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالَ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَرْنَا بِحَمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَمَلًا.

باب سورۃ صافات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو۔“ اور سورۃ قمر میں فرمایا ”بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔“ اور مصوروں سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اس میں جان ڈالو۔ اور سورۃ اعراف میں فرمایا ”بلاشبہ تمہارا مالک اللہ وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر زمین آسمان بنا کر تخت پر چڑھا۔ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے۔ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ ہاں سن لو! اسی نے سب کچھ بنایا اسی کا حکم چلتا ہے۔ اللہ کی ذات، بہت بابرکت ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ اللہ نے امر کو خلق سے الگ کیا تب تو یوں فرمایا۔ اور نبی کریم ﷺ نے ایمان کو بھی عمل کہا۔ ابوذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”یہ بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔“ قبیلہ عبد القیس کے وفد نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہمیں آپ چند ایسے جامع اعمال بتادیں جن پر اگر ہم عمل کر لیں تو جنت میں داخل ہو سکیں تو آنحضرت ﷺ نے انہیں ایمان، شہادت، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ نے ان سب چیزوں کو عمل قرار

دیا۔

تشیع باب کے ذیل میں ذکر کردہ آیات اور احادیث سے اہلحدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اور اس کے افعال دونوں اللہ کے مخلوق ہیں کیونکہ خالق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے فرمایا هل من خالق غیر اللہ اور امام بخاری خلق افعال العباد میں یہ حدیث لائے ہیں۔ ان اللہ یصنع کل صانع وصنعتہ یعنی اللہ ہی ہر کارگر اور اس کی کار بناتا ہے اور رد ہوا معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ کا جو بندے کو اپنے افعال کا خالق بتاتے ہیں۔

(۷۵۵۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے عبد الوہاب نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ اور قاسم تمیمی نے، ان سے زہد بن زہد نے بیان کیا کہ اس قبیلہ جرم اور اشعریوں میں محبت اور بھائی چارہ کا معاملہ تھا۔ ایک مرتبہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ ان کے ہاں ایک بنی تیمم اللہ کا بھی شخص تھا۔ غالباً وہ عرب کے غلام لوگوں میں سے تھا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا ہے اور اسی وقت سے قسم کھالی کہ اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! میں تم سے اس کے متعلق ایک حدیث رسول کریم ﷺ کی بیان کرتا ہوں۔ میں آنحضرت ﷺ کے پاس اشعریوں کے کچھ افراد کو لے کر حاضر ہوا اور ہم نے آپ سے سواری مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں تمہارے لیے سواری کا انتظام نہیں کر سکتا، نہ میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جسے میں تمہیں سواری کے لیے دوں۔ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس مال غنیمت میں سے کچھ اونٹ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ہمارے متعلق پوچھا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ:۔، ہمیں پانچ عمدہ اونٹ دینے کا حکم دیا۔ ہم انہیں لے کر چلے تو ہم نے اپنے عمل کے متعلق سوچا کہ آنحضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہیں دیں گے اور نہ آپ کے پاس کوئی ایسا جانور ہے جو ہمیں سواری کے لیے دیں۔ ہم نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں واللہ! ہم کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ ہم واپس آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ سے

۷۵۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ زَهْدِ بْنِ زَهْدٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرَمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وَدُّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرْبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيهِ لَحْمٌ دَجَاجٍ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمَمٍ اللَّهُ كَانَهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدَرْتُهُ، فَحَلَفْتُ لَا أَكُلُهُ فَقَالَ: هَلُمَّ فَلَا حَدَثُكَ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ قَالَ: وَاللَّهِ لَا أُحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أُحْمِلُكُمْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَنِي إِبِلٍ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالَ: أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ؟ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرٍّ الذُّرَى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا، ثُمَّ حَمَلْنَا تَفَقَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْنِهِ وَاللَّهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: فَقَالَ: ((لَسْتُ أَنَا أُحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ،

صورت حال کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ سواری نہیں دے رہا ہوں بلکہ اللہ دے رہا ہے۔ واللہ! میں اگر کوئی قسم کھا لیتا ہوں اور پھر بھلائی اس کے خلاف میں دیکھتا ہوں تو میں وہی کرتا ہوں جس میں بھلائی ہوتی ہے اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى نَزْهًا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)).

[راجع: ۳۱۳۳]

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ یہاں اس لیے لائے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب تو آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

(۷۵۵۶) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ان سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابو جرہ ضبعی نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے مشرکین حاکم ہیں اور ہم آپ کے پاس صرف باحرمت مہینوں میں ہی آسکتے ہیں۔ اس لیے آپ کچھ ایسے جامع احکام ہمیں بتا دیجئے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو جنت میں جائیں اور ان کی طرف ان لوگوں کو دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار کاموں کا حکم دیتا ہوں اور چار کاموں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں ایمان باللہ کا حکم دیتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ یہ اس کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینے کا حکم دیتا ہوں اور تمہیں چار کاموں سے روکتا ہوں۔ یہ کہ کدو کی توہنی اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن اور روغنی برتنوں اور سبز لکھی برتنوں میں مت پیا کرو۔

۷۵۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو جَرْمَةَ الصُّبُعِيُّ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: قَدِمَ وَفَدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرٍ حُرْمٍ فَمُرْنَا بِجَمَلٍ مِنَ الْأُمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ: ((أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمْرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَتَعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسُ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ)). [راجع: ۵۳]

یہاں حضرت امام بخاری اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس میں ایمان کو عمل فرمایا تو ایمان بھی اور اعمال کی طرح مخلوق الہی ہو گا۔

(۷۵۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تصویروں کو بنانے والوں پر قیامت میں

۷۵۵۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ

هَذِهِ الصُّورُ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ : اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ؟))۔ [راجع: ۲۱۰۵]

عذاب ہو گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ۔

مراد وہ لوگ ہیں جو تصویریں بنانا حلال جان کر بنائیں وہ کافر ہی ہوں گے۔ بعضوں نے کہا یہ بطور زجر کے ہے کیونکہ مسلمان ہمیشہ کے لیے عذاب میں نہیں رہ سکتا۔

۷۵۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ؟))۔ [راجع: ۵۹۰۱]

(۷۵۵۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، ان سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت میں عذاب ہو گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اسے زندہ بھی کرو۔

۷۵۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذُرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً))۔ [راجع: ۵۹۰۳]

(۷۵۵۹) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ان سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرہ نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس شخص سے حد سے تجاوز کرنے والا اور کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے۔ ذرا وہ چنے کا دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں یا گیہوں کا ایک دانہ یا جو کا ایک دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں۔

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حیوان بنانا تو بہت مشکل ہے بھلا نباتات ہی کی قسم سے جو حیوان سے ادنیٰ تر ہے کوئی دانہ یا پھل بنا دیں۔ جب نباتات بھی نہیں بنا سکتے تو بھلا حیوان کیا بنائیں گے۔

۵۷- باب قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتِهِمْ وَتَلَاوتِهِمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

باب فاسق اور منافق کی تلاوت کا بیان اور اس کا بیان کہ ان کی آواز اور ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں

اترتی

اس باب کو لا کر امام بخاری نے وہی مسئلہ ثابت کیا کہ تلاوت قرآن کے مغائر ہے جب تو تلاوت تلاوت میں فرق وارد ہے کیا معنی منافق اور فاسق کی تلاوت کو فرمایا کہ وہ حلق کے نیچے نہیں اترتی۔ بس تلاوت مخلوق ہوگی اور قرآن غیر مخلوق ہے۔

۷۵۶۰- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي

(۷۵۶۰) ہم سے ہدیہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ترجیح کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور وہ مومن جو نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں اور اس فاسق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے مردہ کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہے اور جو فاسق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا ہے اور کوئی خوشبو بھی نہیں۔

مُوسَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالْثَمَرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْخَنْزَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا)).

[راجع: ۵۰۲۰]

تشریح قرآن شریف اپنی جگہ پر اللہ کا کلام غیر مخلوق اور بہتر ہے مگر اس کے پڑھنے والوں کے عمل و اخلاق کی بنا پر وہ ریحان اور اندرائن کے پھلوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ مومن مخلص کے قرآن شریف پڑھنے کا فعل خوشبو دار ریحان کی طرح ہے اور منافق کے قرآن شریف پڑھنے کا فعل اندرائن کے پھل کی طرح ہے۔ پس قرآن شریف اللہ کا کلام غیر مخلوق اور مومن و منافق کا تلاوت کرنا ان کا فعل ہے جو فعل ہونے کے طور پر مخلوق ہے۔ ایسا ہی خارجیوں کے قرآن شریف پڑھنے کا حل ہے جو حدیث ذیل میں بیان ہو رہا ہے۔ ان کا یہ فعل مخلوق ہے۔ کتب خلق افعال العباد کا یہی خلاصہ ہے کہ بندوں کے افعال سب مخلوق ہیں۔ جن کا خالق اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

(۷۵۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور جھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید ایلے نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ بعض ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صحیح بات وہ ہے جسے شیطان فرشتوں سے سن کر یاد رکھ لیتا ہے اور پھر اسے مرغی کے کٹ کٹ کرنے کی طرح (کاہنوں) کے کانوں میں ڈال

۷۵۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ أَبِي رَافَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلَ أَنَسُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْكَاهِنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلَّكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُؤُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، كَقَرَّةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلُطُونَ

دیتا ہے اور یہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملائے ہیں۔

فِيهِ أَكْثَرُ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ))۔

[راجع: ۳۲: ۱۷]

تشیخ اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ کاہن کبھی شیطان کے ذریعہ سے اللہ کا کلام اڑا لیتا ہے لیکن اس کا بیان کرنا یعنی تلاوت کرنا برا ہے منافق کی تلاوت کی طرح اسی طرح شیطان کا تلاوت کرنا حالانکہ فرشتے جو اس کلام کی تلاوت کرتے ہیں وہ اچھی ہے تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن سے مغاڑ ہے۔

(۷۵۲۲) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ممدی بن میمون ازدی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن سیرین سے سنا، ان سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آ سکتے۔ یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آ جائے۔ پوچھا گیا کہ ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔

۷۵۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ)) قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: ((سِيمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ - أَوْ قَالَ - التَّنْسِيْدُ))۔

تشیخ عراق مدینہ سے مشرق کی طرف ہے وہاں سے خارجی نکلے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی۔

حدیث قرن الشیطان والی اصلی معنوں میں : جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے سمجھنے کا ملکہ ہے اور جو حدیث شریف کے نکات و دقائق اور رموز سے کماحقہ واقف اور آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پاک پر مغز اور مختصر ہوتا ہے کیونکہ خیر الکلام ما قل ودل کلام کی غولی یہی ہے کہ مختصر ہو لیکن مکمل اور پراز مطالب ہو۔

اس اصول کو مد نظر رکھ کر اب احادیث ذیل پر غور کرنے سے حقیقت امر ظاہر ہو جائے گی اور طالبان حق پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرق کی جانب رخ فرماتے ہوئے جس فتنہ اور جس شر اور زلزلہ کے خطرات سے ہمیں اطلاع دی دراصل اس اشارہ کا مشار الیہ عراق اور ہندوستان ہے۔ کیونکہ عراق تو فتنوں اور شرارتوں کی وجہ سے وہ نام پیدا کر چکا ہے کہ شاید ہی دنیائے اسلام کے ممالک میں کوئی ایسا بدترین فتنہ خیر ملک ہو۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بصرہ کے ذکر پر فرمایا کہ بھا خسف وقذف ورجف وقوم بیسوتون و یصبحون قردة و خنازیر (ابوداؤد) یعنی یہاں کے لوگ ایسے شریر اور بد اعمال ہوں گے اور ایسے قتلون المزاج، بزدل اور ڈھل مل یقین اور ناقابل اعتماد و اعتبار ہوں گے کہ رات کو کچھ خیالات لے کر سوئیں گے اور دن کو کچھ اور ہی بن کر اٹھیں گے، بندر اور سور ہوں گے۔

یا تو علوات میں دیوٹ، بے غیرت اور مکار، یا شکل و شبہت میں۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عراق کے لئے دعائے

فرمائی حالانکہ آپ کو بار بار توجہ بھی دلائی گئی کہ حضور! ہماری وہاں سے بہت سی حاجتیں اور ضرورتیں ہیں۔ بلکہ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے اس ملک کی غداری و فتن پروری کے متعلق کھری کھری باتیں فرمادیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا في مدينتنا. اللهم بارك لنا في شامنا. اللهم بارك لنا في يمننا. فقال رجل يا رسول الله! فالعراق فان فيها ميرتنا وفيها حاجتنا فسكت ثم اعاد عليه فسكت فقال بها يطلع قرن الشيطان و هناك الزلازل والفتن (کنز العمال، جلد: ہفتم / ص: ۶۶)

حضرت حسن راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور شام و یمن کے لئے دعائے برکت فرمائی تو ایک صحابی دست بستہ عرض کرنے لگا۔ حضور ﷺ عراق کے لئے بھی دعا فرمائیے کیونکہ وہ ملک ہمارے پڑوس ہی میں ہے اور ہم وہاں سے غلہ لاتے ہیں اور تجارت وغیرہ اور بہت سے ہمارے کاروبار اس ملک سے رہتے ہیں تو آپ خاموش رہے۔ جب اس شخص نے با اصرار عرض کیا تو حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس ملک سے شیطان کا سینگ طلوع ہو گا اور فتنے اور فساد ایسے ہوں گے جن سے امت مرحومہ کے افراد میں ایک زلزلہ سا پیدا ہو جائے گا تو چونکہ رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر صحابہ کے ذہن نشین کرا دیا تھا کہ عراق ہی منشاء فتن اور باعث فساد فی الامت ہو گا اس لیے یہی وجہ ہے کہ وہ (صحابہ) اور ان کے بعد والے لوگ اور شارحین حدیث جو اپنی وسیع النظری اور تجربہ علمی اور معلومات کی بنا پر نجد والی حدیث کا اصلی مطلب سمجھ کر عوام کے سامنے پیش کرتے رہے اور انہوں نے ”نجد“ ملک عراق کو قرار دیا۔ جو دراصل ہے بھی۔

میں حیران ہوں کہ آج کل کے لوگ کس قدر تنگ خیال اور متعصب واقع ہوئے ہیں کہ ذرا سے اختلاف پر رافضیوں کی سی تبرا بازی پر اتر آتے ہیں اور اپنی اصلیت سے بے خبر ہو کر مومنین قاتین و صالحین پر لعنتیں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ انہی کا ہم خیال شیخ دحلان اپنی کتاب کے ص ۳۶ پر لکھتا ہے۔

”ایسے امر کے سبب سے جس کا ثبوت براہین سے ہے اہل اسلام کی تکفیر پر اقدام کیسے ہو سکتا ہے (تو پھر کیوں کرتے ہو۔ آہ یقولون بافواہم مالیس فی قلوبہم) حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارے گا تو ان میں سے ایک پر یہ بات لوٹے گی۔ اگر وہ ایسا ہے جب تو اس پر پڑے گی ورنہ کہنے والے پر۔ اس بارہ میں احتیاط واجب ہے۔ اہل قبلہ میں سے کسی پر حکم کفر ایسے ہی امر کے باعث کیا جائے جو واضح اور قاطع ہو (الدار السنیہ فی ردالوہابیہ اردو ص ۳۶)

میں متعجب ہوں کہ اتنی بین صراحت کے ہوتے ہوئے پھر یہ لوگ کیوں ”نجد ہائے نجد“ پکارتے ہوئے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور ان کے جانشینوں کو کوس رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو کہ جو نجد فتنوں کا باعث ہے حقیقت میں وہ عراق ہی ہے اور جو مشرق ہے وہ ہندوستان میں ”دارالتکفیر“ بریلی ہے۔ کنز العمال میں ”اماکن مذمومہ“ کے تحت میں آتا ہے۔ مسند عمر ابی مجاز قال اراد عمر ان لا یدع مصر ایمن الامصار الا اتاہ فقال له کعب لا تاتی العراق فان فیہ تسعة اعشار الشر (کنز العمال) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت کعب نے عرض کیا کہ آپ ہر جگہ جائیں لیکن عراق کی طرف نہ جائیں کیونکہ وہاں تو نو حصے برائی اور شر موجود ہے۔“

(۲) عن ابی یزید قال قدم علينا عمر ابن الخطاب فقال انی ارید ان اتی العراق فقال له کعب الاحبار اعیزک باللہ یا امیر المومنین من ذلک قال و ماتکره من ذلک قال بها تسعة اعشار الشر وکل داء عضال و عصاة الجن و هاروت و ماروت و بهایا خل ابلیس دلفرخ۔

ابو اور یس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں سے پھر عراق جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا، یا امیر المؤمنین! خدا کی پناہ وہاں جانے کا خیال تک نہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے براہ استیجاب اس

مخالفت اور کراہت عراق کا سبب پوچھا تو حضرت کعبؓ نے جواب میں عرض کیا کہ حضور وہاں تو نو صے شر اور فساد ہے۔ سخت سخت بیاریاں اور سرکش اور گمراہ کن جن، ہاروت و ماروت ہیں اور وہی شیطان کا مرکز ہے اور اسی جگہ اس نے اٹھنے بچنے دے رکھے ہیں۔“

اللہ اللہ کس قدر پر مغز کلام ہے جو کھلے کھلے اور صاف الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ”بہا یطلع قرن الشیطان و ہناک الزلازل والفتن“ کی صاف صاف صراحت کر رہے ہیں۔

اگر خود علم نہیں تھا تو کسی اہل علم ہی سے اس حدیث کی تشریح اور مطلب پوچھ لیتے، ماشاء اللہ بجناب اور ہندوستان میں ہزاروں علماء اہل حدیث موجود ہیں۔ (کثر اللہ سوادہم و عم فیوضہم) اور پھر اس کو تاہ نظری پر فخر کرتے ہوئے یہ لوگ شارحین حدیث رحمہم اللہ تعالیٰ! جمعین پر لے دے کرتے اور ان پر اعتراضات کرتے اور آوازے کتے ہیں۔

اب ان تصریحات کے ہوتے ہوئے پھر نجد ہی کو قرن الشیطان کا مطلع رٹے جانا کون سا انصاف اور کہاں کی عقل مندی ہے جب کہ مطالعہ حدیث سے یہ صاف صاف علم ہو چکا ہے کہ قنہ اور شر اور قرن الشیطان عراق ہی سے طلوع ہوں گے جہاں بصرہ بغداد اور کوفہ وغیرہ شہر ہیں۔

قابل غور بات : یہ ہے کہ ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ نجد کے لوگوں یعنی بنو حنیملہ کی تعریف و توصیف فرماتے ہیں اور ان کو غیور مجاہدین اور عقلمند کا خطاب دے رہے ہیں۔ مسند ابی ہریرۃ ذکرت القباہل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ فما تقول فی تمیم قال (صلی اللہ علیہ وسلم) یا بنی اللہ لتمیم الإخیرا۔ اثبت الاقدام عظام الہام رجح الاحلام ہفتہ حمراء لا یضر من ناواھا اشد الناس علی الدجال اخر الزمان (رجالہ ثقات) (کنز العمال، ج: ۶، ص: ۴۳۳)

”یعنی رسول اللہ کے سامنے قبائل عرب کا ذکر ہو رہا تھا۔ پہلے ہوازن اور بنو عامر کا تذکرہ آیا پھر لوگوں نے بنی حنیملہ کے متعلق استفسار کیا تو حضور ﷺ نے الفاظ ذیل میں ان کی تعریف و تحکیم ظاہر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے بہتری کو اس قوم کے لئے واجب کر دیا (اللہ اللہ) یہ لوگ (یعنی نجدی) غیر متزلزل طبائع کے مالک، بڑے سروالے عقل مند با تدبیر مکمل سیاست داں اور سرخ نیلہ والے ہیں۔ کوئی طاقت خواہ کتنی ہی چیخ پکار کرے اور ان کے برخلاف ہر چند پروپیگنڈا پھیلائے ان کا ہاں بھی بیکا نہیں کر سکے گی۔ ہاں ہاں وہ اخیر زمانہ کے دجال پر جو لوگ ان کے برخلاف نہایت متعصب اور ضدی بد اخلاق ہوں گے اور جھگڑا لو اسلام کے دشمن اور فتنہ دوز ہوں گے نہایت سختی سے شعائر اسلام کی پابندی کرتے ہوئے باوجود ہزاروں دھمکیوں اور گیدڑ دھمکیوں کے غالب رہیں گے۔ و ظہر امر اللہ و ہم کارہون۔ یعنی اخیر زمانہ میں دجال کے مقابل بڑے مضبوط اور نہ ڈرنے والے لوگ ہوں گے۔ ولا یخافون لومة لائم۔“

غور فرمائیے کہ اخیر زمانہ میں جب کہ حقیقی اسلام کی تعلیم دنیا میں مت کم ہو گی، جہل و باطل، کفر و شرک، پیر پرستی اور قبہ پرستی عام ہو گی۔ قدم قدم پر ایک آدمی لغزش کھائے گا۔ بصبیح مومنا و یسمی کافرا اور وہ زمانہ ہو گا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ یعنی ”اس وقت جو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے ان میں کا ہر ایک درجہ میں سو شہید کے برابر ہو گا۔“ غور کریں کہ ایسے زمانے میں جن لوگوں کی رسول اللہ ﷺ تعریف فرمائیں کہ اخیر زمانہ میں دجال پر بہت سخت ہوں گے۔ بھلا اللہ کے ہاں ان کی کہاں تک قدر ہو گی اور وہ کس عالی رتبہ کے لوگ ہوں گے۔

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے اور ہر ایک مخالف مطابق اس بات کا قائل ہے کہ موجودہ اہل نجد اور مجدد اسلام شیخ محمد بن عبد الوہاب نور اللہ مرقدہ بنی تمیم ہی سے ہیں۔ اور اب موجودہ سلطان ایہ اللہ بنصرہ اور ان کی قوم نجدی بھی بنی تمیم ہی سے ہیں ان کا زبردست معانہ دحلان لکھتا ہے کہ ”یہ بات صراحت سے معلوم ہو چکی ہے کہ یہ مفرور (یعنی محمد بن عبد الوہاب رحمہ) تمیم سے ہے۔“ اور سید علوی جلاء الظلام میں لکھتا ہے۔ ”یہ مفرور محمد بن عبد الوہاب قبیلہ بنی تمیم سے ہے۔ نیز مولوی قطب الدین فرنگی محل لکھنؤ والے بھی

اپنے رسالہ ”آشوب نجد“ میں تسلیم کرتے ہیں کہ ”شیخ محمد بن عبد الوہاب انار اللہ برہانہ قبیلہ بنی تمیم میں سے ہیں“ اس کے علاوہ تاریخی طور پر بھی یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نجدی قوم بنی تمیم میں سے ہے۔ ان حالات کے بعد غور فرمائیے کہ حدیث میں اس قوم کو رسول اللہ ﷺ نے کس بلند پایہ کی قوم فرمایا کہ :

عن ابی ہریرۃ قال ما زلت احب بنی تمیم منذ ثلاث سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقول فیہم ہم اشہد امتی علی الدجال و قال وجاءت صدقاتہم فقال هذه صدقات قومنا و كانت سببۃ منهم عند عائشۃ فقال اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل (بخاری احمدی) ص : ۴۴۵

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ یہ لوگ میری تمام امت میں سے دجال پر سخت ہوں گے۔

(۲) جب بنو تمیم کی زکوٰۃ کا مال جمع ہو کر آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج ہماری قوم کے صدقات آئے ہیں۔

(۳) یہ لوگ (نجدی) اولاد اسماعیل ﷺ میں سے ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نجدی لونڈی تھی۔ رسول

اللہ ﷺ کو جب علم ہوا آپ نے فرمایا اے عائشہ ! اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ اولاد اسماعیل ﷺ سے ہے۔“

اب غور فرمائیں کہ ایک طرف تو آنحضور ﷺ نے نجدیوں کو اولاد اسماعیل سے فرمایا۔ یکے مسلمان، عقل مند، مدبر اور سیاست

کا خطاب دیا۔ وہاں کے لوگوں کو جنت کی بشارت دی۔ جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اهل نجد فاذا هو یسنل عن

الاسلام فقال صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذه

یعنی ایک نجدی نے رسول اللہ ﷺ سے چند سوالات کئے اور ان کے جوابات تسلی بخش پا کر جب جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اس نجدی کو دیکھ لے۔

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اسی زبان سے رسول اللہ ﷺ اس قوم کی مذمت فرمائیں اور اس قوم کو قرن الشیطان سے تعبیر فرمائیں اور

ان کے لئے دعائے فرمائیں (خدا ارا انصاف) کہ ان رسمی خفیوں بریلویوں، رضائیوں، دیداریوں اور جماعتیوں (ہداهم اللہ الی صراط

مستقیم) نے رسول اللہ ﷺ کی یہی عزت اور یہی قدر کی کہ پبلک کے سامنے عیاں کر دیا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ

اللہ) ایک طرف تو ایک شخص کی منہ پر تعریف فرماتے تھے اور جب وہ چلا جاتا پھر مذمت اور اس کے لئے بددعا۔ آہ ثم آہ۔ فمالہؤلاء

القوم لا یکادون یفقهون حدیثا۔ (انصاف۔ انصاف)

باب سورۃ انبیاء میں اللہ کا فرمان

۵۸- باب قول اللہ تعالیٰ :

”اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے اور آدمیوں کے

اعمال اور اقوال ان میں تو لے جائیں گے۔ مجاہد نے کہا کہ قسطاس کا

لفظ جو قرآن شریف میں آیا ہے رومی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی

ترازو کے ہیں قسط بالکسر مصدر ہے مقسط کا، مقسط کے معنی عادل

اور منصف کے ہیں اور سورۃ جن میں جو قاسطون کا لفظ آیا ہے وہ

قسط کی جمع ہے مراد ظالم اور گنہگار ہیں۔

﴿وَنُصْغُ الْمَوَازِينَ، الْقِسْطُ لَيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلُهُمْ يَوْزَنُ، وَقَالَ:

مُجَاهِدٌ: الْقِسْطُ سِوَةُ الْعَدْلِ بِالرُّومِيَّةِ وَيُقَالُ

الْقِسْطُ: مَصْنُوعٌ الْقِسْطِ وَهُوَ الْعَادِلُ،

وَأَمَّا الْقَاسِطُ: فَهُوَ الْجَائِرُ.

تفسیر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں میزان یعنی اعمال کے تولے جانے کا اثبات کیا ہے۔ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ یہ افعال یا اقوال خود تولے جائیں گے یا ان کے دفتر۔

بعضوں نے کہا کہ قیامت میں اعمال اور افعال مجسم نظر آئیں گے تو ان کے خود تولے سے کیا مانع ہے۔ میزان کے ثبوت میں ہمت سی

آیات اور احادیث ہیں جیسے والوزن یومئذ الحق اور فمن ثقلت موازينه وغیرہ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وحکی حنبل بن اسحاق فی کتاب السنة من احمد بن حنبل انه قال رداً علی من انکر المیزان مامعناہ قال اللہ و نضع الموازين القسط لیوم القيامة و ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم المیزان یوم القيامة فمن رد علی النبی ﷺ فقد رد علی اللہ عزوجل۔ یعنی حضرت امام احمد بن حنبل نے منکرین میزان کے رد میں فرمایا کہ پھر اس ارشاد الہی کا کیا معنی ہے کہ ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور نبی کریم ﷺ نے قیامت کے دن میزان کا ذکر فرمایا پس جس نے میزان کا انکار کر کے خود رسول کریم ﷺ کے ارشاد کو رد کیا اس نے اللہ عزوجل کے ارشاد کو بھی جھٹلایا۔ الغرض میزان کا وقوع قیامت کے دن حق اور سچ ہے۔ لفظ قسط قاف کے کسرہ کے ساتھ انصاف کے معنی میں ہے جس سے مقسط ہے جس کے معنی عادل کے ہیں اور قسط قاف کے زبر کے ساتھ معنی میں ظلم اور جور کے ہے جس سے لفظ قاسطون سورہ جن میں وارد ہوا ہے جس کے معنی ظالمون کے ہیں۔ قسطاس المستقیم ق کے زیر کے ساتھ اور پیش کے ساتھ وقری بہما فی المشہور یعنی مشہور قرأت میں اسے دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ قلت اما ان یکون من القسط بالکسر و اما ان یکون من القسط بالفتح الذی ہو بمعنی الجور (فتح الباری) والحق عند اهل السنة ان الاعمال حینئذ تجسد او تجعل فی اجسام فتصیر اعمال الطائعتین فی صورہ حسنہ و اعمال المسنین فی صورہ قبیحہ ثم توزن و رجح القرطبی ان الذی یوزن الصحائف التی تکتب فیہا الاعمال و نقل عن ابن عمر قال توزن صحائف الاعمال قال اذا ثبت هذا فالصحف اجسام فیرتفع الاشکال بقویہ حدیث البطاقة الذی اخرجه الترمذی و حسنہ والحاکم و صححہ و فیہ فتوضع السجلات فی کفة و البطاقة فی کفة انتہی و الصحیح ان الاعمال ہی التی توزن و قد اخرج ابوداؤد و الترمذی و صححہ ابن حبان عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوزن فی المیزان یوم القيامة من خلق حسن الخ (فتح الباری ج ۲: ۲/ ص ۸۰۲)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک حق یہی ہے کہ اعمال اس دن جسم اختیار کر لیں گے۔ پس نیک کاروں کے اعمال حسنہ بہترین خوبصورت شکل اختیار کر لیں گے اور بدکاروں کے اعمال بری صورت اختیار کر لیں گے۔ قرطبی نے اسے ترجیح دی ہے کہ اعمال کے صحائف تولے جائیں گے جن میں وہ اعمال لکھے ہوئے ہوں گے۔ قرطبی نے کہا کہ پس جب یہ ثابت ہوا تو رفع اشکال اس طرح ہے کہ صحائف اجسام اختیار کر لیں گے اور حدیث بطاقہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ پس دفاتر اعمال ترازو میں رکھے جائیں گے۔ جو ایک پلڑے میں ہو گا۔ جس میں کلمہ طیبہ لکھا ہو گا اور وہ سجلات پر غالب آجائے گا اور صحیح یہی ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ میزان میں سب سے زیادہ وزن دار بندے کے اخلاق حسنہ ہوں گے۔

قال شيخنا سراج الدين البلقيني في كلامه على مناسبة ابواب صحيح البخاري الذي نقلته عنه في اواخر المقدمة لما كان اصل المعصمة اولاً و اخراً هو توحيد الله فختتم بكتاب التوحيد و كان آخر الامور التي يظهر بها المفلح من الخاسر نقل ثقل الموازين و خفتها فجعله آخر تراجم الكتاب فيه الحديث الاعمال بالنيات و ذالك في الدنيا و ختم بان الاعمال توزن يوم القيامة و اشار الى انه انما ينقل منها ما كان بالنية الخالصة لله تعالى و في الحديث الذي ذكره ترغيب و تخفيف و حث على الذكر المذكور لمحبة الرحمن له و الخفة بالنسبة لما يتعلق بالعمل و الثقل بالنسبة لاطهار الثواب و جاء ترتيب هذا الحديث على اسلوب عظيم و هو ان حب الرب سابق و ذكر العبد و خفة الذكر على لسانه قال ثم بين ما فيها من الثواب العظيم النافع يوم القيامة انتهي ملخصاً

یعنی ہمارے شیخ سراج الدین بلقینی نے کہا کہ صحیح بخاری کے ابواب کی مناسبت جسے میں نے اپنے اوآخر مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان

میں اول و آخر عصمت (پاکیزگی) کو ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی اصل اللہ کی توحید ہے۔ اسی لئے آپ نے کتاب کو کتاب التوحید پر ختم کیا اور آخر امر جس سے ناجی و غیر ناجی میں فرق ہو گا وہ روز حشر میں میزان کا بھاری اور ہلکا ہونا ہے اس کو اسی لئے کتاب کا آخری باب قرار دیا۔ پس حدیث انما الاعمال بالنیات سے کتاب کو شروع فرمایا اور نیتوں کا تعلق دنیا سے ہے اور اس پر ختم کیا کہ اعمال قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے اس میں ادھر اشارہ ہے کہ وہی اعمال خیر میزان حشر میں وزنی ہوں گے جو خالص نیت کے ساتھ رضائے الہی کے لئے کئے گئے اور حدیث جو اس باب کے تحت مذکور ہوئی اس میں ترغیب ہے اور تخفیف بھی ہے اور اس میں ذکر مذکور کی محبت رحمٰن کے لئے رغبت دلاتا ہے اور عمل کی نسبت سے اس میں ہلکا پن بھی ہے کہ مختصر سے الفاظ پر ثواب عظیم اور وزن کثیر کا ذکر ہے اور اس حدیث کی ترتیب بھی ایک بہترین اسلوب کے ساتھ رکھی گئی کہ رب تبارک و تعالیٰ کی محبت ان ہلکے الفاظ کو پورے طور پر حاصل ہے۔ اور بندے کا اللہ کو یاد کرنے کے الفاظ کا زبان پر ہلکا ہونا۔ پھر یہ بیان کہ ان کا ثواب عظیم بندے کو قیامت کے دن کتنا حاصل ہو گا۔

(۷۵۶۳) ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، انہوں نے ابو زرعہ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے۔ وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

۷۵۶۳- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)).

[راجع: ۶۴۰۶]

تشریح کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اس حدیث کو لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ترازو کا اثبات کیا اور آخر کتاب میں اس حدیث کو اس لئے بیان کیا کہ مومن کے معاملات جو دنیا سے متعلق تھے وہ سب وزن اعمال پر ختم ہوں گے اس کے بعد یا دوزخ میں چند روز کے لئے جانا ہے یا بہشت میں ہمیشہ کے لئے رہنا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا کمال ہے کہ آپ نے کتاب کو حدیث انما الاعمال بالنیات سے شروع کیا اس لئے کہ ہر عمل کی مشروعیت نیت ہی سے ہوتی ہے اور نیت ہی پر ثواب ملتا ہے اور اس حدیث پر ختم کیا کیونکہ وزن اعمال کا انتائی نتیجہ ہے۔ غرض حضرت امام بخاری نے اپنی اس کتاب میں عجیب عجیب لطائف اور غرائف رکھے ہیں جو غور کے بعد آپ کی کمال عقل اور دفور فہم اور دقت نظر اور باریکی استنباط پر دلالت کرتے ہیں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام بخاری کی یہ کتاب الجامع الصحیح بتلاتی ہے کہ وہ فن فقہ میں امام الفقہاء اور فن حدیث میں امیر المؤمنین و سید المحدثین تھے۔ روایت اور درایت ہر دو میں امام فن تھے۔ الجامع الصحیح کو کتاب التوحید پر ختم کرنا بھی حضرت امام کی دقت نظر ہے۔ پھر توحید کے ذیل میں اسماء و صفات الہی کا بیان کرنا اور معتزلہ و جہمیہ و قدریہ وغیرہ فرق باطلہ کا رد کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ توحید کا عقیدہ اپنی وسعت کے لحاظ سے از اول تا آخر مسلک سلف کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کتاب و سنت میں اللہ پاک کے لئے جو صفات مذکور ہوئی ہیں ان کو بغیر تاویل و تکلیف بلاچوں و چرا تسلیم کرنا اقتضائے توحید ہے۔ مسئلہ استواء علی العرش نزول و صعود و کلام و سمع و بصر و ید و کف و ساق و وجہ ان سب کے لئے ایک ہی اصول مسلک سلف ہے کہ معنہ معلوم و کیفیتہ مجهول و السؤال عنه بدعہ۔

الغرض کتب التوحید پر الجامع الصالح کو ختم کرنا اور آخر میں الوزن یومئذ الحق کے تحت حدیث کلمتان حبیبان الی الرحمن خفیفان علی اللسان نقیلان فی المیزان الخ پر کتاب کا ختم عقائد حقہ کی تکمیل پر لطیف اشارہ ہے۔ تعجب ہے دور حاضرہ کے ان محققین پر جن کی نگاہوں میں حضرت امام بخاری درایت حدیث سے محض کورے نظر آتے ہیں جو حضرت امام کو مجتہد مطلق تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ سچ ہے۔

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ اردو میں الفاظ کی رعایت کو با محاورہ ترجمہ میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تشریحات کے ماخذ کتب شروح عربی و فارسی و اردو ہیں خاص طور پر مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے ترجمہ و حواشی کو زیادہ سامنے رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سو و نسیان خاصہ انسان ہے اسی لیے حضرات افاضل فن سے چشم غمو بشرط زندگی طبع ثانی میں ان اصلاحات پر پوری توجہ سے کام لوں گا۔

یا اللہ! آج مبارک ترین ساعت رمضان المبارک 1398ھ میں تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاکیزہ مقدس ارشادات گرامی کے اس عظیم ذخیرہ کو ختم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو محض صرف تیرے ہی فضل و کرم کا صدقہ ہے ورنہ میں تیرا حقیر ترین گنہگار بندہ ہرگز اس خدمت کا اہل نہ تھا۔ میں تیرا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ میں محض تیری توفیق اور تیری غیبی نصرت و تائید سے اس عظیم خدمت کی تکمیل ہوئی۔

یا اللہ! تو ہی بہتر جانتا ہے کہ اس خدمت کی انجام دہی میں مجھ سے کہاں کہاں لغزش ہوئی ہوگی، تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی مرضی کے خلاف کہاں کہاں اشہب قلم نے ٹھوکریں کھائی ہوں گی۔ ان سب کے لئے تجھ سے معافی کا امیدوار ہوں بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

یا اللہ! نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس عظیم خدمت کو تیری بارگاہ عالیہ میں پیش کرتا ہوں تو قبول فرما کہ اسے قبول عام عطا کر دے اور جن جن ہاتھوں میں یہ ذخیرہ پہنچے ان کو اسے بغور مطالعہ کرنے اور ہدایات رسول کریم ﷺ پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرما۔

یا اللہ! اس خدمت عظیم کا ثواب امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت سیدنا و مولانا محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو پہنچائیو اور میرے جملہ اساتذہ کرام جن کا تعلق سلسلہ سند کے ساتھ ہے اور جن جن سے مجھ کو رسمی و غیر رسمی طور پر علمی و عملی و روحانی و قلبی فیض حاصل ہوا ہے جو تیری رحمت میں داخل ہو چکے ہیں اور جو بعید حیات موجود ہیں۔ میرے جملہ اکابر علمائے کرام جو حرمین شریفین میں ہوں یا برصغیر ہندو پاک میں ان سب کو اس کے ثواب عظیم سے حصہ وافر بخش دیجیو پھر میرے ماں، باپ، اولاد، اعزہ و اقارب پھر میرے جملہ معاونین کرام و شائقین عظام جن کی فرست تیرے علم میں ہے، ان سب کو اس کا پورا پورا ثواب نہ صرف معاونین کرام بلکہ ان کے والدین اور جملہ بزرگان کو اس کے ثواب میں بھرپور طور پر شرکت عطا فرمائیو۔ ہم سب کو قیامت کے دن اس خدمت کے صلہ میں جنت الفردوس میں داخلہ نصیب کیجیو۔ اور ہم سب کو یا اللہ! اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے دیدار سے مشرف فرمائیو۔ آپ (ﷺ) کے دست مبارک سے جام کوثر اور آپ کی شفاعت کبریٰ بخشش دیجیو۔ اور حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے جلو میں بار بار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں رسائی نصیب کیجیو۔

یا اللہ! مکرر بصد خشوع و خضوع تیرے دربار میں دست و دعا دراز کرتا ہوں کہ میرے جملہ معاونین عظام کو دونوں جہاں کی برکتوں سے مالا مال فرما، وہ معاونین جن کے تعاون سے اس عظیم خدمت کی تکمیل ہوئی ہے۔

یا اللہ! اس مبارک کتاب کا مطالعہ کرنے والے تمام میرے بھائیوں، بنوں کو اس کی قدر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرما اور ان سب کو توفیق دے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں مجھ ناچیز خادم کو مشفقانہ طور پر یاد رکھیں اور میری نجات اور بخشش کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا کریں۔ ربنا نقبل منا انک انت السميع العليم و ب علینا انک انت العواب الرحیم

ضرورت تو نہ تھی مگر بزرگان سلف رحمہم اللہ اجمعین کی اقتداء میں عرض گزار ہوں کہ اس مبارک کتاب کی سند عالیہ پہلے مجھ کو حضرت الاستاذ مولانا ابو محمد عبدالوہاب صاحب ملتانی صدری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ مرحوم کے بعد حضرت الاستاذ مولانا ابو محمد عبدالجبار صاحب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ شکرادہ میوات سے شرف درس حاصل ہوا۔ اللہ آپ کو شفاء کامل عطا فرما کر آپ کے فیوض کا سلسلہ مزید دراز فرمائے (آمین) حضرت کے بعد بیہقی دوراں حضرت الشیخ العلامہ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا جن کے مناقب بیان کرنے سے میری زبان اور قلم قاصر ہے جو بلدہ کراچی کے قبرستان میں آرام فرما رہے ہیں۔ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنة مثواہ (آمین) ان کے بعد مکتہ المکرّمہ میں شیخ الحرمین الشریفین حضرت مولانا الشیخ عبدالحق محدث بھابھوری ثم الہکی سے بہ تقریب حج مبارک ۱۴۲۰ء شرف اجازت حاصل ہوا جس کا پورا عربی متن بخاری شریف کے پارہ ۱۰ کے ساتھ مطبوعہ ہے، اس حج میں رو بروئے کعبہ شریف حضرت مولانا عبدالسلام بستوی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت کر کے شرف تلمذ کیا۔ نمونائے۔

تشبهوا ان لم تكونوا مثلهم ان التشبه بالكرام فلاح

ان جملہ اساتذہ عظام کو بالواسطہ یا بلا واسطہ استاذ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور مرحوم شیخ کو حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ان کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو حضرت حمید اللہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف سند حاصل ہے۔ آگے سند مشہور مطبوعہ حضرت حمید اللہ کی مطبوعات میں موجود ہے۔

اولئک آبائی فجنتی بمثلهم اذا جمعنا باجمیر المجمع

اللہ پاک محشر میں جملہ بزرگان سلف صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و اخر

دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ آمین ثم امین و رحمہم اللہ عبدالحق قال آمینا۔ تاریخ تحریر ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

مقیم حال جامع اہل حدیث بلدہ دارالسرور بنگلور حرمہم اللہ الی یوم النشور

